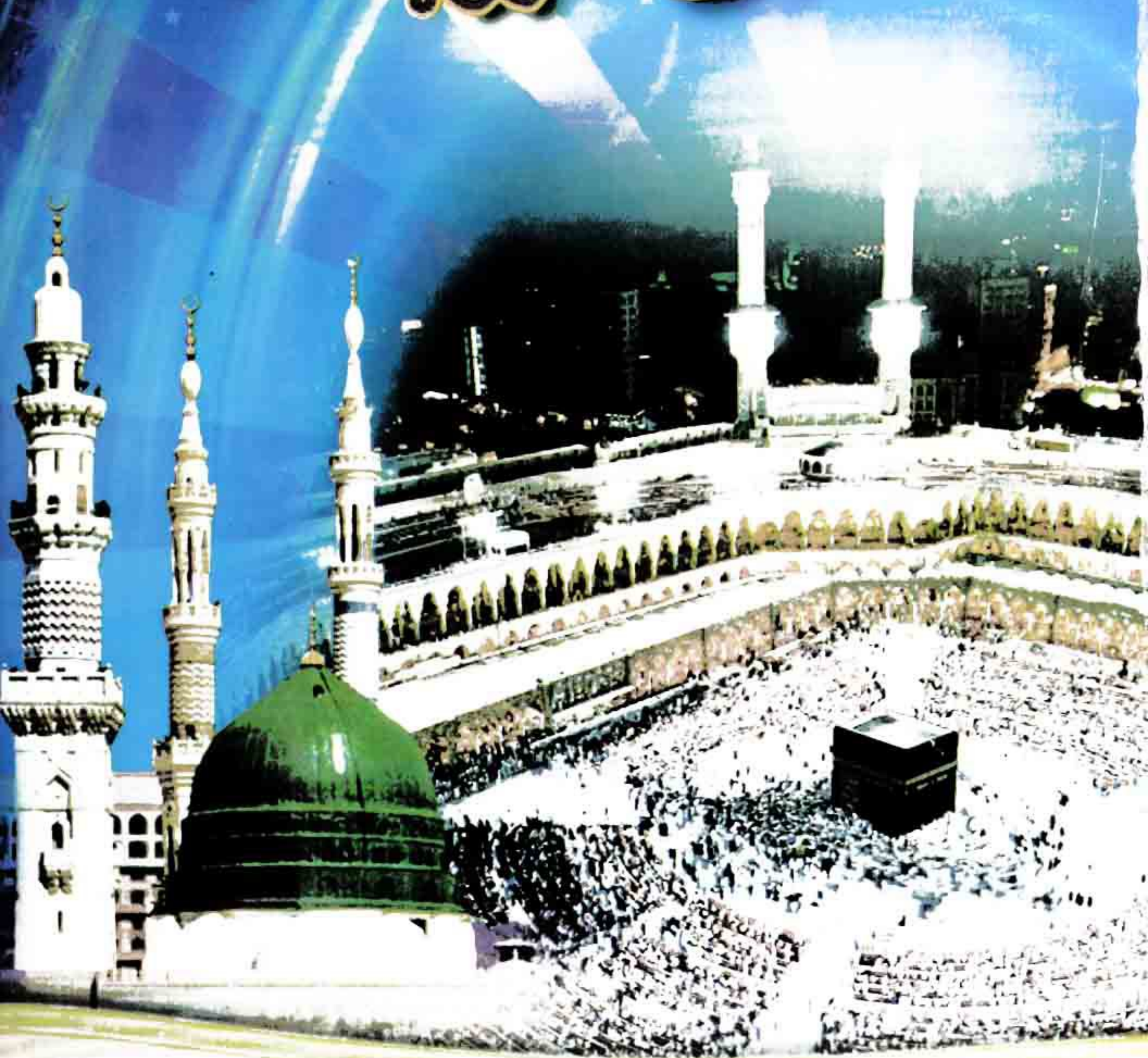


ہفتہ بھر کے دنوں اور بارہ مہینوں کے فضائل اور ان کے خواص



فضائل اسلام



ہمارے خولہ صورت اور مشترک

چوبہ جلدیں

قرآنی واعظ

مواظظ رضویہ

خطبات باقی

خطبہ ہر ماہ الیچ جلاوطن باقی

اخلاق و تہذیب

قرآنی زیور

حضرت علامہ مولانا نور محمد قادری حشری بریلوی

مناجیح

علمی جواہر پائے

مؤلف: علامہ محمد صدیق نقوی

طیب نبوی

پاکستان کی
قلمی عیادت

گلزار قرآن

شرح و تفسیر آیت

الاسرار والمعراج

مکتبہ دارالافتاء دارالعلوم اسلامیہ

پاکستان



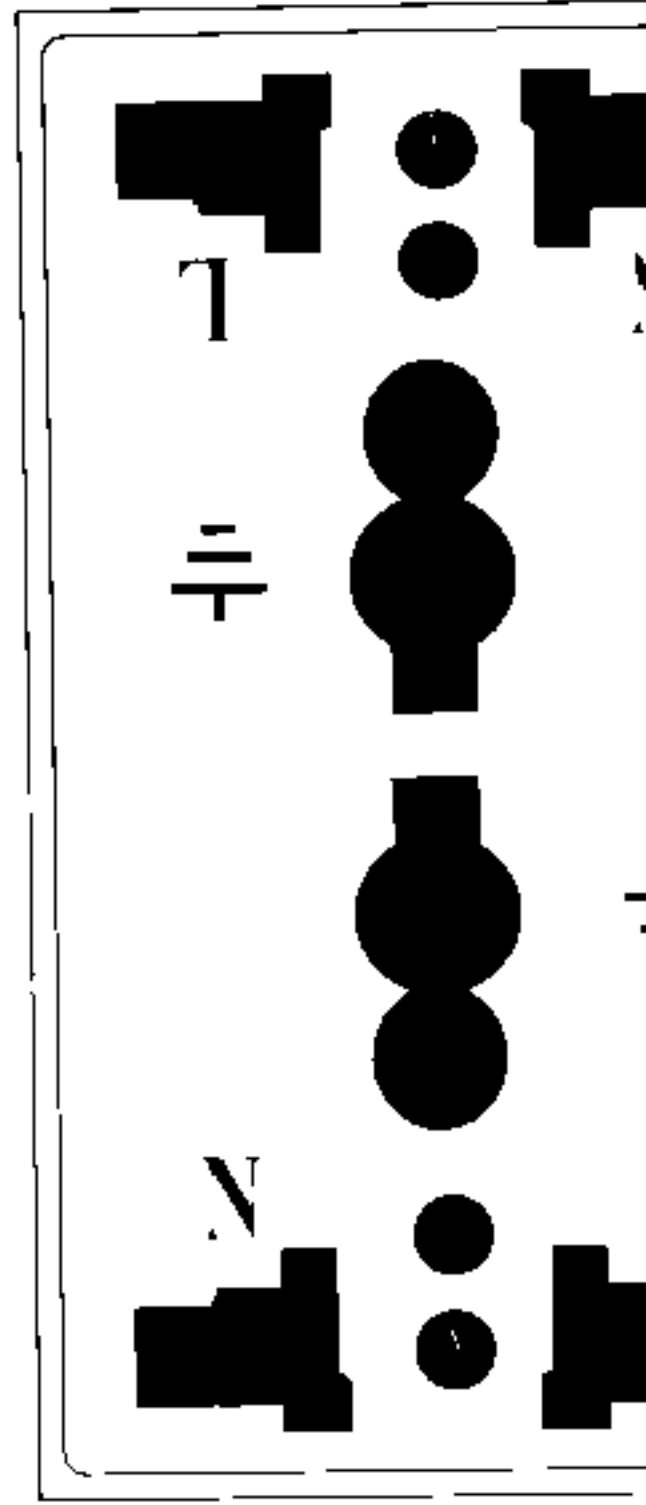
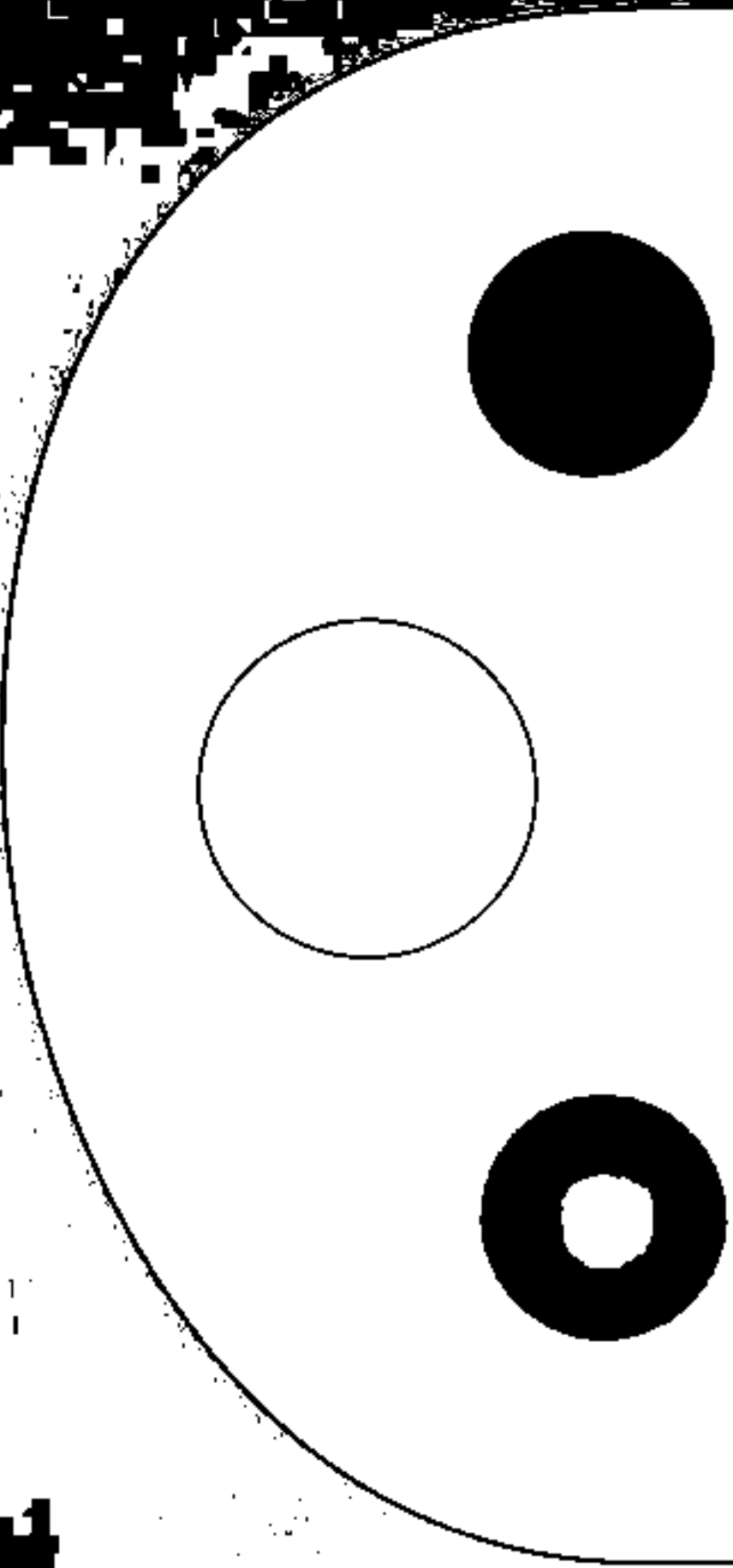
SINGAPORE

V-80000

Future

SCOTT
com

Marfat.com



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فضائل الایمان والاسرار

ہفتہ بھر کے دنوں اور بارہ مہینوں کے فضائل اور انکے خواص

مؤلف کا

استاذ العلماء حضرت مولانا نور محمد رضا قادری حبیبی رضوی

○

ناشر

مکتبہ نوریہ رضویہ، گلبرگ کے متصل بابو

PH: 626046

﴿جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں﴾

نام کتاب	_____	فضائل الایام والشہور (مکمل)
مؤلف	_____	مولانا نور محمد قادری چشتی
ترجمین و اہتمام	_____	سید حمائم رسول قادری
تعداد صفحات	_____	528
اشاعت	_____	اپریل 2003ء
تعداد	_____	1100
مطبع	_____	اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور
ناشر	_____	مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد
قیمت	_____	250 روپے

ملنے کے پتے

نوریہ رضویہ پبلیکیشنز

11 گنج بخش روڈ لاہور فون: 7313885

مکتبہ نوریہ رضویہ

گلبرگ اے فیصل آباد

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	مضامین	نمبر شمار
۱۸	اللہ تعالیٰ کی ذات ازلی و ابدی ہے۔	۱
۱۹	تمام مخلوق سے پہلے نور محمدی مخلوق ہوا۔	۲
۲۰	اجسام سے پہلی مخلوق پانی ہے۔	۳
۲۱	آسمان و زمین سے پہلے تقدیر لکھی گئی۔	۴
۲۱	آسمانوں اور زمین کی پیدائش چھ دنوں میں۔	۵
۲۲	آسمان و زمین کس چیز سے بنائے گئے۔	۶
۲۵	اتوار کی فضیلت۔	۷
۲۶	اتوار کے اہم واقعات۔	۸
۳۱	لطیفہ۔	۹
۳۲	لطیفہ دیگر۔	۱۰
۳۴	سات سمندر۔	۱۱
۳۵	لطیفہ دیگر۔	۱۲
۳۶	لطیفہ دیگر۔	۱۳
۳۶	لطیفہ دیگر۔	۱۴
۳۳	اتوار کے دن کا روزہ۔	۱۵

۴۳	اتوار کے دن کے نفل۔	۱۶
۴۴	اتوار کی رات کے نفل۔	۱۷
۴۶	پیر کے دن کی فضیلت اور اس کے اہم واقعات۔	۱۸
۴۸	سیدنا حضرت ادریس علیہ السلام کا جنت میں داخل ہونے کا واقعہ۔	۱۹
۴۹	تفسیر۔	۲۰
۵۰	حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سفر جانب کوہ طور سینا۔	۲۱
۵۱	سفر غضب۔	۲۲
۵۱	سفر ہرب۔	۲۳
۵۲	سفر طلب کی تشریح۔	۲۴
۵۲	سفر سبب کا بیان۔	۲۵
۵۵	سفر عجب کی وضاحت۔	۲۶
۵۶	سفر ادب کی تفصیل۔	۲۷
۶۲	سفر طرب کی حقیقت۔	۲۸
۶۴	پیر کے روز کی تیسری فضیلت کی تفصیل۔	۲۹
۶۶	چوتھی فضیلت کی تفصیل۔	۳۰
۶۰	پیر کی پانچویں فضیلت کی تفصیل۔	۳۱
۶۲	پیر کی چھٹی فضیلت کا بیان۔	۳۲
۶۳	پیر کی ساتویں فضیلت کی تفصیل۔	۳۳
۶۱	پیر کے دن کا روزہ۔	۳۴
۶۶	پیر کے دن کے نفل۔	۳۵

۸۴	پیر کی رات کے نفل۔	۳۶
۸۶	منگل کا دن۔	۳۷
۸۸	منگل کے دن کے اہم واقعات۔	۳۸
۸۸	حضرت جبرئیل کے قتل کی تفصیل۔	۳۹
۹۲	منگل کے روز حضرت یحییٰ علیہ السلام کا قتل۔	۴۰
۹۴	حکایت۔	۴۱
۹۵	محبت کے متعلق دوسری حکایت۔	۴۲
۹۵	حضرت زکریا علیہ السلام کا قتل۔	۴۳
۹۶	حکایت۔	۴۴
۹۷	فرعون کے جادو گروں کا قتل۔	۴۵
۱۰۰	حضرت آسیہؓ کا قتل۔	۴۶
۱۰۱	بنی اسرائیل کی گائے کا ذبح ہونا۔	۴۷
۱۰۶	حکایت۔	۴۸
۱۰۸	حضرت ہابیل کا قتل۔	۴۹
۱۱۲	منگل کے دن کے نفل۔	۵۰
۱۱۲	منگل کی رات کے نفل۔	۵۱
۱۱۴	بدھ کا دن	۵۲
۱۱۵	حکایت۔	۵۳
۱۱۶	حکایت۔	۵۴
۱۱۷	بدھ کے دن کے اہم واقعات۔	۵۵

۱۱۷	عروج بن عنق کا قتل -	۵۶
۱۱۹	قارون کی ہلاکت -	۵۷
۱۲۰	فرعون اور اس کے لشکر کی ہلاکت -	۵۸
۱۲۱	نرود کی ہلاکت کی تفصیل -	۵۹
۱۲۲	قوم صالح کی ہلاکت -	۶۰
۱۲۳	سوال -	۶۱
۱۲۴	جواب -	۶۲
۱۲۵	شداد بن عاد کی ہلاکت -	۶۳
۱۲۶	قوم عاد کی ہلاکت -	۶۴
۱۲۷	بدھ کا روزہ -	۶۵
۱۲۸	بدھ کے دن کے نفل -	۶۶
۱۲۹	بدھ کی رات کے نفل -	۶۷
۱۳۰	جمعرات کی فضیلت -	۶۸
۱۳۱	جمعرات کے روز جو کام باعث برکت ہیں -	۶۹
۱۳۲	جمعرات کے دن کے اہم واقعات -	۷۰
۱۳۳	حضرت ابراہیمؑ کا بادشاہ مصر پر داخل ہونے کی تفصیل -	۷۱
۱۳۴	لطیفہ -	۷۲
۱۳۵	سوال -	۷۳
۱۳۶	جواب -	۷۴
۱۳۷	جواب ثانی -	۷۵

۱۴۹	ساتی کا قید خانہ میں داخل ہونا۔	۷۶
۱۵۰	اشارہ۔	۷۷
۱۵۳	بھائیوں کا یوسف علیہ السلام پر داخل ہونا۔	۷۸
۱۵۴	بنیامین کا مصر میں داخل ہونا اور یوسف کو پانا۔	۷۹
۱۵۵	لطیفہ۔	۸۰
۱۵۵	حضرت یعقوب علیہ السلام کا مصر میں داخل ہونا اور امن کو پانا۔	۸۱
۱۵۸	حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مصر میں داخل ہونا اور قبطی کو پانا۔	۸۲
۱۶۲	شہنشاہِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ مکرمہ میں داخل ہونا۔	۸۳
۱۶۴	سات خواب۔	۸۴
۱۶۵	لطیفہ۔	۸۵
۱۶۶	جمعات کا روزہ۔	۸۶
۱۶۶	جمعات کے دن کے نفل۔	۸۷
۱۶۶	جمعات کے رات کے نفل۔	۸۸
۱۶۹	جمعہ کے دن کی فضیلت	۸۹
۱۶۴	جمعہ کے روز نیک کام۔	۹۰
۱۷۰	فائدہ۔	۹۱
۱۷۴	سیدنا حضرت آدم علیہ السلام اور حواریہ کے نکاح کی تفصیل۔	۹۲
۱۷۶	لطیفہ۔	۹۳
۱۷۷	سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام کا نکاح زلیخا کے ساتھ۔	۹۴
۱۷۹	سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نکاح صفورا سے۔	۹۵

۱۹۵	لطیف۔	۹۷
۱۹۵	سیدنا حضرت سلیمان علیہ السلام کا بقیس سے نکاح۔	۹۸
۲۰۱	حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کیساتھ۔	۹۹
۲۱۰	حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ۔	۱۰۰
۲۱۲	مولانا علی مرتضیٰ رضا کا نکاح حضرت سیدہ زہرا رضی اللہ عنہا سے۔	۱۰۱
۲۱۳	جمعہ کے دن کے نوافل۔	۱۰۲
۲۱۶	ہفتہ کا دن یعنی سنیچر۔	۱۰۳
۲۱۸	سنیچر کے اہم واقعات۔	۱۰۴
۲۱۹	قوم نوح کا حضرت نوح علیہ السلام سے مکر۔	۱۰۵
۲۲۲	قوم صالح کا آپ کی اولاد کی اوستنی کے ساتھ مکر۔	۱۰۶
۲۲۶	حضرت یوسفؑ کے بھائیوں کا حضرت یوسفؑ سے مکر۔	۱۰۷
۲۲۸	حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ فرعون کا مکر۔	۱۰۸
۲۲۹	حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے یہودیوں کا مکر۔	۱۰۹
۲۳۰	لطیف۔	۱۱۰
۲۳۰	لطیف۔	۱۱۱
۲۳۱	دارالندوہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قریش کا مکر۔	۱۱۲
۲۳۶	یہودیوں کا اللہ تعالیٰ کی نبی کے ساتھ مکر۔	۱۱۳
۲۴۰	تحقیق۔	۱۱۴
۲۴۰	حکیم مطلق کی حکمت کا ملہ۔	۱۱۵
۲۴۱	سبت کا معنی۔	

۲۴۱	ایک روایت -	۱۱۶
۲۴۲	حکایت -	۱۱۶
۲۴۶	سینچر کے دن کا روزہ -	۱۱۸
۲۴۶	سینچر کے دن کے نفل -	۱۱۹
۲۴۸	سینچر کی رات کے نفل -	۱۲۰
۲۴۸	دنوں کے حالات کا اختتام -	۱۲۱
۲۴۹	سال کے بارہ مہینوں کا بیان -	۱۲۲
۲۵۰	اسلامی مہینوں کے نام -	۱۲۳
۲۵۰	حرمت والے مہینے -	۱۲۴
۲۵۱	پہلے مہینے کا بیان - یوم عاشورہ کے مشہور واقعات -	۱۲۵
۲۵۳	عاشورہ کے دن نیک کام -	۱۲۶
۲۶۲	حکایت -	۱۲۶
۲۶۳	حکایت -	۱۲۸
۲۶۳	حکایت -	۱۲۹
۲۶۴	عاشورہ کے روز جو کام ممنوع ہیں -	۱۳۰
۲۶۶	ماہ محرم کی دعائیں اور نقلی روزے اور نمازیں -	۱۳۱
۲۶۶	محرم کے روزے	۱۳۲
۲۶۶	محرم کی پہلی رات کے نفل -	۱۳۳
۲۶۸	محرم کے پہلے دن کے نفل -	۱۳۴
۲۶۹	عاشورہ کی رات کے نفل - عاشورہ کے دن کے نفل -	۱۳۵

۲۶۰	سائحو کر بلا -	۱۳۶
۲۶۳	دوسرے ماہ صفر کا بیان -	۱۳۶
۲۶۶	حدیث پاک کی تشریح -	۱۳۸
۲۶۸	نیک فال -	۱۳۹
۲۸۱	ماہ صفر کی پہلی رات کے نفل -	۱۴۰
۲۸۱	ماہ صفر کی آخری چوبار شنبہ کی نماز -	۱۴۱
۲۸۳	تیسرا مہینہ ربیع الاول شریف -	۱۴۲
۲۸۸	محفل میلاد شریف کی حقیقت -	۱۴۳
۲۸۹	میلاد سنت الہیہ ہے -	۱۴۴
۲۹۰	محبوب خدا اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں -	۱۴۵
۲۹۲	میلاد بیان کرنا سنت مصطفیٰ ہے -	۱۴۶
۲۹۳	میلاد پر منکرین کا ایک اعتراض -	۱۴۶
۲۹۴	جواب -	۱۴۸
۲۹۵	حدیث شریف سے تعین یوم پر دلیل -	۱۴۹
۲۹۶	دوسری حدیث -	۱۵۰
۲۹۸	جواز میلاد پر اولیاء کرام اور علماء عظام کی شہادتیں -	۱۵۱
۲۹۸	امام ابو شامہ امام نووی کے استاذ کی شہادت -	۱۵۲
۳۰۰	حافظ الحدیث ابن الجزریؒ کی شہادت -	۱۵۳
۳۰۱	امام سخاویؒ کی شہادت -	۱۵۴
۳۰۱	علامہ یوسف بن اسماعیل بنہانیؒ کی شہادت -	۱۵۵

۳۰۲	امام ابن جوزیؒ کی شہادت -	۱۵۶
۳۰۳	ابن جوزیؒ کے پوتے کی شہادت -	۱۵۷
۳۰۴	حضرت سید احمد زینی شافعیؒ کی شہادت -	۱۵۸
۳۰۵	شیخ احمد شہاب الدین بن حجر ہبستیؒ کی شہادت -	۱۵۹
۳۰۵	شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ کی شہادت -	۱۶۰
۳۰۶	حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی شہادت -	۱۶۱
۳۰۷	حضرت مولانا مولوی محمد عنایت احمد کی شہادت -	۱۶۲
۳۰۸	مولانا ابوالکلیات محمد عبدالحی لکھنویؒ کی شہادت -	۱۶۳
۳۱۲	حضرت شاہ حاجی محمد امداد اللہ مہاجر علیؒ کی شہادت -	۱۶۴
۳۱۳	منکرین کا عید میلاد پر ناراضگی کا اظہار -	۱۶۵
۳۱۶	میلاد کے وقت قیام کرنا -	۱۶۶
۳۱۷	سید احمد زینی شافعی مفتی مکہ کا قول -	۱۶۷
۳۱۸	علامہ فہامہ علی بن برہان الدین حلبی شافعی کا قول -	۱۶۸
۳۱۸	امام سبکی کا قیام -	۱۶۹
۳۱۹	شیخ عبد الرحمن صفوری شافعی کا قول -	۱۷۰
۳۲۱	حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر علیؒ کا قول فیصل -	۱۷۱
۳۲۲	ولادت احمدی کی ایک جھلک -	۱۷۲
۳۲۲	حبیب پاکؒ کی رحلت -	۱۷۳
۳۲۵	وصال مبارک کا مختصر واقعہ -	۱۷۴
۳۳۲	شدت مرض -	۱۷۵

۳۳۶	حالت بیماری میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی امامت -	۱۶۶
۳۳۸	عہد نامہ برائے خلافت -	۱۶۷
۳۳۹	مدینہ منورہ میں قیامت برپا ہو گئی -	۱۶۸
۳۳۸	مدینہ طیبہ میں اندھیرا چھا گیا -	۱۶۹
۳۳۹	فرشتوں کی تعزیت -	۱۷۰
۳۵۰	سیدنا حضرت نضر علیہ السلام کی تعزیت -	۱۷۱
۳۵۲	سقیفہ بن ساعدہ میں اجتماع -	۱۷۲
۳۵۲	حضور اقدس کو غسل دیا گیا -	۱۷۳
۳۵۲	نماز جنازہ کی کیفیت -	۱۷۴
۳۵۵	دفن مبارک -	۱۷۵
۳۵۶	ربیع الاول کے فرائض -	۱۷۶
۳۵۸	ربیع الاول میں کثرت درود پاک -	۱۷۷
۳۶۰	چوتھا مہینہ ربیع الآخر -	۱۷۸
۳۶۱	سیدنا عوث اعظم رضی اللہ عنہ کے مختصر حالات - سلسلہ نسب و ولادت -	۱۷۹
۳۶۲	آپ مادر زاد ولی تھے -	۱۸۰
۳۶۳	آپ کا حلیہ شریف -	۱۸۱
۳۶۴	آپ کا علم و فضل -	۱۸۲
۳۶۵	آپ کی عبادت و ریاضت -	۱۸۳
۳۶۶	آپ کے اخلاق و عادات -	۱۸۴
۳۶۶	آپ کے مریدوں کی فضیلت -	۱۸۵

۳۶۸	آپ کی مریدوں پر شفقت -	۱۹۶
۳۶۰	آپ کے دشمنوں کی رسوائی -	۱۹۷
۳۶۲	حضرت غوث اعظم کا وعظ و نصیحت -	۱۹۸
۳۶۴	وعظ کا اثر -	۱۹۹
۳۶۵	ربیع الآخر کے نفل -	۲۰۰
۳۶۶	پانچواں مہینہ جمادی الاولیٰ - سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی ولادت کے مختصر حالات	۲۰۱
۳۶۹	جمادی الاولیٰ کے نوافل -	۲۰۲
۳۷۰	چھٹا مہینہ جمادی الآخر -	۲۰۳
۳۷۱	سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا خلافت کے لئے انتخاب -	۲۰۴
۳۷۳	حضرت خاتونِ جنت کی ولادت -	۲۰۵
۳۷۸	سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے مختصر حالات -	۲۰۶
۳۹۵	جمادی الآخر کے نفل -	۲۰۷
۳۹۶	ساتواں مہینہ رجب المرجب	۲۰۸
۳۹۷	ماہِ رجب کی فضیلت -	۲۰۹
۳۹۸	جب شریف کے روزے -	۲۱۰
۴۰۲	لیلۃ الرغائب کی فضیلت -	۲۱۱
۴۰۳	رجب کی کستائیسویں رات کے نفل -	۲۱۲
۴۰۴	آٹھواں مہینہ شعبان معظم -	۲۱۳
۴۰۵	سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت مبارک -	۲۱۴
۴۰۹	شبِ برات کی فضیلت -	۲۱۵

۴۱۶	نواں مہینہ رمضان المبارک - رمضان مبارک کے مشہور واقعات -	۲۱۶
۴۱۸	رمضان شریف کی فضیلت -	۲۱۶
۴۲۳	جس نے رمضان مبارک کا قدر نہیں پہچانا وہ ہلاک ہوگا -	۲۱۸
۴۲۶	رمضان شریف کا احتم ام ضروری ہے -	۲۱۹
۴۲۸	رمضان کے روزے فرض ہیں -	۲۲۰
۴۳۳	نماز تراویح -	۲۲۱
۴۳۵	رمضان میں اعتکاف بیٹھا سنت ہے -	۲۲۲
۴۳۸	شب قدر کی فضیلت -	۲۲۳
۴۴۳	دسواں مہینہ شوال المکرم -	۲۲۴
۴۴۴	شوال کی فضیلت -	۲۲۵
۴۴۵	عید الفطر کے کام -	۲۲۶
۴۴۶	شوال کے چھ روزے -	۲۲۶
۴۴۹	گیارہواں مہینہ ذوالقعدہ - ماہ ذوالقعدہ کے مشہور واقعات -	۲۲۸
۴۵۶	ذوالقعدہ کے روزے - ذوالقعدہ کے نفل -	۲۲۹
۴۵۹	بارہواں مہینہ ذوالحجہ -	۲۳۰
۴۶۱	سیدنا حضرت علی کی خلافت -	۲۳۱
۴۶۳	ماہ ذوالحجہ کی فضیلت -	۲۳۲
۴۶۸	عرفہ کا روزہ - قربانی کے دن کی فضیلت -	۲۳۳
۴۸۱	قربانی کے جانوروں کا بیان -	۲۳۴
۴۸۵	قربانی کا گوشت اور پٹا -	۲۳۵

۴۸۶	ماہ ذی الحجہ کے نفل۔	۲۳۶
۴۹۱	تحتیۃ المسجد۔	۲۳۷
۴۹۲	تحتیۃ الوضوء۔	۲۳۸
۴۹۳	نماز اشراق۔	۲۳۹
۴۹۴	نماز چاشت۔	۲۴۰
۴۹۶	نماز سفر۔ نماز واپسی سفر۔	۲۴۱
۴۹۷	صلوٰۃ اللیل۔ صلوٰۃ التہجد	۲۴۲
۵۰۱	نماز استخارہ۔	۲۴۳
۵۰۳	صلوٰۃ التہجد۔	۲۴۴
۵۰۵	نماز حاجت۔	۲۴۵
۵۰۷	صلوٰۃ الاسرار۔	۲۴۶
۵۰۸	صلوٰۃ توبہ۔	۲۴۷
۵۰۹	صلوٰۃ الرغائب۔	۲۴۸
۵۱۰	نماز کسوف۔	۲۴۹
۵۱۱	نماز خسوف۔ آندھی یا تاریکی کے وقت نماز۔	۲۵۰
۵۱۲	نماز استسقاء۔	۲۵۱
۵۱۴	صلوٰۃ الاوابین۔	۲۵۲
۵۱۵	ایام بیض کے روزے۔	۲۵۳
۵۱۷	منت کے روزے کا بیان	۲۵۴
۵۲۶	سلام بجنور شہید الانام صلی اللہ علیہ وسلم۔	۲۵۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله الذی جعل الاوقات المبارکة ،
 مواسم الخیرات والبرکات و متاجر لاهل
 النسک والعبادات تربح فیها تجارا تهم ،
 وتضاعف لهم اجورهم ویصلون الی
 مقاصدهم : وما یأملون من ثواب
 الاعمال واجابة الدعوات : فالخاسر من
 لم یحضر مواسم التجارة : والمفرط اولی
 بالخسارة : والصلوة والسلام الاتمان
 الاکملان علی سید المرسلین و امام
 المتقین محمدن الذی بتعلیمه واتباعه
 حصل العلوم والاعمال : وبکرمه و
 شفاعته ینال الامانی والامال فی
 المبدأ والمآل : استاذ الكل و امام الوجود
 ومنبع العلم ومعدن الجود : وعلی
 الله واصحابه واتباعه اجمعین : هداة
 طریق الحق و محیی علوم الدین :
 اما بعد !

فقیر نور محمد قادری رضوی ، عرض کرتا ہے کہ بعض احباب کی

خواہش تھی کہ اردو زبان میں ایک ایسی کتاب ہو جس میں ہفتہ کے سات دنوں اور سال کے بارہ مہینوں کے خصوصی حالات اور اہم واقعات کے علاوہ ان کے فضائل اور نقلی نمازوں اور روزوں کا مکمل بیان ہو۔ تاکہ عبادت گزار حضرات ان میں نقلی عبادت کر کے سعادت و اربین حاصل کر سکیں۔

اس لئے فقیر قادری نے یہ کتاب مسمیٰ بہ "در فضائل الایام و اشہور" تالیف کی۔ جس میں ہفتہ کے سات دنوں اور بارہ مہینوں کے اہم واقعات اور ان کے فضائل کے علاوہ نقلی روزوں اور نمازوں کا مفصل بیان ہے۔ تاکہ خواہش مند حضرات ہر دن اور ہر مہینہ کی خوبیوں کے جانتے کے علاوہ، مخصوص نمازیں پڑھ کر اور نقلی روزے رکھ کر دینی اور دنیوی مقاصد حاصل کریں۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم و علیہ توکلت
 والیہ انیب ، و آخر دعوانا ان الحمد لله رب
 العالمین ، و صلی اللہ تعالیٰ علی سید المرسلین و
 امام اللتین و قائد الغر المحجلین محمد
 و آلہ و اصحابہ و اتباعہ ہدایۃ طریق الحق
 و محی علوم الدین الی یوم الدین آمین ثم آمین۔

احقر العباد!

نور محمد قادری رضوی، مولوی فاضل، منشی فاضل، صدر مدرس

جامعہ اہلسنیہ، منڈی وار برٹن

شیخوپورہ

www.marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله المنزه عن النظير والقربين
 المقدس عن الوزير والعين المتعالی
 عن النديم البرأ عن الزوج
 والبنات والبنين الذي خلق سبع
 سموات و سبع ارضين و انشاء
 الانسلن من طين و خلقه من مله مهين
 فكذلك قدرة رب العالمين : فتبارك
 الله احسن الخالقين و اشهد ان لا
 اله الا الله وحده لا شريك له اله هداانا
 للح الاسلام والدين و اشهد ان محمدا
 عبدا عبده و رسوله صلى الله تعالى
 علي وسلم ما دامت الايام والسنين و
 اله واصحابه اجمعين و استغفر الله
 رب العالمين :

اللہ تعالیٰ کی ذات ازل وابدی ہے | صرف ایک اللہ

تعالیٰ کی ذات ہے جو قدیم ہے ، اور ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی۔

باقی ہر چیز حادث ہے۔ منجبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

كَانَ اللهُ وَ لَمْ يَكُنْ قَبْلَهُ شَيْئٌ وَ كَانَتْ

عرشہ علی الماء .

(سب سے اول) اللہ تھا۔ اور اس سے پہلے کوئی چیز نہ تھی

بلکہ جو کچھ ہوا اس کے بعد ہوا۔ اور اس کا عرش پانی تھا۔

(بخاری شریف)

غرضیکہ ذات الہی اس وقت بھی موجود تھی جب کہ کچھ نہ تھا۔ اور اس وقت بھی ہوگی جب کہ ہر شئی معدوم ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

وہی اول ، وہی آخر ، وہی ظاہر ، وہی باطن ۔ اور وہی سب کچھ جاننے والا ہے ۔

هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ
وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ
شَيْءٍ عَلِيمٌ (پارہ ۲۴ - سورت

صدیہ کوع ۱۰۰)

عرش ، کرسی ، لوح و قلم ، تمام کائنات سے پہلے اللہ جل شانہ نے اپنے محبوب کا نور پیدا فرمایا۔ حدیث پاک

تمام مخلوق سے پہلے
نورِ صمدی مخلوق ہوا

میں ہے۔

سیدنا حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ! میرے ماں باپ حضور پر قربان ہوں مجھے بتائیے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کیا

عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ بِأَيِّ أَنْتَ وَأُمِّحِي أَخْبِرْنِي عَنْ أَوَّلِ شَيْءٍ خَلَقَهُ اللَّهُ تَعَالَى قَبْلَ الْأَشْيَاءِ قَالَ يَا جَابِرُ

إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى خَلَقَ قَبْلَ
 الْأَشْيَاءِ نَعْدَ نَيْتِكَ مِنْ
 نُورٍ فَجَعَلَ ذَلِكَ النُّورَ
 يَدُورًا بِالتَّوَكُّلِ حَيْثُ شَاءَ
 اللَّهُ تَعَالَى وَاعْلَمْ أَنَّ فِي
 ذَلِكَ الْوَقْتِ لَوْحٌ وَقَلَمٌ
 وَلَا جَنَّةٌ وَلَا نَارٌ وَلَا مَلَكٌ
 وَلَا سَمَاءٌ وَلَا أَرْضٌ وَلَا
 شَمْسٌ وَلَا قَمَرٌ وَلَا جَنَّةٌ
 وَلَا إِنْسٌ - الحديث
 مواهب لدنيه - فتاوى مديشيخه

پیدا فرمائی ؛
 تو آپ نے فرمایا اے جابر !
 بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام
 مخلوقات سے پہلے تیرے نبی
 صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اپنے نور سے
 پیدا فرمایا۔ وہ نور قدرت الہی سے
 جہاں خدا تعالیٰ نے چاہا دورہ
 کرتا رہا۔ اس وقت لوح و قلم جنت
 و دوزخ فرشتے، آسمان و زمین
 سورج و چاند، جن و انسان کچھ
 نہ تھا۔

اجسام سے پہلی مخلوق پانی ہے | اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ
 أَيَّامٍ تَوَكَّفَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ :

یعنی آسمان و زمین کی پیدائش سے پہلے عرش پانی پر تھا۔ ان کے ،
 درمیان کوئی چیز حائل نہ تھی۔ نہ یہ کہ عرش پانی کی پشت پر تھا اور اس کے سامنے
 متصل تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اول حادثہ اجرام سے پانی ہے۔ بعض نے
 فرمایا کہ پانی ہوا کی پشت پر تھا۔

(مدارج جلد اول ص ۸۸)

اقدار اور احکام خلقت زمین و آسمان سے کافی
عرصہ پہلے لکھے گئے۔ سیدنا حضرت عبداللہ
ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے

آسمان و زمین سے
پہلے تقدیر لکھی گئی

کہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے تقدیریں مخلوقات کی
آسمان و زمین کی پیدائش سے
پچاس ہزار سال پہلے لکھی ہیں۔ اور
فرمایا کہ عرش الہی پانی پر تھا۔

كَتَبَ اللَّهُ مَقَادِيرَ الْخَلَائِقِ
قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ السَّمَوَاتِ
وَالْأَرْضَ بِخَمْسِينَ أَلْفَ
سَنَةٍ قَالَ وَكَانَ عَرْشُهُ
عَلَى الْمَاءِ - رواه مسلم

(مشکوٰۃ شریف ص ۱۹)

یعنی قلم کو پیدا فرما کر لوح محفوظ میں تقدیریں ثبت فرمائیں۔ یا فرشتوں
کو ان کے لکھنے کا حکم صادر فرمایا۔ اور پچاس ہزار سال سے مراد لمبی مدت
ہے۔ تعیین و تحدید اس عدد کی مراد نہیں۔ اس لئے کہ تقدیر اور تعیین، متقاربان
خلقت ازل میں ہے۔ (مدارج جلد اول ص ۷۷)

آسمانوں اور زمین کی پیدائش چھ دنوں میں

اللہ تبارک و تعالیٰ نے سات آسمانوں اور سات زمینوں کو صرف
چھ دن میں پیدا فرمایا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

هُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ
وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَكَانَ عَرْشُهُ
عَلَى الْمَاءِ - رواه مسلم

چھ دن میں پیدا کئے۔ پھر عرش
پر استوائے فرمایا جیسا اس کی شان
کے لائق ہے۔“

وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ
ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ
(پ ۲۶ - سورت حدید)

اللہ سے جس نے آسمان اور زمین
اور جو کچھ ان کے پیچ میں ہے۔
چھ دن میں بنائے۔ پھر عرش پر
استوائے فرمایا۔ جیسا کہ اس کی شان
کے لائق ہے۔“

۲ : اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ
السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا
بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ
اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ
(پ ۲۱ سورت سجدہ)

بے شک تمہارا رب اللہ ہے جس
نے آسمان اور زمین چھ دن میں بنا
پھر عرش پر استوائے فرمایا جیسا
کہ اس کی شان کے لائق ہے۔ کام
کی تدبیر فرماتا ہے۔“

۱۳ : إِنَّ رَبَّكُمْ اللَّهُ
الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ
وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ
ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ
يَذَرُ الْأُمُورَ : (پ سورت یونس)

بیشک تمہارا رب اللہ ہے جس نے
آسمان اور زمین چھ دن میں بنائے
پھر عرش پر استوائے فرمایا جیسا اس
کی شان کے لائق ہے۔“

۱۴ : إِنَّ رَبَّكُمْ اللَّهُ الَّذِي
خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ
فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ
عَلَى الْعَرْشِ : (پ سورت اعراف)

اور وہی ہے جس نے آسمانوں اور
زمین کو چھ دن میں بنایا اور اس کا
عرش پانی پر تھا۔

۵ : وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ
السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ
أَيَّامٍ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ

(پارہ ۱۲ سورت ہود)

چھ دن سے دنیا کے چھ دنوں کی مقدار مراد ہے۔

کیوں کہ یہ دن تو اس وقت نہیں تھے۔ آفتاب ہی نہ

تفسیر

تھا جس سے دن ہوتا ہے۔ صالح حقیقی قادر تھا کہ ایک لمحہ یا اس سے بھی
کم میں پیدا فرماتا۔ لیکن اتنے عرصہ میں ان کی پیدائش فرمانا بہ تقاضا نہ حکمت
ہے۔ اور اس سے بندوں کو اپنے کاموں میں تدریج اختیار کرنے کا سبق ملتا

ہے۔ العجلة من الشيطان والتأني من الرحمن
مشہور مقولہ ہے۔ ثنوی معنوی میں ہے۔

مکر شیطان است تعجیل و شتاب

خونے رحمان است صبر و احتساب

باتانی گشت موجود از خدا

تابشش روز این زمین و چرخها

ورن و تادربود کنه کن فیکون

صد زمین و چرخ آوردی بروں

این تانی از پے مقیم تست

صبر کن در کار و برآمی و در سست

چنانچہ قادر مطلق نے مخلوق کی ابتداء الوار کو فرمائی اور زمین کو آفر

اور پیر دو دنوں میں پیدا فرمایا۔ اور پہاڑ، درخت، زراعت اور حیوانات کو منگل اور بدھ کے روز پیدا فرمایا۔ اور آسمانوں کو جمعرات اور جمعہ کے دن پیدا فرمایا۔ (تفسیر جمل)

آسمان و زمین کس چیز سے بنائے گئے

قادر مطلق نے ایک جوہر پیدا فرمایا۔ اور اس پر مہیبت و جلال سے نظر فرمائی۔ پس وہ پانی بن گیا۔ اس پانی سے ایک

دہوال اٹھا اس سے آسمان بنائے۔ قرآن مجید میں ہے۔ ثُمَّ اسْتَوٰی السَّمَاءَ وَهِيَ دُخَانٌ اور سات آسمان بنائے۔ ہر آسمان کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے۔ اور اسی پانی سے ایک جھاگ اٹھی اور اس جگہ جمع ہوئی جہاں اب کعبہ معظمہ ہے۔ پھر اس کو چاروں طرف پھیلا یا گیا۔ تو زمین بن گئی۔ ثابت ہوا کہ کعبہ شریف مرکز عالم ہے۔ اسی لئے مکہ مکرمہ کا نام ام القریٰ رکھا گیا ہے۔ پھر زمین پر پہاڑ رکھے گئے تاکہ وہ حرکت نہ کرے۔ پہلا پہاڑ زمین پر ابو قیس پیدا کیا گیا۔ اور پھر اس کو پھیلا کر دوسرے پہاڑ بنائے گئے۔ حدیث شریف میں ہے۔

زمین کا پہلا ٹکڑا بیت اللہ شریف کی جگہ رکھا گیا۔ پھر اس کو پھیلا یا گیا۔ اور پہلا پہاڑ جو اللہ تعالیٰ نے روئے زمین پر رکھا وہ ابو قیس ہے۔ پھر اس سے د اور پہاڑ پھیلائے گئے۔

اَوَّلُ بُقْعَةٍ رُضِعَتْ مِنْ
الْاَرْضِ مَوْضِعُ الْبَيْتِ
ثُمَّ مَدَّتْ مِنْهَا الْاَرْضُ
وَإِنَّ اَوَّلَ جَبَلٍ وَضَعَهُ
اللَّهُ تَعَالَى عَلَى وَجْهِ
الْاَرْضِ أَبُو قَيْسٍ

ثَوُّ مَدَّتْ مِنْهُ الْجِبَالُ.

رجاوع صغیر جلد ثالث ۲۳

اتوار کا دن

اتوار کی فضیلت

اتوار دنیا کے دنوں کا پہلا دن ہے۔ سیدنا حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اتوار کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا۔

یہ دن بونے اور عمارت بنانے کا ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا یہ کس طرح یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم، آپ نے فرمایا کہ اتوار کو اللہ تعالیٰ نے دنیا اور اس کی عمارت کی ابتداء فرمائی۔

يَوْمٌ غُرِبَ وَ عِمَارَةٌ
قَالُوا كَيْفَ ذَلِكَ يَا رَسُولَ
اللَّهِ قَالَ لِأَنَّ فِيهِ ابْتَدَأَ
اللَّهُ تَعَالَى الدُّنْيَا وَ عِمَارَتَهَا.

(غنیۃ الطالبین ج ۲ ص ۲۳)

اسی لئے اتوار کے دن کھیت بونا اور درخت لگانا اور مکان کی تعمیر کرنا باعث برکت ہے۔ اتوار نصرائیوں کا عید کا دن ہے۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام نے اپنی قوم کو جمعہ کے دن عید منانے کا حکم فرمایا تو انہوں نے کہا کہ ہم یہ نہیں چاہتے۔ کہ ہماری عید کے بعد یہودیوں کی عید ہو کیوں کہ یہودیوں کی عید ہفتہ کے روز ہوتی ہے۔ چنانچہ انہوں نے اتوار کو عید کا دن بنایا کہ ان کے خیال کے مطابق یہ کاموں کی ابتداء کے

لئے بہتر دن ہے۔ عجائب المخلوقات ص ۴۳

اتوار کے اہم واقعات

صانع حقیقی نے اتوار کے روز دوزخ

کو پیدا فرمایا اور اس کے سات دروازے بنائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

اس کے سات دروازے ہیں۔

ہر دروازے کے لئے ان میں

سے ایک حصہ بٹا ہوا ہے۔

۱ : لَهَا سَبْعَةُ أَبْوَابٍ ط

بِكُلِّ بَابٍ مِنْهُمُ جُزْءٌ

مَقْسُومٌ : پ ۱۲ سورت حجر

دوزخ کے سات طبقے (درکات) ہیں ایک جہنم ہے۔ جیسا کہ ارشاد

باری تعالیٰ ہے۔

اور بے شک جہنم ان سب کا وعدہ ہے۔

وَأَنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ

الْجَعِيبِينَ : پ ۱۲-۱۳ س حج

اور دوسرے طبقہ کا نام سعیر ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ يَصْلَى

سَعِيرًا : اور دوزخ کے تیسرے طبقہ کا نام سقر ہے۔ جیسا کہ رب قہار

فرماتا ہے مَا سَلَكَ فِي سَقَرٍ

اور چوتھے طبقہ کا نام جحیم ہے۔ رب العالمین کا ارشاد ہے۔ وَ بُرِّزَتْ

الْجَحِيمُ لِلْفَاوِينَ :

اور پانچویں طبقہ کا نام حطہ ہے۔ قرآن شریف میں ہے۔ وَ مَا أَدْرَاكَ

مَا الْحُطَّةُ :

اور چھٹے طبقہ کو لظی کہتے ہیں۔ جیسا کہ رب العالمین کا ارشاد ہے۔ كَلَّا

إِنَّهَا لَظَى :

اور ساتویں طبقہ کا نام ہاویہ ہے۔ رب ذوالجلال کا ارشاد ہے فَأُمَّةٌ

هَآوِيَةٌ

طبقہ ادلی میں فرشتہ یہ ندا کرتا ہے وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ۔

اور دوسرے طبقہ میں فرشتہ کی یہ ندا ہوتی ہے۔ وَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ

الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ۔ یعنی خرابی ہے

ان نمازیوں کے لئے جو اپنی نمازوں میں سستی کرتے ہیں۔

تیسرے طبقہ میں فرشتہ کی یہ آواز ہوتی ہے۔

خرابی ہے اس کے لئے جو لوگوں

کے منہ پر عیب کرے پھٹ پھٹے

بدی کرے، جس نے مال جوڑا اور

گن گن کر رکھا، کیا یہ سمجھتا ہے کہ

اس کا مال اسے دنیا میں ہمیشہ

رکھے گا؟ ہرگز نہیں۔ ضرور روٹی

والی میں پھینکا جائے گا۔

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍۙ

الَّذِي جَمَعَ مَالًا وَعَدَّدَهُۥ

يَحْسَبُ أَنَّ مَالَهُ أَخْلَدَهُۥۙ

كَلَّا لَيُنْبَذَنَّ فِي

الْحُطْبَةِۙ ۝ (پ ۳۰ - س ہمزہ)

چوتھے طبقہ میں فرشتہ یوں پکارتا ہے فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِمَّا كَسَبَتْ

أَيْدِيهِمْ یعنی خرابی ہے ان کے لئے ان کی ہاتھوں کی کمائی کی وجہ سے۔

پانچویں طبقہ میں فرشتہ کی یہ صدا آتی ہے۔

خرابی ان مشرکوں کے لئے

جو زکاۃ ادا نہیں کرتے۔

وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِينَ الَّذِينَ

لَا يُؤْتُونَ الزَّكَاةَ۔

چھٹے طبقہ میں اس طرح ندا کرتا ہے فَوَيْلٌ لِّلْمَآسِيَةِ قُلُوبِهِمْ

مَنْ ذَكَرَ اللَّهَ - یعنی خرابی ہے ان لوگوں کے لئے جن کے دل اللہ کے ذکر سے سخت ہیں۔

ساتویں طبقہ میں فرشتہ یوں نذا کرتا ہے

کم تو لنے والوں کی خرابی ہے
وہ کہ جب اوروں سے ماپ لیں
پورا لیں۔ اور جب انہیں ماپ
تول کر دیں تو کم کر دیں۔

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ ۝
إِذَا اسْتَأْجَرُوا عَلَى النَّاسِ
يَتَوَفَّوْنَ ۝ وَإِذَا
كَالَهُمْ أَوْزَانُهُمْ
يُخْسِرُونَ ۝

پارہ ۳۰ سورت تطفیف

یہ بھی سنتے کہ ساتویں طبقہ کے لوگ یہ پکارتے رہتے ہیں۔

اور وہ پکاریں گے اسے مالک!
تیرا رب ہمیں تمام کر چکے۔ وہ
فرمائے گا کہ تمہیں تو ٹھہرنا ہے۔

وَنَادُوا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ
عَلَيْنَا رَبُّكَ ط قَالَ إِنَّكُمْ
مَأْكُونُونَ ۝

اپ ۲۵ سورت زخرف

چھٹے طبقہ کے رہنے والے یوں پکارتے ہیں۔

یعنی اپنے رب کو پکارو کہ وہ ہم،
سے ایک دن عذاب میں تخفیف
فرمادے۔

أُدْعُوا رَبَّكُمْ يَخْفِفُ
عَمَّا يُؤْمِنُ مِنَ الْعَذَابِ ۝

پانچویں طبقہ کے لوگ اس طرح نذا کرتے ہیں۔ رَبَّنَا ابْصُرْنَا

وَسَمِعْنَا۔ اور چوتھے طبقہ کے رہنے والے یہ آواز نکالتے ہیں۔

اے ہمارے رب مٹھوڑی دیر
ہمیں مہلت دے کہ ہم تیرا بلا نا
مانیں اور رسولوں کی غلامی کریں۔

رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنَ
قَرِيبٍ نُّجِبُ دَعْوَتَكَ
وَتَتَّبِعَ الرَّمْلَ ط۔ پ ۱۳ سورت ابراہیم۔

تیسرے طبقہ کے لوگ یہ ندا کہتے ہیں۔

اے رب ہمارے ہم کو دوزخ
سے نکال دے۔ پھر اگر ہم ویسی
کریں تو ہم ظالم ہیں۔

رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنْ
عُدْنَا فَإِنَّا ظَالِمُونَ ۝

(پ ۱۸ سورت مؤمنون ۶)

دوسرے طبقہ کے لوگ یوں پکاریں گے۔

اے ہمارے رب ہم پر مہاری
بدبختی غالب آئی اور ہم گمراہ
لوگ تھے۔

رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا
شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا
ضَالِّينَ ۝

پ ۱۸ سورت مؤمنون

اور جو لوگ پہلے طبقہ میں ہیں وہ یہ ندا کریں گے۔ يَا حَنَّانُ يَا مَنَّانُ

کتاب السبعیات للشیخ الامام الاجل ابی نصر محمد بن عبد الرحمن البغدانی،

اور اللہ جل شانہ نے انوار کے روز تارے پیدا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ

قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔

اور وہی ہے جس نے تمہارے
لئے تارے بنا کے کہ ان سے
راہ پاؤ خشکی اور تری کے اندھیروں
میں ہم نے نشانیاں مفصل بیان
کرویں علم والوں کے لئے۔

هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ النُّجُومَ
لِتَهْتَدُوا بِهَا فِي ظُلُمَاتِ
الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَقَدْ فُضِّلْنَا
لِلْقَوْمِ يَعْلَمُونَ ۝

پ ۱ سورت النعام

پھر صانع حقیقی نے تارے تین قسم کے بنائے۔ ایک قسم ان کی ثابت ہے۔ جو اپنی جگہ پر رہتے ہیں۔ نہ چلتے پھرتے ہیں اور نہ ہی ڈوبتے ہیں۔ دوسری قسم کے تارے وہ ہیں جو طلوع کرتے ہیں اور ڈوب جاتے ہیں۔ تیسری قسم وہ ہے جو آسمانوں پر پھرتے رہتے ہیں۔ پھر ان ستاروں میں سات ایسے ہیں جو سب سے بڑے ہیں۔ ان کے نام یہ ہیں۔

۱۔ زحل - ۲۔ مشتری - ۳۔ مریخ - ۴۔ شمس - ۵۔ زہرہ - ۶۔ عطارد۔

۷۔ چاند۔

ان میں سے ہر ایک کے لئے الگ الگ ایک فلک ہے چنانچہ چاند کے لئے پہلا آسمان، عطارد دوسرے آسمان میں ہے، اور زہرہ تیسرے آسمان میں، اور مشتری چوتھے میں، اور مریخ پانچویں آسمان میں ہے، اور مشتری چھٹے آسمان میں، اور زحل ساتویں آسمان میں ہے۔ اور ان سات ستاروں کی سی مختلف ہے۔ چاند پہلے آسمان پر طلوع ہوتا ہے۔ اور ہر برج میں $۲\frac{1}{4}$ دن رہتا ہے اور تمام افلاک کو ایک ماہ میں گزرتا ہے۔

عطارد دوسرے آسمان میں طلوع ہوتا ہے اور ہر برج میں پندرہ دن رہتا ہے تمام افلاک کا دورہ چھ ماہ میں پورا کرتا ہے۔

اور زہرہ تیسرے آسمان میں طلوع کرتا ہے اور ہر برج میں پچیس دن رہتا ہے اور دس ماہ میں افلاک کا دورہ ختم کرتا ہے۔

اور شمس (سورج) چوتھے آسمان میں طلوع ہوتا ہے اور ہر برج میں ایک ماہ رہتا ہے اور سال میں اپنا دورہ ختم کرتا ہے۔

اور مرتبہ پانچویں آسمان میں طلوع ہوتا ہے اور ہر برج میں پچاس دن باقی رہتا ہے اور اٹھارہ ماہ میں اپنا دورہ تمام کرتا ہے۔
 اور ششتری چھٹے آسمان پر طلوع ہوتا ہے اور ہر برج میں تیرہ (۱۳) ماہ رہتا۔ اور تیرہ سال میں اپنا دورہ مکمل کرتا ہے۔
 اور زحل ستویں آسمان میں طلوع ہوتا ہے اور ہر برج میں ڈھائی سال رہتا ہے اور تیس سال میں اپنا دورہ تمام کرتا ہے۔
 (کتاب السبعیات ص ۳۰، ۳۱)

لطیفہ

جس طرح آسمان میں سات بڑے تارے ہیں ان طرح زمین

پر سات اعظم اور اشرف انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے۔

۱ : سیدنا حضرت شیث علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

۲ : سیدنا حضرت ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

۳ : سیدنا حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

۴ : سیدنا حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

۵ : سیدنا حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

۶ : سیدنا حضرت یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

۷ : سیدنا حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو

سب انبیاء کے کرام علیہم السلام سے بزرگ ترین ہیں۔ اور اللہ جل شانہ

نے ان انبیاء کے کرام علیہم السلام کو صحائف اور کتب عنایت فرمائیں چنانچہ

سیدنا حضرت شیث علیہ السلام کو پچاس صحیفے عطا فرمائے۔ اور سیدنا

حضرت ادہیس علیہ السلام کو تیس صحیفے ، اور سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تیس صحیفے عطا فرمائے ، اور سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تورات : اور سیدنا حضرت داؤد علیہ السلام کو زبور : اور سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل مرحمت فرمائی : اور حضرت خاتم الانبیاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وبارک وسلم کو قرآن مجید اور فرقان حمید سے مشرف فرمایا ۔

لطیفہ دیگر

جس طرح یہ بڑے سات ستارے ہیں
اور ہر ایک ایک برج سے دوسرے برج کی طرف حرکت کرتے ہیں ایسے
ہی امت مسلمہ کے سات بڑے گروہ ہیں۔

۱ صدیق : ۲ عامل : ابدال : ۴ شہید : ۵ حجاج : ۶
مطیع : ، عاصی :

تو صدیق حضرات پل صراط سے ایسے گزریں گے جیسا کہ چمکنے والی
بجلی گزر جاتی ہے۔

اور عامل - پل صراط سے ایسے گزریں گے جیسی تیز ہوا گزر جاتی ہے۔
اور ابدال حضرات پل صراط سے اس طرح گزر فرمائیں گے جیسا پرندہ
بہت جلد اڑ جاتا ہے۔

اور شہید حضرات پل صراط سے تیز رو گھوڑے کی طرح گزر جائیں گے۔
اور حاجی لوگ پل صراط سے ایک دن کامل میں گزر فرمائیں گے۔
اور مطیع لوگ ایک ماہ میں پل صراط کو عبور کریں گے۔

اور عاصی۔ گنہگار لوگ جب پل صراط پر اپنے قدم رکھیں گے اور ان کے سروں پر گناہوں کے بوجھ ہوں گے اور ان کے قدم ڈگمگانے لگیں گے اور دوزخ کی آگ نیچے سے ان کے جلائے کا ارادہ کرے گی مگر جب آگ ان کے قلبی نور ایمان کو دیکھے گی تو پکار اٹھے گی۔

اے مومن! جلد گزر جا۔ کیوں کہ تیرے نور ایمان نے میرے شعاعوں کو کھجا دیا ہے۔

جُزْيًا مُؤْمِنًا فَإِنَّا
نُورِكَ فَادُّوْا نَارًا
وَلَصِيْبًا

کتاب السبعیات فی مواعد البریات ص ۱۰۰

سات مند

اللہ تعالیٰ نے سات مند پر پناہ دی ہے

عیا کہ اس کا ارشاد گرامی ہے
وَالْبَحْرُ يَمُدُّهُ مِنَّا
بَعْدَهُ سَبْعَةُ الْبُحُورِ
(پہلے سورت لقمان)

وہ سات مند یہ ہیں۔ اطرشانیہ، بحر کورمانیہ،

بحر قزقم، بحر ہند، بحر عمانیہ، بحر روم، بحر مغرب، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اور وہی ہے جس نے تمہارے لئے دریا سخر کیا کہ اس میں سے تازہ گوشت کھاتے ہو اور اس میں

وَهُوَ الَّذِي سَخَّرَ الْبَحْرَ
لِتَأْكُلُوا مِنْهُ لَحْمًا
طَرِيًّا وَتَسْخَرُوا مِنْهُ

سے گہنا نکالتے ہو جسے پہنتے ہو۔

حِلْيَةٌ تَلْبَسُونَ نَمًا -

(پ ۱۴ سورت نمل)

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی کمال قدرت سے دریائے دجلہ دریائے شوریٰ کے ساتھ میلوں تک چلا لیا ہے۔ حالانکہ ان کے ذائقوں میں کوئی تغیر نہیں آتا کہ نہ میٹھا کھاری (نمکین) ہوتا ہے، اور نہ کھاری میٹھا۔ اسی مضمون کو اللہ تعالیٰ اس طرح بیان فرماتا ہے۔

اور وہی ہے جس نے ملے ہوئے رواں کتے دو سمندر، یہ میٹھا ہے نہایت شیریں، اور یہ کھاری ہے نہایت تلخ، اور ان کے پیچ میں پردہ رکھا اور روکی ہوئی آڑ۔

وَهُوَ الَّذِي مَرَّ بِهِ
الْبَحْرَيْنِ هَذَا عَذْبٌ
فُرَاتٌ وَ هَذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ
وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا
وَجَبُرَ اقْتِحُورًا ه

(پ ۱۵ سورت فرقان)

اور حکمت الہیہ کے عجائبات سے یہ ملاحظہ کیجئے کہ ایک حیوان کے جسم میں غذا کا ایک ہی مقام ہے جہاں چارہ گھاس بھوسہ وغیرہ پہنچتا ہے اور دودھ، خون، گوبر سب اسی غذا سے پیدا ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک دوسرے سے ملنے نہیں پاتا۔ دودھ میں نہ خون کی رنگت کا شائبہ ہوتا ہے نہ ہی گوبر کی بو کا نہایت صاف لطیف برآمد ہوتا ہے۔ اس سے حکمت الہیہ کی عجیب کاری ظاہر ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی اس عجیب کاری کو بیان فرماتا ہے۔

اور بے شک تمہارے لئے

وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ

لَعِبْرَةٌ لِّمَنْ فَتَقِيكَ كَوْمًا
فِي الْبُطُونِ مِنْ بَنِي
فَارِثٍ وَ دِم لَبْنَا خَالِصًا
مَا نَعَا لِلشَّرِيبِينَ ۝

(پ ۱۴ سورت نخل)

چوپاؤں میں نگاہ حاصل ہونے
کی جگہ ہے۔ ہم تمہیں پلاستے ہیں۔
اس چیز سے جو ان کے پیٹ
میں ہے۔ گوبر اور خون کے پیچ
میں سے خالص دودھ گلے سے
سہل اترتا پینے والوں کے لئے۔

اس کی مثال یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے شہد کی مکھی میں شہد
اور زہر دونوں جمع فرما دیتے ہیں۔ زہر سبب ہلاکت کی ہے اور شہد
باعث شفا کے مریض ہے اور ان دونوں میں ایسا حائل پیدا فرما دیا ہے
کہ وہ ایک دوسرے سے ملتے نہیں ہیں۔

اسی طرح اس کی نظیر یہ ہے کہ مومن میں نفس اور قلب کو جمع کیا گیا
ہے۔ نفس دنیا کی طرف میلان کرتا ہے اور قلب عقبی اور آخرت کی
طرف راغب ہوتا ہے تو دنیا اور دین کو یکجا جمع فرمایا گیا ہے۔ اور
ان کے مابین ایسا حائل موجود ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضل و
کرم سے تو دنیا دین کو ضرر دے سکتی ہے اور نہ ہی دین دنیا کو ضرر
پہنچا سکتا ہے۔

کتاب السبعیات فی مواعظ البریات ص ۲۶-۲۷

لطیف دیگر

اگرچہ آسمان میں عرش مجید ہے۔ مگر
ہمت مومن اس سے بڑی ہے۔ اگر آسمان میں (یعنی اس کے اوپر)

جنت ہے۔ تو مومن میں قلب (دل) ہے۔ جو جنت سے زیادہ آراستہ ہے۔ کیوں کہ جنت محل لذت و شہوت ہے۔ مگر قلب محل معرفت ہے اور جنت کا محافظ رضوان فرشتہ ہے اور مومن کے قلب کا محافظ خود رحمن ہے۔

لطیفہ دیگر | قادر مطلق نے عالم میں سات آسمان پیدا

فرمائے تو انسان میں سات اعضا پیدا فرما دیئے۔ اس نے عالم میں حیوان پیدا کئے تو انسان میں جوئیں (سپس) اور پسوں فرما دیئے۔ اور ذات خداوندی نے جہان میں آفتاب پیدا فرمایا تو اس ذات نے انسانی دل میں معرفت پیدا فرمادی۔

صانع حقیقی نے جب عالم میں چاند پیدا فرمایا تو انسان میں اس کی مثل عقل پیدا فرمادی۔ جب اس ذات لاشکر یک نے جہان میں ستارے پیدا فرمائے تو اس نے انسان میں اس کی مثل علوم پیدا فرما دیئے۔ جب قادر مطلق نے جہان میں مختلف پرندے پیدا فرمائے تو اسی ذات نے انسان میں مختلف خیالات پیدا فرما دیئے۔ اور جب خالق اکبر نے عالم میں پہاڑوں کا سلسلہ پیدا فرمایا تو انسان میں ہڈیوں کا سلسلہ پیدا فرمایا جو انسان کے سارے ڈھانچے میں پھیلا ہوا نظر آتا ہے۔ جب ذات اکبر نے پورے عالم میں چار قسم کے پانی پیدا فرمائے (۱) میٹھا۔ (۲) کڑوا۔ (۳) نمکین۔ (۴) بدبودار۔ تو اسی ذات بے مثال نے انسان کے اندر اسی قسم کے چار پانی پیدا فرمائے۔ منہ کا پانی۔ یعنی لعاب

دین میٹھا ہے۔ خصوصاً محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا لعاب مبارک جو آلِ پاک کے معصوم بچوں کو چٹکتے تھے وہ تو شہدے سے بھی زیادہ میٹھا تھا، باقاعدہ غذا کا کام دیتا تھا۔ اور کانوں کا پانی کڑوا پیدا فرمایا۔ اور آنکھوں کا پانی نمکین پیدا فرمایا۔ اور ناک کا پانی بدبودار پیدا فرمایا۔ فرضیکہ انسان میں سارے عالم کا نقشہ پیدا فرمایا۔ جیسا کہ اس کا اپنا کلام بتاتا ہے۔

وَفِي أَنْفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ اور خود تم میں تو کیا تمہیں سوچتا نہیں۔ (پ ۲۶ - سورت ذاریات)

لطیفہ دیگر | فاعل حقیقی نے حسن کو سات قسم پر پیدا فرمایا۔ ۱ لطافت : ۲ ملاحظت : ۳ عنیاء : ۴ نور : ۵ ظلمت : ۶ رقت : ۷ وقت : ۸ مہر قادر مطلق نے عالم کو پیدا فرما کر ان سات قسموں کو اشیائے عالم پر تقسیم کر کے ہر شے کو الگ ایک قسم بنا دیا چنانچہ لطافت جنت کو دی۔ اور ملاحظت حور عین کو نصیب فرمائی۔ اور عنیاء شمس (آفتاب) کو عنایت فرمایا۔ تو نور چاند کو عطا فرمایا۔ ارشاد خداوندی ہے۔

هُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسُ ضِيَاءً وَالْقَمَرَ نُورًا

اور ظلمت رات کے حصے میں آئی۔ اور رقت پانی کو نصیب ہوئی

تو وقت ہوا کو ملی۔ اور ان اقسام مذکورہ سے آسمان و زمین کو مزین فرمایا۔

اور حضرت انسان کو بھی ان اقسام سے آراستہ فرمایا۔ چنانچہ لطافت

روح کو بخشی تو ملاحظت اس کے خساروں کو ملی۔ اور ضیاء چہرے کو نصیب ہوئی تو نور آنکھوں کو عطا ہوا۔ ظلمت بالوں کو ملی تو رقت قلب کو نصیب ہوئی۔ اور دقت ناف کو مرحمت کی گئی۔

غرضیکہ سارے بہان میں جو چیزیں پیدا ہوئیں ان کی مثل بنی آدم میں بھی پیدا کی گئیں۔ چنانچہ آسمان میں علو اور بلندی ہے تو انسان کو قد و قامت ملا۔ آسمان میں شمس و قمر ہے تو بنی آدم میں دو آنکھیں بنائی گئیں۔ اور آسمان میں ستارے ہیں تو حضرت انسان کو چمک دار دانت دیئے گئے۔ آسمان سے بارش کے قطرات گرتے ہیں تو بنی آدم کی آنکھوں سے آنسوؤں کی بارش ہوتی ہے۔ آسمان میں صاعقہ ہے تو اس انسان میں عطرہ چھینک، اگر زمین کو قرار حاصل ہے تو آدمی میں سکون و وقار ہے۔ جب کہ زمین میں نہریں دواں دواں ہیں تو بنی آدم میں رگوں کا سلسلہ پھیلا ہوا ہے۔ جب کہ زمین میں نباتات کا ایک وسیع سلسلہ موجود ہے تو بنی آدم کے جسم پر بے شمار بال نظر آتے ہیں۔

قربان جاسیے قدرت خداوندی پر کہ اس نے اپنی حکمت بالغہ سے بنی آدم کو تمام مخلوقات سے بہتر شکل و صورت بخشی جیسا کہ اس نے اعلان فرمایا۔ اور پھر یہ اعلان بھی چند قسموں سے مؤکد فرما کر بیان فرمایا تاکہ سامع کو کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش باقی نہ رہے۔ چنانچہ ارشادِ باری

ہوتا ہے۔ وَالْبَتِّينِ وَالزُّتُونِ ۝	انجیر کی قسم اور زیتون اور طور سینا
وَ طُودِ سَيْنِينَ ۝ وَ هَذَا	اور اس امان و ملے شہر کی بے
الْبَلَدِ الْأَمِينِ ۝ لَقَدْ	شک ہم نے آدمی کو اچھی صورت

خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ
 فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ ۝
 ثُمَّ رَدَدْنَاهُ أَسْفَلَ
 سَافِلِينَ ۝ إِلَّا الَّذِينَ
 آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
 فَلَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ ۝
 فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ
 بِالذِّكْرِ ۝ أَلَيْسَ
 اللَّهُ بِأَحْكَمَ الْحَاكِمِينَ ۝

(پارہ ۳۰ - سورت التین)

پر بنایا پھر اسے ہر نیچے سے نیچے
 حالت کی طرف پھیر دیا۔ مگر جو
 ایمان لائے اور اپنے اچھے کام
 کئے کہ انہیں بے حد ثواب
 ہے۔ تو اب کیا چیز تجھے
 انصاف کے جھٹلانے پر باعث
 ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ نے سب
 حاکموں سے بڑھ کر حاکم نہیں؟
 (ضروری ہے)۔

سُبْحَانَ اللَّهِ ثُمَّ سُبْحَانَ اللَّهِ خَالِقِ حَقِيقَتِي

بنی آدم کو بہترین شکل و صورت عطا فرما کر اس میں سات بڑے اعضاء پیدا
 فرمائے۔ اور شتر جوڑ اور ایک سوا اٹھائیس ہڈیاں۔ اور تین سو ساٹھ
 رگیں اور ایک لاکھ چوبیس ہزار بالوں کے منبت و جگہ اگنے کی، اور دو
 ہاتھ دو پاؤں اور دو آنکھیں اور دو کان اور باقی اعضاء پیدا فرمائے اور ان
 سب کی حیات فقط ایک روح سے باقی ہے۔ اسی طرح عرش و کرسی
 اور لوح و قلم اور آسمان و زمین اور انہار و بھار اور انبیاء و ملائکہ
 جن و انس اور عرش سے فرشتے تک فلک سے سمک تک اور
 اور بلندی سے تحت الثرئی تک، اجناس و انواع مختلف الصور موجود
 ہیں۔ حالانکہ ان کا خالق فقط واحد قہار و خبار عزیز مت۔ جل شانہ۔

یومِ احد کی تشریح

احد اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے

ایک نام ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

تم فرماؤ وہ اللہ ہے وہ ایک

ہے اللہ بے نیاز ہے نہ اس

کی کوئی اولاد ہے نہ وہ کسی سے

پیدا ہوا۔ نہ اس کے جوڑ

کا کوئی۔

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۝ اللَّهُ

الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ ۝ وَلَمْ

يُولَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ

لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ ۝

(پ ۳۰ - سورت اخلاص)

قرآن مجید میں لفظ احد سات معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

۱۔ کلمہ احد سے مراد ذات خداوندی ہوتی ہے جیسا کہ قُلْ هُوَ اللَّهُ

أَحَدٌ اور اَيُّسَبُّ اَنْ لَّوَيَّرَهُ اَحَدٌ اور اَنْ لَنْ

يَقْدِرَ عَلَيْهِ اَحَدٌ ان مقامات میں احد سے مراد خود باری تعالیٰ

کی ذات ہے۔

۲۔ کلمہ احد احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر بھی اطلاق

ہوتا ہے جیسا کہ ان دو آیتوں میں احد سے مراد ذات مصطفوی ہے۔

جب تم منہ اٹھانے چلے جاتے

تھے اور پیٹھ پھیر کر کسی کو عینی

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

کو نہ دیکھتے اور دوسری جماعت

میں ہمارے رسول تمہیں پکارے

تھے تو تمہیں غم کا بدلہ غم دیا

(۱) اِذْ تَضَعُوْنَ وُجُوْهَكُمْ

وَلَا تَلُوْا وُجُوْهَكُمْ عَلٰى اَحَدٍ وَّ

الرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِرْعَوْنًا

اَوْ اٰخَرًا فَاْتَابَكُمْ غَمًّا

بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ

عَلٰى مَا فَاْتَاكُمْ وَاَلَا

اور معافی اس لئے سنائی کہ جو
ہاتھ سے گیا اور جو افتاد پڑی اس
کا رنج نہ کرو اور اللہ کو تمہارے
کاموں کی خبر ہے ۔
اور ہم برگز تمہارے بارے میں
کسی کی یعنی حضور پر نور کی نہ مانیں
گے ۔

مَا آصَابَكُمْ وَاللَّهُ خَبِيرٌ
بِمَا تَعْمَلُونَ ۝
(پ ۴ - سورت آل عمران)

(۲) وَلَا نَطِيعُ فِئِكُمْ أَحَدًا
أَبَدًا (پ ۲۸ - سورت حشر)

۳۔ اور احد کا اطلاق سیدنا حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پر آیا ہے جیسا کہ قرآن حکیم میں ارشاد خداوندی ہے ۔

اور کسی کا یعنی حضرت بلال کا اس پر
یعنی حضرت ابو بکر صدیق پر کچھ احسان
نہیں جس کا بدلہ دیا جائے صرف
اپنے رب کی رضا چاہتا ہے جو
سب سے بلند ہے اور بے شک
قریب ہے کہ وہ راضی ہو گا ۔

وَمَا لِأَحَدٍ عِنْدَهُ مِنْ
نِعْمَةٍ تُجْزَى ۝ إِلَّا
ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلَى ۝
وَلَسَوْفَ يَرْضَى ۝
(پ ۳۰ - سورت لیل)

۴۔ اور کلمہ احد سے کبھی اٹینا جو اصحاب کف میں سے تھا مراد موت

اللہ جل شانہ فرماتا ہے ۔

اور اپنے میں ایک کو یعنی اٹینا کو
یہ چاندی لے کر شہر میں بھجو پھر وہ
غور کرے کون سا کھانا اور کھانا

فَابْعَثُوا أَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ
هَذِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ
فَلْيَنْظُرْ أَيُّهَا أَزْكَى

طَعَامًا فَلْيَأْتِكُمْ بِرِزْقٍ
مِنْهُ . پ ۱۵ - سورت کہف .

ہے کہ تمہارے لئے اس میں
سے کھانے کو لاتے ۔

۵ :- اور کبھی کلمہ احد کا اطلاق وقبا نوس پر آتا ہے ۔ جیسا کہ قرآن مجید
میں ارشاد ہے ۔

وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَتَّ
بِكُمْ أَحَدًا ۝ پ ۱۵ سورت کہف

اور چاہئے کہ نرمی کرے اور ہرگز
کسی کو یعنی وقبا نوس کو تمہاری اطلاع
نہ دے ۔

۶ :- اور کلمہ احد کا اطلاق حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بھی

آتا ہے ۔ رب العالمین نے فرمایا ۔

مَا كَانَتْ مُحَمَّدٌ أَبَا
أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ
وَلَكِنْ رَسُولُ اللَّهِ وَ
خَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۗ وَ
كَانَ اللَّهُ بِكُلِّ
شَيْءٍ عَلِيمًا ۝

محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
تمہارے مردوں میں سے کسی
کے باپ نہیں یعنی زید بن حارثہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باپ نہیں
ہاں اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں ۔
اور سب نبیوں میں پچھلے اور اللہ سب
کچھ جانتا ہے ۔

پ ۲۲ - سورت احزاب

۷ :- اور کبھی احد کا اطلاق مخلوقات کے کسی ایک فرد پر بلا تعین

آتا ہے ۔ اللہ وعدہ لاشرک حکم دیتا ہے ۔

وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا ۝

اور اپنے رب کی بندگی میں کسی کو
شرک نہ کرے ۔

پ ۱۶ - سورت کہف

تقریباً بالائے معلوم ہوا کہ احد اللہ کریم کا ایک نام ہے۔ تو یوم
الاحد و التوار کے دن، کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جب نصاریٰ نے کہا
کہ هَذَا يَوْمُنَا یعنی احد و التوار، کا دن ہمارا دن ہے۔ تو ذاتِ اکبر
وحدہ لا شریک نے ان نصاریٰ کی تردید کرتے ہوئے فرمایا یوم الاحد
یعنی یہ تو اللہ کا دن ہے۔

کتاب السبعیات فی مواغظ البریات ص ۴۱

التوار کے دن کا روزہ

امام الانبیاء حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ہفتہ اور التوار کو روزہ رکھو اور
یہودیوں اور نصاریوں کی مخالفت
کرو۔

صَوْمُوا يَوْمَ السَّبْتِ وَالْأَحَدِ
وَالنَّصَارَى.

غنیۃ الطالبین ص ۴۲

التوار کے دن کے نفل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے مروی ہے کہ سید دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے
فرمایا کہ جو مسلمان التوار کے دن چار رکعت نماز نفل پڑھے اور اس کی ہر
رکعت میں ایک دفعہ سورت فاتحہ اور اَمَّا الرَّسُولُ رَاٰخِرُ
میک، پڑھے۔ تو جس قدر نصرانی مردوں اور عورتوں کی تعداد ہے
ان کی گنتی کے موافق اس کو اللہ تبارک و تعالیٰ نیکیاں عنایت فرمائے
اور اس کو ایک پیغمبر کا ثواب اور بھی مرحمت فرمائے۔ اور حج اور عمرہ

کا ثواب بھی اس کے نام لکھ دیتا ہے۔ اور ہر ایک رکعت کے عوض میں ہزار نماز کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ اور ہر ایک حرف کے بدلے میں اس کو بہشت میں ایک شہر بخشتا ہے۔ جو مشک و اذفر سے بھرا ہوا ہوگا۔ سیدنا حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم راوی ہیں کہ سید الاولین و الاخرین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے فرمایا کہ اتوار کے دن نماز نفل بہت پڑھا کرو۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ کو وحدہ لا شریک جانو۔ اور اگر کوئی اتوار کے دن کے دن نماز ظہر کے بعد یعنی جب فرض و سنتیں پڑھ چکے تو چار رکعت نماز نفل پڑھے۔

اور اس کی پہلی رکعت میں سورت فاتحہ اور السجدہ پڑھے اور دوسری رکعت میں سورت فاتحہ اور سورت ملک یعنی تَبَارَكَ الَّذِي پڑھے۔ اور شہد کے بعد سلام پھیرے۔ اور اس کے بعد دو اور رکعت پڑھے اور اس کی دونوں رکعتوں میں سورت فاتحہ اور سورت جمعہ پڑھے۔ سلام کے بعد جو حاجت رکھتا ہو اپنے معبود حقیقی سے اس کی درخواست کرے۔ اللہ کریم اپنے کرم سے اس کی وہ حاجت پوری فرمادے گا۔ اور نئے دین نصارے سے محفوظ رکھے گا۔

غنیۃ الطالبین ص ۱۲۱، احیاء العلوم ص ۲۰۴

اتوار کی رات کے نفل

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سید الانس و الجنان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم سے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو کوئی اتوار کی رات بیس رکعت نفل اس طرح پڑھے

کہ ہر رکعت میں الحمد شریف ایک مرتبہ اور قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ
یعنی سورت اخلاص پچاس مرتبہ اور معوذتین ایک ایک دفعہ
پڑھے۔ اور بعد از نماز سو مرتبہ استغفار پڑھے۔ اور سو مرتبہ اپنے
لئے اور اپنے والدین کے لئے استغفار کرے۔ اور سید الانبیاء
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم پر سو مرتبہ درود شریف پڑھے اور لا حول
و لا قوۃ الا باللہ پڑھے۔ اور خدا تعالیٰ کی طاقت اور قوت کی طرف
متوجہ ہو اور پھر یہ پڑھے۔ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ وَ
اَشْهَدُ اَنْ اَدَمَ صَفْوَةَ اللهِ وَ فِطْرَةَ وَاَسْمَاءِ هَبْنَم
خَلِيْلُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَ مُحَمَّدِي كَلِيْمُ اللهِ تَعَالَى
وَ عِيْسَى نُوْحُ اللهِ سُبْحَانَهُ وَ مُحَمَّدٌ حَبِيْبُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ
تو اس شخص کو ان لوگوں کی تعدد کے برابر اجر و ثواب دیا جائے گا
جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے بیٹے قرار دیئے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ
کے لئے بیٹا ثابت نہیں کرتے۔

نیز اللہ کریم قیامت کے روز اس کو ان لوگوں کے ساتھ قرار دے گا
جو امن پائے و ملے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے اسم کریم پر بیعت کرنے
والے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ جنت میں داخل
فرماتے۔

د احیاء العلوم جلد اول ص ۴۴

د نعیۃ الطالبین جلد ثانی ص ۱۲۲

پیرکادے

پیر کے دن کی فضیلت اور اس اس کے اہم واقعات

پیر کا دن بڑا مبارک دن ہے۔ اس میں سفر اختیار کرنا اور تجارت وغیرہ کا کاروبار کرنا باعث برکت ہے۔ سیدنا حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پیر کے دن کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا۔

یہ سفر اور تجارت کا دن ہے صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم، یہ کس طرح فرمایا۔ کہ سیدنا حضرت شثیت علیہ السلام نے اس روز تجارت کے لئے سفر اختیار فرمایا۔ اور تجارت میں (بڑا) نفع ہوا۔

يَوْمٌ سَفِيرٌ وَتِجَارَةٌ
فَالْوَأَكَيْفَ ذَلِكَ يَا
رَسُولَ اللَّهِ قَالَ لِأَنَّ
فِيهِ سَافِرٌ شَيْئٌ
عَلَيْهِ السَّلَامُ لِلتِّجَارَةِ
وَرَبِحٌ فِي تِجَارَتِهِ.

(غنیۃ الطالبین جلد دوم ص ۷۷)

کتاب السبعیات فی مواعظ البراءت

ص ۷۷

علماء حضرات فرماتے ہیں کہ اللہ جل شانہ نے پیر کے دن کو سب
فضیلتوں سے مخصوص فرمایا۔

۱۔ سیدنا حضرت ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیر کے روز
آسمان کی طرف صعود فرمایا اور جنت میں داخل ہوئے۔

۲۔ سیدنا حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پیر کے روز طور
پر تشریف لے گئے۔

۳۔ ”وحدانیّت“ اللہ تبارک و تعالیٰ کی دلیل پیر کے روز
نازل ہوئی۔

۴۔ پیر کے دن میں سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت
باسعادت ہوئی۔

۵۔ پیر کے دن سیدنا حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام
محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم پر پہلی مرتبہ
نازل ہوئے۔

۶۔ امت کے اعمال پیر کے روز سید دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
و بارک وسلم پر پیش کئے جاسکتے ہیں۔

۷۔ سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے پیر کے
دن دارفانی سے دار بقا کی طرف رحلت فرمائی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِ
لَيْهِ رَاٰجِعُوْنَ ؕ

کتاب السبعیات فی مواعظ البریات ص ۴۵

محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے پیر کے

روز مکہ مکرمہ سے ہجرت فرمائی۔ اور پیر کے دن مدینہ منورہ میں داخل ہوئے (عجائب المخلوقات)، اسی پیر مبارک کو مکہ معظمہ فتح ہوا۔ اور اسی روز سورت ماندہ نازل ہوئی، ثابت بالسنۃ، پیر کا وہ مبارک روز ہے کہ جس میں آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اور گنہگار مسلمانوں کی مغفرت ہوتی ہے۔

سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سید الانس والجان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے فرمایا کہ جب پیر اور جمعرات کا روز آتا ہے تو آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اور مولائے کریم ہر بندے کو جس نے شرک کا ارتکاب نہیں کیا، ہوتا، بخش دیتا ہے۔ مگر جس آدمی کے دل میں اپنے بھائی کے ساتھ کینہ اور بغض ہوئے۔ اس کو مہلت دیتا ہے تاکہ وہ آپس میں صلح صفائی کر لیں۔ (غنیۃ الطالبین جلد دوم صفحہ ۱۰۰)

سیدنا حضرت اوریس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جنت میں داخل ہونے کا واقعہ

سیدنا حضرت اوریس علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا اصلی نام "اخنوخ" تھا۔ چونکہ آپ اللہ تعالیٰ کی کتاب کا بہت درس دیتے تھے اس وجہ سے آپ کا نام "اوریس" مشہور ہو گیا۔ آپ

کے پیر کے روز جنت میں داخل ہونے کا واقعہ قرآن مجید میں اس طرح بیان کیا گیا۔

اور کتاب میں ادریس کو یاد کرو
بے شک وہ صدیق تھا غیب
کی خبریں دیتا اور ہم نے اسے
بلند مکان پر اٹھا لیا۔

وَ اذْ كُرْنَا فِي الْكِتَابِ
اِدْرِيسَ زَايْنَةً كَانَ
صِدِّيقًا نَبِيًّا وَ رَفَعْنَاهُ
مَكَانًا عَلِيًّا ۝ (پ ۱۶ سورت یوسف)

تفسیر

حضرت کعب وغیرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

سے مروی ہے کہ حضرت ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ملک الموت سے فرمایا کہ میں موت کا مزہ چکھنا چاہتا ہوں کیسا ہوتا ہے۔ تم میری روح قبض کر کے دکھاؤ۔ انہوں نے اس حکم کی تعمیل کی اور روح قبض کر کے اسی وقت آپ کی طرف لوٹا دی۔ آپ زندہ ہو گئے۔

پھر فرمایا کہ اب مجھے جہنم دکھاؤ تاکہ خوفِ الہی زیادہ ہو۔ چنانچہ یہ بھی کیا گیا۔ جہنم دیکھ کر آپ نے ملکِ داروغہ جہنم سے فرمایا کہ دروازہ کھولو۔ میں اس پر گزرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اور اس پر سے گزرے۔

پھر آپ نے ملک الموت سے فرمایا کہ مجھے جنت دکھاؤ۔ وہ آپ کو جنت میں لے گئے۔ آپ دروازہ کھلوا کر جنت میں داخل ہوئے۔ تھوڑی دیر انتظار کر کے ملک الموت نے کہا کہ اب آپ اپنے مقام تشریف لے چلیں۔ آپ نے فرمایا۔ اب میں یہاں سے کہیں؟ جاؤں

گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ .
 وہ میں چکھ ہی چکا ہوں۔ اور یہ فرمایا ہے۔ وَأَنْتُمْ مِّنكُمْ إِلَّا
 وَارِدُهَا کہ ہر شخص کو جہنم پر گزرنا ہے، تو میں گزر چکا ہوں۔ اب میں
 جنت میں پہنچ گیا ہوں۔ اور جنت میں پہنچنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ
 نے فرمایا ہے وَمَا هُمْ مِنْهَا بِمُخْرَجِينَ کہ وہ جنت
 سے نکالے نہ جائیں گے۔ اب مجھے جنت سے چلنے کے لئے کیوں
 کہتے ہو؟

اللہ تعالیٰ نے مکہ الموت کو وحی فرمائی کہ حضرت ادریس علیہ
 الصلوٰۃ والسلام نے جو کچھ کیا ہے میرے اذن سے کیا۔ اور وہ میرے
 اذن سے جنت میں داخل ہوئے۔ انہیں چھوڑ دو۔ وہ جنت ہی میں رہیں
 گے۔ چنانچہ آپؑ نے زندہ ہیں۔ (غزائن العرفان)

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سفر جانب کوہ طور سینا

سیدنا حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بروز پیر سات مشہور

سفر ہیں۔ ۱۔ سفر غضب ۲۔ سفر یرب ۳۔ سفر طلب ۴۔
 سفر سبب ۵۔ سفر عجب ۶۔ سفر ادب ۷۔ سفر طرب ۸۔

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

سفرِ غضب

سفرِ غضب وہ سفر ہے جب کہ آپ کی ولادت ہوئی۔ تو اس وقت فرعونی حکومت سے سخت خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔ اس لئے آپ کی والدہ نے آپ کو فرعون کے غضب کے خوف سے دریا میں ڈال دیا تھا۔ اور یہ سفرِ حکم الحاکمین کے حکم سے وجود میں آیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اور ہم نے تم سے (علیہ السلام) کی ماں کو الہام فرمایا کہ اسے دودھ پلا پھر جب تجھے اس سے اندیشہ ہو تو اسے دریا میں ڈال دے۔ اور نہ ڈر اور نہ غم کہ بے شک ہم اسے تیری طرف پھیر لائیں گے اور اسے رسول بنائیں گے۔

وَ اَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّ مُوسَىٰ
أَنۡ أَرْضِعِيْهِ ۖ فَإِذَا
خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِي
النَّيۡرِ وَلَا تَخَافِ وَلَا
تَحْزَنِي ۗ إِنَّا رَآدُوْهُ
إِلَىٰٓ اٰبِ وَاٰبَآءِ مِمَّنۡ
الْمُرْسَلِيۡنَ ؕ

(پ ۲۰ - سورت قصص)

سفرِ ہرب

جب آپ نے ایک قسطنطنیہ کو اس کی غنڈہ گردی کی بنا پر قتل کر دیا۔ تو فرعونی ظالم حکومت کی طرف سے، خطرہ پیدا ہو گیا۔ چنانچہ آپ نے مدین کا سفر اختیار فرمایا۔ جہاں حضرت سیدنا شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف رکھتے تھے۔ اس کو مدین ابن ابراہیم کہتے ہیں۔ یہ مصر سے آٹھ دن کی مسافت پر واقع ہے۔ یہ شہر فرعون کے حسد و دقلمرو سے باہر تھا۔ سیدنا حضرت

موسے علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کا راستہ بھی نہ دیکھا تھا۔ اور نہ ہی کوئی سواری ساتھ تھی۔ نہ تو شہ اور نہ کوئی ہمراہی سداہ میں درختوں کے پتوں اور زمین کے سبزوں کو کھا کر گزارہ کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ بھیجا جو آپ کو مدین تک لے گیا۔ اللہ تعالیٰ اسی سفر کے متعلق فرماتا ہے۔

فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا يَتَرَقَّبُ
قَالَ رَبِّ نَجِّنِي مِنَ
الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ هـ وَلَمَّا
تَوَجَّهَ تَلَقَّاءَ مَدْيَنَ
قَالَ عَسَىٰ أَن يَكُونَ
يَمْدِينًا سَوَاءَ السَّبِيلِ
(پ ۲۰ - سورت قصص)

تو اس شہر سے نکلا ڈرتا ہوا۔
اس انتظار میں کہ اب کیا ہوتا
ہے۔ عرض کی لے میرے رب
مجھے ستم گاروں سے بچا دے اور
جب مدین کی طرف متوجہ ہوا، کہا
قریب ہے کہ میرا رب مجھے یہی
راہ بتائے۔

سفر طلب کی تشریح

مدین میں سیدنا حضرت شعیب

علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی بڑی صاحب زادی حضرت صفورا کو سیدنا
حضرت موسے علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نکاح میں دے دیا۔ آپ
نے دس سال وہاں قیام فرمایا۔ پھر سیدنا حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ و
السلام سے اجازت لے کر اپنی بیوی کے ساتھ مصر کی طرف واپس روانہ
ہوئے۔ راستہ میں ایک جنگل میں رات آگئی۔ رات بڑی اندھیری تھی۔
شردی شدت کی پڑ رہی تھی۔ ادھر راستہ گم ہو گیا تھا۔ تو اس وقت آپ

نے آگ روشن دیکھی۔ اس کی طرف تشریف لے گئے۔ یہ آپ کا سفر طلب تھا۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کلام میں اس طرح بیان فرماتا ہے۔

پھر جب موسیٰ علیہ السلام، نے اپنی میعاد پوری کر دی اور اپنی بی بی کو لے کر چلا۔ طور کی طرف سے ایک آگ دیکھی۔ اپنی گھر والی سے کہا تم بھڑو مجھے طور کی طرف سے ایک آگ نظر پڑی ہے شاید میں وہاں سے کچھ خیر لاؤں یا تمہارے لئے کوئی آگ کی چنگاری لاؤں کہ تم تاپو۔

فَلَمَّا قَضَىٰ مُوسَىٰ
الْأَجَلَ وَسَارَ بِأَهْلِهِ الْأَنْسَ
مِنْ جَانِبِ الطُّورِ فَإِذَا
قَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوا إِنِّي
أَسْتُنَا نَارًا تَعَلَىٰ أَيْتِكُمْ
مِنْهَا بَخَبْرٌ أَوْ جَذْوَةٌ مِنَ
النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ

(پ ۲۰ - سورت قصص)

سفر سبب کا بیان

جب سیدنا حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرعونیوں کی چہرہ دستیوں سے تنگ آگئے تو رات کے وقت بنی اسرائیل کو سامتھ لے کر مصر سے چلے گئے۔ صبح کے وقت جب فرعونیوں کو پتہ چلا کہ بنی اسرائیل مصر چھوڑ کر چلے گئے ہیں تو ظالم فرعون بڑا غضب ناک ہوا۔ اور ایک لشکر سامتھ لے کر بنی اسرائیل کی تلاش میں نکلا۔ آخر ایک مقام پر بنی اسرائیل کو پالیا۔ بنی اسرائیل فرعونی لشکر دیکھ کر گھبرائے کہ دشمن ہم پر قابو پالے گا۔ نہ ہم ان کے مقابلہ کی طاقت رکھتے ہیں اور نہ ہی جھانگنے کی جگہ ہے۔ کیوں کہ آگے دریا ہے

سیدنا حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنی اسرائیل کو تسلی دی کہ کوئی فکر نہ کرو۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی طاقت ہمارے شامل حال ہے اللہ جل شانہ کے حکم سے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دریا پر اپنا عصا مارا تو اس کی برکت سے بارہ خشک راستے بن گئے۔ بنی اسرائیل نے ان راستوں سے دریا کو سلامتی سے عبور کیا۔ یہ دیکھ کر فرعونی سب کے سب دریا کے اندر آگئے تو دریا بحکم الہی بل گیا۔ اور مثل سابق ہو گیا اور فرعون مع اپنی قوم کے ڈوب گیا۔

سیدنا حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ سفر فرعونیوں کے فرقہ ہونے کا سبب بنا۔ اس لئے اس کو سفر سبب کہا جاتا ہے۔ قرآن مجید اور فرقان حمید میں اس سفر کی بابت یہ آیتیں ہیں۔

فَاتَّبَعُوهُمْ مُشْرِقِينَ
فَلَمَّا تَرَاءَ الْجَمْعَيْنِ
قَالَ اصْحَابُ مُوسَىٰ
إِنَّا لَمُدْرِكُوكَ
كَلَّا إِنَّهُ مَعِيَ
بِئْسَ سَيِّدٌ لِّبَنِي
فَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ
أَنْ اصْرُبْ بِعَصَاكَ
الْبَحْرَ ۖ فَانفَلَقَ فَكَانَ
كُلُّ فِرْقَةٍ كَأَلطُودٍ

تو فرعونیوں نے ان کا تعاقب کیا
دن نکلے پھر جب آمناسا منا ہوا
دونوں گروہوں کا۔ موسیٰ والوں
نے کہا ہم کو انہوں نے آلیا۔
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے
فرمایا۔ یوں نہیں بلے شک میرا
رب میرے ساتھ ہے وہ مجھے
اب راہ دیتا ہے۔ تو ہم نے موسیٰ
علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وحی فرمائی
کہ دریا پر اپنا عصا مار۔ تو جھپٹ

الْعَظِيمِ وَ أَرْفُنَاثَةَ
الْآخِرِينَ وَ أَنْجَيْنَا
مُوسَى وَمَنْ مَعَهُ
أَجْمَعِينَ ثُمَّ أَغْرَقْنَا
ثُمَّ الْآخِرِينَ إِنَّ
فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّمَنْ
كَانَ أَكْثَرُ هُوَ
مُؤْمِنِينَ

(پ ۱۹ - سورت شعراء)

پھٹ گیا تو ہر حصہ ہو گیا جیسے
بڑا پہاڑ، اور وہاں قریب
لگتے ہم دوسروں کو، اور ہم
نے بچا لیا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ
والسلام، کو اور اس کے سب
ساتھیوں کو۔ پھر دوسروں کو ڈبو
دیا بے شک اس میں ضرور
نشانی ہے اور ان میں اکثر
مسلمان نہ تھے۔

سفرِ عجب کی وضاحت

یہ سفر بروز پیر مصر سے
بطرفِ شام ہے چونکہ اس سفر میں حیرت انگیز اور تعجب نغز امور ظہور میں
آئے۔ اس لئے اس کا نام سفرِ عجب رکھا گیا ہے۔ اس سفر کا مختصراً حال
یہ ہے کہ فرعونوں کی ہلاکت کے بعد بنی اسرائیل مصر میں آباد ہوئے تھے
سیدنا حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کچھ عرصہ کے بعد بنی
اسرائیل کو حکم الہی سنایا کہ ملک شام سیدنا حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ و
السلام اور ان کی اولاد کا مدفن ہے۔ اسی میں بیت المقدس ہے۔ اس
کو عم القہ سے آزاد کرانے کے لئے جہاد کرو۔ اور مصر چھوڑ کر وہیں
وطن بناؤ۔ مصر کا چھوڑنا بنی اسرائیل پر نہایت شاق تھا۔ اول تو انہوں
نے اس میں پس و پیش کیا۔ اور بچو اکراہ سیدنا حضرت موسیٰ و سیدنا

حضرت ہارون علی نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام کی رکاب سعادت میں روانہ ہوئے تو راستہ میں جو کوئی سختی و دشواری پیش آتی، سیدنا حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے شکایتیں کرتے۔ جب اس صحرا میں پہنچے جہاں نہ سبزہ تھا نہ سایہ، نہ غلہ بہراہ تھا۔ وہاں دھوپ کی گرمی اور بھوک کی شکایت کی۔ تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے دعائے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ابرہ سفید کو ان کا سائبان بنایا۔ جو رات دن ان کے ساتھ چلتا رات کو ان کے لئے نوری ستون اترتا جس کی روشنی میں وہ کام کرتے۔ ان کے کپڑے میلے اور پرانے نہ ہوتے۔ ناخن اور بال نہ بڑھتے۔ اس سفر میں جو لڑکا پیدا ہوتا اس کا لباس اس کے ساتھ پیدا ہوتا۔ جتنا وہ بڑھتا لباس بھی ساتھ بڑھتا۔ ترنجبین (من) ، ایک شیریں چیز تھی۔ روزانہ صبح صادق سے طلوع آفتاب تک ہر شخص کے لئے ایک صاع کی مقدار آسمان سے نازل ہوتی۔ لوگ اس کو چادروں میں لے کر دن بھر کھاتے رہتے۔

اسی طرح سلوی ایک چھوٹا پرندہ ہوتا ہے، اس کو ہوا، لانی اور یہ شکار کر کے کھاتے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان نعمتوں کا ذکر فرماتا ہے

وَزَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ
وَ أَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ
وَالسَّلْوَىٰ ط كَلُوا
مِنْ حَبِطَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ۔

(پ اول - سورت بقرہ)

اور ہم نے بادل کو تمہارا سائبان کیا
اور تم پر من اور سلوی اتارا۔ کھاؤ
ہماری دی ہوئی، سٹھری چیزیں۔

جب بنی اسرائیل نے سفر میں پانی نہ پایا، شدت پیاس کی شکایت کی تو سیدنا حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم ہوا کہ اپنا عصا پتھر پر مارو۔ آپ کے پاس ایک مربع پتھر تھا۔ جب پانی کی ضرورت ہوتی تو اس پر عصا مارتے، اس سے بارہ چشمے جاری ہو جاتے۔ اور سب سیراب ہوتے۔ سیدنا حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ایک بڑا معجزہ تھا۔ رب العالمین اسی معجزہ کو اس طرح بیان فرماتا ہے۔

جب موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم کے لئے پانی مانگا۔ تو ہم نے فرمایا اس پتھر پر اپنا عصا مارو۔ فوراً اس میں بارہ چشمے بہ نکلے۔ ہر گروہ نے اپنا گھاٹ پہچان لیا۔ کھاؤ اور پیو خدا کا دیا۔ اور زمین میں فساد اٹھاتے نہ پھرو۔

اِذَا اسْتَقَىٰ مُوسَىٰ
لِقَوْمِهِ فَقُلْنَا اضْرِبْ
بِعَصَاكَ الْحَجَرَ
فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَا
عَشْرَةَ عَيْنًا
وَقَدَعِلُوْا
كُلُّ اُنَاسٍ مِّنْهُمْ
مَّوْءَاظًا
وَاشْرَبُوْا مِنْ
رِّزْوَانِ اللّٰهِ
وَلَا تَغْتَوَا
فِي الْاَرْضِ مُمْسِدِيْنَ

(پ ۱ - سورت بقرہ)

سفر ادب کی تفصیل تفسیر حسین میں ہے کہ فرعونوں

کی ہلاکت کے بعد سیدنا حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنی اسرائیل کو جمع کیا اور ایک ایسا خطبہ ارشاد فرمایا کہ حاضرین اس کے معانی اور حقائق

اور دقائق کسن کر متخیر رہ گئے۔ ایک شخص نے پوچھا اے کلیم اللہ! علیہ الصلوٰۃ والسلام، آپ سے زیادہ بھی کسی کو علم ہے؟
 آپ نے فرمایا میرے علم میں نہیں کہ کوئی مجھ سے بڑا عالم ہو۔ اس وقت آپ کو وحی آئی کہ ہمارا ایک بندہ مجمع البحرین دو دریاؤں کے طاب میں ہے۔ میں نے اس کو خاص علم کے ساتھ مخصوص کیا ہے۔ اپنے خاص آدمی کے ہمراہ اس کے پاس جاؤ۔ اور ایک مچھلی تل کر ساتھ لے جاؤ۔ جہاں مچھلی کم ہو، وہ بندہ وہاں ہوگا۔ آپ نے وہاں پہنچنے کا تہیہ کر لیا۔ اور سفر پر اپنے خادم خاص کے ہمراہ روانہ ہو گئے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

اور یاد کرو جب موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے خادم سے کہا میں باز نہ رہوں گا جب تک وہاں نہ پہنچوں، جہاں دو سمندر ملے ہیں یا قرون چلا جاؤں۔

وَ اِذْ قَالَ مُوسٰى لِفَتٰىهِ
 لَا اُبْرِحُ حَتّٰى اَبْلُغَ مَجْمَعِ
 الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِيَ
 حُقُبًا۔

(پ ۱۵۔ سورت کہف)

حضرت یوشع بن نون سیدنا حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت و صحبت میں رہتے تھے۔ اور آپ سے علم حاصل کرتے تھے۔ اور آپ کے بعد آپ کے ولی عہد تھے۔ یہ حضرات یعنی سیدنا حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کا خادم حضرت یوشع بن نون روٹی اور نمکیں بھنی ہوئی مچھلی زبیل میں توشہ کے طور پر لے کر روانہ ہوئے۔

پھر جب وہ دونوں ان دریاؤں کے

فَلَمَّا بَلَغَ مَجْمَعَ بَيْنَهُمَا نِسِيَا

ملنے کی جگہ پہنچے اپنی مچھلی مھول گئے
اس نے سمندر میں اپنی راہ لی
سنگ بناتی۔

حَوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ
فِي الْبَحْرِ سَرَبًا ۝

وہاں ایک پتھر کی چٹان تھی اور چشمہ حیات تھا۔ دونوں حضرات
نے استراحت فرمائی اور مصروف خواب ہو گئے۔ بھنی ہوئی مچھلی زبیل
میں زندہ ہو گئی۔ اور تڑپ کر دریا میں گری اور اس پر سے پانی کا بہاؤ رک
گیا۔ اور ایک محراب سی بن گئی۔ حضرت یوشع کو بیدار ہونے کے بعد
سیدنا حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس کا ذکر کرنا یاد نہ رہا چنانچہ
ارشاد ہوتا ہے۔

پھر جب وہاں سے گزر گئے موسیٰ
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خادم
سے کہا کہ ہمارا صبح کا کھانا لاؤ۔
بے شک ہمیں اس سفر میں
بڑی مشقت کا سامنا ہوا۔

فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتَاهُ إِنَّا
عَدَاؤُنَا لَقَدْ لَقِينَا مِنْ
سَفَرِنَا هَذَا نَصَبًا ۝

یعنی تکان بھی ہے۔ مھوک کی شدت بھی ہے اور یہ بات جب تک
مجمع البحرین پہنچتے تھے پیش نہ آئی تھی۔ منزل مقصود سے آگے بڑھ
کر تکان اور مھوک محسوس ہوئی۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی یہ حکمت تھی کہ مچھلی
یاد کریں۔ اور اس کی طلب میں منزل مقصود کی طرف واپس ہوں۔ سیدنا حضرت
موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہ فرمانے پر خادام نے معذرت
کی اور کہا۔

قَالَ أَرَيْتَ إِذْ أَوْيْنَا إِلَى
الصَّخْرَةِ فَإِجْتِ نَسِيتُ
الْحُوتَ ز وَمَا أَتَيْنِيهِ
إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْتَ
أَذْكُرُهُ ۚ وَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ
فِي الْبَحْرِ عَجَبًا ۝
قَالَ ذَلِكَ مَا كُنَّا نَبْغُ
فَارْتَدَّا عَلَىٰ آثَارِهِمَا
قَصَصًا ۝

فَوَجَدَا عَبْدًا مِنْ عِبَادِنَا
أَتَيْنَاهُ رَحْمَةً مِنْ
عِنْدِنَا وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ
لَدُنَّا عِلْمًا ۝

بولا ذرا دیکھئے تو جب ہم نے
اس چٹان کے پاس جگہ لی
تھی تو بے شک میں مچھلی کو بھول
گیا اور مجھے شیطان ہی نے
بھلا دیا کہ میں اس کا مذکور کروں اور
اس نے تو سمنہ میں اپنی راہ لی
اچنبہ ہے۔

موسے علیہ الصلوٰۃ والسلام،
نے کہا یہی تو ہم چاہتے تھے۔
یعنی مچھلی کا جانا ہی تو ہمارے
حصول مقصد کی علامت ہے اور
جن کی طلب میں ہم چلے، میں ان کی
طلاقات وہیں ہوگی، تو پیچھے پلٹے
اپنے قدموں کے نشان دیکھتے۔
تو ہمارے بندوں میں ایک بندہ
پایا۔ جسے ہم نے اپنے پاس
سے رحمت دی اور اسے علم لدنی
عطا کیا۔

حدیث پاک میں ہے کہ جب حضرت سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ و
السلام نے حضرت سیدنا خضر علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا کہ سفید

چادر میں لپٹے ہوئے ہیں تو آپ نے انہیں سلام کیا۔ انہوں نے دریا
 کیا کہ تمہاری سرزمین میں سلام کہاں۔ آپ نے فرمایا کہ میں موسیٰ ہوں۔
 انہوں نے کہا کہ بنی اسرائیل کے موسیٰ؟ فرمایا جی ہاں۔

اس سے موسیٰ (علیہ الصلوٰۃ و
 السلام) نے کہا کیا میں تمہارے
 ساتھ رہوں اس شرط پر کہ تم مجھے
 سکھا دو گے نیک بات جو تمہیں
 تسلیم ہوئی۔ کہا آپ میرے
 ساتھ ہرگز نہ ٹھہر سکیں گے۔
 اور اس بات پر کیوں کر صبر کریں
 گے جسے آپ کا علم محیط نہیں۔
 کہا عنقریب اللہ چاہے تو تم مجھے
 صابر پاؤ گے اور میں تمہارے
 کسی حکم کے خلاف نہ کروں گا۔

قَالَ لَهُ مُوسَىٰ هَلْ
 أَتَّبِعُكَ عَلَىٰ أَن
 تُعَلِّمَنِي مِمَّا عَلَّمْتَ
 رُشْدًا ۖ قَالَ إِنَّكَ لَن
 تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا
 وَكَيْفَ تَحِيطُ بِهِ خُبْرًا
 قَالَ سَتَجِدُنِي إِن
 شَاءَ اللَّهُ صَابِرًا وَلَا
 أَعْصِي لَكَ أَمْرًا
 پ ۱۵۔ سورت کہف۔

حدیث شریف میں ہے کہ حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
 سیدنا حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا کہ ایک علم
 اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھے ایسا عطا فرمایا جو آپ نہیں جانتے۔
 اور ایک علم آپ کو ایسا عطا فرمایا جو میں نہیں جانتا۔
 مفسرین، محدثین فرماتے ہیں کہ جو علم حضرت خضر علی نبینا و
 علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے لئے عطا فرمایا وہ علم باطن و مکاشفہ

ہے اور اہل کمال کے لئے یہ باعث فضل ہے۔ چنانچہ وارد ہوا ہے کہ سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز وغیرہ اعمال کی بنا پر صحابہ کرام پر فضیلت نہیں بلکہ ان کی فضیلت اس چیز سے ہے جو ان کے سینہ میں ہے۔ یعنی علم باطن اور علم اسرار کیوں کہ جو افعال صادر ہوں گے وہ حکمت سے ہوں گے۔ اگرچہ بظاہر خلاف معلوم ہوں۔ (غزواتن العرفان)

یہ سفر سیدنا حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سیدنا حضرت خضر علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہمراہ جاری ہے۔ بہر حال اس سفر کو سفر ادب کا نام دیا گیا ہے۔

سفر طرب کی حقیقت

سفر طرب وہ سفر ہے

جو سیدنا حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رب سے مناجات کے لئے طور سینا کی طرف کیا تھا۔ چونکہ اس سفر میں سیدنا حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے پروردگار سے ہمکلام ہونے تک جو مسرت اور خوشی کا مقام ہے۔ اس لئے اس سفر کو سفر طرب (خوشی) سے موسوم کیا گیا ہے۔ مختصر واقعہ یہ ہے کہ۔

اخبار میں وارد ہے کہ جب سیدنا حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے رب کی کلام سننے کے لئے طور سینا پر حاضر ہوئے تو اپنے طہارت کی اور پاکیزہ لباس پہنا اور روزہ رکھا۔ اللہ

تبارک و تعالیٰ نے ایک بادل نازل فرمایا۔ جس نے پہاڑ کو ہر طرف سے بقدر چار فرسنگ کے ڈھانپ دیا۔ شیاطین اور زمین کے جانور حشی کہ سامنے رہنے والے فرشتے تک وہاں سے علیحدہ کر دینے گئے اور آپ کے لئے آسمان کھول دیا گیا۔ تو آپ نے ملائکہ کو ملاحظہ فرمایا کہ ہوا میں کھڑے ہیں۔ اور آپ نے عرش الہی کو صاف دیکھا۔ یہاں تک کہ الواح پر قلموں کی آواز سنی۔ اور اللہ جل شانہ نے آپ سے کلام فرمایا۔ آپ نے اس کی بارگاہ میں اپنے معروضات پیش کئے۔ اس نے اپنا کلام کریم سنا کر نوازا۔ سیدنا حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کے سامنے تھے۔ لیکن جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا وہ انہوں نے کچھ نہ سنا۔ سیدنا حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کلام ربانی کی لذت نے اس کے دیدار کا آرزو مند بنایا۔ (تفسیر خازن وغیرہ)

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اسی سفر کے متعلق یہ ارشاد فرمایا۔

اور جب موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے وعدے پر حاضر ہوا اور اس سے اس کے رب نے کلام فرمایا۔ عرض کی اے رب میرے۔ مجھے اپنا دیدار دکھا کہ میں تجھے دیکھوں۔ فرمایا تو مجھے ہرگز نہ دیکھ سکے گا۔ ہاں

وَلَمَّا جَاءَ مُوسَىٰ لِمِيقَاتِنَا
وَكَلَّمَهُ رَبُّهُ قَالَ رَبِّ
أَرِنِي أَنظُرَ إِلَيْكَ قَالَ
لَنْ نَرَاكَ وَلَكِن
أَنْظُرَ إِلَى الْجَبَلِ فَإِنِ
اسْتَقَرَّ مَكَانَهُ فَسَوْفَ
نَرَاكَ وَإِن كَلَّمْنَا

رَبُّهُ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكًّا
وَخَرَّ مُوسَىٰ صَعِقًا ۝

رپ۔ رکوع ۷۔ سورۃ الاعراف آیت ۱۲۲

اس پہاڑ کی طرف دیکھ۔ اگر یہ اپنی
جگہ ٹھہرا رہا تو عنقریب تو مجھے
دیکھ لے گا۔ پھر جب اس کے
رب نے پہاڑ پر اپنا نور چمکایا
تو اسے پاش پاش کر دیا۔ اور
موسے (علیہ الصلوٰۃ والسلام) گرا
بے ہوش۔ پھر جب ہوش
ہوا بولا پاکی سے تجھے میں تیری
طرف رجوع لایا۔ اور میں سب
سے پہلا مسلمان ہوں۔

اللہ تعالیٰ کی ذات کو کوئی انسان دنیا میں دیکھنے کی طاقت نہیں
رکھتا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ میرا دیکھنا ممکن نہیں اس
سے ثابت ہوا کہ دیدارِ الہی ممکن ہے۔ اگرچہ دنیا میں نہ ہو۔ کیوں کہ
صحیح حدیثوں میں ہے کہ دیدارِ الہی سے قیامت کے روز مومنین فیضیاب
کے جائیں گے علاوہ بریں یہ کہ سیدنا حضرت موسے علی نبینا وعلیہ
الصلوٰۃ والسلام عارف باللہ ہیں۔ اگر دیدارِ الہی ممکن نہ ہوتا تو آپ ہرگز سوال نہ
کرتے۔ (خزائن العرفان)

پیر کے روز کی تیری فضیلت کی تفصیل

پیر کے روز کی سات

بڑی فضیلتیں ہیں۔ ان میں دو کا ذکر کیا جا چکا ہے۔ یعنی سیدنا حضرت

حضرت ادریس علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیر کے دن جنت میں داخل ہونا۔ اور پیر کے روز سیدنا حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا طور سینا کی طرف سفر کرنا۔ اب قیسری فضیلت یعنی پیر کے دن وحدانیت باری تعالیٰ کی دلیل کے نزول کی قدرے تفصیل بیان کی جاتی ہے۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنی وحدانیت کے متعلق پیر کے روز مندرجہ آیات بیانات نازل فرمائیں۔ فرمایا۔ لَا تَشْخِذُ وَاللَّهِينِ
اَشْنَيْنِ یعنی دو مسبود نہ بناؤ۔ اور فرمایا وَمِنْ كُلِّ
شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ یعنی ہم نے ہر شے کا جوڑا جوڑا
پیدا فرمایا۔ اور فرمایا وَمِنَ الشَّيْءِ اَشْنَيْنِ
ایک جوڑا ابھیڑ کا۔

غرضیکہ خالق حقیقی نے تمام اشیاء کا جوڑا جوڑا پیدا فرمایا مثلاً
عرش اور کرسی اور تین اور انسان۔ اور جنت اور دوزخ۔ اور رات
اور دن۔ اور بر اور بکر۔ اور اشجار و انہار۔ اور لوح اور قلم۔ اور صحت
و بیماری۔ اور شمس و قمر۔ اور آسمان و زمین۔ اور طول و عرض۔ اور سنت
و فرض۔ اور وصل و فصل۔ اور خیر و شر۔ اور نفع و ضرر۔ اور موت و
حیات۔ اور نور و ظلمت۔ اور نسل و سرور۔ اور داء اور دوا۔
اور سزا و عذاب۔ اور مرد و عورت۔ اور حجر و مہر۔ اور شعر و دبر۔ اور
یدین اور حربلین۔ اور اذنین اور عینین۔ مگر خود خالق حقیقی واحد
فرد نہ اس کی ضد نہ ند۔ نہ اس کا مشیل نہ شبیبہ۔ اور نہ ہی اس کا
کوئی وزیر نہ شبیر۔ برخلاف اس کی مصنوعات کہ اس کی ضدیں اور

شبیہیں موجود ہیں۔

ایا عجباً کیف یعصی الالہ
 امر کیف یجحدہ الجاحد
 واللہ فی کل تسکینۃ
 و تحریکۃ ابد اسٹاہد
 و فی کل شیء لہ آیۃ
 تدل علی انہ الواحد

چوتھی فضیلت کی تفصیل

جب بروز پیر سید العالمین صلی

اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی تو سات معجزات کا ظہور ہوا۔

۱۱ ہر حاملہ کو حمل کی تکلیف و مشقت سے گزرنا پڑتا ہے۔ مگر

حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حمل کی گرانی اور نہ کوئی تکلیف

محسوس ہوئی۔ بلکہ وہ حمل بالکل ہلکا پھلکا کا تھا۔ کیوں کہ وہ ایک نور خدا تھا۔

۱۲ عورتوں کو وقت ولادت دردِ زہ لاحق ہوتا ہے۔ جس کی تکلیف

ناقابل برداشت ہوتی ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کے نور احمد و ستیٰ محمد

مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کو دردِ زہ کی شکایت

بالکل پیدا ہی نہیں ہوئی۔ ذَالِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْہِ

مَنْ یَّشَاءُ۔

۱۳ جب آپ والدہ ماجدہ سے فرشِ زمین پر تشریف

لانے تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے نئے سجدہ میں گر گئے اور سجدہ میں

امتی امتی کہا۔

۱۴ آپ وقت ولادت میں مختون تھے۔ قدرت الہی نے انہیں نشتہ کیا ہوا فرمایا۔

۱۵ جب محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت پاک ہوئی تو شیطان کو آسمان پر جانے سے روک دیا گیا۔ وہ اس سے پہلے آسمان تک جاتے اور فرشتوں کی باتیں سنا کرتے تھے۔ حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کی ولادت پاک کے بعد جب جنات نے آسمان پر جانے کا ارادہ کیا تو انہیں وہاں جانے سے روک دیا گیا۔ ان سب نے ابلیس علیہ اللعنت کے پاس جمع ہو کر کہا کہ آج ہم کو آسمان پر جانے سے روک دیا گیا ہے۔ ابلیس علیہ اللعنت نے کہا کہ تم زمین کے مشرق و مغرب میں گھوم جاؤ۔ اور دیکھو کہ زمین میں کیا حادثہ رونما ہوا ہے۔ انہوں نے چکر لگانا شروع کیا۔ یہاں تک کہ مکہ مکرمہ میں پہنچ گئے۔ تو کیا دیکھتے ہیں کہ نور خدا احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم موجود ہیں اور فرشتوں نے ان کو چاروں طرف سے گھیر رکھا ہے۔ اور آپ نے نور کی شعاعیں نکل کر آسمان کی طرف جا رہی ہیں۔ اور فرشتے ایک دوسرے کو مبارک باد دے رہے ہیں۔ وہ ابلیس ملعون کے پاس واپس آئے اور اسے سارا واقعہ سنایا۔ تو ابلیس نے ایک بہت بڑی سیخ مار کر کہا۔ آہ آیت عالم رحمت نبی آدمؑ ظہور ہو گیا۔ اس لئے تم کو آسمان پر جانے سے روکا گیا۔ کیوں کہ

اب آسمان صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اس کی امت کی نگاہ کا مقام بن گیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اور اسے دیکھنے والوں کے لئے آراستہ کیا اور اسے ہم نے ہر شیطان مردود سے محفوظ رکھا۔

وَزَيَّنَّا هَا لِلنَّاطِقِينَ
وَ حَفِظْنَاهَا مِنْ كُلِّ
شَيْطَانٍ رَجِيءٍ ه

پ ۱۲۔ سورت حجر

اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جب مومن کی نگاہ کے مقام پر شیطان کا گزر نہیں ہو سکتا تو مجھلا مومن کے قلب پر جو نگاہ بیہمن (اللہ تعالیٰ) کا مقام ہے۔ شیطان کا گزر کس طرح ممکن ہے حضرت کعب احبار فرماتے ہیں کہ۔

میں نے تورات شریف میں دیکھا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے قہم موسیٰ علیہ السلام کو محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کے دنیا میں تشریف لانے کا یہ وقت بتایا کہ جب ثابت ستارہ حرکت میں آئے اور اپنے مقام سے چل پڑے تو سمجھ لینا کہ اس وقت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہو گئے ہیں۔

چنانچہ محبوب خدا شنبہ روز جزا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کی ولادت باسعادت کے وقت وہ ستارہ اپنے مقام سے چل پڑا۔ اس سے یہودیوں نے جان لیا کہ آخر الزمان نبی دنیا میں تشریف لے آئے ہیں۔ مگر انہوں نے حسد و عناد کی بنا پر اس امر کو مخفی رکھا۔ اس طرح سیدنا حضرت عیسیٰ بنیٰنا وعلیہ

الصلاة والسلام کی قوم کو انجیل میں بتایا گیا کہ جب یہ خشک کھجور سرسبز ہو جائے اور اس پر پتے لگ جائیں تو سمجھ لیں تاکہ آخر الزمان پیغمبر پیدا ہو گئے ہیں۔ چنانچہ آپ کی ولادت کے وقت اس خشک کھجور پر پتے اور پھل لگ گیا۔ انہیں اس علامت سے معلوم ہو گیا کہ شاہ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم پیدا ہو گئے ہیں۔ مگر انہوں نے بھی حسد و عناد کی وجہ سے اس معاملہ کو چھپا دیا اور ظاہر نہ کیا۔ اسی طرح زبور شریف میں بتایا گیا کہ جب فلاں خشک چشمہ میں پانی آجائے تو سمجھ لیں تاکہ دونوں جہانوں کے والی پیدا ہو چکے ہیں۔ رحمتِ عالمیاں کی ولادت کے وقت اس چشمہ میں پانی آ گیا۔ لوگوں نے یہ سب کچھ دیکھا کہ انہوں نے بھی حسد و عناد کی بنا پر اس معاملہ کو مخفی ہی رکھا۔

۶ : سیدہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ایک پستان میں دودھ بند ہو چکا تھا مگر جب انہوں نے وہ پستان شاہ انس و جان صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے منہ مبارک میں دیا تو دودھ سے جوش مارنے لگا۔

۷ : حبیبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی ولادت کے وقت کعبہ معظمہ کے چاروں گوشوں سے آواز آئی۔
پہلے گوشے سے آواز آئی قُلْ جَاءَ الْحَقُّ -

اور دوسرے سے لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ

أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ

بِالْمُؤْمِنِينَ رَوْفٌ رَّحِيمٌ -

اور قیرے سے قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَ
كِتَابٌ مُبِينٌ -

اور چوتھے سے يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ
شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۚ ادازیں پلندہ ہوئیں -

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس وقت
کعبہ معظّمہ کا طواف کر رہا تھا۔ کعبہ شریف میں رکھے ہوئے بت اپنی اپنی
جگہ سے گرے اور سجدہ میں گر پڑے۔ اور میں نے کعبہ معظّمہ کی دیواروں
سے یہ صدا سنی -

وَلِذَٰلِكَ الْمَخْتَارُ الَّذِي يَمْدُكَ
بِإِدْرِ الْكُفْرَ ۚ وَيُطَهِّرُنِي مِنْ هٰذَا
الْأَصْنَامِ ۚ يَا مُرُّ بِعِبَادَةِ الْمَلِكِ الْعَلَامِ -

(کتاب السبعیات ص ۵۵)

پیر کی پانچویں فضیلت کی تفصیل | جبریل علیہ السلام وحی لے

کر محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم پر پیر کے روز نازل ہوئے۔
اس کا سبب یہ تھا کہ حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے اپنے
پروردگار کی کثرت سے عبادت کی اور چالیس برس اس کی طاعت میں
مجاہدہ کیا۔ لوگوں میں حسن خلق سے شہرت حاصل کی۔ لوگ آپ کو امین
کے لقب سے پکارنے لگے۔ آپ کے قلب اقدس میں تمام احباب

سے اللہ جل شانہ کا شوق غالب ہو گیا۔ آپ ہمیشہ فکر مند اور غمزد
رہنے لگے۔

اذا لعب الرجل بكل شئ

رأيت الحب يلعب بالرجال

حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کا
یہ حال دیکھ کر آپ کے چچا سیدنا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے اپنی ہمیشہ عاتکہ کو فرمایا کہ مجھ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم فکر مند
رہتے ہیں ان کا چہرہ مبارک بھی زردی مائل ہو چکا ہے۔ اور کسی سے
ملنے جلتے بھی نہیں۔

آخر کار آپ کو بلا کر پوچھا گیا کہ اگر آپ کے دل میں کوئی غم ہے
یا کوئی بیماری ہے تو بتلاؤ ہم اس کا علاج کر لیتے ہیں، حضور اقدس
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔

کہنے لگے کہ ابو بکر (صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو کہو کہ وہ دریا
کرے کہ معاملہ کیا ہے۔ جب سیدنا حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
جو آپ کے بچپن کے دوست تھے پوچھا تو آپ نے فرمایا۔

دل میں قلق ہے اور نفس میں حلقن ہے۔ نامعلوم مجھ سے
قرار اور سکون کیوں سلب ہو گیا۔ پھر آپ نے غسل فرمایا۔ لباس
زیب تن فرمایا۔ اورد چادر اوڑھی۔ اور غارِ حرا کی طرف روانہ ہو گئے۔

وہاں بارگاہِ الہی میں اتنی تضرع و زاری کی کہ آسمان میں فرشتوں اور جنات
میں حوروں میں شور برپا ہو گیا۔ اور عرض کرنے لگے۔ اے ہمارے

اللہ! آج تیرے محب کی آہ و زاری ہم سن رہے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے سیدنا حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم دیا کہ اے جبریل! اب وحی کے انزال اور احکام امر و نہی کے اظہار کا وقت آگیا ہے۔ میرے حبیبِ لبیب کے پاس جاؤ۔ اور اسے میرا سلام اور وحی پہنچاؤ۔

سیدنا حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام نازل ہوئے اور فضا میں آواز دی۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرمایا کہ ایک شخص سبز لباس میں ملبوس آسمان و زمین میں کھڑا ہے۔ سیدنا حضرت جبریل علیہ السلام آپ کے پاس حاضر ہوئے اور کہا: اِحْرَأْ یعنی پڑھتے۔ آپ نے فرمایا ہم پڑھے نہیں۔

اس نے سینہ سے لگا کر بہت زور سے دبا یا پھر چھوڑ کر اِحْرَأْ کہا آپ نے وہی جواب دیا۔ تین مرتبہ ایسا ہی ہوا۔ پھر آپ نے اس کے ساتھ ساتھ مَالَهُ يَعْزَمُ تک پڑھا۔

کتاب السبعیات فی مواضع البریات ص ۵۵، ۵۶

پیر کی چھٹی فضیلت کا بیان

پیر کے روز امت کے

اعمال دربار رسالت میں پیش کئے جاتے ہیں۔ سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ۔

سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے فرمایا حَيَاتِي خَيْرٌ لَّكُمْ وَ مَمَاتِي خَيْرٌ لَّكُمْ میری حیاتی تمہارے لئے

بہتر ہے اور موت بھی تمہارے حق میں بہت اچھی ہے۔
 عرض کی گئی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم آپ کی
 حیات کو تو ہم جانتے ہیں کہ ہمارے لئے بہتر ہے، آپ کی ممات
 کس طرح ہمارے لئے بہتر ہے؟

رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے فرمایا: میری حیات
 تو تمہارے لئے اس لئے بہتر ہے کہ میں حکمت اور وعظِ حسنہ
 سے تم کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دیتا ہوں۔ اور میری موت تمہارے
 لئے اس لئے بہتر ہے کہ تمہارے اعمال پیر اور حجرات کے لئے میری
 بارگاہ میں پیش کئے جاتے ہیں۔ جب میں تمہارے نیک عمل ملاحظہ
 کرتا ہوں تو خوشی کا اظہار کرتا ہوں۔ اور جب تمہارے برے عمل دیکھتا
 ہوں تو تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتا ہوں۔

کتاب السبعیات فی مواعظ البریات ص ۵۸

پیر کی ساتویں فضیلت کی تفصیل

شہنشاہِ دو عالم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے بروز پیر دنیا سے انتقال فرمایا تھا
 سیدنا حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ
 جب حبیبِ خدا شفیع یوم بئزار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم
 کے وصال کا وقت نزدیک ہوا تو ہم ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ
 صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر جمع ہوئے۔ جب رحمتہ للعالمین نے
 شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم سے ہمیں دیکھا تو

آپ کی آنکھوں مبارک میں آنسو بھرا آئے۔ پھر فرمایا

مرحبا بکم حیاکم اللہ تعالیٰ رحیمکم

اللہ اواکم اللہ ہدایکم اللہ۔

پھر آپ نے ہمیں تقویٰ کی تلقین فرمائی۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وبارک وسلم بارہ دن یا اٹھارہ دن بیمار رہے۔ مگر ایامِ مرض

میں خود نماز پڑھاتے رہے۔ سوائے آخری تین دنوں کے جب کہ

بیماری نے شدت اختیار کر لی تھی۔

روایت ہے کہ سیدنا حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد

نبوی میں اذان دی۔ پھر کاشانہ عالیہ کے دروازہ پر حاضر ہوئے۔ اور

عرض کی اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اللّٰهُ کریم آپ پر رحمت

فرمائے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے فرمایا کہ۔

ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کوسم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھاتے۔

پس سیدنا حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سر پر ہاتھ مارتے

ہوئے اور فریاد کرتے ہوئے یہ کہتے ہوئے واپس آئے۔

کاشش کہ بچھے میری ماں نہ بنتی۔ کاشش کہ اس روز سے پہلے

مرجاتا۔ تاکہ سرکارِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم، کا یہ حال نہ دیکھتا۔

مسجد میں پہنچے اور فرمایا شہنشاہِ دو جہاں سید کون و مکان صلی اللہ علیہ

و بارک وسلم نے حکم دیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نماز پڑھائیں۔

ادھر سیدنا حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ نرم دل

تھے جب مسجد کو حرمہ للعالمین شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم سے خالی پایا۔ تو اپنے آپ پر قابو نہ پاسکے۔ اور بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے رونا اور فریاد کرنا شروع کر دیا۔ جب ان کے رونے کی آواز محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے سنی تو فرمایا اے فاطمہ! رضی اللہ تعالیٰ عنہا، یہ گریہ و زاری کیسی ہے؟

حضرت خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم مسلمانوں نے جب کہ آپ کو مسجد میں نہیں پایا تو یہ آواز ان کی گریہ و زاری کی ہے۔ پس آپ نے حضرت سیدنا علی اور حضرت سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو طلب فرمایا اور ان پر تکبیر لگا کر مسجد میں تشریف لائے اور نماز ادا کی۔ اور فرمایا کہ اے گروہ مسلماناں میں تم کو اللہ تعالیٰ کی پناہ اور نگہداشت میں دیتا ہوں۔ وہ تمہاری فرمائے گا۔ تم لوگ تقویٰ اختیار کرنا اور اپنے پروردگار کی طاعت میں رہنا۔ اب میں دنیا کو چھوڑنا چاہتا ہوں۔ رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے پانچ دن قبل وصال کے فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ پر لعنت فرمائی جنہوں نے انبیاء کرام علیہم السلام کے مزارات کو جاکے سجدہ بنایا۔

لَعَنَ اللَّهُ الْيَهُودَ وَ
النَّصَارَى اتَّخَذُوا
قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ

اور فرمایا اے بارخدا یا میرے بعد میری قبر کو بت نہ بننے
دینا۔ خدا تعالیٰ نے اس قوم پر سخت غضب فرماتا ہے۔ جو مزارات
انبیاء کرام کو مسجدیں بناتے ہیں۔ میں تم کو اس سے روکتا
ہوں۔ اور فرمایا۔

<p>آگاہ ہو جاؤ کیا میں نے پہنچا نہیں دیا؟ اے اللہ گواہ رہ۔ اے اللہ گواہ رہ۔</p>	<p>الْأَهْلُ بَلَّغْتُ اللَّهُمَّ إِشْهَدُ اللَّهُمَّ إِشْهَدُ۔</p>
---	---

ام المؤمنین سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
فرماتی ہیں کہ محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم میرے سینے پر
تکیہ لگائے ہوئے تھے کہ اچانک میرے بھائی حضرت عبدالرحمن رضی
اللہ تعالیٰ عنہ آئے۔ ان کے ہاتھ میں مسواک تھی۔ حضور اقدس صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے مسواک کی طرف نظر ڈالی۔ میں سمجھ گئی کہ آپ
کو مسواک کی حاجت ہے۔ تو میں نے عرض کی کیا یا رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم میں ان سے آپ کے لئے مسواک پکڑ لوں؟ آپ
نے سر مبارک سے اشارہ فرمایا، ہاں! میں نے اپنے بھائی سے
مسواک لے کر اپنے منہ میں چبا کر نرم کیا۔ اور آپ کے دست اقدس
میں دے دیا۔ آپ نے مسواک اچھی طرح سے کیا۔ اور پھر مجھے پکڑا
دیا۔ سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حق تعالیٰ
نے آخری وقت یعنی سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صال
کے وقت میرے لعاب اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کے لعاب کو جمع فرما دیا۔

سیدہ حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دوسری اہانت المؤمنین پر فخر فرمایا کرتی تھیں کہ اللہ کریم نے مجھے یہ نعمت مرحمت فرمائی کہ حضور نبی کریم رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کا وصال میرے گھر میں اور میری باری میں اور میری گردن اور سینے کے درمیان ہوا۔ اور وقت وصال اللہ کریم نے میرے لعاب اور آپ کے لعاب نہن کو جمع فرمایا۔

سیدنا حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ روز رحلت حق تعالیٰ نے ملک الموت کو حکم دیا کہ میرے حبیب لبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کے پاس جائے اور خبردار بلا اجازت ان کے پاس داخل نہ ہونا اور نہ ہی بلا اجازت ان کی روح قبض کرنا۔

چنانچہ ملک الموت ایک اعرابی کی صورت میں آیا اور دروازے پر کھڑے ہو کر کہا السلام علیکم اهل بیت النبوة و معدن الرسالة مجھے اجازت ہوتا کہ میں اندر حاضر ہوں تم پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوں۔

سیدہ حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کے سر ہانے کے پاس تشریف فرما تھیں، جو اب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم اپنے حال میں مشغول ہیں ابھی طاقات کا وقت نہیں۔ ملک الموت نے دوبارہ

اجازت طلب کی کہ اس کی آواز کی ہمیت سے تمام گھروں کے کانپ اٹھے۔ سرکار ہوش میں آئے اور اپنی آنکھیں کھولیں۔ پوچھا کیا ہوا ہے صورت حال خدمت اقدس میں پیش کی گئی۔

فرمایا فاطمہ! تو جانتی ہے کہ یہ کون ہے۔ یہ لذتوں کو مٹانے والا، شہوتوں کے توڑنے والا۔ جماعتوں کو متفق ترقی کرنے والا۔ عورتوں کو بیوہ اور بچوں کو یتیم بنانے والا ہے۔ جب خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ سنا تو رونا شروع کر دیا۔ آپ نے فرمایا۔ میری نخت جگر! رونا چھوڑ دو ورنہ تیرے رونے کی وجہ سے عرش کے بہنے والے رونے لگ جائیں گے۔ پھر اپنے دست اقدس سے خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چہرے سے آنسوؤں کو پونچھا۔ اور ان کی دلداری کی۔ اور بشارتیں دیں۔

بعض روایتوں میں آیا ہے کہ جب خاتون جنت رونے لگی تو آپ نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ تو سب سے پہلے میرے پاس پہنچے گی۔

روایت ہے کہ خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کی بے چینی دیکھ کر کہا واکر باہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے فرمایا کہ آج کے بعد تیرے باپ پر کوئی کرب و اندوہ نہ ہوگا۔

پھر فرمایا کہ اپنے دونوں شہزادوں کو لے آؤ۔ جب سینین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما حاضر ہوئے اور اپنے جدا مجہد کی حالت دیکھی

تو رونے لگ گئے۔ اور اتنے رونے کہ ان کے رونے کی وجہ سے تمام گھروا لے رونے لگ گئے۔ حضور پر نور ﷺ فتح یوم الفتح صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے دونوں شہزادوں کو بوسہ دیا۔ اور تمام امت کو ان کی عزت و احترام کی وصیت فرمائی۔

بہر حال ملک الموت اعرابی کی صورت میں خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور کہا السلام علیکم ایہا النبی اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کو سلام دیتا ہے اور مجھے فرمایا ہے کہ میں آپ کی روح آپ کی اجازت کے بغیر قبض نہ کروں۔

آپ نے فرمایا۔ جب تک میرا بھائی جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر نہ ہو، میرا روح قبض نہ کرنا۔ اتنے میں سینا حضرت جبریل علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام روتے ہوئے حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا اے دوست! تو مجھے ایسے حال میں تنہا چھوڑتا ہے۔ حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی کہ حضور کو بشارت ہو کہ اللہ جل شانہ نے مالک دوزخ کو حکم دیا ہے کہ میرے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کی روح مطہرہ نے آسمان میں تشریف لانا ہے۔ لہذا آتش دوزخ کو بھاؤ۔ اور جو عسین کو حکم دیا ہے کہ اپنے آپ کو آراستہ کر لیں۔ اور فرشتوں کو خطاب فرمایا ہے کہ اٹھو اور صفیں باندھ کر کھڑے ہو جاؤ۔ کیونکہ روح محمدی تشریف لارہی ہے۔ اور مجھے حکم دیا ہے کہ تو جا اور میرے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کو بتا دے کہ اللہ کریم فرماتا

ہے کہ تمام اسبببیار کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ان کی امتوں پر بہشت کو حرام کر دیا ہے جب تک تم اور تمہاری امت بہشت میں داخل نہ ہوں۔ اور کل قیامت کے روز تیری امت کو بخشوں گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ پس حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے ملک الموت کو فرمایا کہ آگے آئے اور اپنا کام شروع کرے۔ پس ملک الموت نے آپ کی روح اطہر قبض کی اور اعلیٰ علیین میں لے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

سیدنا حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے آسمان سے فرشتوں کو و امحمد ا کہتے ہوئے سنا۔

ام المؤمنین سیدہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب روح مطہرہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کی نکلی تو ایسی خوشبو سونگھنے میں آئی کہ میں نے ہرگز ایسی خوشبو نہیں سونگھی تھی سیدہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جس روز سرکار نے وصال فرمایا تھا۔ میں نے اپنا ہاتھ آپ کے سینہ مبارک پر رکھا تھا۔ اور کئی ہفتے گزر گئے۔ مگر خوشبو میرے ہاتھ سے نہ گئی۔ حالانکہ میں کھانا کھاتی رہی اور وضو کرتی رہی۔

(درایج النبوت جلد دوم ص ۵۵۵، ۵۵۶)

پیر کے دن کا روزہ

قاعدہ ہے کہ اوقات
فاضلہ اور ایام فاضلہ

میں ہر عبادت کا ثواب زیادہ ملتا ہے۔ چونکہ پیر کا روز ایام فاضلہ
میں سے ہے۔ یہی وہ دن ہے کہ جس میں مخلوقات کے لئے
نعمت عظمیٰ نازل ہوئی۔ یعنی دونوں جہان کا والی کی ولادت باسعادت
ہوئی۔ خود سید العالمین محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
پیر کے دن روزہ رکھا کرتے تھے۔ سیدنا حضرت ابو قتادہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ
صَوْمِ الْإِثْنَيْنِ فَقَالَ
فِيهِ وُلْدَةٌ وَفِيهِ أَنْزَلَ
عَلَيَّْ رُوحَهُمْ شَكْوَةَ شَرِيفٍ مَنَّا

رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم بارگاہِ نبوی سے پیر کے
روز کے روزہ رکھنے کے
پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ
روز میری ولادت مبارک ہوئی
اور اسی دن مجھ پر وحی نازل ہوئی

نیز پیر کے روز لوگوں کے اعمال بارگاہِ خداوندی میں پیش
کئے جاتے ہیں لہذا اس روز روزہ رکھنا اللہ جل شانہ کو بہت پسند

ہوتا ہے۔ حدیث پاک میں ہے
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُرْجَى

سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے مروی ہے
رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ

نے فرمایا کہ پیر اور جمہرات کے
روز اعمال پیش کئے جاتے
ہیں پس دوست رکھتا ہوں کہ
جب میرے عمل پیش ہوں تو
میں روزہ دار ہوں۔

الْأَعْمَالُ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ
وَ الْخَمِيسِ فَأَجِبْتُ
أَنْتُ يُعْرَضُ عَمَلِي
وَ أَنَا صَائِمٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ
مَشْكُوهٌ شَرِيفٌ ۱۸۱

ام المؤمنین سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ
تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔

رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ
و بارک وسلم پیر اور جمہرات کو
روزہ رکھا کرتے تھے۔

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ
الْإِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ -
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ
مَشْكُوهٌ شَرِيفٌ ۱۸۱

پیر کے دن کے نفل

سیدنا حضرت جابر رضی

اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ امام الانبیاء حضرت احمد
مجتہبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و بارک وسلم نے فرمایا کہ پیر کے
روز جب آفتاب بلند ہو تو جو مسلمان اس وقت دو رکعت نماز پڑھتا
ہے۔ اور ہر رکعت میں سورت فاتحہ ایک دفعہ۔ اور آیت الکرسی
ایک دفعہ۔ اور قل ہو اللہ احد ایک دفعہ۔ اور معوذتین یعنی
قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ

ایک مرتبہ پڑھے اور سلام پھیرنے کے بعد دس دفعہ استغفار پڑھے۔ اور دس مرتبہ محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم پر درود شریف بھیجے۔ تو خداوند کریم اس کے تمام گناہوں کو بخش دے گا۔

اور ثابت بنانی سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حبیب خدا شفیع روز حجاز صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی آدمی پیر کے روز بارہ رکعت نماز (نفل) پڑھے کہ ہر رکعت میں ایک دفعہ سورۃ فاتحہ اور آیت الکرسی پڑھے اور نماز سے فارغ ہو کر بارہ مرتبہ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ پڑھے اور بارہ مرتبہ استغفار پڑھے۔ تو قیامت کے دن ایک صدا کرے گا کہ فلاں کو پکار کر کہے گا کہ فلاں بن فلاں کہاں ہے وہ حاضر بارگاہ الہی ہو۔ اور بارگاہ ایزدی سے اپنے ثواب کا حصہ حاصل کرے۔

جب وہ شخص حاضر ہوگا تو اس کو ایک ہزار ہشتی جوڑے دینے جائیں گے اور اس کے سر پر بزرگی کا تاج رکھا جائے گا۔ اور پھر اسے کہا جائے گا کہ بہشت میں داخل ہو۔ تو لاکھ فرشتے اس کا استقبال کریں گے اور ہر ایک فرشتہ کے ہاتھ میں تحفہ ہوگا۔ اور یہ فرشتے اس کے پیچھے چلیں گے۔ یہاں تک کہ وہ ایک ہزار نورانی محلات سے گزرے گا۔

دایا العلوم ج ۱ ص ۲۰۲۔ غنیۃ الطالبین ج ۲ ص ۱۴۰

پیر کی رات کے نفل

سیدنا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سید الانس والجان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے فرمایا کہ جو شخص پیر کی رات چار رکعت نماز پڑھے۔

پہلی رکعت میں اچھ شریف ایک دفعہ اور قل هو اللہ احد دس بار پڑھے۔

دوسری رکعت میں اچھ شریف ایک بار اور قل هو اللہ احد بیس دفعہ پڑھے۔

تیسری رکعت میں اچھ شریف ایک مرتبہ اور قل هو اللہ احد تیس مرتبہ پڑھے۔

چوتھی رکعت میں اچھ شریف ایک دفعہ اور قل هو اللہ احد چالیس مرتبہ پڑھے۔ پھر تشهد پڑھ کر سلام پھیرے۔ اور پھر مرتبہ سرور دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم پر درود شریف پڑھے۔ پھر بارگاہِ خداوندی میں اپنی حاجت طلب کرے تو اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے کرم سے اس کی حاجت پوری فرما دے گا۔ اور اس نماز کا نام نماز حاجت ہے۔

تیسرے سیدنا حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے فرمایا کہ جو آدمی پیر کی رات اس طرح دو رکعت نماز پڑھے کہ ہر رکعت میں اچھ شریف

ایک بار اور قل هو اللہ احد پچیس مرتبہ پڑھے۔ اور سلام کے بعد پندرہ دفعہ آیت الکرسی پڑھے۔ اور پندرہ دفعہ استغفار پڑھے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کا نام جنستیوں کی فہرست میں لکھ دے گا۔ اگرچہ وہ دوزخ کے قابل ہو۔ اس کے سب ظاہری گناہ بخش دے گا۔ اور ہر آیت کے بدلے حج اور عمرہ کا ثواب لکھ دے گا۔ اگر وہ اس پیرے سے لے کر دوسرے پیرے کے درمیان مر گیا تو شہیدوں میں داخل ہوگا۔

داحیاء العلوم جلد ۱ ص ۲۰۶۔ غنیۃ الطالبین جلد ۲ ص ۱۲۲

منگل کا دن

منگل کا دن یوم امراض ہے۔ اسی روز اللہ تبارک و تعالیٰ نے امراض کو پیدا کیا جیسا کہ

منگل کا دن

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے منگل کے روز
مرضوں کو پیدا کیا اور منگل کے
دن اسی زمین کی طرف اتارا
گیا۔ اور اسی روز اللہ تعالیٰ
نے جہنم کو پیدا کیا۔ اور اسی
دن اللہ تعالیٰ نے ملک
الموت کو بنی آدم پر مسلط کیا اور
منگل کے روز قابیل نے حضرت
ہابیل کو قتل کیا۔ اور اسی روز
سیدنا حضرت موسیٰ و سیدنا
حضرت ہارون علیٰ نبینا و علیہما
السلام نے وفات پائی اور اسی دن
میں سیدنا حضرت یوب علیہ السلام
مرض میں مبتلا ہوئے۔

خَلَقَ اللَّهُ الْأَمْرَاضَ يَوْمَ
الثَّلَاثَاءِ وَ فِيهِ أَنْزَلَ
إِبْلِسَ إِلَى الْأَرْضِ
وَ فِيهِ خَلَقَ اللَّهُ جَهَنَّمَ
وَ فِيهِ سَلَّطَ اللَّهُ مَلَكَ
الْمَوْتِ عَلَى أَرْوَاحِ
بَنِي آدَمَ وَ فِيهِ قَتَلَ
قَابِيلُ هَابِيلَ وَ فِيهِ
تَوَفَّى مُوسَى وَ
هَارُونَ وَ فِيهِ ابْتُلِيَ
أَيُّوبُ -

رفیض القدری شرح جامع صغیر للعلامة السناوی

جلد اول صفحہ ۴۷

یہ منگل کا روز، روز دم یعنی خون کا دن ہے۔ اس دن خون جو کشت میں ہوتا ہے اور اس میں ایک ساعت ایسی ہوتی ہے کہ اگر کوئی اس میں سینگی لگوائے یا فصد کرائے تو خون بند نہیں ہوتا۔ بسا اوقات آدمی مر جاتا ہے۔

ابن جریر فرماتے ہیں کہ حضرت زہیر نے فرمایا ہے کہ ہمارے علم میں ہے کہ تین شخصوں نے منگل کے روز سینگی لگوائی اور مر گئے مگر اس ساعت کو پوشیدہ رکھا گیا ہے تاکہ لوگ سینگی لگوانے سے سارا دن پرہیز کریں۔ تاکہ مصائب کا مقابلہ نہ کرنا پڑے۔

(فیض القدر، جلد ثانی، ص ۵۴۹)

حدیث پاک میں ہے۔

إِنَّ يَوْمَ الْمَنْغَلِ نَاءٌ
يَوْمَ الدَّمِّ وَفِيهِ سَاعَةٌ
لَا يُرْفَأُ۔ (جامع صغیر جلد ثانی ص ۵۴۹)

منگل کا روز خون کا دن ہے۔
اس میں ایک ساعت دیکھ ہے
جس میں خون نہیں تھمتا۔

سیدنا حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ
سید العرب و العجم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم سے منگل کے بارے
میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا۔

يَوْمُ دِمِّ وَتَالُوا وَكَيْفَ
ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَأَنَّ فِيهِ حَاضِيَةٌ

خون کا دن ہے۔ صحابہ کرام علیہم
الرضوان نے عرض کی یا رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم
کس طرح؟ فرمایا۔ اس لئے

حَوَاءُ وَقُتِلَ ابْنُ آدَمَ
اَنَّهُ -

غنیۃ الطالبین جلد دوم ص ۴۴

کہ منگل کے روز حضرت حواء
کو خونِ حمض جاری ہوا۔ اور
آدم کے بیٹے (قابیل) نے
اپنے بھائی (ہابیل) کو قتل کیا۔

منگل کے روز کے اہم واقعات

منگل کے روز سات

آدمیوں کو قتل کیا گیا۔

- ۱ : جبرئیل علیہ السلام : ۲ : حضرت یحییٰ علیہ السلام
- ۳ : حضرت زکریا علیہ السلام : ۴ : فرعون کے جادوگر :
- ۵ : حضرت آسیہ ، فرعون کی بیوی : ۶ : بنی اسرائیل کی گائے :
- ۷ : حضرت ہابیل : (کتاب السبعیات فی مواظب البریات ص ۶۶)

حضرت جبرئیل کے قتل کی تفصیل

حضرت جبرئیل ابن

فلطین علیہ الصلوٰۃ والسلام ، دردِ پانہ بادشاہ جو بت پرست تھا کے
زمانہ میں گزرے ہیں۔ اس بادشاہ نے ایک دن ایک تختِ مٹام
کیا۔ اور اس پر بتوں کو رکھا۔ اور ان کو جواہرات اور موتیوں سے آراستہ
کیا۔ اور کستوری اور کافور سے خوشبو دار کیا۔ اور تخت کے سامنے
آگ جلائی۔ جو شخص اس کے بت کو سجدہ کرتا تھا اس کو تھپوڑ دیتا تھا۔
اور جو سجدہ کرنے سے انکار کرتا اسے آگ میں پھینک دیتا تھا۔
اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو اس بادشاہ

کی ہدایت کے لئے پیغمبر بنا کر بھیجا۔ آپ نے بادشاہ کو اللہ وحدہ لا شریک کی عبادت کی طرف دعوت دی۔ اور فرمایا۔ بادشاہ! تو کیوں ایسے بتوں کی پرستش کرتا ہے جو نہ کوئی بات سن سکتے ہیں۔ اور نہ کچھ دیکھ سکتے ہیں۔ نہ ہی کسی مصیبت کو دفع کر سکتے ہیں۔

بادشاہ نے کہا کہ جب سے میں نے بتوں کی عبادت شروع کی ہے تو مال و دولت اور دیگر نعمتوں سے مالا مال ہو گیا ہوں۔ مگر تیرے رب کی عبادت سے مجھے کوئی نعمت نہیں ملی۔

حضرت جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ دنیا کی نعمتیں فانی ہیں اور جلد زائل ہو جاتی ہیں۔ اور جنت کی نعمتیں دائمی ہیں۔ اور اس مسئلہ پر کافی بحث مباحثہ ہوتا رہا۔

آخر کار بادشاہ نے حضرت جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قتل حکم دیا۔ اور حکم دیا کہ سرسوں اور برسر کہ کو کھولایا جائے۔ اور پھر اس کو حضرت جبرئیل علیہ السلام کے بدن پر انڈیل دیا جائے اور لوہے کی قینچیوں سے ان کے بدن سے گوشت ایسے کھینچ لو کہ سوائے ہڈیوں کے کچھ باقی نہ رہے۔ چنانچہ ظالموں نے یہ سب کچھ کیا۔

مگر اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے دوبارہ آپ کو بہتر صورت پر زندہ فرما دیا۔ تو آپ نے بلند آواز سے بادشاہ کو فرمایا۔ اے کافر! لا الہ الا اللہ پڑھ۔ بادشاہ غصہ میں آیا اور حکم دیا کہ لوہے کے چھ کیل (دیسیں) لاؤ۔ وہ لائے گئے تو آپ کے ہاتھوں میں دو کیل۔ اور دو پاؤں میں۔ اور ایک سر میں۔ اور ایک جگر پر ٹھوک دیا۔ تو اللہ تعالیٰ

نے ایک فرشتہ بھیجا۔ جس نے یہ سب کیل آپ کے اعضا سے نکال
 دینے اور آپ نے زندہ کھڑے ہو کر فرمایا اے کافر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
 پڑھو۔ پھر بادشاہ نے ایک دیگ منگوائی اور اس کے نیچے آگ جلانی۔
 اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دیگ میں ڈال دیا تاکہ وہ کباب ہو کر مر
 جائیں۔

مگر قادر مطلق نے دیگ کے ساتھ ایک ٹھنڈا چشمہ جاری فرما
 دیا۔ جس کی وجہ سے آپ کے کسی بال کو تکلیف نہ پہنچی۔ اس کے بعد
 بھی ظالم نے آپ کو طرح طرح کے عذاب دیئے۔ بعض نے شتر کی
 تعداد بتائی ہے۔ اور بعض کتابوں میں ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام
 کو ظالم حکمران نے ایک سو قسم کے عذاب میں مبتلا کیا۔ مگر قدرت الہی
 سے آپ محفوظ رہے۔

آخر ظالم حکمران تنگ ہو کر کہنے لگا۔ جبرئیل! اگر ایک بات
 میری مان لو تو میں تیرے ہر حکم کی اطاعت کروں گا۔ صرف اتنی بات ہے۔
 کہ آپ میرے بت کے سامنے صرف ایک ہی دفعہ جھک جاؤ تو میں
 تمہاری ہر بات ماننے کے لئے تیار ہوں۔

حضرت جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام خاموش ہو گئے۔ کافر نے
 سمجھا کہ شاید میری بات قبول کر لی گئی ہے۔ ظالم بادشاہ نے کہا۔
 جبرئیل! میں نے تجھے بے شمار تکلیفیں دیں اور طرح طرح کے عذاب
 دیئے۔ آج میرے ساتھ محل میں چلو تاکہ رات آرام سے بسر کرو
 آپ شاہی محل میں تشریف لے گئے۔ مگر ساری رات نماز اور تلاوت

زبور میں مشغول رہے۔

بادشاہ کی عورت آپ کی قرأت سن کر بہت متاثر ہوئی۔ اور
 رونے لگ گئی۔ آخر کار مسلمان ہو گئی۔ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام
 شاہی محل سے رخصت ہوئے لگے تو بادشاہ نے آپ کو سجدہ بت
 کی پھر دعوت دی۔ مگر آپ نے قبول نہ فرمائی۔ تو ظالم نے ایک بڑھیا جس
 کا بچہ گنگا بہرا تھا کے گھر میں بند کر دیا۔ اور انہوں نے کھانا پینا بھی
 بند کر دیا۔

بڑھیا کے گھر میں ایک بیری کا خشک درخت تھا۔ جو آپ کی دعا
 کی برکت سے مگر سبز ہو گیا۔ اور اس پر عمدہ پھل لگ گیا۔ جب بڑھیا نے
 بیری کو دیکھا تو اسلام لے آئی۔ اور حضرت جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام
 سے اپنے بیمار بچے کی صحت کے لئے دعا کی درخواست کی۔ آپ نے
 دعا کی، بچہ صحت مند ہو گیا۔

آپ نے اس نوجوان سے فرمایا کہ بت خانہ میں جاؤ اور ان بتوں
 کو کہو کہ تمہیں حضرت جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام بلا تے ہیں۔ نوجوان
 بت خانہ میں گیا۔ جہاں شتر بت رکھے ہوئے تھے اور ان کو حضرت
 جبرئیل علیہ السلام کا پیغام دیا۔ اب کیا تھا کہ قدرت الہی سے تمام
 بت اپنے سروں پر دوڑتے ہوئے آپ کے پاس حاضر ہوئے
 آپ نے اپنا پاؤں زمین پر مارا۔ زمین نے ان سب بتوں کو اپنے اندر
 دھنسا دیا۔ جب بادشاہ کی بیگم نے یہ معجزہ دیکھا تو اپنے محل پر چڑھ کر
 بلند آواز سے کہا یا اهل البلد ارحموا انفسکم واسلموا

اسے شہر کے باشندو! اپنے آپ پر رحم کرو۔ اور اسلام قبول
کر لو۔

بادشاہ نے اپنی عورت سے کہا کہ میں شتر سال سے بے شمار
معجزات دیکھ رہا ہوں مگر اسلام قبول نہیں کیا۔ تو نے صرف ایک معجزہ
دیکھ کر اسلام قبول کر لیا۔

بیوی نے کہا سلام نہ لانا تیری بدبختی ہے۔ اور میرا سلام لانا
میرے لئے سعادت مندی ہے۔ ظالم بادشاہ نے غصہ میں آکر اپنی
بیوی کو قتل کر دیا۔

پھر جب جس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارگاہ الہی میں دعا مانگی۔ الہی!
شتر سال سے کفارنا بکار کی طرف سے مصائب پھیل رہا ہوں۔ اور اب
طاقت جواب دے گئی ہے۔ لہذا مجھے شہادت نصیب فرما۔ اور ان
ظالموں پر سخت عذاب نازل فرما۔

آپ کی دعا قبول ہوئی۔ ظالموں نے تلواریں کھینچ لیں اور آپ کو شہید
کر دیا۔ پھر آسمان سے ایک آگ نازل ہوئی جس نے ان سب
ظالموں کو جلا کر رکھ کا ڈھیر بنا دیا۔ یہ سارا واقعہ منگل کے روز پیش آیا۔

د کتاب السبعیات فی مواعظ البریات ص ۶۸، ۶۹

منگل کے روز حضرت **علیہ السلام** کا قتل

منگل کے روز سیدنا

حضرت یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ظالم حکمران نے قتل کیا تھا جس کا مختصر

واقعہ یہ ہے کہ :

بنی اسرائیل میں ایک بادشاہ تھا اس کی ایک بیوی تھی جس کی ایک لڑکی دوسرے خاوند سے تھی یہ چاہتی تھی کہ اپنی لڑکی کا نکاح اپنے خاوند سے کرادے۔ تاکہ وہ کسی اور کے ساتھ شادی نہ کر لے اس نے ایک دعوت کی جس میں سیدنا حضرت یحییٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مدعو کیا گیا۔ عورت نے آپ سے اجازت مانگی کہ میں اپنی لڑکی کا نکاح اپنے خاوند سے کر دوں۔

آپ نے صاف فرمادیا کہ یہ بات دین اسلام میں حرام ہے۔ اتنا فرما کر آپ وہاں سے چلے آئے۔

بادشاہ کی بیوی آپ پر ناراض ہو گئی اور آپ کے قتل کی تدبیریں سوچنے لگی۔ ایک دن اس نے اپنے خاوند کو شراب پلائی اور اپنی لڑکی کو اداستہ پیراستہ کر کے بادشاہ کے سامنے پیش کیا اور کہنے لگی کہ یحییٰ علیہ السلام انکار کرتے ہیں کہ اس لڑکی کا نکاح تمہارے ساتھ کیا جائے۔

بادشاہ نے اسی وقت سیدنا حضرت یحییٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بلایا۔ اور اپنی بیوی کی لڑکی کے ساتھ نکاح کرنے کا مسئلہ پوچھا۔ آپ نے فرمایا۔ یہ صاف حرام ہے یہ نکاح نہیں ہو سکتا۔ بادشاہ نے شہ میں چور تھا فوراً حکم دیا کہ یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قتل کر دو۔

چنانچہ آپ کو بکری کی طرح ذبح کر لیا۔ یہ منظر دیکھ کر آسمان

کے فرشتے بارگاہِ خداوندی میں عرض کرنے لگے۔ اے اللہ! ان لوگوں نے سیدنا حضرت یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جس جرمِ گناہ میں قتل کیا ہے؟

بادی تعالیٰ نے فرمایا کہ سیدنا حضرت یحییٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہ تو کوئی جرم کیا ہے اور نہ اس کا کبھی ارادہ کیا ہے لیکن وہ مجھ سے محبت کرتا تھا۔ اور میں اس سے محبت کرتا ہوں اور محبت میں قتل ہونا لازمی بات ہے۔

(کتاب السبعیات فی مواعظ البریات ص ۶۹)

حکایت

جب حضرت حسین علاجِ رحمت اللہ

تعالیٰ سے یہ نوپدرہ دن تک نظر بند کر دیا گیا۔ تو حضرت شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کے پاس آئے اور پوچھا اے حسین! محبت کیا ہے؟

فرمایا محبت نامہ سوال آج نہ کرو۔ اور کل اس کے متعلق پوچھنا۔ جب مکمل کا دن اسے نہ سپنا ہیوں نے ان کو جیل کی کوٹھڑی سے نکالا اور ان کو سولی پر بٹھرایا۔ تو حضرت شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کے آگے سے نہ بڑھے۔ تو انہوں نے پکار کر کہا اے شبلی! محبت کا ابتدائی دور جلاسا ہے اور آخری قتل ہونا ہے۔

(کتاب السبعیات فی مواعظ البریات ص ۶۹)

محبت کے متعلق دوسری حکایت

حضرت

ابو یزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک گاؤں سے گزر رہے تھے تو کیا دیکھتے ہیں کہ چالیس نوجوان اصحابِ طریقت کے، مہوک اور پیاس کی شدت سے وفات پا گئے ہیں۔

حضرت ابو یزید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کی۔ الہی! تو اپنے دوستوں کو قتل کرتا ہے۔ اور کب تک اپنے دوستوں کا خون ریزی کرتا رہے گا۔

غیب سے آواز آئی۔ اے ابو یزید! میں خون ریزی تو کرتا ہوں مگر اس کی دیت بھی ادا کرتا ہوں۔ پوچھا ان کی دیت کیا ہے؟ تو ہلکے غیبی سے آواز آئی۔ کہ مخلوق کے مقتول کی دیت دینا ہوتے ہیں۔ اور حق کے مقتول کی دیت رویت عطا ہوتی ہے۔

(کتاب السبعیات فی مواعظ البرایات ص ۱۰)

حضرت زکریا علیہ السلام کا قتل

منگل کے دن ہی میں سیدنا حضرت زکریا علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے قتل کا سانحہ پیش آیا۔ جب کہ یہودیوں نے یہودیوں سے بھاگ کر آ رہے تھے اور وہ آپ کے پیچھے دوڑنے لگے چلے آ رہے تھے جب وہ آپ کے قریب پہنچ گئے تو آپ کو ایک درخت نظر آیا۔ تو آپ نے درخت کو فرمایا کہ مجھے پناہ دو!

درخت پھٹ گیا۔ اور آپ اس میں داخل ہو گئے۔ جب یہودیوں نے
 پہنچے تو آپ کو نہ پایا۔ اس وقت شیطان دشمن انسان علیہ
 اللعنة نے انہیں بتایا کہ اس درخت میں چھپ گئے ہیں۔ ایک
 تیشہ لاکر درخت کے دو ٹکڑے کر دو۔ وہ خود بخود سر جائیں گے۔
 یہودیوں نے شیطان کے کہنے کے مطابق درخت چیرنا شروع
 کیا۔ اور جب تیشہ آپ کی کھوپڑی پر پہنچا تو آپ چلائے اور آہ کا کلمہ
 منہ سے نکالا۔

اس وقت آسمان کے فرشتوں میں ایک زلزلہ واقعہ ہو گیا۔ سیدنا
 حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہنے لگے۔ اے زکریا! اللہ
 تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اگر تو نے دوبارہ آہ کی تو تیرا نام نبیاً کرام
 کے دفتر سے مٹا دیا جائے گا۔

(کتاب السبعیات فی مواعظ البریات ص ۷)

حکایت

ایک دفعہ حضرت یحییٰ بن معاذ رازی

جمہ اللہ تعالیٰ علیہ ایک رات اپنے پروردگار سے مناجات کر رہے
 تھے۔ عرض کرتے ہیں۔ الہی! اگر میں تیری تلاش کرتا ہوں تو تو مجھے
 آس و شفقت میں ڈال دیتا ہے۔ اور اگر تجھ سے بھاگتا ہوں تو جلا
 دیتا ہے۔ اگر تجھ سے محبت کرتا ہوں تو قتل کر دیتا ہے۔ پس
 تجھ سے بھاگنے کی کنجاش نہیں ہے۔

(کتاب السبعیات فی مواعظ البریات ص ۷)

فرعون کے جادوگروں کا قتل

منگل کے دن فرعون کے جادوگروں کو جو ایمان لایچکے تھے قتل کر دیا گیا۔ جب کہ اسکندریہ کے میدان میں فرعون کے، جادوگروں اور سیدنا حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے باہن متابلہ ہوا۔

جادوگروں نے بڑے بڑے رسے اور شہتیر ڈالے تو وہ اڑدے نظر آنے لگے اور میدان ان سے بھرا معلوم ہونے لگا مگر جب سیدنا موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا عصا ڈالا تو ایک عظیم الشان اڑدہا بن گیا۔ اور وہ جادوگروں کی سحر کاریوں کو ایک ایک کر کے نکل گیا۔ اور تمام رسے اور لٹھے جو انہوں نے جمع کئے تھے جو تین سو اونٹ کا بار تھے۔ سب کا خاتمہ کر دیا۔ جب سیدنا حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو دست مبارک میں لیا تو پہلے کی طرح عصا ہو گیا۔ اور حجم اور وزن لینے حال پر رہا۔ یہ دیکھ کر جادوگروں نے پہچان لیا کہ عصا نے موسیٰ جادو نہیں ہے اور قدرت بشری ایسا کرشمہ نہیں دکھا سکتی۔ ضروریہ امر سادی ہے۔ یہ سمجھ کر وہ ایمان لائے اور سجدے میں گر گئے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَالْقِيَاسُ السَّحَرَةُ سَاجِدُونَ

قَالُوا أَمْثَلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

اور جادوگر سجدے میں گرا

دینے گئے۔ بولے ہم ایمان

ہمارے خزانے سرسبز اور مستحکم

چوبہ جلدیں

قرآنی واعظ

مواظظ رضویہ

خطبات باقی

خطبہ امیر المؤمنین ابو بکر صدیق

خطبات باقی

قرآنی زیور

حضرت علامہ مولانا نور محمد قادری حشری بریلوی

مناجیح

علمی جواہر پائے

مؤلف: علامہ مولانا نور محمد قادری حشری بریلوی

طب نبوی

پاکستان کی
قلمی عمارت

گلزار قرآن

شرح و تفسیر آیت اللہ العظمیٰ

الاسرار والمعراج

مؤلف: علامہ مولانا نور محمد قادری حشری بریلوی

پاکستان



marfat.com

Marfat.com

رَبِّ مُوسَىٰ وَ هَارُونَ ۝

لانے جہان کے رب پر جو

رب ہے موسیٰ اور ہارون

(پ ۹ - سورت اعراف)

علیہما السلام، گا۔

یہ دیکھ کر فرعون بڑا غضب ناک ہوا۔ اور کہنے لگا کہ یہ تمہاری سب کی سازش ہے۔ میں تمہارے ہاتھ پاؤں کاٹ کر سولی دوں

گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

فرعون بولا تم اس پر ایمان لے آئے قبل اس کے کہ میں تمہیں اجازت دوں۔ یہ تو بڑا جعل (فریب) ہے۔ جو تم سب نے شہر میں پھیلایا ہے کہ شہر والوں کو اس سے نکال دو۔ تو اب جان لو گے قسم ہے میں تمہارے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹوں گا۔ پھر تم سب کو سولی دوں گا۔

قَالَ فِرْعَوْنُ اَمَنْتُمْ بِهِ قَبْلَ اَنْ اَذِنَ لَكُمْ ۗ اِنَّ هَذَا لَمَكْرٌ مَّكْرْتُمْ وَاَنْتُمْ فِي الْمَدِيْنَةِ لِتُخْرِجُوْا مِنْهَا اَهْلَكُمَا ۗ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۗ لَا قَطْعَنَ اَيْدِيكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ ثُمَّ لَا صَلْبَبَكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۗ

پ ۹ سورت اعراف

فرعون کی اس گفتگو پر جادو گروں نے کہا کہ تو ہمیں موت کی دھمکی دیتا ہے تو ہمیں موت کا کیا غم ہے کیونکہ مرکز ہمیں اپنے رب کی لقا اور اس کی رحمت نصیب ہوگی اور سب کو اسی کی طرف رجوع

کرنابے تو وہ خود ہمارے اور تیرے درمیان فیصلہ فرمادے گا۔
اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔

ہم نے ہم اپنے رب کی طرف
پھرنے والے ہیں اور تجھے ہمارا
کیا برا لگا۔ یہی نہ کہ ہم اپنے،
رب کی نشانیوں پر ایمان لائے
جب وہ ہمارے پاس آئیں
اے رب ہمارے ہم پر صبر
اندیل دے اور ہمیں مسلمان،
دنیائے اٹھا۔

قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ رَبِّنَا
مُنْقَلِبُونَ ۚ وَمَا تَنْقِمُ
مِنَّا إِلَّا أَنَا مَنَّا
بِأَيْتِ رَبِّنَا مَا جَاءَنَا
رَبَّنَا افْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا
وَتَوْفَقًا مُّسْلِمِينَ ۚ
- پ ۱ سورت اعراف -

آخر کار ظالم فرعون نے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر سولی
پر چڑھا کر ان کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا
الیہ راجعون ۚ

حدیث شریف میں ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وبارک وسلم نے شب معراج ۱ سالوں کی سیر فرمائی تو فرماتے ہیں۔
کہ میں نے جنت میں درختوں پر سبز رنگ کے پودے ملاحظہ
فرمائے۔ میں نے ان کے بارے میں استفسار کیا۔ تو معلوم ہوا
کہ یہ ان حضرات کی روحیں ہیں جن کو فرعون نے سولی پر چڑھا کر موت
کے گھاٹ اتارا تھا۔

کتاب السبعیات فی مواعد البریات ص ۱۰

حضرت آسیہ رضیہ کا قتل

حضرت آسیہ رضیہ فرعون کی بیوی کو بروز منگل قتل کیا گیا تھا جب سیدنا حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے جادو گروں کو مغلوب کیا تو حضرت آسیہ بیگم آپ پر ایمان لے آئیں۔ فرعون کو خبر ہوئی تو ظالم و بے رحم نے ان پر سخت عذاب کئے۔ انہیں چومچا کیا۔ اور بھاری چکی سینے پر رکھی۔ اور دھوپ میں ڈال دیا۔ جب فرعون ان کے پاس سے ہٹتے تو فرشتے ان پر سایہ کرتے۔

اللہ کریم نے ان کا مکان جو جنت میں ہے ان پر ظاہر فرمایا۔ اور اس کی مسرت میں فرعون کی تختیوں کی شدت ان پر پہل ہو گئی۔ آخر کار حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دعا مانگی کہ مجھے ظالموں سے نجات دے۔ دعا قبول ہوئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کی روح قبض فرمائی۔ اور ان کی سان سے کہا کہ وہ زندہ اٹھا کر جنت میں داخل کی گئیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق

یہ آیت نازل فرمائی۔

اور اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی مثال بیان فرماتا ہے۔ فرعون کی بی بی جب اس نے عرض کی اے میرے رب میرے لئے اپنے پاس جنت میں گھر بنا اور مجھے فرعون

وَصَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا
لِّلَّذِينَ آمَنُوا امْرَأَتٌ
فِرْعَوْنُ إِذْ قَالَتْ
رَبِّ ابْنِ لِي مِثْلَ
بَيْتِي خَالِدًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِي

اور اس کے کام سے نجات
دے اور مجھے ظالم لوگوں سے
نجات بخش۔

مِنْ فِرْعَوْنَ وَ
عَمَلِهِ وَ نَجِّنِي مِنَ
الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝
پ ۲۸۔ سورت تحریم۔

بنی اسرائیل کی گائے کا ذبح ہونا

بنی اسرائیل کی گائے کے ذبح ہونے کا واقعہ بھی منگول کے روز
ہوا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ بنی اسرائیل میں عامیل نامی ایک مالدار
تھا۔ اس کے چچا زاد بھائی نے بطح وراثت اس کو قتل کر کے
دوسری بستی کے دروازے پر ڈال دیا۔ اور صبح کو خود اس کے خون کا
دعی بن بیٹھا۔

وہاں کے لوگوں نے سیدنا حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ
والسلام سے درخواست کی کہ آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ سقیقت
حال ظاہر فرمائے۔ اس پر حکم ہوا کہ ایک گائے ذبح کر کے اس کا
کوئی حصہ مقتول کے ماریں۔ وہ زندہ ہو کر اپنا قاتل خود بتا دے گا
ارشاد خداوندی ہے۔

اور جب موسیٰ علیہ الصلوٰۃ و
السلام نے اپنی قوم سے فرمایا
کہ خدا تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے
کہ ایک گائے ذبح کرو۔

وَ اِذْ قَالَ مُوسَىٰ
لِقَوْمِهِ اِنَّ اللّٰهَ يَامُرُكُمْ
اَنْ تَذْبَحُوا بَقْرَةً ط
پ ۱۔ سورت البقرہ

جب بنی اسرائیل نے گائے کے ذبح کا حکم سنا تو انہیں تعجب ہوا۔ کیوں کہ مقتول کا حال معلوم ہونے اور گائے کے ذبح میں کوئی مناسبت معلوم نہیں ہوتی۔ تو کہنے لگے۔ قرآن شریف بیان کرتا ہے۔

بولے کہ آپ ہمیں سحر بناتے ہیں۔ فرمایا خدا کی پناہ کہ میں جاہلوں سے ہوں۔

قَالُوا اَتَّخِذُ نَا
هُرُوًا قَالَ اَعُوذُ بِاللّٰهِ
اِنِّ اَكُوْنُ مِنَ
الْجَاهِلِيْنَ

پ ۱۔ سورت بقرہ

یعنی سیدنا حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ایسا جواب جو سوال سے ربط نہ رکھے جاہلوں کا کام ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ محاکمہ کے موقع پر استہزاء جاہلوں کا کام ہے انبیاء کی شان اس سے بڑی ہے۔

القصد جب بنی اسرائیل نے سمجھ لیا کہ گائے کا ذبح کرنا ضروری ہے تو انہوں نے آپ سے اس کے اوصاف دریافت کئے۔ حدیث پاک میں ہے کہ اگر بنی اسرائیل بحث نہ نکالتے تو جو گائے ذبح کر دیتے کافی ہوتی۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے۔

بولے اپنے رب سے دعا کیجئے کہ وہ ہمیں بتا دے کہ گائے کیسی ہو۔ کہا وہ فرماتا ہے

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ
يُبَيِّنْ لَنَا مَا هِيَ
قَالَ اِنَّهُ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقْرَةٌ

لَا قَارِضُونَ وَلَا يَكْرَهُ ط
 عَوَانُ بَيْنَ ذَلِكَ
 فَا فَعَلُوا مَا تُوْمَرُونَ ه
 قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ
 لَنَا مَا لُونُهَا ط قَالَ إِنَّهُ
 يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ ه
 صَفْرَاءُ فَاقِغْ لُونَهَا
 تَسْرُ النَّاطِرُ يُرِيكَ ه
 قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ
 لَنَا مَا هِيَ اِنَّ
 الْبَقَرَ تَشْبَهُ عَلِيَّانَ ط
 وَ اِنَّا اِنَّا سَاءَ اللهُ
 لَمُهْتَدُونَ ه قَالَ
 إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ ه
 لَا ذَلُولٌ تُثِيرُ الْأَرْضَ ه
 وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ ه
 مُسَلَّمَةٌ لَا شِيَةَ فِيهَا ط
 قَالُوا الْمَثَبُ لَيْسَ
 بِالْحَقِّ ط فَذَبْحُوهَا
 وَمَا كَادُوا يَفْعَلُونَ ه

کہ وہ ایک گائے ہے نہ
 بوڑھی اور نہ اوسر بلکہ ان دونوں
 کے بیچ میں تو کرو جس کا ،
 تمہیں حکم ہوتا ہے ۔ بولے کہ
 اپنے رب سے دعا کیجئے
 ہمیں بتا دے اس کا رنگ
 کیا ہے ۔

کہا وہ فرماتا ہے کہ وہ ایک
 پہلی گائے ہے جس کی رنگت
 ڈھلے ہوتی دیکھنے والوں کو خوشی
 دیتی ۔ بولے اپنے رب سے
 دعا کیجئے کہ ہمارے لئے صاف
 بیان کر دے وہ گائے کیسی
 ہے بے شک گایوں میں ہم
 کو شبہ پڑ گیا اور اللہ تعالیٰ
 چاہے تو ہم راہ پا جائیں گے
 کہا وہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے
 ہے جس سے خدمت نہیں لی
 جاتی کہ زمین جوتے اور نہ کھیتی کو
 پانی دے نہ شیبہ جس

(پ ۱ - سورت بقرہ)

میں کوئی داغ نہیں۔ بولے
اب آپ ٹھیک بات لائے
تو اسے ذبح کیا اور ذبح کرتے
معلوم نہ ہوتے تھے۔

جب بنی اسرائیل کو تشفی ہوئی۔ اور پوری شان و صفت معلوم
ہوئی۔ تو پھر انہوں نے گائے کی تلاش شروع کی۔ ان اطراف
میں ایسی سرف ایک گائے تھی۔ اس کا حال یہ ہے کہ۔

بنی اسرائیل میں ایک شخص صالح اور نیکو کار تھا۔ ان کا ایک چھوٹی
عمر کا بچہ تھا۔ اور ان کے پاس سولہ گائے کے بچہ کے کچھ نہ رہا
تھا۔ انہوں نے اس کی گردن پر مہر لگا لیا اللہ تعالیٰ کے نام پر چھوڑ دیا اور
بارگاہِ حق میں عرض کیا۔ یارب میں اس بچپا کو اپنے اس فرزند کے
لئے تیرے پاس ودیعت (امانت) رکھتا ہوں۔ جب میرا یہ فرزند
بڑا ہو یہ اس کے کام آئے۔

ان کا تو انتقال ہو گیا بچپا جنگل میں بحفظ الہی پرورش پاتی رہی۔
یہ لڑکا بڑا ہوا۔ اور بفضلہ تعالیٰ صالح و متقی ہوا۔ ماں کا فرمان بردار تھا۔
ایک روز اس کی والدہ نے کہا اے نور نظر! تیرے باپ نے تیرے
لئے فلاں جنگل میں خدا کے نام ایک بچپا چھوڑ دی ہے وہ اب
جو ان ہو گئی ہوگی۔ اس کو جنگل سے لا۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا
کر کہ وہ تجھے عطا فرمائے۔ لڑکے نے گائے کو جنگل میں دیکھا۔ اور والد
کی بتائی ہوئی علامتیں اس پائیں۔ اور اس کو اللہ کی قسم دے کر بلایا۔ وہ

حاضر ہوئی۔ جو ان اس کو والدہ کی خدمت میں لایا۔ والدہ نے بازار میں لے جا کر تین دینار پر فروخت کرنے کا حکم دیا۔ اور یہ شرط کی کہ سودا ہونے پر پھر اس کی اجازت حاصل کی جائے۔

اس زمانہ میں گائے کی قیمت ان اطراف میں تین دینار ہی تھی۔ جو ان جب اس گائے کو بازار میں لایا تو ایک فرشتہ خریدار کی صورت میں آیا۔ اور اس نے گائے کی قیمت چھ دینار لگائی۔ مگر اس شرط پر کہ جو ان والدہ کی اجازت کا پابند نہ ہو۔ جو ان نے یہ منظور نہ کیا اور والدہ سے تمام قصہ بیان کیا۔ اس کی والدہ نے چھ دینار قیمت منظور کرنے کی تو اجازت دے دی۔ مگر بیع میں پھر دو بارہ اپنی مرضی دریافت کرنے کی شرط کی۔

جو ان پھر بازار میں آیا۔ اس مرتبہ فرشتہ نے بارہ دینار قیمت لگائی۔ اور کہا کہ والدہ کی اجازت پر موقوف نہ رکھو۔ جو ان نے یہ نہ مانا۔ اور والدہ کو اطلاع دی۔ وہ صاحب فراست سمجھ گئی کہ یہ خریدار نہیں کوئی فرشتہ ہے۔ جو آزمائش کے لئے آتا ہے۔ بیٹے سے کہا کہ اب کی مرتبہ اس خریدار سے یہ کہنا کہ آپ ہمیں اس گائے کے فروخت کرنے کا حکم دیتے ہیں یا نہیں؟ لڑکے نے یہی کہا۔

فرشتہ نے جواب دیا کہ ابھی اس کو روکے رکھو۔ جب بنی اسرائیل خریدنے آئیں تو اس کی قیمت یہ مقرر کرنا کہ اس کی کھال میں سونا بھر دیا جائے۔ جو ان گائے کو گھر لایا۔ اور بنی اسرائیل جستجو کرتے

ہوتے اس کے مکان پر پہنچے تو یہی قیمت طے کی۔ اور سیدنا حضرت
 موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی ضمانت پر وہ گائے بنی
 اسرائیل کے سپرد کی۔ جنہوں نے منگل کے روز گائے کو ذبح کیا۔
 (خزائن العرفان)

اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ والدین کی فرمانبرداری سے انسان
 کو دین و دنیا ملتی ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو شخص اپنے عیال
 کو اللہ کریم کے سپرد کرتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اس کی اسی
 پرورش فرماتا ہے۔ اس کے متعلق ایک اور حکایت سنئے اور فقیر
 کے حق میں دعا کیجئے۔

حکایت

ایک شخص سیدنا حضرت عمر رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کے ساتھ اس کا بچہ بھی
 تھا۔ اور بچہ اپنے والد کے ساتھ کامل مشابہت رکھتا تھا۔ سیدنا حضرت
 عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تعجب فرماتے ہوئے کہا، میں نے
 کسی بچہ کو اپنے والد کے ساتھ اس سے زیادہ مشابہت رکھنے والا
 نہیں دیکھا۔ اس شخص نے کہا۔

امیر المؤمنین! میرے اس بچے کی عجیب شان ہے۔ یہ
 نو ماہ قبر میں رہا پھر قدرت الہی سے باہر آیا۔ امیر المؤمنین سیدنا حضرت
 عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اس شخص نے یہ تو کیا کہہ
 رہا ہے؟

وہ شخص بولا۔

میں نے ایک دفعہ سفر کا ارادہ کیا۔ اس وقت یہ بچہ اپنی ماں کے پیٹ میں تھا۔ میں نے دو رکعت نماز نفل پڑھے۔ اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی۔ الہی ا میں اپنا سب کچھ کو جو اپنی ماں کے پیٹ میں ہے، تیرے سپرد کرتا ہوں۔ جب میں سفر سے واپس آؤں تو اسے صحیح و سلامت مجھے واپس کر دینا۔

میں تو سفر پر روانہ ہو گیا اور مجھے وہاں نو ماہ کا عرصہ لگ گیا۔ جب واپس آیا تو دیکھا کہ میری بیوی فوت ہو چکی ہے۔ میں اس کی زیارت کے لئے اس کی قبر پر گیا۔ اور وہاں بہت رویا۔

اچانک قبر سے آواز آتی سنائی دی۔ میں بڑا حیران ہوا۔ آخر کار قبر کو کھودا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میری بیوی کا تمام بدن گل سٹر گیا ہے صرف اس کے پستان سلامت ہیں جن سے بچہ دو دھپی رہا ہے میں نے بچہ اٹھایا اور کہا الہی تیرا بڑا احسان ہے کہ تو نے میرا بچہ مجھے واپس دے دیا۔ اگر تو میری بیوی بھی لوٹا دے تو تیرا بڑا احسان ہوگا۔

اتنے میں ہاتف غیبی نے آواز دی کہ۔ تو نے صرف بچہ ہی اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا تھا وہ تجھے صحیح و سالم واپس کر دیا ہے۔ اگر تو بچہ اور بیوی دونوں کو سپرد کرتا تو بیوی کو بھی صحیح و سلامت اللہ تعالیٰ واپس کر دیتا۔

کتاب السبعیات فی مواظبات البریات ص ۴۷

حضرت ہابیل کا قتل

حضرت ہابیل کو اپنے

بھائی قابیل نے منگل کے روز قتل کیا تھا۔ اس کی وجہ تھی کہ حضرت
تھوامس کے حمل میں ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوتے تھے ایک
حمل کے لڑکے کا دوسرے حمل کی لڑکی کے ساتھ نکاح کیا جاتا تھا۔
اور جب کہ آدمی صرف سیدنا حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام
کی اولاد میں منحصر تھے۔ تو مناکحت کی اور کوئی سبیل ہی نہ تھی۔ اسی
دستور کے مطابق سیدنا حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قابیل
کا نکاح لیوڈا سے جو ہابیل کے ساتھ پیدا ہوئی تھی۔ اور ہابیل کا
اقلیت سے جو قابیل کے ساتھ پیدا ہوئی تھی کرنا چاہا۔

قابیل اس پر راضی نہ ہوا۔ اور چونکہ اقلیت زیادہ خوب صورت تھی
اس لئے اس کا طلب گار ہوا۔

سیدنا حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا
کہ وہ تیرے ساتھ پیدا ہوئی ہے۔ لہذا تیری بہن ہے۔ اس کے
ساتھ تیرا نکاح حلال نہیں۔ قابیل کہنے لگا یہ تو آپ کی رائے ہے۔
اللہ تعالیٰ کا یہ حکم نہیں۔

آپ نے فرمایا۔ تو تم دونوں قربانیاں لاؤ۔ جس کی قربانی قبول
ہو جائے وہی اقلیت کا حصہ ہے۔ اس زمانہ میں جو قربانی مقبول
ہوتی تھی۔ آسمان سے ایک آگ اتر کر اس کو کھالیا کرتی تھی۔
قابیل نے ایک انبار گندم۔ اور ہابیل نے ایک بکری قربانی کے

کے لئے پیش کی۔ آسمانی آگ نے ہابیل کی قربانی کو لے لیا۔
 اور قابیل کے گیہوں کو چھوڑ گئی۔ اس پر قابیل کے دل میں بہت بغض
 و حسد پیدا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ اس واقعہ کو قرآن مجید میں بیان فرماتا ہے۔

وَإِثْلُ عَلَيْهِمْ نَبَا
 ابْنِ آدَمَ بِالْحَقِّ
 إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقْبَلُ
 مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَهُ
 يُتَقَبَّلُ مِنَ الْآخِرِطِ

اور انہیں پڑھ کر سناؤ آدم
 کے دو بیٹوں کی سچی خبر
 جب دونوں نے ایک ایک
 نیاز پیش کی تو ایک کی قبول ہوئی
 اور دوسرے کی نہ قبول ہوئی۔

پ ۶ - سورت مائدہ

جب پیدا حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام حج کے لئے
 مکہ مکرمہ تشریف لے گئے تو قابیل نے ازراہ حسد ہابیل
 کو کہا کہ میں تجھ کو قتل کروں گا۔

ہابیل نے کہا کیوں؟ کہنے لگا اس لئے کہ تیری قربانی مقبول
 ہوئی ہے اور میری نہ ہوئی۔ اور تو اسی کا مسخ بھڑکا۔ اس میں میری
 ولت ہے۔

ہابیل نے کہا کہ قربانی کا قبول کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔
 وہ متقیوں کی قربانی قبول فرماتا ہے۔ تو اگر متقی ہوتا تو میری قربانی
 قبول ہوتی۔ یہ خود تیرے افعال کا نتیجہ ہے۔ اس میں میرا کیا دخل

ہے؟

اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔

قَالَ لَا قُتِلْتُكَ وَقَالَ
 إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ
 الْمُتَّقِينَ ه لَئِن
 بَسَطْتَ إِلَيَّ يَدَكَ
 لِتُقْتَلَني مَا أَنَا بِبَاسِطٍ
 يَدِي إِلَيْكَ لَا قُتِلْتُكَ
 إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ
 الْعَالَمِينَ ه إِنِّي
 أُرِيدُ أَنْ تَبُوءَ بِ
 إِثْمِي وَإِثْمِكَ
 فَتَكُونُ مِنَ أَصْحَابِ
 النَّارِ ه وَذَلِكَ جَزَاءُ
 الظَّالِمِينَ ه

پ ۶۔ سورت مائدہ

بولا قسم ہے میں تجھے قتل کروں
 گا۔ کہا اللہ تعالیٰ اسی سے
 قبول کرتا ہے جسے ڈر ہے
 بے شک اگر تو اپنا ہاتھ
 مجھ پر بڑھاوے گا کہ مجھے قتل
 کرے تو میں اپنا ہاتھ تجھ پر
 نہ بڑھاؤں گا کہ تجھے قتل کروں
 میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا،
 ہوں جو مالک ہے سارے
 جہان کا۔ میں تو یہ چاہتا ہوں
 کہ میرا اور تیرا گناہ دونوں
 تیرے ہی پلہ پڑے تو تو دوزخی
 ہو جائے۔ اور بے انصافوں
 کی یہی سزا ہے۔

جہان کی نصیحت پر بھی قابیل نے کوئی عمل نہ کیا۔ وہ حضرت
 ہابیل کے قتل کے درپے ہو گیا۔ ایک دن ہابیل کی طلب میں نکلا۔
 اس کو اپنے بکریوں کے پاس سوتے ہوئے پایا۔ ایک پتھر اٹھایا
 اور سر پر مار کر ہابیل کو قتل کر دیا۔ وہ دن منگل کا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا
 ارشاد ہے۔

تو اس کے نفس نے اسے

فَطَوَّعَتْ لَهُ نَفْسُهُ

بھائی کے قتل کا چسواؤ دلایا
تو اسے قتل کر دیا۔ تورہ گیا
نقصان میں۔

قَتَلَ أَخِيهِ فَقَتَلَهُ
فَأَصْبَحَ مِنَ
النَّاسِ سِرْفِيًّا ۝

اب قابیل بڑا متحیر ہوا کہ اس لاش کو کیا کرے کیوں کہ اس
وقت تک کوئی انسان مرا ہی نہ تھا۔

مردی ہے کہ دو کوٹے آپس میں لڑے۔ ان میں سے ایک
نے دوسرے کو مار ڈالا۔ زندہ کوٹے نے اپنی منہ تار اچھینچ اور
پہنچوں سے زمین کرید کر گڑھا کیا۔ اس میں مرے ہوئے کوٹے کو
ڈال کر مٹی سے دبا دیا۔ یہ دیکھ کر قابیل کو معلوم ہوا کہ مردے کی لاش
کو دفن کرنا چاہئے۔ چنانچہ اس نے زمین کھود کر لاش کو دفن کر دیا۔

و مدار کہ وغیرہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

تو اللہ تعالیٰ نے ایک کوٹا
بھیجا۔ زمین کریدتا۔ تاکہ اسے
دکھائے۔ کیوں کہ اپنے بھائی
کی لاش چھپاتے۔ بولا ہائے
خرابی میں اس کوٹے جیسا بھی نہ
ہو سکا کہ میں اپنے بھائی کی
لاش چھپاتا۔ تو کھپاتا
رہ گیا۔

فَبَعَثَ اللَّهُ غُرَابًا
يُبْعَثُ فِي الْأَرْضِ
لِيُرِيَهُ كَيْفَ يُوَارِئُ
سَوْءَةَ أَخِيهِ ط قَالَ
يُؤْيَلِي أَعْجَزْتُ
أَنْ أَكُونَ مِثْلَ هَذَا
الْفُرَابِ فَأُوَارِئُ
سَوْءَةَ أَخِي ط فَأَصْبَحَ

مِنَ الشُّدِّ مِيتًا .

پ ۶ - سورت مائدہ

منگل کے دن کے نفل

یزید رقاشی

سیدنا حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی آدمی منگل کے دن جب آفتاب بلند ہو تو دس رکعت نماز پڑھتا ہے اور ہر رکعت میں ایک مرتبہ سورت فاتحہ اور ایک دفعہ آیت الکرسی۔ اور تین دفعہ قتل ہو اللہ احد پڑھتا ہے تو ستر دن تک اس آدمی کے اعمال نامہ میں اس کا کوئی گناہ درج نہیں ہوتا۔ اور اگر ستر دن کے دن اندر مر جائے تو اس کو شہید کا رتبہ عطا کیا جاتا ہے اور اس کے ستر برس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (احیاء العلوم جلد اول ص ۲۰۴)

رغیۃ الطالبین جلد دوم ص ۱۴۱

منگل کی رات کے نفل

حبیب خدا شفیق ربیع روز جزا

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو منگل کی رات میں بارہ رکعت نماز نفل پڑھے کہ ہر رکعت میں سورت فاتحہ ایک مرتبہ اور اذّا حباء پنج مرتبہ پڑھے تو اللہ تبارک و تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک ایسا محل بنا دے جس کے عرض و طول میں دنیا کی سات مثلیں سما جائیں۔

(غنیۃ الطالبین جلد دوم ص ۱۲۳)

احیاء العلوم میں ہے کہ جو شخص منگل کی رات دو رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں اجمہ شریف ایک مرتبہ اور قتلے ہو اللہ احد پندرہ دفعہ قتل اَعُوذُ بِرَبِّ الْمَلٰٓئِقِ پندرہ دفعہ اور قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ پندرہ دفعہ پڑھے۔ پھر سلام پھیرنے کے بعد پندرہ مرتبہ آیت الکرسی اور پندرہ دفعہ استغفار پڑھے تو اسے بہت ثواب ملے گا۔

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سید دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی شخص منگل کی رات دو رکعت نماز پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد شریف ایک دفعہ اور اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ اور قتل ہو اللہ احد سات سات بار پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ کی آگ سے آزاد فرمائے گا۔ یہ قیامت کے روز جنت میں داخل کرے گا۔

(احیاء العلوم جلد اول ص ۲۰۴)



بدھ کا روز کا دن

بدھ کا روز

بدھ کا روز (کفار کے لئے) منحوس ہے۔

سیدنا حضرت علی اور سیدنا حضرت جابر اور سیدنا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مرفوعاً روایت ہے کہ بدھ کا دن منحوس ہے اور سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ مہینہ کا آخری بدھ دائمی منحوس ہے۔ اور سیدنا حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وہ وسلم سے بدھ کے دن
کے متعلق دریافت کیا گیا۔ تو
ارشاد فرمایا کہ یہ دن منحوس ہے
عرض کیا گیا کہ کس طرح یا رسول
اللہ؟ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس دن
فرعون کو خرق کیا۔ اور عاد اور ثمود
کو ہلاک کیا۔

سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَنْ يَوْمِ الْأَرْبَعَاءِ
قَالَ نَحْسٌ قِيلَ وَ
كَيْفَ ذَلِكَ يَا رَسُولَ
اللَّهِ قَالَ غَرِقَ اللَّهُ
فِيهِ فَرُعُونَ وَ
أَهْلُكَ عَادًا وَثَمُودَ

مدار - غنیۃ الطالبین ص ۳۳

علمائے شرع فرماتے ہیں کہ بدھ کا دن منحوس ہے۔ مگر کافروں کے لئے منحوس ہے اور مسلمانوں کے لئے مبارک دن ہے۔

(تفسیر صاوی جلد چہارم ص ۱۳۵)

کیوں کہ بدھ کے دن کو یوم نور فرمایا گیا ہے۔ واقعی مسلمانوں کے لئے یوم نور ہے۔ اسی لئے بزرگان دین تدریس کی مجلس کا انعقاد بدھ کے روز فرماتے ہیں۔ کیونکہ علم نور ہے۔ تو اس کی ابتداء نور کے روز ہی مناسب ہے۔ بعض روایتوں میں ہے کہ بدھ کے روز ناخن تراشنے سے منع کیا گیا ہے۔ کیوں کہ اس سے برص کی بیماری پیدا ہونے کا خطرہ ہے۔

حکایت

ایک نیک عالم بدھ کے روز ناخن تراشتا تھا۔ اسے بتایا گیا کہ حدیث شریف میں اس روز ناخن تراشنا مکروہ فرمایا گیا ہے۔ اس نے اس دن ناخن کاٹنا چھوڑ دیا۔ پھر خیال آیا اور بدھ کے روز ناخن کاٹنے سے برص کی بیماری لاحق ہو گئی۔

اسے خواب میں جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ تو آپ نے فرمایا کہ کیا تو نے میری نہیں سنی تھی؟

عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وبارک وسلم میرے نزدیک آپ سے حدیث صحیح ثابت نہیں ہوئی۔ فرمایا تیرا میری حدیث سننا

ہی کافی تھا۔ پھر بطور شفقت اس کے بدن پر ہاتھ مبارک پھیرا۔
برص کی بیماری بالکل زائل ہو گئی۔

د فیض المستنیر: علامہ مناوی راج۔ ص ۴۶

بدھ کے دن سینگی لگوانا اور رگ کٹوانا اچھا نہیں ہے۔ اس
سے برص کی بیماری لاحق ہونے کا خطرہ ہے۔ حدیث شریف میں
ارشاد ہے۔

جو شخص بدھ یا جمعرات کے روز
سینگی لگوائے (اگر) اپنے
جسم میں برص کو دیکھے تو اپنے
نفس کو ہی ملامت کرے۔

مِنْ اِحْتِجَاءِ
يَوْمِ الْاَرْبَعَاءِ اَوْ يَوْمِ
السَّبْتِ فَرَأَى
فِي جَسَدِهِ وَضْعًا
فَلَا يَلُومُ مَوْلًا اِلَّا نَفْسَهُ.

(جامع صغیر جلد ۱ ص ۳۴)

حکایہ

عربی راوی ہیں کہ ابو جعفر نیشاپوری

نے ایک روز کہا کہ جماعت والی حدیث صحیح نہیں۔ تو اس نے بدھ
کے دن رگ کٹوانی تو ان کو برص کی بیماری لگ گئی۔

فرماتے ہیں کہ میں ایک رات خواب میں حجتہ للعالمین شعیب
المنذوبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا
تو میں نے اپنی بیماری کی شکایت بارگاہ رسالت مآب میں کی۔ تو آپ
نے فرمایا کہ تمہیں چاہئے کہ میری حدیث کی امانت نہ کیا کرو۔ یعنی تم نے

میری حدیث سن کر اس کی مخالفت کی۔ جب ہی تو اس بیماری میں مبتلا
ہوا ہے۔ (فیض القدر ج ۶ ص ۳۵)

بدھ کے دن کے اہم واقعات

بدھ کے دن فتاد

قہار خدا نے سات کافروں کو سات چیلوں سے ہلاک کیا۔

۱ : عوج بن عنق کو بدھ کے ساتھ۔

۲ : فتارون کو خسف کے ساتھ۔

۳ : فرعون اور اس کے لشکر کو دریا کے ساتھ۔

۴ : نسرود ملعون کو مچھر کے ساتھ۔

۵ : قوم لوط کو سنگریزوں کے ساتھ۔

۶ : شہاد بن عاد کو حضرت جبریل علیہ السلام کی آواز کے ساتھ۔

۷ : قوم عاد کو ہوا کے ساتھ ہلاک فرمایا۔ آگے تفصیل ملاحظہ

فرمائیے۔ (کتاب السبعیات فی مواغظ البریات ص ۱۰)

عوج بن عنق کا قتل

کہتے ہیں کہ عوج بن عنق کی عمر چار ہزار

پانچ سو سال کی تھی۔ اور بڑا دراز تہ تھا۔ اتنا لمبا کہ طوفان نوح علیہ

السلام کا پانی اس کے گھٹنوں سے اوپر نہیں بڑھا۔ کہا جاتا ہے کہ

پہاڑ پر بیٹھ اپنا ہاتھ سمندر کی طرف دراز کرتا اور پھیلیاں پکڑ لیتا۔

اور ان کو دھوپ میں بھون کر کھاتا۔ جب اہل شہر پر غضب ناک ہوتا۔

تو ان پر پشیا ب کر دیتا جس میں وہ غرق ہو جاتے۔ جب سینہ نامہ حضرت

موسے علیہ الصلوٰۃ والسلام بنی اسرائیل کے ساتھ مینان تیرہ میں داخل ہونے تو عوج نے ان کے ہلاک کرنے کا ارادہ کیا تو سینا حضرت موسے علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شکر کے پاس آیا تو دیکھا کہ شکر ایک مربع فرسنگ میں پھیلا ہوا ہے۔ اس نے ایک پہاڑ کو اکھڑا کر اپنے سر پر رکھا۔ تاکہ موسے علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شکر پر پھینک کر انہیں موت کے گھاٹ اتار دے۔

تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہر ہر کو الماس کے پتھر کے ساتھ بھینچا۔ تو ہر ہر نے اس پتھر کو اس پہاڑ پر رکھا جو عوج کے سر پر تھا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی قدرت سے الماس کے پتھر نے پہاڑ میں سوراخ کیا اور پھر اس کی گردن کو چیر دیا۔ جس سے عوج ہلاک ہو گیا۔

یہ بھی بیان لیا گیا ہے کہ سیدنا حضرت موسے علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا قدم مبارک چالیس گز تھا۔ اور ان کا عصا مبارک بھی چالیس گز کا تھا۔ آپ نے چالیس گز ہوا میں چھلانگ لگائی اور عوج کو عصا مارا تو عصا اس کے ٹخنے کو لگا۔ مگر اس کی ضرب اتنی شدید تھی کہ عوج گر کر مر گیا۔ عوج کو اس کی بلند قامت اور بے پناہ طاقت موت سے نہ بچا سکی۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

الموت باب وكل الناس داخله
 یالیت شعریٰ بعد الموت مالدار
 الدار جنة خلد ان عملت بما
 یرضی الاله وان خالفت فالنار

ہما محلان مال للناس غیر ہما
فانظر لنفسك احی الدار تختار

(کتاب السبعیات فی مواظبات البریات ص ۱۱۹)

قارون کی ہلاکت | قارونؑ سیدنا حضرت موسیٰ علیہ

الصلوة والسلام کے چچا یصہر کا بیٹا تھا۔ نہایت خوب صورت تھا۔ اسی لئے اس کو منور کہتے تھے۔ اور بنی اسرائیل میں توریت شریف کا سب سے بہتر قاری تھا۔ ناداری کے زمانہ میں نہایت متواضع اور بااخلاق تھا۔ دولت ہاتھ آتے ہی اس کا حال متغیر ہو گیا۔ اور سامی کی طرح منافق ہو گیا۔ قارون بھی بروز بدھ۔ اہل ہلاک ہوا۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ سیدنا حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنی اسرائیل کو دریا کے پار لے جانے کے بعد مذبح کی ریاست سیدنا حضرت ہارون علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو تفویض کی۔ بنی اسرائیل اپنی قربانیاں سیدنا حضرت ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس لائے اور وہ مذبح میں رکھتے۔ آگ آسمان سے اتر کر ان کو کھا لیتی۔

قارونؑ کو سیدنا حضرت ہارون علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس منصب پر رشک ہوا۔ اس نے سیدنا حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا کہ رسالت تو آپ کی ہوتی۔ اور قربانی کی سرداری حضرت ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کی۔ میں کچھ بھی نہ رہا باوجودیکہ میں توریت

کا بہترین قاری ہوں۔ میں اس پر صبر نہیں کر سکتا۔

سیدنا حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ منصب حضرت ہارون کو میں نے نہیں دیا۔ اللہ عز و جل نے دیا ہے۔
قارون نے کہا کہ خدا کی قسم میں آپ کی تصدیق نہ کروں گا جب تک کہ آپ اس کا ثبوت مجھے دکھانے دیں۔

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رؤسائے بنی اسرائیل کو جمع کر کے فرمایا کہ اپنی اپنی لامٹھیاں لے آؤ۔ انہیں اپنے قبیلے میں جمع کیا۔ رات بھر بنی اسرائیل ان لامٹھیوں کا پہرہ دیتے رہے۔ صبح کو سیدنا حضرت ہارون علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا عصا سرسبز و شاداب ہو گیا۔ اور اس میں سے پتے نکل آئے۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ اے قارون تو نے یہ دیکھا؟ قارون نے کہا کہ یہ تو آپ کے جاووس سے کچھ عجیب نہیں۔

سیدنا حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کی عداوت کرتے تھے اور وہ آپ کو ہر وقت ایذا دیتا تھا۔ اور اس کی سرکشی اور تکبر اور سیدنا حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ عداوت دم بدم ترقی پر تھی۔ اس نے ایک مکان بنایا جس کا دروازہ سونے کا تھا اور اس کی دیواروں پر سونے کے تختے نصب کئے۔ بنی اسرائیل صبح و شام اس کے پاس آتے کھانے کھاتے، باتیں بناتے، اسے ہنساتے۔

جب زکوٰۃ کا حکم نازل ہوا تو قارون نے آپ کے پاس آیا۔ تو

اس نے آپ سے طے کیا کہ درہم و دینا اور کوشی وغیرہ میں سے ہزاروں حصہ زکوٰۃ دے گا۔

لیکن گھر جا کر جب حساب کیا تو اس کے مال میں سے اتنا بھی بہت کثیر ہوتا تھا۔ اور اس کے نفس نے اتنی بھی بہت نہ کی۔ اور اس نے بنی اسرائیل کو جمع کر کے کہا کہ تم نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہر بات میں اطاعت کی۔ اب وہ تمہارے مال لینا چاہتے ہیں کیا، کہتے ہو؟

انہوں نے کہا کہ آپ ہمارے بڑے ہیں آپ جو پناہیں تم دیکھنے کے لئے لگا کہ فلانی بدچلن عورت کے پاس جاؤ اور اس سے ایک معاوضہ مقرر کرو کہ وہ سیدنا حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بہت لگائے ایسا ہوا تو بنی اسرائیل حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چھوڑ دیں گے چنانچہ قارون نے اس بدچلن عورت کو ہزار اشرفی، ہزار روپیہ اور بہت سے موعید کر کے سیدنا حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بہت لگانے پر طے کیا۔

دوسرے روز بنی اسرائیل کو جمع کر کے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ بنی اسرائیل آپ کا انتظار کر رہے ہیں کہ آپ وعظ و نصیحت فرمائیں۔

حضرت تشریف لائے اور بنی اسرائیل میں کھڑے ہو کر آپ نے فرمایا کہ اے بنی اسرائیل جو چوری کرے گا اس کے ہاتھ کاٹے جائیں گے۔ اور جو بہتان لگائے گا، اس کے اس کوڑھنی کوڑھنے کاٹے جائیں گے۔

گے۔ اور جو زنا کرے گا۔ اس کے اگر بی بی نہیں ہے تو سو کوڑے مارے جائیں گے۔ اگر بی بی ہے تو اس کو سنگسار کیا جائے گا یہاں تک کہ وہ مر جائے۔

قارون نے کہنے لگا کہ یہ حکم سب کے لئے ہے خواہ آپ ہی ہوں ؟

فرمایا خواہ میں ہی کیوں نہ ہوں۔ کہنے لگا۔ بنی اسرائیل کا خیال ہے کہ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) آپ نے فلاں بدکار عورت کے ساتھ بدکاری کی ہے۔

سیدنا حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اسے بلاؤ۔ وہ آئی تو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ اس کی قسم جس نے بنی اسرائیل کے لئے دریا بچھاڑا۔ اور اس میں راستے بنائے اور توریت تمہیں نازل فرمائی پر سچ کہہ دے۔

وہ عورت ڈر گئی اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے رسول پر بہتان لگا کر انہیں ایذا دینے کی جرات اسے نہ ہوئی۔ اور اس نے اپنے دل میں کہا اس سے توبہ کرنا بہتر ہے۔ اور سیدنا حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا کہ جو کچھ قارون نے کہلانا چاہتا ہے اللہ عزوجل کی قسم یہ جھوٹ ہے۔ اور اس نے آپ پر تہمت لگانے کے عوض میں میرے لئے بہت مال کثیر مقرر کیا ہے۔

تب سیدنا حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے رب کے حضور روتے ہوئے سجدہ میں گرے اور یہ عرض کرنے لگے کہ یا رب ! اگر

میں تیرا رسول ہوں تو میری وجہ سے قارون لعن پر غضب فرما۔
 اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ پر وحی نازل فرمائی کہ میں نے
 زمین کو آپ کی فرمانبرداری کرنے کا حکم دیا ہے۔ آپ اس کو جو چاہیں
 حکم دیں۔

سیدنا حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنی اسرائیل کو فرمایا
 اے بنی اسرائیل اللہ تعالیٰ نے مجھے قارون کی طرف بھیجا ہے جیسا
 فرعون کی طرف بھیجا تھا۔ جو قارون کا ساتھی میرا بس کے ساتھ اس کی
 جگہ ٹھہرا رہے، اور جو میرا ساتھی ہو جدا ہو جائے۔

سب لوگ قارون سے جدا ہو گئے۔ اور سوائے دو شخصوں
 کے کوئی اس کے ساتھ نہ رہا۔ پھر سیدنا حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ و
 السلام نے زمین کو حکم دیا کہ انہیں پکڑ لے۔ قارون اور اس کے ساتھی
 گھٹنوں تک زمین میں دھنس گئے۔ پھر آپ یہی فرماتے رہے کہ
 وہ لوگ گردنوں تک دھنس گئے۔ اب وہ بہت منت و سوجت کرتے
 تھے۔ اور قارون نے آپ کو اللہ کی قسمیں اور رشتہ و قرابت کے
 واسطہ دیتا تھا۔ مگر آپ نے التفات نہ فرمایا۔ یہاں تک کہ وہ بالکل
 دھنس گئے اور زمین برابر ہو گئی۔

قتادہ فرماتے ہیں کہ وہ قیامت تک دھنستے ہی چلے جائیں گے
 بنی اسرائیل نے کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قارون
 کے مکان اور اس کے خزانے و اموال کی وجہ سے اس کے لئے
 بد دعا کی ہے۔ یہ سن کر آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ

مکان اور اس کے خزانے و اموال سب زمین میں دھنس گئے۔

(خزائن العرفان و غیرہ)

اللہ واحد ہے، اسی قارون کے متعلق فرماتا ہے۔

تو ہم نے اسے (قارون سے) اور اس کے گھر کو زمین میں، دھنسا دیا تو اس کے پاس کوئی جماعت نہ تھی کہ اللہ تعالیٰ سے بچانے میں اس کی مدد کرتی اور نہ وہ بدلہ لے سکا۔

فَخَسَفْنَا بِهِ وَبِدَارِهِ
الْأَرْضَ فَمَا كَانَ
لَهُ مِنْ فِئَةٍ يَنْصُرُوهُ
مِنْ دُونِ اللَّهِ
وَمَا كَانَتْ مِنْ
الْمُنْتَصِرِينَ ه

(پ ۲۰ - سورت قصص)

فرعون اور اسکے لشکر کی ہلاکت

فرعون اور اس کا لشکر بروز بدھ ہلاک ہوا تھا۔ اس کی تفصیل ہم نے سفر سبب میں بیان کر دی ہے وہاں دیکھو۔

نمرود کی ہلاکت کی تفصیل

نمرود بن کنعان علیہ اللعنة کو مچھر سے اللہ تعالیٰ نے بدھ کے روز ہلاک کیا تھا۔ نمرود لعین وہ بادشاہ تھا کہ جس کی بادشاہی ساری روئے زمین پر تھی اور اس نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا۔ اس کی ہدایت کے لئے سیدنا حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بھیجے گئے۔ مگر نمرود ملعون

اپنی سرکشی پر اڑا رہا۔ اور حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوت کو قبول نہ کیا۔ اور آخر کار حکومت کے نشہ میں اور اپنی فوج کی کثرت پر فخر کرتے ہوئے کہا۔ ابراہیم! تو اپنے خدائی فوج لے آ۔ اور میں اپنا شکر لانا ہوں۔ تاکہ لڑائی ہو اور تیرا خدا مجھ سے ملک و سلطنت چھین لے۔ کہتے ہیں کہ لعین کے پاس سات لاکھ مسلح فوج تھی۔

سیدنا حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارگاہِ خداوندی میں دعا کی کہ نرود اپنا شکر میدان میں اتار دیا ہے اور تیرے شکر کا انتظار کر رہا ہے۔

اللہ رؤف ورحیم نے سیدنا حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا کو قبول فرمایا۔ اور پھروں کا شکر نرودی شکر سال سندر سے بھیج دیا۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے کمزور مخلوق پھر ہے۔ دوسرے حیوان جب سیر ہوں تو موٹے ہوتے ہیں۔ مگر پھر جب سیر ہو جائے تو مرجاتا ہے۔

الغرض پھر اس کثرت سے جمع ہو گئے کہ میدان جنگ اور اس کی فضا کو بھر دیا اور نرود سے شکر کے گوشت کھا گئے اور خون پی گئے اور تھوڑے ہی وقفہ میں نرود سے فوج تباہی کے گڑھے میں گر کر تباہ ہو گئی اور لنگڑا پھر نرود کے دماغ میں گھس گیا۔ جو چالیس شبانہ روز اس کا دماغ کھاتا رہا۔ آخر کار وہ جھوٹا خدا ہلاک ہو گیا۔

کتاب السبعیات فی مواظبات الہدایت ص ۸۶

اللہ تبارک و تعالیٰ نے پتھ فرمایا۔

یعنی تمہارے رب کے لشکر و
کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ
إِلَّا هُوَ ط (پ ۲۹ - سورت بقرہ)

قوم صالح کی ہلاکت

اللہ قبلہ نے سیدنا حضرت صالح

علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کو سیدنا حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ و
السلام کی چنگھاڑ سے بدھ کے روز ہلاک فرمایا۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ سیدنا حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام
نے اپنی قوم کو خبردار کیا کہ اس زمانہ میں ایک لڑکا پیدا ہوگا جو ساری
قوم کی ہلاکت کا سبب بنے گا۔ تو قوم کے اشراف حضرات جمع ہوئے
اور ان میں یہ طے پایا کہ لوگ اپنی عورتوں سے الگ رہیں۔ اور جو عورت
حاملہ ہے تو جب وہ لڑکا بنے تو اس کو قتل کر دیں۔

ایک مرد کی عورت نے بچہ جنا۔ چونکہ اس شخص کا اس سے پہلے
بچہ نہ تھا اس لئے اس نے اس کو قتل نہ کیا۔ اس نو مولود کا نام قدار
رکھا گیا۔ جب قدار بڑا ہو گیا اور کوئی واقعہ رونما نہ ہوا تو لوگ اپنی اولاد
کے قتل پر نادم ہوئے۔ اور آپس میں شورہ کیا کہ سیدنا حضرت صالح
علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قتل کر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ ایشاد فرماتا ہے

اور شہر میں نو شخص بٹھے۔ کہ
زمین میں فساد کرتے اور سنوار
نہ چاہتے۔

وَكَانَ فِي الْمَدِينَةِ تِسْعَةٌ
رَهْطٍ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا
يُصْلِحُونَ . (پ ۱۹ - سورت نمل)

ثمود کے شہر میں جس کا نام حجر تھا ان کے شریف زادوں میں
 نو شخص تھے جن کا سردار قدار بن سالف تھا۔ یہی لوگ ہیں جنہوں
 نے ناقہ کی کوچیں کاٹنے میں سعی کی تھی۔

کہنے لگے کہ یہ نو آدمی کسی طرف سفر پر چلے جاتے ہیں۔ اور پھر
 پوشیدہ طور پر واپس آئیں گے کہ کسی کو پتہ نہ چلے اور صبح علیہ الصلوٰۃ
 والسلام کو قتل کر دیں گے۔ پھر ان کے قرابت داروں کے سامنے
 قسم اٹھالیں گے کہ نہ ہم نے اسے قتل کیا اور نہ ہی اس کا علم ہے۔
 قدار اس وقت پندرہ برس کا تھا۔ یہ لوگ شراب پیتے تھے۔ انہیں
 پیاس لگی مگر انہیں پینے کے لئے پانی نہ مل سکا کیونکہ سیدنا حضرت
 صبح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اونٹنی کے پینے کا دن تھا جو اپنی باری
 میں سارا پانی پی جاتی تھی۔

قتل دار اٹھا اور کہنے لگا کہ اس اونٹنی کی وجہ سے ہم پیاسے
 مر رہے ہیں لہذا میں اسے قتل کرتا ہوں۔ دوسروں نے بھی اس کی تائید
 کی۔ قدار نے تلوار لی اور چل کر پہاڑ کی وادی میں چھپ کر بیٹھ گیا۔ وہ
 اونٹنی کے واپس آنے کا وقت تھا۔ جبکہ اونٹنی قدار کے قریب سے
 گزری تو قدار نے حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔ پھر اس کے بچے کے
 قتل کے درپے ہوا۔ مگر بچہ اس پہاڑ کی طرف چلا گیا جس سے اس
 کی ماں پیدا ہوئی تھی۔ قدرت الہی سے پہاڑ پھٹ گیا اور بچہ اس میں
 داخل ہو گیا۔

جب سیدنا حضرت صبح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معلوم ہوا کہ

اونٹنی کو قتل کر دیا گیا ہے۔ تو قوم بدشعار کو مخاطب کر کے فرمایا۔

تَسْتَمِعُوا فِي دَارِكُمْ ثَلَاثَةَ
أَيَّامٍ ذَٰلِكَ وَعَدُّ غَيْرِ
مَكْدُوبٍ (پ ۱۲ - سورت ہود)

اپنے گھروں میں تین دن اور
برت لو یہ وعدہ ہے کہ جھوٹا نہ
ہوگا۔

چنانچہ چہار شنبہ یعنی بدھوار ان کے چہرے زرد ہو گئے اور
دوسرے دن جمعرات کو سُرُخ - اور تیسرے روز یعنی جمعہ کو سیاہ
اور شنبہ (سینچر) کو عذاب نازل ہوا کہ سیدنا حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے ایک نعرہ مارا، مرجاؤ تم پر اللہ کی لعنت ہو۔ اس ہولناک
آواز کی ہیبت سے ان کے دل پھٹ گئے اور وہ سب کے سب
مر گئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَ أَخَذَ الَّذِينَ ظَلَمُوا
الصَّيْحَةَ فَأَصْبَحُوا فِي
دَارِهِمْ جثيمين ه كَانُ
أَسْمَاءُ يَفْتَنُوا فِيهَا ط إِلَّا
إِنَّا نَسُوذَ كَفَرُوا
رَبَّهُمْ ط إِلَّا بَعْدَ الْيُودِ
(پ ۱۲ - سورت ہود)

اور ظالموں کو چنگھاڑنے آ لیا
تو صبح اپنے گھروں میں گھٹنوں کے
بل پڑے رہ گئے۔ گویا یہاں
بے لے ہی نہ تھے۔ سن لو بے
شک ثمود اپنے رب سے منکر
ہوئے، اسے لعنت ہو ثمود
پر۔

سوال

کوئی شخص سوال کرتا ہے کہ سیدنا حضرت امام

حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدنا حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

اوسطنی سے افضل تھے تو ناقہ کے قتل پر عذاب ان کے قانون پر نازل ہوا۔ اور سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل پر عذاب نازل نہیں ہوا۔ اس کی وجہ کیا ہے؟

جواب

اس لئے کہ اوسطنی قوم صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے فتنہ کا سبب بن گئی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد پاک ہے۔

ہم ناقہ بھینچنے والے ہیں ان کی
جاپنچ کو تو اسے صالح تو راہ دیکھ
اور صبر کر۔

إِنَّا مُرْسِلُونَ النَّاقَةَ فِتْنَةً
لَّهُمْ قَارِئِينَ قَبْلَهُمْ وَاصْطَبِرُوا

پ ۲۷ - سورت قمر

یا اس لئے کہ جب جہنمہ للعالمین شفیع المذنبین سلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے تو تمام مخلوقات سے عذاب اٹھانیا گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اور اللہ کا کام نہیں کہ انہیں
عذاب کرے جب تک اسے
محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو۔

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ
وَ أَنْتَ فِيهِمْ -

پ ۹ - سورت انفال

اور حضرت، امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم رحمتہ للعالمین شفیع المذنبین سلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کی اولاد ہیں۔ اور سیدنا حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں عذاب کے دروازہ کھلا تھا۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے۔

اِنِّىْ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمِ عَظِیْمٍ . (پ، سورت انعام)

بے شک مجھے تم پر بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے۔

اور محبوب خدا شفیع روزِ حُزْنِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کے زمانہ رسالت میں رحمت کے دروازے کھلے تھے اور عذاب کے بند تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ . (پ، ۱۷ - سورت انبیاء)

اور ہم نے تجھے نہ بھیجا مگر رحمت کے لئے۔ سارے جہان کے لئے۔

شَدَّادِ بْنِ عَادِ كِی ہلاکت

شَدَّادِ بْنِ عَادِ بروزِ بدھ ہلاک ہوا تھا جس کا قصہ یہ ہے کہ عَادِ کے دو بیٹے تھے ایک کا نام شَدَّادِ اور دوسرے کا نام شَدَّادِ تھا۔

اس نے ایک آسمانی کتاب کا مطالعہ کیا اور اس میں جنت کی صفت اور تعریف پڑھی۔ کہنے لگا کہ میں اس جنت جیسی دنیا میں ایک جنت بنانا چاہتا ہوں۔ اس کی سلطنت ساری روئے زمین پر دو دروازے تک پھیلی ہوئی تھی۔ اپنے وزراء اور افسار اور سرداروں سے مشورہ کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ ایک جنت بناؤں جیسی کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی صفت اپنی کتاب میں بیان کی ہے۔ انہوں نے کہا آپ کو اختیار ہے۔ ساری دنیا پر تمہاری حکمرانی ہے۔ سارے خزانے تمہارے ملک میں ہیں۔

شَدَّادِ تیار ہو گیا اور حکم دیا کہ مشرق و مغرب سے سونا چاندی

ایک جگہ جمع کی جانے اور تین سو سال میں میرے لئے جنت تیار کی جائے۔ چنانچہ بکثرت معمار جمع کئے گئے۔ ان میں سے تین سو کا انتخاب کیا۔ اور ہر ایک کے ماتحت ایک ایک ہزار کارکن مقرر کئے۔ انہوں نے دس سال دنیا میں چکر لگا کر ایک بہترین زمین تلاش کی۔ جو سرسبز شاداب تھی۔ اور اس میں نہریں اور درخت بکثرت تھے پھر ایک مربع فرسخ میں جنت کی بنیاد رکھی۔ اور ایک اینٹ سونے اور ایک اینٹ چاندی سے جنت کے مکان کو پائیدگیل تک پہنچایا۔ پھر اس میں نہریں اور چشمے جاری کئے۔ اور ایسے درخت لگائے جن کی جڑیں چاندی کی اور شاخیں سونے کی تھیں۔ اور اس میں مختلف محل یا قوت احمر سے تیار کئے۔ ان میں موتی اور یاقوت آویزاں کئے اور ان کی نہروں میں جواہر اور موتی ڈالے گئے۔ کستوری اور عنبر نہروں اور درختوں کے درمیان بچھا کر کیا گیا۔ جب جنت کے محل پائیدگیل کو پہنچ گئے تو شہاد کو خبر دی گئی کہ جنت کے محلات تیار ہو گئے ہیں۔ چنانچہ شہاد اپنے ساتھیوں کے ہمراہ جنت کے ملاحظہ کے لئے چل پڑا۔

اہل سیر حضرات لکھتے ہیں کہ اس جنت کی تیاری کے لئے شہاد کے امیروں اور وزیروں نے اپنی رعایا سے تمام سونا، چاندی، طلا، چھین لیا تھا۔ اور کسی کے پاس ذرہ برابر سونا، چاندی نہ رہنے دیا۔ صرف ایک لڑکے کے گلے میں درہم کی مقدار چاندی باقی رہ گئی تھی، تو اس کو بھی معاف نہ کیا۔ اس سے بھی وہ چاندی پھینک لگے تو لڑکے نے پوچھا کہ ایسا کیوں کر رہے ہو؟ کیا اتنی مقدار چاندی بھی کسی کے پاس نہیں رہنے دیتے؟ انہوں نے کہا کہ یہ بادشاہ کا حکم ہے۔ اور انہوں نے وہ بھی لڑکے سے زبردستی لے لیا۔

منظوم بچہ نے اپنا چہرہ آسمان کی طرف بلند کیا۔ اور کہا الہی ! تو جانتا ہے۔
یہ ظالم جو کچھ تیرے غلاموں اور باندیوں سے کر رہے ہیں۔ اے غیاث المستغیثین
ہماری فریاد کو پہنچ۔

اس دعا پر فرشتوں نے آمین کہی، سبحان الدعوات نے دعا کو قبول کیا۔
اسی وقت حیب کہ ابھی بادشاہ اور اس کا لشکر جنت میں قدم نہ رکھنے پایا تھا کہ
سیدنا حضرت جبریل علیہ السلام نے آسمان سے ایک چنگاڑ ماری تو سب وہیں
مر گئے نہ بادشاہ رہا نہ وزراء نہ فقیر اور نہ غنی سب وہیں تباہ ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے۔

اور ہم نے ان سے پہلے کمر تخی
سنگتیں کھپائیں کیا تم ان میں کسی کو
دیکھتے ہو یا ان کی بھنک سنتے ہو۔

ذَكَرْنَا أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ
قَرِيْبٍ ؕ هَلْ نَجِسُوْ
مِنْهُمْ مِّنْ أَحَدٍ أَوْ تَسْمَعُوْ
لَهُمْ رِكْرًا ؕ

(پ ۱۶ - سورت مریم)

حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم بدھ کے
دن تیز ہوا۔ اسے ہلاک ہوئی۔ مختصر واقعہ یہ ہے

قوم عاد کی ہلاکت

کہ قوم عاد احقاف میں رہتی تھی۔ جو عمان اور حضرت موت کے درمیان علاقہ بین
میں ایک ریگستان ہے۔ انہوں نے زمین کو فست و فحور سے بھر دیا تھا۔ اور
دنیا کی قوموں کو اپنی جفا کاریوں سے اپنے زور قوت کے زعم میں پامال کر ڈالا
تھا۔ یہ لوگ بت پرست تھے ان کے ایک بت کا نام صمدار۔ ایک کا صمود۔
ایک کا ہبار تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان میں سیدنا حضرت ہود علیہ السلام

کو مبعوث فرمایا۔ آپ نے انہیں توحید کا حکم دیا۔ شرک و بت پرستی اور ظلم و جفا کی ممانعت کی۔ اس پر وہ لوگ منکر ہوئے۔ آپ کی تکذیب کرنے لگے۔ اور کہنے لگے ہم سے زیادہ زور آور کون ہے؟ چند آدمی ان میں سے حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لائے وہ پھوڑے تھے۔ اور اپنا ایمان پھیلانے رہتے تھے۔ ان مومنین میں سے ایک شخص کا نام مرثد بن سعد بن عسیر تھا۔ وہ اپنا ایمان مخفی رکھتے تھے۔ جب قوم نے کمرشی کی اور اپنے نبی ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب کی اور زمین میں فساد کیا۔ اور ستم گاریوں میں زیادتی کی۔ اور بڑی مضبوط عمارتیں بنائیں۔ معلوم ہوتا تھا کہ انہیں گمان ہے کہ وہ دنیا میں ہمیشہ ہی رہیں گے۔ جب ان کی نوبت یہاں تک پہنچی تو اللہ تعالیٰ نے بارش رسول دی۔ تین سال بارش نہ ہوئی۔ اب وہ بہت مصیبت میں مبتلا ہوئے۔ اور اس زمانہ میں دستور یہ تھا کہ جب کوئی بلا یا مصیبت نازل ہوتی تھی تو لوگ بیت اللہ اکرم میں حاضر ہو کر اللہ تعالیٰ سے اس کے دفع کی دعا کرتے تھے۔

اسی لئے ان لوگوں نے ایک وفد بیت اللہ شریف کو روانہ کیا۔ اس وفد میں قیل بن عثر اور نسیم بن ہزال اور مرثد بن سعد تھے یہ وہی صاحب میں جو حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لائے تھے اور اپنا ایمان مخفی رکھتے تھے۔ اس زمانہ میں مکہ مکرمہ میں عمالین کی سکونت تھی اور ان لوگوں کا سردار معاویہ بن بکر تھا۔ اس شخص کا ناہمال (نلکے) قوم غاد میں تھا۔ اسی علاقہ سے یہ وفد مکہ مکرمہ کے حوالی میں معاویہ بن بکر کے یہاں مقیم ہوا۔ ان نے ان لوگوں کا بہت اکرام کیا۔ نہایت خاطر و مدارت کی۔ یہ لوگ وہاں باندیوں کا پانچ

دیکھتے تھے اس طرح انہوں نے عیش و نشاط میں ایک مہینہ بسر کیا۔ معاویہ کو خیال آیا کہ یہ لوگ تو راحت و آرام میں پڑ گئے اور قوم کی مصیبت کو بھول گئے جو وہاں گرفتار بلا ہے۔ مگر معاویہ کو یہ خیال بھی تھا کہ اگر وہ ان لوگوں سے کچھ کہے تو شاید وہ یہ خیال کریں کہ اب اس کو میرا بانی گراں گزرنے لگی ہے۔ اس لئے اس نے گانے والی باندی کو ایسے اشعار دیئے جن میں قوم عاد کی حالت کا تذکرہ تھا۔

جب باندی نے وہ نظم گائی تو ان لوگوں کو یاد آیا کہ ہم اپنی قوم کی مصیبت کی فریاد کرنے کے لئے مکہ مکرمہ بھیجے گئے ہیں۔ اب انہیں خیال ہوا کہ حرم شریف میں داخل ہو کر قوم کے لئے پانی برسنے کی دعا کریں۔ اس وقت مرثد بن سعد نے کہا کہ اللہ کی قسم تمہاری دعا سے پانی نہ برسے گا۔ لیکن اگر تم اپنے نبیؐ کی اطاعت کرو اور اللہ تعالیٰ سے توبہ کرو تو بارش ہوگی۔ اس وقت مرثد نے اپنے اسلام کا اظہار کر دیا۔ ان لوگوں نے مرثد کو چھوڑ دیا۔ اور خود مکہ مکرمہ جا کر دعا کی۔

اللہ تعالیٰ نے تین بادل بھیجے۔ ایک سرخ۔ ایک سفید۔ ایک سیاہ اور آسمان سے ندا آئی کہ اے قبیل! اپنے اور اپنی قوم کے لئے ان میں سے ایک بادل اختیار کرو۔

اس نے سیاہ بادل کو اختیار کیا۔ بایں خیال کہ اس سے بہت پانی برسے گا۔ چنانچہ وہ بادل قوم عاد کی طرف چلا۔ اور وہ لوگ اس کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ مگر اس میں سے ایک ہوا چلی۔ اور وہ اس شدت کی تھی کہ اونٹوں اور آدمیوں کو اڑا اڑا کر کہیں سے کہیں لے جاتی تھی۔ یہ دیکھ کر وہ لوگ گھروں

میں داخل ہوئے اور اپنے دروازے بند کر کے۔ مگر ہوا کی تیزی سے نہ بچ سکے۔ اس نے دروازے بھی اکھیر دیتے اور ان لوگوں کو بھی ہلاک کر دیا۔ اور قدرت الہی سے سیاہ پرندے نمودار ہوئے جنہوں نے ان کی لاشوں کو اٹھا کر سمندر میں پھینک دیا۔ سیدنا حضرت ابو علیہ الصلوٰۃ والسلام متومنین کو لے کر جدا ہو گئے تھے۔ اس لئے وہ سلامت رہے۔ قوم کے ہلاک ہونے کے بعد ایمان داروں کو سامنے لے کر مکہ مکرمہ تشریف لائے اور آخر عمر تک وہیں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہے۔

(بخرا تہ العرفان)

اللہ تعالیٰ اسی قوم عاد بد بخت کے متعلق ارشاد فرماتا ہے۔

تو وہ جو عاد تھے انہوں نے زمین میں ناحق تکبر کیا۔ اور بولے ہم سے زیادہ کس کا زور۔ اور کیا انہوں نے نہ جانا کہ اللہ جس نے انہیں بنایا ان سے زیادہ قوی ہے اور ہماری آیتوں کا انکار کرتے تھے تو ہم نے ان پر ایک آندھی بھیجی سخت گرج کی ان کے شامت کے دنوں میں کہ ہم انہیں رسوائی کا عذاب چکھائیں دنیا کی زندگی میں اور بے شک آخرت کے عذاب میں سب سے بڑی رسوائی

فَأَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوا فِي
الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوا
مَنْ أَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ط
أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا اللَّهُ
الَّذِي خَلَقَهُمْ هُوَ أَشَدُّ
مِنْهُمْ قُوَّةً ط وَكَانُوا بِآيَاتِنَا
يَجْحَدُونَ ه فَارْسَلْنَا
عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِي
آيَاتٍ نَحْسَبُ لِنُذِقَهُمْ عَذَابَ
الْآخِرَةِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا
وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَخْزَى

ذَهْوًا يُنْصَرُونَ ۝ ہے اور ان کی مدد نہ ہوگی۔

پ ۲۴ - سورت عمّ مجسد

بدھ کا روزہ

عزیز خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بدھ وار اور جمعرات اور جمعہ کے دن روزہ رکھے گا تو اس کے لئے جنت میں موتیوں اور یاقوت و زمرد سے محل تیار کیا جائے گا۔

غنیۃ الطالبین جلد دوم ص ۶۳

بدھ کے دن کے نفل

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ محبوب رب العالمین امام المتقین شیخ المنذبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی آدمی بدھ کے روز جب آفتاب بلند ہو بارہ رکعت نماز ادا کرے۔ اور ہر رکعت میں ایک دفعہ سورت فاتحہ اور ایک دفعہ آیت الکرسی اور تین بار قل هو اللہ احد اور تین دفعہ معوذتین پڑھے تو اس آدمی کو غرش الہی کے پاس سے ایک فرشتہ پکار کر کہتا ہے۔ اے خدا کے بندے تیرے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے گئے ہیں۔ اور قبر کے عذاب کی تنگی اور تاریکی بھی دور کر دی گئی ہے اور قیامت کی سختی سے بھی بچھے محفوظ رکھا گیا ہے۔ اب تو آئندہ کے واسطے نیک عمل کر۔ اور پھر اس دن اس کا مثل مثل نبیوں کے اٹھایا جائے گا۔

احیاء العلوم جلد اول ص ۲۰۵ - غنیۃ الطالبین ج ۲ ص ۱۴۱

۱ : حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وہ مبارک وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بدھ کی

بدھ کی رات کے نفل

رات دو رکعت نماز پڑھے کہ پہلی رکعت میں الحمد شریف ایک بار اور
قل اعوذ برب الفلق دس بار پڑھے۔ اور دوسری رکعت میں الحمد
شریف ایک مرتبہ اور قل اعوذ برب الناس دس دفعہ پڑھے۔ تو
ستر ہزار فرشتے ہر آسمان سے اترتے ہیں اور اس کا ثواب قیامت کے دن
لکھتے رہیں گے۔

(احیاء العلوم جلد اول ص ۲۰۶)

(غنیۃ الطالبین جلد دوم ص ۱۴۳)

۲ : سید دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بدھ کی
رات چھ رکعت پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد قُلِ لِلّٰہِ
مَلِکُ الْمَلٰئِکِ اٰخِرَ اٰیٰتِہٖتِکَ پڑھے۔ اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد
یہ دعا پڑھے جَزٰی اللّٰہُ مُحَمَّدًا اَعْنَا مَا هُوَ اَهْلٰہُ۔ تو
اللہ تعالیٰ اس کے ستر سال کے گناہ بخش دیتا ہے اور اس کے لئے دوزخ
سے آزادی کی سند لکھ دیتا ہے۔

(احیاء العلوم جلد اول ص ۲۰۶)

جمعات کا دل

جمعات کی فضیلت

جمعات ہفتہ بھر میں صاحبِ فضیلت روز

ہے۔ حدیثِ پاک میں اس کی رات کو روشن رات فرمایا گیا ہے۔ محبوبِ رب العالمین رحمۃ للعالمین شیخ المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے فرمایا۔

<p>اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی دن اور رات جمعات اور جمعہ کے برابر نہیں۔</p>	<p>لَيْسَ عِنْدَ اللَّهِ يَوْمٌ وَلَا لَيْلَةٌ تَعْدِلُ اللَّيْلَةَ الْغُرَاءَ وَالْيَوْمَ الْأَرْهَرَ۔</p>
---	---

(جامع صغیر جلد ۵ ص ۳۶۲)

حدیث شریف میں ہے کہ جمعات اور جمعہ میں پچیس ساعتیں ہوتی ہیں اللہ تعالیٰ ہر ساعت میں چھ لاکھ کافروں کو اسلام کی توفیق دے کر دوزخ سے آزادی عطا فرماتا ہے۔ (فیض الفتیر جلد ۵ ص ۳۹۵)

جمعات کے روز بندوں کے اعمال بارگاہِ خداوندی میں پیش کئے جاتے ہیں۔ تو اللہ کریم اپنے کرم سے ان کی مغفرت فرماتا ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جو آپس میں بغض و عناد رکھتے ہوں یا قاطع رحم ہوں۔

تَعْرِضُ الْأَعْمَالُ عَلَى اللَّهِ تَعَالَى | روزِ پیر اور جمعات اعمالِ بارگاہِ خداوندی

يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالْاِثْنَيْنِ
فَيَغْفِرُ اللهُ اِلَّا مَا كَانَتْ
مِنْ مُتَشَاحِنِينَ اَوْ قَاطِعِ
رَحِمٍ -

(جامع سنن جلد ۲ صفحہ ۲۵۹)

میں پیش کئے جاتے ہیں تو اللہ
تعالیٰ مغفرت فرماتا ہے مگر بغض
و عناد رکھنے والوں اور قطع رحم کرنے
والوں کی مغفرت موقوف رکھتا ہے
جب تک وہ باز نہ آئیں -

اسی طرح جمعرات کے روز جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور
بہ نومین بندہ کی مغفرت کی جاتی ہے۔ سوائے اس شخص کے جس کی بھائی سے عداوت
رکھتا ہو۔ حدیث پاک میں ہے -

تَفْتَحُ ابْوَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَ
الْاِثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْاِثْنَيْنِ
فَيَغْفِرُ فِيهِمَا لِكُلِّ عَبْدٍ لَا
يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا اِلَّا رَجُلًا
كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ
اَخِيهِ شَحَاءٌ فَيُقَالُ اَنْظِرُوْا
هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا -

(جامع سنن جلد ۲ صفحہ ۲۵۹)

بروز پیر اور جمعرات کو جنت کے
دروازے کھولے جاتے ہیں اور
بہ نومین غیر شرک کی مغفرت کی جاتی
ہے سوائے اس شخص کے کہ اس
کے اور اس کے بھائی کے درمیان
بغض ہو۔ کہا جاتا ہے ان کو مہلت دو
یہاں تک کہ آپس میں صلح کر لیں -

جمعرات کے روز جو کام باعث برکت ہیں

جمعرات کا دن اتنا بابرکت ہے کہ اس دن سفر پر جانا باعث ظفر و کامیابی ہو
ہے شہنشاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جنت کے لئے جمعرات کے

روز سفر کرتے تھے۔

سرورِ دو جہان سیدہ کون و مکان صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم جب جنگ
کے لئے جانا چاہتے تو جمعرات کے
دن کو دوست رکھتے تھے۔

كَانَ يُحِبُّ أَنْ يَخْرُجَ
إِذَا غَزَا يَوْمَ الْخَيْبِ
(جامع صغیر جلد ۵ ص ۲۱۸)

اور عام سفر بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم جمعرات کو اختیار
فرماتے تھے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔

حبیبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
جمعرات کے روز کو سفر کرنا دوست
رکھتے تھے۔

كَانَ يُسَافِرُ يَوْمَ الْخَيْبِ
(جامع صغیر جلد ۵ ص ۲۱۸)

ام المؤمنین سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت
ہے کہ سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم فرمایا کرتے تھے کہ اگر میری
امت کو دشواری نہ ہوتی تو میں اس کو حکم دیتا کہ بدھ کے دن سفر نہ کریں بلکہ جمعرات
کے روز سفر اختیار کریں مجھے یہی بات محبوب ہے۔

(فیض القدر شرح جامع صغیر جلد اول ص ۴۶)

امام قزوینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جمعرات کا دن بڑا مبارک دن ہے
خاص کر طلب حاجت اور ابتدائے سفر کے لئے۔ اور حضرت صحیح رضی اللہ تعالیٰ عنہ
جمعرات کو سفر پر جاتے تھے اور بڑے مال دار بن گئے۔

(فیض القدر شرح جامع صغیر جلد ثانی ص ۱۱)

اگر کسی شخص کی حاجت پوری نہ ہوتی ہو تو اسے جمعرات کے روز طلب کئے۔

انشاء اللہ تعالیٰ ضرور پوری ہوگی۔

حدیث شریف میں سیدنا حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے فرمایا کہ جمعرات کا روز حاجتوں کے پورا ہونے کا دن ہے۔ جب آپ سے اس کی وجہ دریافت کی گئی تو فرمایا کہ ابراہیم خلیل اللہ علیہ صلوات اللہ وسلامہ باد شاہ مصر کے پاس جمعرات کے دن تشریف لے گئے تو اس نے آپ کی حاجت پوری کی اور آپ کو حضرت ہاجرہ عطا کی۔

(غنیۃ الطالبین جلد دوم ص ۳۳)

علم حاصل کرنے کے لئے صبح سویرے بٹھینا مندوب ہے۔ اور علم کا شروع کرنا یعنی کسی دینی کتاب کی ابتداء کرنی جمعرات کے روز خصوصاً صبح سویرے بہت بہتر ہے۔ اگرچہ بزرگان دین نے علم کی ابتداء بروز بدھ فرمائی ہے۔ کیوں کہ بدھ یوم نوری ہے اور علم بھی نور ہے۔ تاہم جمعرات کے دن علم کو شروع کرنا باعث برکت ہے۔ (فیض القدر جلد دوم ص ۳۱)

بعض جامع علم و ولایت وصیت فرماتے ہیں کہ تالیف و قرائت کی ابتداء بروز پیر اور جمعرات ہونی چاہئے۔ (فیض القدر جلد دوم ص ۳۱)

جمعرات کے دن ناخن اٹارنا۔ اور نعلوں کے بال اکھڑانا۔ اور پیٹھ کے بال اکھڑانا۔ یعنی پاکی کرنا۔ خمیس کے دن ہوں۔ اور غسل بنوشبو اور نیا لباس پہننا جمعرات کے دن۔ (جامع صغیر)

اور جمعرات کی رات حصہ دخان سورت کی تلاوت باعث برکت ہے۔ اس سے پڑھنے والے کی بخشش ہوتی ہے اور اس کے لئے جنت میں محل تیار ہوتا ہے

حدیث شریف میں ہے۔

مَنْ قَرَأَ أَحَدَ الدُّخَانِ فِي
لَيْلَةِ جُمُعَةٍ أَوْ يَوْمِ جُمُعَةٍ
بَخَّ اللهُ لَهُ بِمِثْقَالِ
الْجَنَّةِ - (جامع صغیر جلد ۶ صفحہ ۶۸۸)
مَنْ قَرَأَ جُزْءَ الدُّخَانِ
فِي لَيْلَةِ الْجُمُعَةِ غُفِرَ لَهُ -

جو شخص سورت حَسَّو دُخَانِ
جمعہ کی رات یا جمعہ کے روز پڑھے
اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں
(عالی شان) محل تیار فرماتا ہے۔

جو جمعہ کی رات حَمَّ دُخَانِ پڑھے گا اس
کی بخشش کی جائے گی۔

جمعات کے دن کے اہم واقعات

سات شخصوں نے جن میں کچھ نبی اور کچھ غیر نبی ہیں نے جمعات کے روز
سات چیزیں پائیں۔

۱: سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام جمعات کو شاہِ مصر
پر داخل ہوئے اور حضرت ہاجرہؑ کو پایا۔

۲: ساتی جیل سے جمعات کے روز نکلا اور بادشاہ کا ساتی بنا اور نجات پائی۔ اللہ
تعالیٰ فرماتا ہے۔

اے قید خانہ کے دونوں ساتھیو! تم
میں سے ایک تو اپنے رب و بادشاہ،
کو شراب پلانے گا۔

يُصَاحِبِي السَّجْنِ أَمَّا
أَحَدُكُمَا فَيَسْقِي رَبَّهُ خَمْرًا.
(پ ۱۲ - سورت یوسف)

۳: جمعات کو سیدنا حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھائی حضرت یوسف
علیہ السلام پر داخل ہوئے اور نعمت پائی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اور یوسفؑ کے بھائی آئے تو اس کے پاس حاضر ہونے تو یوسفؑ نے انہیں پہچان لیا اور وہ اس سے انجان رہے۔

وَجَاءَ إِخْوَتَهُ يُوْسُفَ فَاَدْخَلُوْا عَلَيْهِ فَعَزَّزْنَاهُمْ وَهَمْلَهُ مِنْكَرُوْنًا ۝
(پ ۱۲ سورت یوسف)

۴ حضرت بنیامین مصر میں داخل ہوتے تو سیدنا حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ و السلام کو پالیا۔ قول باری تعالیٰ ہے۔

اور جب وہ یوسف کے پاس گئے اس نے اپنے بھائی کو اپنے پاس جگہ دی کہا یقین جان میں تیرا بھائی ہو تو یہ جو کچھ کرتے ہیں اس کا غم نہ کھا۔

وَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰی يُوْسُفَ اَوْعٰى اِلَيْهِ اٰخَاهُ قَالَ اِنِّیْٓ اَنَا اَخُوْكَ فَلَا تَبْتٰسِٔ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝
(پ ۱۲ سورت یوسف)

۵ سیدنا حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ و السلام مصر میں داخل ہوئے تو امن کو پالیا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وہ سب یوسفؑ کے پاس پہنچے اس نے اپنے ماں باپ کو اپنے پاس جگہ دی اور کہا مصر میں داخل ہو اللہ چاہے تو امان کے ساتھ۔

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰی يُوْسُفَ اَوْعٰى اِلَيْهِ اَبُوْٓآءُہٗ وَقَالَ اَدْخَلُوْا مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِیْنَ ۝
(پ ۱۲ سورت یوسف)

۶ سیدنا حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ و السلام مصر میں داخل ہوئے تو قبیلہ کو پایا۔ خدا نے تدبیر فرمائی ہے۔

اور اس شہر میں داخل ہوا جس وقت
شہر والے دوپہر کے خواب میں
بے خبر تھے۔ تو اس میں دو مرد
لڑتے پاتے ایک موسیٰ علیہ
الصلوة والسلام کے گروہ سے تھا
اور دوسرا اس کے دشمنوں سے۔

وَدَخَلَ الْمَدِينَةَ عَلَى حِينٍ
عَفْلَةٍ مِّنْ أَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيهَا
رَجُلَيْنِ يَمْتَلِنَانِ هَذَا
مِنَ شَيْعَتِكَ وَهَذَا
مِنَ عَدُوِّكَ -

(پ ۲۰ - سورت قصص)

۴ : امام الانبیا۔ احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم مکہ مکرمہ

میں داخل ہونے تو فتح و نصرت کو پایا۔ رب العالمین کا ارشاد ہے۔

بے شک اللہ تعالیٰ نے سچ کر دیا
اپنے رسول کا سچا خواب بے شک
تم ضرور مسجد حرام میں داخل ہو گے اگر
اللہ تعالیٰ چاہے امن و امان
سے اپنے سروں کے بال منڈاتے
یا ترشواتے بے خون تو اس نے
جانا جو تمہیں معلوم نہیں تو اس
سے پہلے ایک نزدیک آنے والی
فتح رکھی۔

لَقَدْ صَدَّقَ اللَّهُ رَسُولَهُ
الرُّءْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلَنَّ
الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِنِ شَاءَ
اللَّهُ إِمْنَيْنٍ مَّحْلُطِينَ رُءُومَكُمْ
وَمُقَصِّرِينَ لَا تَخَافُونَ ط
فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوا فَجَعَلَ
مِنْ دُونِ ذَلِكَ فَتْحًا
قَرِيبًا ه

(پ ۲۶ - سورت فتح)

حضرت ابراہیم کا بادشاہ مصر پر داخل ہونے کی تفصیل

جب سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ نے

ل کو گلزار بنا دیا مگر پھر بھی نرودی ایمان نہ لائے تو آپ کے مصر جانے کا
راہہ کیا۔

اور کہا میں اپنے رب کی طرف جانے
والا ہوں اب وہ مجھے راہ دے گا

قَالَ إِنِّي ذَاهِبٌ إِلَىٰ رَبِّي
سَيَمْدِيثٍ ۝

(پ ۲۳ - سورت صافات)

چنانچہ سیدنا حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی سارہ خاتون کے ہمراہ
مصر کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ کو بتایا گیا کہ مصر میں ایک بڑا بادشاہ ظالم ہے
جو لوگوں کی عورتوں کو ظلماً چھین لیتا ہے۔ اور اس نے شہر کے چاروں طرف
پہرے دار بٹھائے ہوئے ہیں۔ سیدنا حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ
والتسلیم بڑے غیرت مند تھے۔ اور حضرت سارہ بڑی خوب صورت عورت تھی جس
کی نظیر دنیا میں نہیں تھی۔ آپ نے ایک صندوق میں حضرت سارہ کو بند کر کے
اوتھ پر لا دیا۔ اور مصر کی طرف چل پڑے۔ جب جنگ محراب کے پاس پہنچے تو جنگی
کا مطالبہ کیا گیا۔

آپ نے فرمایا۔ جتنی چونگی لیتے ہو میں دیتا ہوں۔ لیکن صندوق نہ کھولو۔
اس پر تکرار ہوئی۔ آخر کار ان لوگوں نے صندوق کا منہ کھولا۔ اور دیکھا کہ صندوق
میں ایک عورت صاحب حسن و جمال ہے۔ کہنے لگے اے ابراہیم! کیا یہ تمہاری
بیوی ہے؟ آپ نے فرمایا یہ میری دینی بہن ہے۔ وہ لوگ حضرت سارہ کو بادشاہ
کے مکان میں لے گئے۔ اور حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو باہر روک دیا گیا۔
مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے کمرے کی دیواروں کا حجاب حضرت ابراہیم
علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دور کر دیا۔ اور باہر سے حضرت سارہ کو صحیح طور سے

دیکھ رہے تھے۔

ظالم بادشاہ حضرت سارہ رضہ کو دیکھ کر بدست ہو گیا۔ اور بری نیت سے اپنا ہاتھ حضرت سارہ رضہ کی طرف دراز کیا تو اس کا ہاتھ اور پاؤں خشک ہو گیا۔ ظالم نے کہا تو جادو کرنی ہے جس سے ہاتھ اور پاؤں خشک ہو گیا ہے۔

حضرت سارہ رضہ نے فرمایا میں جادو وغیرہ کچھ نہیں جانتی لیکن میرا خاوند اللہ تعالیٰ کا خلیل ہے اس کی بد دعا سے تیرا ہاتھ اور پاؤں خشک ہو گیا ہے۔ تُو توبہ کر تو اللہ تعالیٰ تیرے ہاتھ اور پاؤں کو صحیح فرما دے گا۔

ظالم نے توبہ کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھ اور پاؤں کو تندرست کر دیا ظالم نے جب پھر حضرت سارہ رضہ کی طرف نگاہ کی تو صبر نہ کر سکا۔ پھر اس کی طرف برا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی دونوں آنکھوں کو اندھا کر دیا۔ کہنے لگا کہ تو بڑی جادو کرنی ہے۔

حضرت سارہ رضہ نے کہا کہ میں جادو کرنی نہیں ہوں لیکن میرا خاوند اللہ تعالیٰ کا دوست ہے۔ تو نے میرے ہاتھ پر ارادہ کیا جسے اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے تو اس نے تجھے اندھا کر دیا۔ تو اپنے جرم سے بارگاہِ الہی میں توبہ کر تو خلاصی حاصل کر سکتا ہے۔

ظالم بادشاہ نے توبہ کی۔ پھر جب تیسری مرتبہ حضرت سارہ رضہ کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا۔ توبہ لے قابو ہو گیا۔ اور اپنا ہاتھ ان کی طرف دراز کیا۔ تو اس کے ساتوں اعضاء خشک ہو گئے۔ کہنے لگا اے عورت! تو بڑی جادو کرنی ہے۔

۱۔ نے کہا میں جادو کرنی نہیں ہوں۔ بلکہ میرا خاوند اللہ تعالیٰ کا خلیل ہے اس نے تیرے لئے بد دعا کی ہے جس کی وجہ سے تو اس مصیبت میں گرفتار ہو گیا

ہے۔

پھر اس ظالم نے سیدنا حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بلا کر معذرت کی اور کہا اے ابراہیم! جو حکم کرو میں تابع ہوں ہوں۔ اور اپنے رب سے دعا کرو کہ وہ مجھے اس مصیبت سے معافی دے۔

آپ نے دعا فرمائی۔ بادشاہ کو مصیبت سے نجات حاصل ہوئی۔ اس نے حضرت سارہ رضہ کو اپنی ایک نیک بخت نوٹھی حضرت ہاجرہ رضہ دی۔ اور حضرت سارہ رضہ کو سیدنا حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سپرد کر دیا۔

کتاب السبعیات فی مواعد البریات ص ۹۷-۹۸

یہ واقعہ کچھ تغیر کے ساتھ میری کتاب "مواعد النبویہ" حصہ دوم

میں بھی مذکور ہے۔

حضرت سارہ رضہ خاتون وہ عورت تھی جو حضرت خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو محبوب تھی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسے

لطیفہ

ظالم بادشاہ سے محفوظ رکھا۔ وہ ظالم کسی طرح ان پر قابو نہ پاسکا۔ اسی طرح قلب مومن کلمہ توحید پر جلیل کو محبوب ہے۔ پس جب کہ دشمن کو خلیل کے محبوب کی طرف کوں سبیل نہیں تو شیطان دشمن انسان کو جلیل کے محبوب کی طرف کس طرح سبیل ہو سکتی ہے۔

حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم سیدنا حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے افضل ہیں۔ تو

سوال

کیا وجہ ہے کہ جب سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پیچھے رہ گئی تھیں اور منافقوں نے بہتان لگایا تھا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم

سے حجاب کیوں نہ دور کیا گیا۔

اگر حجاب دور کیا جاتا اور سید العالمین صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وبارک وسلم سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ

جواب اول

رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے احوال ملاحظہ فرماتے تو آپ کو عین الیقین حاصل ہو
جاتا جب کہ علم ایضاً پہلے ہی تھا۔ مگر منافق لوگ زبان دراز کرتے کہ محمد صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وبارک وسلم اپنی بیوی کا پردہ فاش نہیں کرنا چاہتے۔ اس لئے حجاب
نہیں اٹھایا گیا۔ پس جس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنی ازلی کلام اور وحی آسمانی سے
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طہارت بیان کر دی۔ اور فرما دیا۔

الہی پاکی ہے تجھے یہ بڑا بہتان ہے
اللہ تعالیٰ تمہیں نصیحت فرماتا ہے
کہ اب کبھی ایسا نہ کہنا۔ اگر ایسا
رکتے ہو۔

سُبْحَانَكَ هَذَا بُهْتَانٌ
عَظِيمٌ ۝ يَعِظُكُمُ اللَّهُ
أَنْ تَعُودُوا لِمِثْلِهِ أَبَدًا
إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝

(یہ ۱۸ سورت نور)

اب تو کسی منافق اور طحکہ کو شک کی گنجائش باقی نہیں رہی۔

گویا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے حبیب صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وبارک وسلم! ہم نے ابراہیم علیہ السلام

جواب ثانی

سے حجاب کو دور کر دیا تاکہ وہ اپنی بیوی کی حفاظت اپنی آنکھوں سے کریں۔ اور
میں نے محبوب تم سے حجاب دور نہیں کیا تاکہ میں تیری بیوی کی حفاظت اپنی ذات
سے کروں۔ خلاصہ یہ کہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کا محافظ حضرت خلیل ہیں۔ اور حضرت عائشہ

صدیقہ رضی اللہ عنہا کا محافظ حضرت جلیل ہے۔ (کتاب السبعیات ص ۹۹)

ساتی کا قید خانہ میں داخل ہونا

جس قید خانہ میں سیدنا حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے۔ اس میں دو جوان بھی داخل ہوئے۔ ان میں سے ایک تو مصر کے شاہِ اعظم ولیدیعی کا ہتتمہ مبلغ تھا۔ اور دوسرا اس کا ساتی۔ ان دونوں پر یہ الزام تھا کہ انہوں نے بادشاہ کو زہر دینا چاہا۔ اس جرم میں وہ قید کئے گئے۔ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام جب قید خانہ میں داخل ہوئے تو آپ نے اپنے علم کا اظہار شروع کر دیا۔ اور فرمایا کہ میں خوابوں کی تعبیر کا علم رکھتا ہوں۔ تو ان جوانوں نے بھی اپنے اپنے خواب آپ کے سامنے بیان کئے۔

ساتی نے کہا کہ مجھے خواب آیا ہے کہ میں شرابِ سُجُوڑ رہا ہوں۔ اور دوسرے نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ اپنے سر پر روٹیاں اٹھانے ہوئے جا رہا ہوں جن کو پرندے کھا رہے ہیں۔ آپ ہمیں اس کی تعبیر بتائیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اور اس کے ساتھ قید خانہ میں دو جوان داخل ہوئے ان میں سے ایک بولا میں نے خواب دیکھا کہ شراب سُجُوڑتا ہوں۔ اور دوسرا بولا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے سر پر کچھ روٹیاں ہیں جن میں سے پرندے کھاتے ہیں ہمیں اس کی تعبیر بتائیں۔

وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيْنِ ط
قَالَ أَحَدُهُمَا إِنِّي أَرَانِي
أَعَصِرُ خَمْراً وَ قَالَ الْآخَرُ
إِنِّي أَرَانِي أَجْمَلُ فَوُتَّ
رَأَيْتِي خُبْزًا أَكَلُ الطَّيْرُ
مِنْهُ ط نَبَّأْنَا بِتَاوِيلِهِ جِ إِيَّاكَ
مِنَ الْمُحْسِنِينَ ۝ ۱۲ سورت یوسف

آپ نے تعبیر بیان فرمائی۔ کہ ساقی ! تو اپنے سابقہ عہدہ پر بحال کر دیا جائے گا اور پہلے کی طرح بادشاہ کو شراب پلائے گا۔ صرف تین روز قید خانہ میں رہے گا پھر بادشاہ اس کو بلا لے گا۔ اور مہتمم مطبخ کو سولی دیا جائے گا اور پرندے اس کا سر کھائیں گے۔

سیدنا حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم تعبیر سن کر ان دونوں نے سیدنا حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا کہ خواب ہم نے کچھ بھی نہیں دیکھا ہم تو منہ ہی کر رہے تھے۔

سیدنا حضرت یوسف علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں نے جو کہہ دیا ہے یہ ضرور واقع ہوگا تم نے خواب دیکھا ہو یا نہ دیکھا ہو۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

لے قید خشا کے دونوں ساتھیو! تم میں سے ایک تو اپنے رب (بادشاہ) کو شراب پلائے گا۔ رہا دوسرا تو وہ سولی دیا جائے گا تو پرندے اس کا سر کھائیں گے۔ حکم ہو چکا اس بات کا جس کا تم سوال کرتے تھے۔

يٰصَاحِبِى السِّجْنِ اٰمَّا
اَحَدُكُمْ اَفَيْسَقَى رَبَّهُ خَيْرًا
وَ اَمَّا الْاٰخَرُ فَيُصَلَّبُ فَتَأْكُلُ
الطَّيْرُ مِنْ رَاسِهٖ ط
تُضَيِّعُ الْاَمْرَ الَّذِى فِيْهِ
تَسْتَفْتِيْنَ ۝

پ ۱۲ - سورت یوسف

چنانچہ تھوڑے عرصہ کے بعد سپاہی آئے اور مہتمم مطبخ کو لے جا کر سولی دیدی

ذرا غور کیجئے کہ جو شخص ریان کے امر کی مخالفت کرتا ہے اسے

سولی پر چڑھایا جاتا ہے۔ اس شخص کا حال کیا ہوگا جو اپنے

اشارہ

دیوان کے امر کی مخالفت کرتا ہو۔

القصد تین دن کے بعد بادشاہ کا ایلچی جمعرات کے روز آیا اور قید خانہ سے ساتی کو نکال کر لے گیا۔ لباس خلعت پہنایا اور بہت احترام و اکرام کیا۔ جاتے وقت سیدنا حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ساتی کو فرمایا کہ۔

بادشاہ کو میرا حال بیان کرنا کہ قید خانہ میں ایک مظلوم و بے گناہ قید ہے اور اس کی قید کو ایک زمانہ گزر چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اور یوسف علیہ السلام نے ان دونوں میں سے جسے پہچنا سمجھا اس سے کہا کہ اپنے رب (بادشاہ) سے میرا ذکر کرنا۔

وَقَالَ لِلَّذِي ظَنَّ أَنَّهُ نَاجٍ مِنْهُمَا اذْكُرْنِي عِنْدَ رَبِّكَ - (پ ۳۳ - سورت یوسف)

ادھر آپ نے یہ کلمات کہے ادھر پہاڑوں میں زلزلہ آگیا۔ فرشتوں میں شور برپا ہو گیا۔ سیدنا حضرت جبریل علیہ السلام نے آکر کہا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یعقوب علیہ السلام کے دل میں تمہاری محبت کس نے ڈالی؟ فرمایا میرے پروردگار نے۔ پھر پوچھا تجھے تیرے بھائیوں سے کس نے نجات دی؟ کہا میرے رب نے۔ اور کہا جب جبریل علیہ السلام نے کہ کنوئیں کی گہرائی میں تمہاری حفاظت کس نے کی؟ فرمایا میرے رب نے۔ پھر جبریل علیہ السلام نے کہا کہ کس نے زلیخا کو آپ کا عاشق بنایا؟ تو کہا میرے رب نے۔ پھر زلیخا کے ہاتھ سے کس نے بچایا؟ فرمایا میرے رب نے۔ جبریل علیہ السلام نے کہا کہ اے یوسف! حبیب اللہ عزوجل نے اتنے احسان تجھ پر کئے تو اب تو نے اپنے رب میں کون سی عاجزی دیکھی کہ غیر سے مدد کا طلب گار ہوا؟ اے یوسف تیرے خداوند سیدنا حضرت جبریل علیہ السلام نے

علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نارِ نرودی کے وقت جبریل سے مدد حاصل نہ کی جبکہ وہ اس کے پاس آکر کہا تھا کہ کیا کوئی حاجت ہے ؟ تو فرمایا تھا کہ حاجت تو ہے لیکن تیری طرف نہیں۔ اور تیرے جد امجد سیدنا حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قربانی کے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جو کہ ان کا باپ تھا مدد طلب نہیں کی، بلکہ فرمایا تھا۔ سَتَجِدُنِي اِنْ شَاءَ اللهُ مِنَ الصَّابِرِيْنَ (مجھے صابر پاؤ گے انشاء اللہ) تم قید خانہ میں صبر نہ کر سکتے اور بادشاہ ریان سے طالب مدد ہوئے۔

یہ سنتے ہی سیدنا حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سجدہ میں گر پڑے اور چالیس دن گریہ و زاری کرتے رہے اور معافی مانگنی شروع کر دی کہ الہی! میرے جد امجد سیدنا حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے صدقے میں مجھے معاف کر دے۔

حضرت جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور کہا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے تجھے معاف تو کر دیا ہے مگر اس لغزش کی وجہ سے تجھے سات برس مزید قید خانہ میں رہنا پڑے گا۔

اللہ اکبر! جب ایک لغزش کی سزا سات سال کی قید ہے تو اندازہ کیجئے کہ جو شخص ساری عمر لغزشوں کا ارتکاب کرتا رہے تو وہ دوزخ کے قید خانہ میں کتنا عرصہ قید رہے گا؟

(کتاب السبعیات فی مواظبات ص ۱۰)

بھائیوں کا یوسف علیہ السلام پر داخل ہونا

برادرانِ یوسف علیہ السلام جمعرات کے روز حضرت یوسف علیہ السلام پر داخل ہوئے اور نعمت پائی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَجَاءَ إِخْوَةُ يُوسُفَ
فَدَخَلُوا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ
وَهُمْ لَهُ مُنْكَرُونَ ۝

(پ ۱۲۔ سورت یوسف)

اور یوسف کے بھائی آئے تو اس کے پاس حاضر ہوئے تو یوسف نے انہیں پہچان لیا اور وہ اس سے پہچان لے رہے تھے۔

اس کا قصہ مختصر یہ ہے کہ جب سیدنا حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھائی مصر کے قریب بیچ گئے تو حضرت جبریل علیہ السلام نے آکر عرض کی کہ تمہارے بھائی تمہارے پاس آ رہے ہیں تم ان کے ساتھ کیسا سلوک کرو گے؟ آپ نے فرمایا جبریل! انہوں نے مجھے بے حد تکلیفیں دی ہیں اور میرے قتل کا ارادہ کیا ہے۔ اب چونکہ وہ عاجز اور محتاج ہو کر میری طرف آ رہے ہیں، اس لئے میں ان سے تجا و زنا کروں گا اور معاف کر دوں گا۔

علمائے کرام فرماتے ہیں کہ سیدنا یوسف علیہ السلام کے بھائی یوسف علیہ السلام کے پاس تین دفعہ آئے تھے۔ پہلی مرتبہ محتاج اور سائل بن کر آئے تو سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کا اکرام کیا۔ اور ان کو نعمت دی۔ دوسری مرتبہ تکبر کرتے آئے اور منعموم ہو کر لوٹے۔

إِرْجِعُوا إِلَىٰ آبَائِكُمْ فَقُولُوا
يَا أَبَانَا إِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ ۝

ان کا بڑا بھائی بولا۔
وہ تمہارے بھائی سے کہو کہ تمہارا بیٹا چور ہے۔

سورۃ یوسف، آیت ۸۰

تفسیری دفعہ تواضع و عاجزی سے آئے۔ تو خوشی اور مسرت سے
 واپس لوٹے۔ کیونکہ سیدنا حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام رحیم تھے۔ اور رحیم
 متواضع شخص کو دوست رکھتا ہے۔

کتاب السبعیات فی مواعظ البریات ص ۱۰۲

بنیامین کا مصر میں داخل ہونا اور یوسفؑ کو پانا

جب جمعرات

کے روز بنیامین مصر میں داخل ہوا تو اپنے بچہ بچے ہونے بھائی یوسف علیہ
 السلام کو پایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اور جب وہ یوسف کے پاس گئے
 تو اس نے اپنے بھائی کو اپنے پاس
 جگہ دی اور کہا ایتین جان میں ہی
 تیرا بھائی ہوں۔ تو یہ جو کچھ کرتے ہیں
 اس کا غم نہ کھا۔

فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَىٰ يُوسُفَ
 أَوْحَىٰ إِلَيْهِ أَخَاهُ قَالَ
 إِنِّي أَنَا خُوكَ فَلَا تَبْتَسِمْ
 بِرَأْسِكَ نَا يَعْزَلُونَ ه

اپ ۱۲۔ سورت یوسف

القصد جب بھائی آگئے تو انہوں نے کہا کہ ہم آپ کے پاس اپنے بھائی
 بنیامین کو لے آئے۔ تو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا تم نے بہت اچھا کیا۔
 پھر انہیں عزت کے ساتھ مہمان بنایا۔ اور جا بجا دسترخوان لگائے گئے اور
 ہر دسترخوان پر دو دو صاحبوں کو بٹھایا گیا۔ بنیامین اکیلے رہ گئے تو وہ رو
 پڑے اور کہنے لگے کہ آج اگر میرے بھائی یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ
 ہوتے تو مجھے اپنے ساتھ بٹھاتے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہارا

ایک بھائی اکیلا رہ گیا ہے۔ اور آپ نے بنیامین کو اپنے دستِ خوان پر بٹھایا اور فرمایا کہ تمہارے ہلاک شدہ بھائی کی جگہ میں تمہارا بھائی ہو جاؤں تو کیا تم پسند کرو گے؟

بنیامین نے کہا کہ آپ جیسا بھائی کس میں آئے۔ لیکن یعقوب علیہ السلام، کا فرزند اور راحیل، مادرِ یوسف علیہ السلام، کا نورِ نظر ہونا تمہیں کیسے حاصل ہو سکتا ہے۔ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام روپڑے اور بنیامین کو گلے لگایا اور فرمایا ایتین جان میں تیرا بھائی ہوں۔

(تجزیۃ القرآن)

حضرت بنیامین نے جب اپنے آپ کو مستحیر و پریشان پایا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا اَنَا أَخُوكَ پریشان

لطیفہ

نہ ہوں میں تیرا بھائی ہوں۔ اور سیدنا حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام حالتِ سفر میں پریشان ہوئے تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا کہ اِنِّیْ اَنَا رَبُّكَ فَاحْلَعْ نَعْلَيْكَ میں تیرا رب ہوں اپنی جوتیاں اتار لے۔ اسی طرح جب عاصی بچہ عصیاں میں پریشان ہوتا ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔

نَبِّیُّ عِبَادِیْ اِنِّیْ اَنَا رَبُّکُمْ الرَّحِیْمُ۔
میرے بندوں کو بتا دے کہ بے شک میں غفور اور رحیم ہوں۔

یعقوب علیہ السلام کا مصر میں آنا اور امن کو پانا

سیدنا حضرت یعقوب علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بروز جمعرات مصر میں داخل ہوئے اور امن و سپین کو پایا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَىٰ يُوسُفَ أَوَىٰ
إِلَيْهِ أَبُوهُ وَ قَالَ ادْخُلُوا
مِصْرَ إِنِّي شَأءُ اللَّهِ أَمِينٌ۔

رپ ۱۳۔ سورت یوسف،

پھر جب وہ سب یوسف کے پاس
پہنچے اس نے اپنے باپ کو اپنے
پاس جگہ دی اور کہا مصر میں داخل ہو
اللہ چاہے تو امان کے ساتھ۔

اس کا مختصر واقعہ یہ ہے کہ جب یہود اسیدنا حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ و
السلام کی قمیص لے کر اپنے والد کے پاس پہنچے اور انہیں حضرت یوسف علیہ السلام
کے حالات بتائے۔ قمیص کو چہرے پر ڈالا تو سیدنا حضرت یعقوب علیٰ نبینا
وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی گئی ہوئی بیانی واپس آگئی۔ اور آپ نے وقتِ سحر بعد از
نماز ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ کے دربار میں اپنے صاحب زادوں کے لئے دعا فرمائی
وہ قبول ہوئی اور حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف وحی فرمائی گئی کہ صاحبزادوں
کی خطاب بخش دی گئی۔

حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے والد ماجد کو مع ان کے اہل و اولاد
کے بلانے کے لئے اپنے بھائیوں کے ساتھ دو سو سواریاں اور کشیدہ سلمان
بھیجا تھا۔ سیدنا حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مصر کا ارادہ فرمایا اور اپنے
اہل کو جمع کیا۔ کل مرد و زن بہتر یا تہتر تھے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان میں یہ برکت
فرمائی کہ ان کی نسل اتنی بڑھی کہ جب سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ بنی اسرائیل
مصر سے نکلے تو چھ لاکھ سے زیادہ تھے۔ باوجودیکہ سیدنا حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ
والسلام کا زمانہ اس سے صرف چار سو سال بعد ہے۔ اچھا صل جب حضرت یعقوب علیہ
الصلوٰۃ والسلام مصر کے قریب پہنچے تو حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مصر کے
بادشاہ غنم کو اپنے والد ماجد کی تشریف آوری کی اطلاع دی۔ اور چار ہزار لشکر

اور بہت سے مصری سواروں کو ہمراہ لے کر اپنے والد صاحب کے استقبال کے لئے صد ہار شیشی پھریے اڑاتے قطاریں باندھتے روانہ ہوئے۔ حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے فرزند یہودا کے ہاتھ پر ٹیک لگاتے تشریف لارہے تھے۔ جب آپ کی نظر شکر پڑھی اور آپ نے دیکھا کہ صحر زرق برق سواروں سے پرہور رہا ہے۔ فرمایا اے یہودا کیا یہ فرعون مصر ہے۔ جس کا لشکر اس شان و شوکت سے آ رہا ہے ؟

یہودا نے عرض کیا نہیں یہ حضور کے فرزند حضرت یوسف علیہ السلام ہیں۔ حضرت جبریل امین علیہ السلام نے آپ کو متعجب دیکھ کر عرض کیا کہ ہوا کی طرف نظر فرمائیے! آپ کی خوشی میں شرکت کے لئے ملائکہ حاضر ہوئے ہیں۔ جو مدتوں آپ کے غم کے سبب روتے رہے ہیں۔

ملائکہ کی تسبیح نے اور گھوڑوں کے ہنہانے نے اور طبل و ہدیٰ کی آوازوں نے عجیب کیفیت پیدا کر دی تھی۔ یہ محرم کی دسویں تاریخ تھی جب دونوں حضرات والد و ولد، پدر و پسر قریب ہوئے۔ حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام نے سلام عرض کرنے کا ارادہ کیا۔ جبریل علیہ السلام نے عرض کیا کہ آپ توقف کیجئے۔ اور اپنے والد صاحب کو ابتدائے سلام کا موقع دیکھئے۔ چنانچہ سیدنا حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا **السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُذْهَبَ الْأَحْزَانِ** یعنی اے غم و اندوہ کے دور کرنے والے سلام اور دونوں صاحبوں نے اتر کر معانقہ کیا اور مل کر خوب روئے۔ پھر اس مزین فرودگاہ میں داخل ہوئے جو پہلے سے آپ کے استقبال کے لئے نفیس خیمے وغیرہ نصب کر کے آراستہ کی گئی تھی۔ یہ دخول حدود مصر میں تھا اس کے بعد دوسرا دخول خاص شہر میں ہوا۔ جب شہر مصر میں داخل ہوئے تو سیدنا

حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے تخت پر جلوہ افروز ہوئے آپ نے اپنے والدین کا اکرام فرمایا۔ اور والدین اور سب بھائیوں نے آپ کو سجدہ تحیت و تواضع کا کیا۔ اور حضرت یوسف علیہ السلام نے عرض کیا۔ ابا جان یہ میرے خواب کی تعبیر ہے اللہ تبارک و تعالیٰ نے میرے خواب کو سچا کر دکھایا۔

(خزائن العرفان)

وَرَفَعَ أَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ
وَخَرُّوْا لَهُ سُجَّدًا ۚ وَقَالَ
يَا بَنِي هَذَا تَأْوِيلُ رُؤْيَايَ
مِمَّا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ۚ فَتَدْعَاهُمْ
حَقًّا ۚ

اور اپنے ماں (خالہ) باپ کو تخت پر بٹھایا اور سب اس کے لئے سجدہ میں گرے۔ اور یوسف نے کہا اے میرے باپ یہ میرے پہلے خواب کی تعبیر ہے بے شک اسے میرے رب نے سچا کیا

(پ ۱۳ - سورت یوسف)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مصر میں داخل ہونا اور قبضہ کو پانا

سیدنا حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جمعرات کے روز مصر میں داخل ہوئے اور قبضہ کو پایا۔ جو ایک اسرائیلی سے لڑ رہا تھا۔ اس کا مختصر قصہ یہ ہے کہ۔ جب حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جوان ہوئے تو آپ نے حق کا بیان اور فرعون اور فرعونوں کی گمراہی کا رد شروع کیا۔ بنی اسرائیل کے لوگ آپ کی بات سنتے اور آپ کا اتباع کرتے۔ آپ فرعونوں کے دین کی مذمت کرتے۔ شدہ شدہ اس کا چرچا ہوا اور فرعون نے آپ کی جستجو کرنے لگے۔ اس لئے آپ جس بستی میں داخل ہوتے

تو ایسے وقت میں داخل ہوتے جب وہاں کے لوگ غفلت میں ہوں۔ جب ایسے وقت میں شہر میں داخل ہونے تو دیکھا کہ دو آدمی آپس میں لڑ رہے ہیں۔ ایک بنی اسرائیل سے تھا اور دوسرا قبلی قوم فرعون سے تھا۔ یہ اسرائیلی پر جبر کر رہا تھا تاکہ اس پر لکڑیوں کا انبار لا کر فرعون کے مطبخ میں لے جائے۔ اسرائیلی نے آپ سے مدد مانگی۔ تو پہلے آپ نے قبلی سے کہا کہ اسرائیلی پر ظلم نہ کر اس کو تھپوڑ دے۔ لیکن وہ باز نہ آیا اور بدزبانی کرنے لگا۔ تو سیدنا حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو اس ظلم کو روکنے کے لئے ایک گھونسا مارا جس سے وہ مر گیا۔ آپ نے اس کو ریت میں دفن کر دیا۔ آپ کا ارادہ قتل کرنے کا نہ تھا۔

سیدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ فرعون بنی قوم کے لوگوں نے فرعون کو اطلاع دی کہ کسی بنی اسرائیل نے ہمارے ایک آدمی کو مار ڈالا ہے اس پر فرعون کے کہا کہ قاتل اور گواہوں کو تلاش کر کے لاؤ۔ فرعونی گشت کرتے پھرتے تھے اور انہیں کوئی ثبوت نہیں ملتا تھا۔ دوسرے روز جب حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پھر ایسا اتفاق پیش آیا کہ وہی بنی اسرائیل جس نے ایک روز پہلے آپ سے مدد چاہی تھی آج پھر ایک فرعونی سے لڑ رہا ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر ان سے فریاد کر لگا۔ تب حضرت نے فرمایا کہ تو بڑا کمراہ آدمی ہے کہ روز لوگوں سے لڑتا ہے اپنے آپ کو بھی مصیبت و پریشانی میں ڈالتا ہے اور اپنے مددگاروں کو بھی۔ کیوں ایسے موقعوں سے نہیں بچتا۔ اور کیوں احتیاط نہیں کرتا۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رحم آیا۔ اور آپ نے چاہا کہ اس فرعونی کے پنجہ ظلم سے رہائی دلائیں۔ تو آپ نے فرعونی کو بکڑنا چاہا مگر اسرائیلی غلطی سے یہ سمجھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام مجھ سے غفاریں اور مجھے بکڑنا چاہتے ہیں۔ یہ سمجھ کر کہا

اے موسیٰ تم مجھے ویسا ہی قتل کرنا چاہتے ہو جیسا کہ تم نے کل ایک شخص کو قتل کر دیا تھا۔ فرعونی نے یہ بات سنی اور جا کر فرعون کو اطلاع دی کہ کل کے فرعونی مقتول کے قاتل حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قتل کا حکم دیا۔ اور لوگ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ڈھونڈنے نکلے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس بات کا علم ہوا تو آپ مدین کو چلے گئے۔ قرآن مجید میں اس واقعہ کو خوب بیان کیا گیا ہے۔

اور اس شہر میں داخل ہوا جس وقت شہر والے دوپہر کے خواب میں بنجر تھے تو اس میں دو مرد اڑتے پائے ایک موسیٰ علیہ السلام کے گروہ سے تھا اور دوسرا اس کے دشمنوں سے تو وہ جو اس کے گروہ سے تھا اس نے موسیٰ سے مدد مانگی اس پر جو اس کے دشمنوں سے تھا تو موسیٰ علیہ السلام نے اس کو گھونسا مارا۔ تو اس کا کام تمام کر دیا کہا یہ کام شیطان کی طرف سے ہوا۔ بے شک وہ دشمن ہے کھلا گمراہ کرنے والا۔ عرض کی اے میرے رب میں نے اپنی جان پر زیادتی کی تو مجھے بخش دے۔ تو رب

وَدَخَلَ الْمَدِينَةَ عَلَى حِينٍ غَفْلَةٍ مِنْ أَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلَانِ هَذَا مِنْ شِيعَتِهِ وَهَذَا مِنْ عَدُوِّهِ فَاسْتَفَانَهُ الَّذِي مِنْ شِيعَتِهِ عَلَى الَّذِي مِنْ عَدُوِّهِ فَوَكَرَهُ مُوسَى فَقَضَى عَلَيْهِ قَالَ هَذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ عَدُوٌّ مُضِلٌّ مُبِينٌ قَالَ رَبِّ إِنَّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي فَغَفَرَ لَهُ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ قَالَ رَبِّ بِمَا أَنْعَمْتَ عَلَيَّ فَلَنْ

نے اسے بخش دیا۔ بے شک وہی
 بخشنے والا مہربان ہے۔ عرض کی اے
 میرے رب جیسا تو نے مجھ پر احسان
 کیا تو میں ہرگز مجرموں کا مددگار نہ ہوں
 گا تو صبح کی اس شہر میں ڈرتے ہوئے
 اس انتظار میں کہ کیا ہوتا ہے۔ چھی
 دیکھا کہ وہ جس نے کل ان سے مدد
 چاہی تھی فریاد کر رہا ہے۔ موسیٰ
 علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ
 بے شک تو کھلا گمراہ ہے تو جب موت
 علیہ السلام نے چاہا کہ اس پر گرفت
 کرے جو ان دونوں کا دشمن ہے وہ
 بولائے موسیٰ کیا تم مجھے ویسا ہی قتل
 کرنا چاہتے ہو جیسا کہ تم نے کل ایک
 شخص کو قتل کر دیا۔ تم تو یہی چاہتے ہو
 کہ زمین میں سخت گیر بنو اور اصلاح
 کرنا نہیں چاہتے۔ اور شہر کے پرے
 کنارے سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا
 کہ اے موسیٰ بے شک دربار والے
 آپ کے قتل کا مشورہ کر رہے ہیں تو

أَكُونُ ظَهِيرًا لِلْمُجْرِمِينَ
 فَأُصْبِحَ فِي الْمَدِينَةِ خَائِفًا
 يَتَرَقَّبُ فَإِذَا الَّذِي
 اسْتَنْصَرَهُ بِالْأَمْرِ
 يَسْتَصْرِخُهُ قَالَ لَهُ مُوسَى
 إِنَّكَ لَغَوِيٌّ مُّبِينٌ
 فَلَمَّا أَنْ أَرَادَ أَنْ يَبْطِشَ
 بِالَّذِي هُوَ عَدُوٌّ لِمَا
 قَالَ يَمْوَسِي أَخْرِيذٌ أَنْ
 تَقْتُلَنِي كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًا
 بِالْأَمْرِ إِنَّ تَرْيِدُ إِلَّا
 أَنْ تَكُونَ جَسَارًا فِي
 الْأَرْضِ وَمَا تَرْيِدُ أَنْ
 تَكُونَ مِنَ الْمُصْلِحِينَ
 وَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَقْصَا
 الْمَدِينَةِ يَسْعَى قَالَ يَمْوَسِي
 إِنَّ الْمَلَائِكَةَ آمُرُونَكَ
 لِيَقْتُلُوكَ فَاخْرُجْ إِنَّكَ
 مِنَ النَّاصِحِينَ
 فَخَرَجَ مِنْهَا
 خَائِفًا يَتَرَقَّبُ قَالَ رَبِّ

نَجِيْفٍ مِّنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ ۝

(پ ۲۰ سورت قصص)

نکل جائیں آپ کا خیر خواہ ہوں۔ تو
اس شہر سے نکلا ڈرنا ہوا اس انتظار
میں کہ اب کیا ہوتا ہے۔ عرض کی اے
میرے رب مجھے ستم گاروں سے
بچا۔

شہنشاہِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ مکرمہ میں داخل ہونا

شہنشاہِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم بروز جمعرات مکہ مکرمہ میں داخل
ہونے اور فتح و نصرت کو پایا۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ۔ سید العرب و العجم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے حدیبیہ کا قصد فرمائے سے قبل مدینہ طیبہ میں خواب
دیکھا تھا کہ آپ مع اصحاب کے مکہ معظمہ میں با امن داخل ہوئے اور اصحاب نے
سر کے بال منڈائے بعض نے ترشوائے۔

آپ نے یہ خواب اپنے اصحاب سے بیان فرمایا تو انہیں خوشی ہوئی اور
انہوں نے خیال کیا کہ اسی سال وہ مکہ مکرمہ میں داخل ہوں گے جب مسلمان
حدیبیہ سے بعد صلح کے واپس ہوئے تو منافقین نے تمسخر کیا، طعن کئے اور
کہا کہ وہ خواب کیا ہوا؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ مندرجہ ذیل آیت نازل فرمائی
اور اس خواب کے مضمون کی تصدیق فرمائی کہ ضرور ایسا ہوگا۔ چنانچہ اگلے سال ایسا
ہوا۔ اور مسلمان اگلے سال بڑے شان و شکوہ کے ساتھ مکہ مکرمہ میں

فاتحانہ داخل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

لَقَدْ صَدَقَ اللَّهُ رَسُولَهُ الرُّؤْيَا
بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ
الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِنِ شَاءَ
اللَّهُ آمِنِينَ مُحَلِّقِينَ رُءُوسَكُمْ
وَمُقَصِّرِينَ لَا تَخَافُونَ
فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوا فَجَعَلَ
مِثْلَ دُونِ ذَٰلِكَ فَتُحَاقِقُونَ

(پ ۲۶۔ سورت فتح)

بے شک سچ کر دیا اللہ نے اپنے
رسول کا سچا خواب بے شک تم ضرور
مسجد حرام میں داخل ہو گے اگر اللہ
چاہے امن و امان سے اپنے رسول
کے بال منڈاتے یا ترشولتے بے
خوف تو اس نے جانا جو تمہیں معلوم
نہیں تو اس سے پہلے ایک نزدیک
آنے والی فتح رکھی۔

جب اگلا سال آیا تو اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و
بارک وسلم کی خواب کا جلوہ دکھایا اور واقعات اس کے مطابق رونما ہوئے۔
شہنشاہِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے اپنے ہمایوں شکوہ کے ساتھ
بغیر کسی جنگ و جدال کے مکہ مکرمہ کو فتح کیا۔ آپ مسجد حرام میں داخل ہو کر،
کعبہ معظمہ میں داخل ہو کر نماز ادا فرمائی۔ اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین
کا شکر نگی تلواریں لے کر انتظار کر رہا تھا کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک
وسلم حکم فرمائیں تو دشمنانِ دین کی گردنیں کاٹ کر رکھ دی جائیں۔ آپ کعبہ معظمہ
کے دروازے کی چوکھٹ پر کھڑے ہو کر قریشِ مکہ کی طرف متوجہ ہوئے جو شرمندگی
اور خوف و ہراس کی وجہ سے اپنے سردوں کو نیچے ڈالے ہوئے کھڑے تھے۔
آپ نے فرمایا۔

تم کیا چہتے ہو کہ میں تمہارے ساتھ کیا سکون کروں؟

أَخْ كَرِيمٌ وَإِبْنُ أَخٍ كَرِيمٍ -

کننے کے ہم بھلائی چاہتے ہیں آپ کرم والے بھائی ہیں اور کریم بھائی کے
لحنتِ حکر ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ میں وہ بات کہتا ہوں جو کہ میرے بھائی یوسف علیہ السلام
نے کہی تھی۔

تم پر آج کوئی سرزنش نہیں ہے۔
اللہ تعالیٰ تمہیں بخشے اور وہ سب
سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے جاؤ
تم آزاد ہو۔

لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمْ الْيَوْمَ
يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ وَهُوَ أَرْحَمُ
الرَّاحِمِيْنَ ۝ اذْهَبُوا فَاَنْتُمْ
الطُّلُقَاءُ ۝ (شفاء جلد اول ص ۶۴)

آنکہ براعدار در رحمت کشاد
مکہ را پیغام لا تشریب داد
اقبال

الغرض اس شاندار فتح و نصرت کے باوجود آپ نے اپنے خو بخوار
دشمنوں کو بالکل معاف کر دیا۔

اہل علم حضرات فرماتے ہیں کہ قرآن مجید اور فرقان
حمید میں سات خوابوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

سات خواب

۱ سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خواب - اِنِّیْ اَرٰی
فِی السَّمَاءِ اَنِّیْ اَذُّبُحُکَ -

۲ حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا خواب اِنِّیْ رَاٰیْتُ
اَحَدَ عَشْرَ کَوْکَبًا وَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاٰیْتُھُمْ لِحَدِّ

سُجْدِيَّتٌ ۵

- ۳ : ساقی کا خواب اِنِّیْ اَرِنِّیْ اَعْصِرْ خَمْرًا -
- ۴ : خباز (باورچی) کا خواب اِنِّیْ اَرِنِّیْ اَحْمِلْ فَوْقَ رَاْسِیْ
خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّیْرُ مِنْهُ -
- ۵ : شاہِ مصریان کا خواب اِنِّیْ اَرِنِّیْ سَبْعَ بَقَرَاتٍ سَمَائِیْنَ
یَاْكُلْنَ سَبْعَ عِجَافٍ -
- ۶ : مومنوں کا خواب لَهْمٌ بَشَرِیٌّ فِی الْحَیْوَةِ الدُّنْیَا -
- ۷ : امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کا خواب لَقَدْ صَدَقَ
اللَّهُ رَسُوْلَهُ الرُّوْیَا بِالْحَقِّ -

لطیفہ

اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر تھا کہ اپنے حبیبِ لمیب
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کی حفاظت فرماتا لیکن
جب اس نے آپ کو کفار کے ہاتھوں سے مکہ مکرمہ سے نکالا تو کفار کا یہ زعم
تھا کہ ہم نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کو نکال کر ذلیل کیا ہے۔ اللہ
تعالیٰ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم پر کرم فرمایا اور مکہ مکرمہ
میں فتح و نصرت کے ساتھ آپ کو داخل کیا تاکہ کفار پر واضح ہو جائے کہ نذل اور
اور معز فقط اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

ایسا ہی اللہ تعالیٰ قادر تھا کہ سیدنا حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام
کو مصر کی بادشاہت بغیر باپ کی جبرائی کے عطا فرماتا۔ لیکن اس نے سیدنا حضرت
یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو باپ سے جدا کیا اور پھر سلطنت مرحمت
فرمائی تاکہ پتہ چلے کہ معز اور نذل فقط اللہ تعالیٰ ہے۔ یہی طرح اللہ تعالیٰ قادر

تھا کہ بندوں کو گناہ اور معاصی سے محفوظ رکھتا۔ مگر اس نے بندوں پر شیطان کو مسلط فرمایا جو ان کو گناہوں اور معاصی میں ڈالتا ہے۔ پھر ان کو توبہ و انابت کی توفیق عنایت فرماتا ہے۔ تاکہ گنہگار جان لیں کہ اللہ کریم ہی غفور و رحیم ہے۔ اب جاتے جاتے ایک لطیفہ بھی سن لیجئے۔

جب صحابہ کرام علیہم الرضوان مایوس ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو تسبیح کی خوشخبری دی اور فرمایا لَمْ تَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ۔ اور سیدنا حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد جب مصر میں آئے اور اپنے آپ سے مایوس ہوئے تو اللہ کریم نے فرمایا۔ اَدْخُلُوا مِصْرَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ اَمِيْنٌ ہ اسی طرح جب بندہ مومن قیامت کی ہولناکیاں دیکھ کر ڈرے گا تو اللہ کریم اپنے کرم سے انہیں یہ خوشخبری دے گا۔ اَدْخُلُوْهَا بِسَلَامٍ اَمِيْنٌ ہ و عافرا مینے کہ ہم بھی اس خوشخبری میں داخل ہوں۔

کتاب السبعیات فی مواظب البریات ص ۱۰۸

جمعرات کا روزہ

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے

ہیں کہ ہفتہ میں تین دن بڑے شرف و فضل والے ہیں۔ وہ پیر۔ خمیس۔ اور جمعہ ہیں۔ ان میں روزہ رکھنا مستحب ہے۔ جس کا اجر و ثواب ان کی برکت سے بہت ملتا ہے۔ (احیاء العلوم جلد اول ص ۲۴۲)

حدیث شریف میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم پر پیر اور جمعرات روزہ رکھتے تھے۔ جب اس کے متعلق دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ پیر اور جمعرات بندگان خدا کے اعمال بارگاہِ خداوندی میں پیش کئے

جاتے ہیں۔ ہر مسلمان کی مغفرت کی جاتی ہے۔ سونے ان دو کے جو آپس میں قطع
تعلق رکھتے ہیں۔ (کسی دنیاوی غرض سے)۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کو چھوڑ
دو یہاں تک کہ آپس میں صلح کر لیں۔

(جامع صغیر جلد ۵ ص ۱۶۸)

ام المؤمنین سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں
کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم پیسرا اور جمعرات کو روزہ رکھتے
تھے۔ (ترمذی)

جمعرات کے دن کے نفل

سیدنا حضرت عبد اللہ بن عباس

رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم
نے فرمایا کہ جو شخص جمعرات کے روز ظہر اور عصر کے درمیان دو رکعت نماز پڑھے
اور پہلی رکعت میں الحمد شریف کے بعد آیتہ الکرسی سو مرتبہ پڑھے اور
دوسری رکعت میں الحمد شریف کے بعد قل هو اللہ احد سو
مرتبہ پڑھے اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد درود شریف سو مرتبہ پڑھے۔ تو
اللہ تبارک و تعالیٰ اس کو رجب اور شعبان اور رمضان شریف کے روزہ رکھنے
والوں کے برابر ثواب عطا کرتا ہے۔ نیز اس کو اتنا ثواب دیا جاتا ہے کہ جتنا خانہ
کعبہ کے حاجیوں کو ملتا ہے۔ اور اس کے واسطے اتنی نیکیاں لکھی جاتی ہیں جتنے مومن کو
احیاء العلوم جلد اول ص ۲۵۵، غنیۃ الطالبین جلد دوم ص ۱۴۱

خمیس کے رات کے نفل

سیدنا عالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم

نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ کی رات کو مغرب اور عشاء کے درمیان دو رکعت نماز پڑھے کہ ہر رکعت میں ایک مرتبہ سورۃ فاتحہ شریف اور پانچ مرتبہ آیتہ الکرسی اور پانچ مرتبہ قل هو اللہ احد اور پانچ مرتبہ معوذتین پڑھے۔ اور جب نماز سے فارغ ہو تو پندرہ مرتبہ استغفار پڑھے اور ثواب اپنے والدین کو بخشے۔ تو ایسا کرنے سے اس نے اپنے ماں باپ کا حق ادا کر دیا۔ اگرچہ وہ ان کا نافرمان بھی رہا ہو۔ اور اللہ تعالیٰ اس کو صدیقیوں اور شہیدوں کا ثواب عطا فرماتا ہے۔

داجیاء العلوم جلد اول ص ۲۰۶، غنیۃ الطالبین جلد دوم ص ۲۴۱

۲؛ حضور پر نور صافح یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی آدمی جمعہ کی رات مغرب اور عشاء کے درمیان بارہ رکعت نماز نفل پڑھے کہ ہر رکعت میں ایک دفعہ سورت فاتحہ شریف اور گیارہ مرتبہ قل هو اللہ احد پڑھے تو گویا اس نے بارہ سال تک دنوں کا روزہ رکھا اور ان کی راتوں میں، مصروف عبادت رہا۔

داجیاء العلوم جلد اول ص ۲۰۶

جمعۃ المبارک

کا دن

جمعۃ مبارک کے فضائل بکثرت ہیں ان میں سے کچھ ذکر کئے جاتے ہیں۔

جمعۃ کے دن کی فضیلت

۱ : قرآن مجید میں جمعۃ مبارک کا خصوصاً ذکر ہے جو اس کی فضیلت ظاہر کرتا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔

اے ایمان والو! جب نماز کئے جمعۃ کے دن اذان دی جائے تو ذکر خدا (خطبہ) کی طرف دوڑو۔ اور خرید و فروخت چھوڑ دو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۗ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ (پ ۲۸ سورۃ جمعہ)

۲ : بخاری اور مسلم شریف میں سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سید الانس و الجان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے فرمایا یہ ہم پچھلے ہیں یعنی دنیا میں آنے کے لحاظ سے اور قیامت کے دن پہلے سوا اس کے نہیں کہ انہیں ہم سے پہلے کتاب ملی اور ہمیں ان کے بعد۔ یہی جمعہ وہ ہے۔

ہے کہ ان پر فرض کیا گیا۔ یعنی یہ کہ اس کی تعظیم کریں وہ اس سے خلافت ہو گئے اور ہم کو اللہ تعالیٰ نے بتا دیا۔ دوسرے لوگ ہمارے تابع ہیں۔ یہود نے دوسرے دن کو وہ دن مقرر کیا۔ یعنی ہفتہ کو۔ اور نصاریٰ نے تیسرے دن کو یعنی اتوار کو۔ مسلم شریف کی دوسری روایت میں ہے کہ ہم اہل دنیا سے پیچھے ہیں اور قیامت کے دن پہلے کہ تمام مخلوق سے پہلے ہمارے لئے فیصلہ ہو جائے گا۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۱۹)

۳ : مسلم اور ابوداؤد و ترمذی اور نسائی سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ سید دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے فرمایا کہ بہتر دن کہ آفتاب نے اس پر طلوع کیا جمعہ کا دن ہے۔ اسی میں سیدنا حضرت آدم صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا کئے گئے۔ اور اسی میں جنت میں داخل کئے گئے۔ اور اسی میں جنت سے اترنے کا انہیں حکم ہوا۔ اور قیامت جمعہ ہی کے دن قائم ہوگی۔ (مشکوٰۃ ص ۱۱۹)

۴ : ابن ماجہ ابولبابہ بن عبد المنذر اور احمد سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں کہ محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے۔ اور اللہ کے نزدیک سب سے بڑا ہے۔ اور وہ اللہ کے نزدیک عید اصحیٰ اور عید الفطر سے بڑا ہے۔ اس میں پانچ نصلتیں ہیں۔

۱ : اللہ تعالیٰ نے اسی میں آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔

۲ : اور اسی میں زمین پر انہیں اتارا۔

۳ : اور اسی میں انہیں وفات دی۔

۴ : اور اس میں ایک ایسی ساعت ہے کہ بندہ اس وقت جس چیز کا سوال کرے وہ اسے دے گا۔ جب تک حرام کا سوال نہ کرے۔

۵ : اور اسی دن میں قیامت قائم ہوگی۔ کوئی فرشتہ مقرب اور آسمان وزمین اور ہوا اور پہاڑ اور ایسا نہیں کہ جمعہ کے دن سے ڈرنا نہ ہو۔

مشکوٰۃ شریف ص ۱۲۰

۵ : بخاری اور مسلم شریف میں سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حجۃ للعالمین شیفح المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے فرمایا کہ جمعہ میں ایک ایسی ساعت ہے کہ مسلمان بندہ اگر اسے پالے اور اس وقت اللہ تعالیٰ سے بھلائی کا سوال کرے تو وہ اسے دے گا۔

اور مسلم کی روایت میں یہ بھی ہے کہ وہ وقت بہت تھوڑا ہے۔ رہا یہ کہ وہ کون سا وقت ہے۔ اس میں روایتیں بہت ہیں۔ ان میں دو قوی ہیں۔ ایک یہ کہ امام کے خطبہ کے لئے بیٹھنے سے ختم نماز تک ہے۔ اس حدیث کو مسلم ابو بردہ بن ابی موسیٰ سے وہ اپنے والد سے وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ اور دوسری یہ کہ وہ جمعہ کی کچھلی ساعت ہے۔

مشکوٰۃ شریف ص ۱۲۰

۶ : امام مالک اور ابو داؤد و ترمذی اور نسائی اور احمد سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میں کوہ طور کی طرف گیا اور کعب احبار سے ملا۔ ان کے پاس بیٹھا انہوں نے تورات کی روایتیں سنائیں اور میں نے ان سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کی حدیثیں بیان کیں۔ ان میں ایک حدیث یہ بھی تھی کہ حبیب خدا شیفح یوم جزا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے فرمایا

بہتر دن کہ آفتاب نے اس پر طلوع کیا جمعہ کا دن ہے۔ اسی میں آدم علیہ الصلوٰۃ و السلام پیدا کئے گئے۔ اور اسی میں انہیں اترنے کا حکم ہوا۔ اور اسی میں ان کی توبہ قبول ہوئی۔ اور اسی میں ان کا انتقال ہوا۔ اور اسی میں قیامت قائم ہوگی۔ اور کوئی جانور ایسا نہیں کہ جمعہ کے دن صبح کے وقت آفتاب نکلنے تک قیامت کے ڈر سے چھینٹا نہ ہو۔ سوا آدمی اور جن کے۔ اور اس میں ایک ایسا وقت ہے کہ مسلمان بندہ نماز پڑھنے میں اسے پالے تو اللہ تعالیٰ سے جس شے کا سوال کرے وہ اسے دے گا۔

کعب نے کہا سال میں ایسا ایک دن ہے۔ میں نے کہا بلکہ ہر جمعہ میں ہے کعب نے تورات پڑھ کر کہا کہ محبوب رب العالمین رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے سچ فرمایا۔

سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ پھر میں عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملا اور کعب احبار کی مجلس اور جمعہ کے بارہ میں جو حدیث بیان کی تھی اس کا ذکر کیا۔ اور یہ کہ کعب نے کہا تھا یہ ہر سال میں ایک دن ہے۔ حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ کعب نے غلط کہا ہے۔ میں نے کہا۔ پھر کعب نے تورات پڑھ کر کہا بلکہ وہ ساعت ہر جمعہ میں ہے۔ حضرت عبد اللہ بن سلام نے کہا کعب نے سچ کہا۔ پھر سیدنا حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ تمہیں معلوم ہے یہ کون سی ساعت ہے ؟

میں نے کہا مجھے بتاؤ اور بخل نہ کرو۔ کہا جمعہ کے دن کی پھلی ساعت ہے۔ میں نے کہا پھلی ساعت کیسے ہو سکتی ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے تو فرمایا ہے کہ مسلمان بندہ نماز پڑھنے میں اسے پالے اور وہ نماز کا وقت

نہیں۔ سیدنا حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ جو کسی مجلس میں انتظار نماز میں بیٹھے وہ نماز میں ہے۔ میں نے کہا ہاں فرمایا تو ہے۔ کہا تو وہ یہی ہے یعنی نماز پڑھنے سے نماز کا انتظار مراد ہے۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۱۹)

۷ : امام احمد اور ترمذی سیدنا حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما راوی ہیں کہ سید العالمین رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم فرماتے ہیں کہ جو مسلمان جمعہ کے دن یا جمعرات کی رات مرے گا اللہ تعالیٰ اسے فتنہ قبر سے بچالے گا۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۲۱)

۸ : ترمذی شریف میں سیدنا حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے یہ آیت پڑھی۔

<p>آج میں نے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو پسند فرمایا۔</p>	<p>الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَ أَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَ رَضِيْتُ لَكُمْ الْإِسْلَامَ دِينًا</p>
---	--

ان کی خدمت میں ایک یہودی حاضر تھا۔ اس نے کہا یہ آیت ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید بنا لیتے۔ سیدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ یہ آیت دو عیدوں کے درمیان اتری جمعہ اور عرفہ کے دن یعنی ہمیں اس دن کو عید بنانے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اللہ عزوجل نے جس دن یہ آیت اتاری اس دن دوہری عید تھی کہ جمعہ و عرفہ یہ دونوں دن مسلمانوں کے لئے عید کے ہیں۔ اور اس دن یہ دونوں جمع تھے کہ جمعہ کا دن تھا اور نویں ذی الحجہ۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۱۲۱)

۹ : جمعہ کا دن یومِ غفران ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔

لَا يَتْرُكُ اللَّهُ أَحَدًا يَوْمَ
الْجُمُعَةِ إِلَّا غَفِرَ -

(جامع الصغیر جلد ۶ ص ۲۲۳)

اللہ غفور حمید کے روز کسی (مسلمان) کو
نہیں چھوڑتا مگر اس کی بخشش کی جاتی ہے۔

۱۰ : جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے اور سب سے افضل ہے۔ حدیث

مبارک میں ہے۔

اللہ کریم کے نزدیک تمام دنوں سے
افضل جمعہ کا دن ہے۔

أَفْضَلُ الْأَيَّامِ عِنْدَ اللَّهِ يَوْمُ
الْجُمُعَةِ - (جامع صغیر جلد دوم ص ۲۸)

جمعۃ المبارک کے روز نیک کام

چونکہ جمعہ کا روز تمام دنوں

کا سردار ہے اور اس میں رحمتِ الہی کی بارش ہوتی ہے۔ دوزخ کی آگ کو ٹھنڈا کیا جاتا
ہے اس میں مندرجہ ذیل کام باعثِ اجر و برکت ہیں۔

۱ : جمعہ کے دن اور اس کی رات کو بکثرت درود شریف پڑھنا چاہئے۔ رحمت

للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم بہت خوش ہوتے ہیں۔ سینا حضرت ابو درود

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

فرمایا رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ و
بارک وسلم نے جمعہ کے دن مجھ پر درود
کی کثرت کرو کہ یہ دن مشہور ہے اس
میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور مجھ پر
جو درود پڑھے گا پیش کیا جائے گا

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ أَكْثَرُ وَالصَّلَاةُ عَلَيَّ
يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَإِنَّهُ مَشْمُودٌ
يُسَمِّدُهُ الْمَلَائِكَةُ وَإِنِ
أَخَذَ اللَّهُ نَصْلًا عَمَّتِ إِلَّا

ابو درودار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں
میں نے عرض کی اور موت کے بعد
فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین
پر انبیاء کرام کے جسم کھانا حرام
کر دیا ہے۔ اللہ کا نبی زندہ ہے روز
دیا جاتا ہے۔

عُرِضْتُ عَلَيَّ صَلَوَاتُهُ حَتَّى
يَفْرُغُ مِنْهَا قَالَ قُلْتُ وَبَعْدَ
الْمَوْتِ قَالَ إِنَّ اللَّهَ
حَرَّمَ عَلَيَّ الْأَرْضِينَ أَنْ
تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ
فَنَبِيٌّ اللَّهُ حَتَّى يَرِزُقَ -

رواہ ابن ماجہ (مشکوٰۃ ص ۱۲۱)

۲ : جمعہ کے دن یارات کو سورہ کہف کی تلاوت افضل ہے اور زیادہ
بزرگی رات میں پڑھنے کی ہے۔ نسائی و بیہقی بسند صحیح ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ
عند سے راوی ہیں کہ فرماتے ہیں کہ جو شخص سورہ کہف جمعہ کے دن پڑھے اس کے
لئے دونوں جموں کے درمیان نور روشن ہوگا۔ اور وارمی کی روایت میں ہے کہ جو
شب جمعہ میں سورہ کہف پڑھے اس کے لئے وہاں سے کعبہ معظمت تک نور روشن
ہوگا۔

ابو بکر ابن مردویہ کی روایت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے
کہ فرماتے ہیں۔ جو جمعہ کے دن سورہ کہف پڑھے اس کے قدم سے آسمان تک نور
بلند ہوگا جو قیامت کو اس کے لئے روشن ہوگا۔ اور دو جموں کے درمیان جو گناہ
ہوئے بخش دیئے جائیں گے اور حرام الدخان پڑھنے کی بھی فضیلت آئی ہے۔
طبرانی نے ابوالامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ
علیہ وبارک وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے دن یارات میں حرام الدخان پڑھے اس

کے لئے اللہ تعالیٰ جنت میں ایک گھر بنائے گا۔ اور سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اس کی مغفرت ہو جائے گی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جو کسی رات میں حاسم الدخان پڑھے اس کے لئے ستر ہزار فرشتے استغفار کریں گے۔ جمعہ کے دن یا رات میں جو سورت یسین پڑھے اس کی مغفرت ہو جائے گی۔
(بہار شریعت حصہ چہارم ص ۱۰۴)

سیدنا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص جمعہ کے دن ستر مرتبہ یہ دعا پڑھے تو دو جمعہ نہ گزریں گے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اس کو غنی کر دے گا۔ دعا یہ ہے۔
اللَّهُمَّ اغْنِنِي بِفَضْلِكَ عَنْ سُؤَالِكَ وَبِحِلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ۔
(ترجمہ المجالس جلد اول ص ۱۰۸)

۲ : جمعہ کے روز رو عین جمع ہوتی ہیں لہذا اس دن میں قبروں کی زیارت کرنی چاہیے اور اس روز جہنم نہیں بھڑکایا جاتا۔ (در مختار)

۴ : جمعہ کے روز غرباء کو کھانا کھلانا باعث اجر و ثواب ہے۔ بعض بزرگ فرماتے ہیں کہ جو شخص جمعہ کے روز کسی غریب مسکین کو کھانا کھلائے پھر سویرے جامع مسجد کو جائے۔ اور جب امام سلام پھیرے تو یہ دعا پڑھے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط الْحَمْدُ
الْقَيُّومِ أَسْأَلُكَ أَنْ تَغْفِرَ لِي وَتَرْحَمَنِي
وَأَنْ تَعَافِيَنِي مِنْ السَّارِ۔

پھر اپنی حاجت کے لئے دعا مانگے اس کی دعا قبول ہوگی۔

(ترجمہ المجالس جلد اول ص ۱۰۸)

۵ : جمعہ کے دن بیمار پرسی کرنا۔ جنازہ پڑھنا۔ صدقہ کرنا بہت ثواب ہے۔

حدیث شریف میں ہے۔

مَنْ أَصْبَحَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ صَائِمًا
وَعَادَ مَرِيضًا وَشَهِدَ جَنَازَةً
وَتَصَدَّقَ بِصَدُقَةٍ فَقَدْ
أَوْجَبَ - (جامع صغیر ج ۶ ص ۶۸)

جو جمعہ کے روز روزہ رکھے اور بیمار
کی دیکھ بھال پر سی کرے۔ اور جنازہ میں
حاضر ہو اور خیرات کرے تو اس کے
لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔

۶ : جمعہ مبارک کے روز ناخن تراشنا بیماری سے شفا ہے۔ اور فقر و

فاقر ہوتا ہے۔ سیدنا حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
ہے کہ جو شخص جمعہ کے روز ناخن تراشے تو اللہ تعالیٰ اس کی بیماری کو دور کرتا ہے
اور صحت مرحمت فرماتا ہے۔

علامہ اصمعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں جمعہ کے روز ہارون رشید
کے پاس حاضر ہوا تو وہ ناخن تراش رہے تھے اور فرماتے تھے کہ جمعہ کے دن
ناخن تراشنا سنت ہے اور اس سے افلاس و غربت دور ہوتی ہے۔ میں نے کہا
امیر المؤمنین! کیا تم بھی غربت سے ڈرتے ہو؟ تو کہا کہ مجھ سے غربت سے ڈرتے
والا زیادہ کوئی نہیں۔ (عجائب المخلوقات ص ۳۳)

خود محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم جمعہ کے روز ناخن بخیہ
تراشواتے تھے اور امت کو اس کا حکم دیا ہے۔

سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ و
بارک وسلم جمعہ کے دن ناخن تراشتے اور
موتیوں کاٹنے نماز سے جانے
سے پہلے۔

كَانَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقْلِبُ أَظْفَارَهُ وَيَقْصُرُ
شَارِبَهُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ أَنْ
يُرْوِيَ إِلَى الصَّلَاةِ - (جامع صغیر ج ۵ ص ۲۳۸)

اور فرمایا۔

مَنْ قَلَّمَ أَظْفَارَهُ يَوْمَ
الْجُمُعَةِ حَفِظَ مِنَ الْجُمُعَةِ
لِحَى الْجُمُعَةِ -

(ترجمہ المجالس جلد اول ص ۱۱۲)

جو شخص یومِ جمعہ ناخن تراشوائے تو اس
جمعہ سے دوسرے جمعہ تک محفوظ رہے گا

۱۶ جمعہ کے دن غسل کرنا۔ خوشبو لگانا۔ اور مسواک کرنا باعثِ ثواب اور

سنت ہے۔ سیدنا حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ امام الانبیاء
والمرسلین رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے فرمایا

لَا يَغْتَسِلُ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ
وَيَسْتَهْرُ مَا اسْتَطَاعَ
مِنْ طَهْرٍ وَ يَدِّهِنِ
مِنْ دُهْنِهِ أَوْ يَسُّ
مِنْ طَيِّبٍ بَيْتِهِ ثُمَّ
يُخْرِجُ فَلَا يُفَرِّقُ بَيْنَ
اثنَيْنِ ثُمَّ يَصَلِّي
مَا كُتِبَ لَهُ ثُمَّ يُمْسِتُ
إِذَا تَحَلَّوْا إِدْمَامًا إِلَّا
غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ
الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى -

جو شخص جمعہ کے دن نہائے اور جس کو
طہارت کی استطاعت ہو کرے اور
تیل لگائے اور گھر میں جو خوشبو ہو
سے پھر نماز کو نکلے اور دو شخصوں میں
جدائی نہ کرے یعنی دو شخص بیٹھے ہونے
ہوں تو انہیں ہٹا کر بیچ میں نہ بیٹھے،
اور جو نماز اس کے لئے کھی گئی ہے،
پڑھے اور امام جب خطبہ پڑھے تو چپ
رہے اس کے لئے ان گناہوں کی جو
اس جمعہ اور دوسرے جمعہ کے درمیان
ہیں مغفرت کی جاتی ہے۔

رواہ البخاری مشکوٰۃ ص ۱۷۲

حضرت ابو سعید اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے روز غسل کرے اور اچھے کپڑے پہنے اگر اس کے پاس خوشبو ہو تو ملے پھر نماز جمعہ کو آئے اور لوگوں کی گردنیں نہ پھلانگے۔ پھر نماز پڑھے جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے لکھی ہے پھر چپ رہے جب امام نکلے یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو تو یہ ان گناہوں کا کفارہ ہو جائے گی تو اس جمعہ اور اس سے پہلے جمعہ میں ہوں۔

فرمایا رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے جموں سے ایک جمعہ میں کہ اے مسلمانوں کے گروہ بے شک اس دن جمعہ کو اللہ تعالیٰ نے عید بنایا ہے۔ پس نہاؤ اور جس کے پاس خوشبو ہو تو اسے مل لینا مضر نہیں یعنی

۱۲ عن ابی سعید و
ابی ہریرۃ قالا قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مِنِ اغْتَسَلَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ
وَلِیْسَ مِنْ أَحْسَنِ ثِیَابِهِ وَ
مَسَّ مِنْ طِیِّبَاتٍ
كَانَ عِنْدَهُ ثَمَرَاتُ الْجُمُعَةِ
فَلَمْ یَتَخَطَّ أَهْوَاقَ النَّاسِ
ثُمَّ صَلَّى مَا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ
ثُمَّ أَنْصَتَ إِذَا خَرَجَ إِمَامُهُ
عَلَّی یَفْرُغُ مِنْ صَلَاتِهِ
كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا بَيْنَهُمَا
وَبَيْنَ جُمُعَتِهِ الَّتِي قَبْلَهَا

رواہ ابو داؤد - مشکوٰۃ ص ۳۳

۱۳ عن عبید بن
السَّباک مرسلًا قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم فی جُمُعَةٍ مِنَ الْجُمُعِ
يَا مَعْشَرَ السُّلَيْمِیِّنَ إِنَّ هَذَا
یَوْمٌ جَعَلَهُ اللَّهُ عِيدًا فَاعْتَلُوا

خوش طہو استعمال کرو اور مسواک لازم
پکڑ لو۔

وَمَنْ كَانَ عِنْدَهُ طَيْبٌ
فَلَا يَضُرُّهُ أَنْ يَمَسَّ
مِنْهُ وَعَلَيْكُمْ بِالسَّوَالِبِ۔

رواہ مالک (مشکوٰۃ ص ۱۲۳)

فرمایا رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ و
بارک وسلم نے جو نہلاتے اور نہلاتے
جمعہ کے دن اور اول وقت آئے
اور شروع خطبہ میں شریک ہو اور
چل کر آئے سواری پر نہ آئے اور
امام کے قریب ہو اور کان لگا کر خطبہ
سنے اور لغو کام نہ کرے تو اس کے
لئے ہر قدم کے بدلے سال بھر کا
عمل ہے ایک سال کے روزے اور
راتوں کے قیام کا اس کے لئے
اجر ہے۔

۴۴ : عن اوس بن
اوس قال قال رسول الله صلى
الله عليه وسلم من غتّل
يوماً الجمعة واغتسل وبتكّر
وابشكر ومشي ولم يركب
قدنا من الامام واستمع
ولم يلبغ كان له بكل خطوة
عمل سنة آخبر صيا مما و
قيا بها۔

رواہ الترمذی و ابوداؤد

ونسائی و ابن ماجہ

(مشکوٰۃ ص ۱۲۲)

اس حدیث پاک میں آیا ہے کہ نہلاتے۔ اس کے دو
مطلب ہیں۔ ایک یہ کہ دوسرے مسلمان کو نہلانے کا سنا

فائدہ

تیل صابن پانی مہیا کرے تاکہ وہ نہا سکے۔ اور دوسرا یہ کہ اپنی عورت سے جماع
کرے۔ اہل علم حضرات کے نزدیک اس روز عورت سے بہتر ہونا مستحب ہے

رات کو بہتری کرے تاکہ صبح کے وقت عورت اور مرد نہالیں۔ مگر یہ نہانا جنابت دور کرنے کے لئے ہے جمعہ کے لئے دوسرا غسل کرنا پڑے گا۔ ایسا ہی حدیث شریف میں آیا ہے۔

۸ : جب کوئی نیا کپڑا پہنے تو جمعہ کے روز پہنے اور پرانا کپڑا کسی خرابی کو دے دے۔ محبوب رب العالمین رحمۃ اللعالمین شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم فرماتے ہیں۔

جو شخص نیا لباس پہنے پس کہے اللہ کی تعریف ہے جس نے مجھے وہ لباس پہنایا ہے۔ جس سے میں اپنی عورت کو ڈھانکتا ہوں اور زندگی میں اس سے خوب صورتی حاصل کرتا ہوں۔ پھر اپنے کپڑے کی طرف قصد کرے اور اس کو صدقہ کر دے تو وہ اللہ کی حسرت اور حفاظت اور ستر میں ہوگا زندگی میں بھی اور موت میں بھی۔

مَنْ لَيْسَ ثَوْبًا جَدِيدًا فَقَالَ
الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي كَسَانِي
مَا أَوَارَيْتُ بِهِ عَوْرَتِي
وَأَتَجَمَّلُ بِهِ فِي حَيَاتِي ثُمَّ
عَمَدَ إِلَى الثَّوْبِ الَّذِي
اخْلَقَ فَتَمَدَّقَ بِهِ كَمَا
فِي كَنْفِ اللَّهِ تَعَالَى وَ
فِي حِفْظِ اللَّهِ وَفِي سِتْرِ
اللَّهِ حَيًّا وَ مَيِّتًا - رواه الترمذی

(مشکوٰۃ ص ۳۷۷)

۹ : جمعہ مبارک کے دن بہترین لباس اپنی بساط کے مطابق پہن کر جامع مسجد جائے۔ کیونکہ جمعہ بھی عیدوں میں سے ایک عید کا دن ہے۔ خاتم الانبیاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وبارک وسلم خود اچھا لباس زیب تن فرمایا کرتے تھے اور اپنے غلاموں کو اچھا لباس پہننے کا حکم فرمایا کرتے تھے۔

عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ شہنشاہِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کے واسطے دو کپڑے (خاص تھے۔ جن کو جمعہ کے روز زیب تن فرمایا کرتے تھے اور جب واپس تشریف لاتے تو ہم ان کو لپیٹ کر رکھ دیتے تھے۔ (فیض القدر شرح جامع صغیر للمنادی جلد پنجم ص ۶۴)

اور سیدنا حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کے لئے ایک خاص قسم کی چپا در تھی جس کو آپ دونوں عیدوں اور جمعہ مبارک کے دن پہنا کرتے تھے۔

(جامع صغیر جلد ۵ ص ۱۶۴)

سیدنا حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

فرمایا رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے تمہارے کسی ایک پر کوئی خوف نہیں کہ اگر میسر ہوں تو دو کپڑے جمعہ کے دن کے لئے بنانے سوائے دو کپڑے خدمت کے یعنی گھر میں کاروبار کے لئے جو کپڑے پہنے جاتے ہیں ان کے علاوہ اچھے کپڑے جمعہ کے روز پہنے۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «مَا عَلَيَّ أَحَدِكُمْ إِنْ وَجَدَ أَنْ يَتَّخِذَ ثَوْبَيْنِ لِيَوْمِ الْجُمُعَةِ سَوْىَ ثَوْبَيْنِ مِمَّنْتِهِ» رواه ابن ماجه (مشکوٰۃ ص ۱۲۲)

اور کپڑے صاف ستھرے ہوں اور سفید رنگ کے ہوں۔ کیونکہ ان میں نفاست اور پاکیزگی زیادہ ہوتی ہے۔ محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے بھی سفید لباس پہننے کا حکم دیا ہے۔ فرماتے ہیں۔

سفید لباس پہنوں بے شک وہ پاکیزہ
زیادہ اور زیادہ پسندیدہ ہے اور
ان میں اپنے مردوں کو کفن دو۔

إِبْسُوا الشِّيَابَ الْبَيْضَ فَإِنَّهَا
أَطْهَرُ وَأَكْطَيْبُ وَكَفِنُوا فِيهَا
مَوْتَاكُمْ - رواه احمد والترمذى والنسائى

وابن ماجہ مشکوٰۃ ص ۳۴۲

اور ہر روز بالعموم اور جمعہ مبارک کو بالخصوص دستار باندھنی چاہیے۔ یہ
فرشتوں کی علامت ہے۔ یوم بدر فرشتوں نے اپنے سروں پر دستار باندھی
ہوتی تھی۔ رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے
ارشاد فرمایا۔

دستاروں کو لازم پکڑو بے شک یہ
فرشتوں کی علامت ہے اور ان کی
طرفوں کو پشت کی جانب چھوڑو۔

عَلَيْكُمْ بِالْعِمَائِمِ فَإِنَّهَا
سَيِّمَاءُ الْمَلَائِكَةِ وَأَرْخُوهَا
خَلْفَ ظُهُورِكُمْ -

(مشکوٰۃ شریف ص ۳۴۴)

اور فرمایا۔

بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے
فرشتے اصحابِ دستار پر درود بھیجتے
ہیں۔

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ
عَلَىٰ أَصْحَابِ الْعِمَائِمِ -

(احیاء العلوم جلد اول ص ۱۸۶)

اور علمائے دین فرماتے ہیں کہ دستار کے ساتھ ایک نماز پڑھنی چکیں نمازوں
سے جو بغیر دستار کے ہوں افضل ہے۔ اور ایک جمعہ دستار کے ساتھ پڑھنا ستر جموں
سے افضل ہے جو بغیر عمامہ کے ہوں۔

ترجمہ صحیح بخاری جلد اول ص ۱۱۳

۱۰ : جمعہ کی پہلی اذان سنتے ہی جمعہ پڑھنے کے لئے جامع مسجد میں پہنچ جانا چاہیے۔ اس میں اس کو اتنا ثواب ملے گا جتنا اونٹ کی قربانی کا ثواب ہوتا ہے۔ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

جب جمعہ کا دن ہوتا ہے فرشتے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہوتے ہیں اور حاضر ہونے والے کو لکھتے ہیں۔

سب سے پہلا پھر اس کے بعد والا سب سے اول آنے والا ایسا ہوتا ہے کہ اونٹ کی قربانی کی ہو۔ پھر اس کے بعد ایسا ہے کہ گائے کی قربانی کی ہو۔ پھر ذبہ پھر مرغی پھر انڈے کی قربانی کا ثواب ہے۔ پھر امام خطبہ کو نکلا تو فرشتے اپنے دفتر لپیٹ لیتے ہیں اور ذکرِ خطبہ سنتے ہیں۔

إِذَا كَانَتْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ
وَقَفَّتِ الْمَلَائِكَةُ عَلَى
بَابِ الْمَسْجِدِ يَكْتُبُونَ
الْأَوَّلَ فَالْأَوَّلَ وَمِثْلَ الْمُهَاجِرِ
كَمِثْلِ الذِّئْبِ يُمْدِحُ
بَدَنَةَ ثُمَّ كَالذِّئْبِ
يُمْدِحُ بَعْدَهُ ثُمَّ كَبْشًا
ثُمَّ دَجَاجَةً ثُمَّ بَيْمَنَةً
فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ طَوَّأُ
صُحُفَهُمْ وَيُسْتَمِعُونَ
الذِّكْرَ -

(مشکوٰۃ ص ۱۲۲)

۱۱ : جمعہ کے روز ہر مسلمان آزاد تندرست، عاقل، بالغ، شہری پر نماز جمعہ ادا کرنی فرض ہے۔ اس کے تارک پر شدید وعید ہے۔ کہیں فرمایا گیا ہے کہ تارک کے دل پر مہر کر دی جائے گی۔ اور کہیں فرمایا کہ وہ منافق ہے۔ البتہ عورت اور مسافر اور بچے اور غلام اور بیمار پر یہ نماز فرض نہ ہوگی۔

(عامہ کتب)

۱۲ : جمعہ کے روز نکاح کرنا باعث برکت ہے اور سنتِ انبیاءِ علیہم الصلوٰۃ والسلام ہے۔ سیدنا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سردارِ دو جہان سید کون و مکان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم سے جمعہ کے دن کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ دن خطبہ پڑھنے اور نکاح کرنے کا ہے کیوں کہ اکثر انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اسی دن میں نکاح کیا۔
(غنیۃ الطالبین جلد دوم ص ۶۳)

علمائے دین ارشاد فرماتے ہیں کہ سات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیائے کرام علیہم الرضوان نے جمعہ کے روز نکاح کئے۔

- ۱ : سیدنا حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اور حواریوں نے۔
- ۲ : سیدنا حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اور زلیخا نے۔
- ۳ : سیدنا حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اور صفورا نے۔
- ۴ : سیدنا حضرت سلیمان علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اور بلقیس نے۔
- ۵ : احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم اور حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے۔

۶ : حضرت سید العالمین و محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے۔

۷ : سیدنا حضرت شیخِ خدا علی مرتضیٰ اور حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے۔
(کتاب السبعات ص ۱۱۰)



سیدنا حضرت آدم علیہ السلام اور حوا کے نکاح کی تفصیل

سیدنا حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام جمعہ کے روز جنت میں داخل ہوئے۔ اور جمعہ کو ہی آپ کا نکاح حضرت حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہوا۔ جس کا قصہ یہ ہے۔

سیدنا حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جنت میں ہر قسم کی نعمتیں حاصل تھیں۔ مگر اپنا ہم جنس نہیں تھا۔ جس کی وجہ سے آپ پر لیثان حال رہتے تھے۔ ایک دفعہ سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کو اونگھ آئی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو حکم دیا۔ کہ آدم کی باتیں پسلی ایسے طریقے سے الگ کر دو کہ انہیں کسی قسم کی درد لاحق نہ ہو۔

حسب ارشادِ ربانی حضرت جبریل علیہ السلام نے حضرت آدم علیہ السلام کی باتیں پسلی ان کے جسم سے الگ کر دی۔ اللہ تعالیٰ نے اس پسلی سے حضرت حوا کو پیدا فرمایا۔ اور اسے ہر قسم کا حسن و جمال و ملاحمت عطا فرمائی۔ پھر حضرت حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کستر جوڑے جنتی پہنا کر سونے کی کرسی پر بٹھایا۔ جب حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیدار ہو کر حضرت حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھا تو پوچھا کہ تو کون ہے؟ اور کس کے لئے ہے؟

حضرت حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے پیدا کیا ہے۔ آپ نے فرمایا میرے پاس آؤ۔ حوا نے کہا بلکہ تم تشریف لاؤ۔ آپ اٹھے اور حوا کی طرف چلے۔ علماء فرماتے ہیں کہ اس وقت سے یہ عادت جاری ہے کہ مرد عورت کے پاس جاتا ہے۔ جب آپ حوا کے قریب پہنچے اور

اس کی طرف اپنا دست اقدس دراز کیا تو آواز آئی۔ اے آدم ٹھہرو۔ تمہارے لئے حواء اتنے وقت تک حلال نہیں جب تک نکاح نہ ہو اور مہرا دانا نہ ہو۔ پھر اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اہل جنت کو حکم دیا کہ جنت کو خوب سجاؤ۔ پھر آسمانوں کے فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ سب درخت طوبیٰ کے پاس جمع ہوں۔ پھر اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی ذات کی ثنا بیان کی۔

فرمایا حمد میری ثنا ہے۔ عظمت میری تہ بند ہے کب۔ بانی میری چادر ہے۔ تمام مخلوق میرے غلام ہیں۔ انہیں انہیں بیان ہیں۔ میں اپنے فرشتوں کو گراہ بنا آیا ہوں۔ اور میں نے حواء کا نکاح آدم سے کیا اور پیر مہر کے۔ فرشتوں اور غلمان نے موتی اور یاقوت نچھا رکھے اور حواء کو آدم کے سپرد کر دیا۔ تو حضرت حواء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے مہر کا مطالبہ کیا۔ سیدنا حضرت آدم علیہ السلام نے بارگاہ الہی میں عرض کی الہی! کون سی چیز مہر میں دوں۔ سونا یا چاندی یا جواہرات۔ ارشاد خداوندی ہوا نہیں۔

پھر عرض کیا روزے رکھوں، نماز پڑھوں، تیری تسبیح پڑھوں۔ فرمایا نہیں حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی پھر مہر کیا ادا کروں۔ فرمایا اس مرتبہ میرے حبیب لبیب سید المرسلین محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم پر درود پڑھو یہی اس کا مہر ہے۔ الحمد للہ رب العالمین۔

کتاب السبعیات ص ۱۱۱، ۱۱۲

اللہ تبارک و تعالیٰ نے سیدنا حضرت آدم صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرمایا کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

لطیفہ

و بارک وسلم پر درود پڑھو تاکہ میں تمہارے لئے حواء کو حلال کر دوں۔ اور است محمدیہ

کو حکم دیا **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا**۔
 یعنی تم میرے محبوب پر دو دو پڑھو تاکہ میں تم پر دوزخ حرام کر دوں اور ان پر سلام
 بھیجو تاکہ میں تمہارے لئے جنت کو حلال کر دوں۔ کیا عجیب شان و عظمت ہے حبیب
 خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کی۔

کتاب السبعیات ص ۱۱۲

سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام کا نکاح زلیخا کیساتھ

جب حضرت زلیخا فقیہہ اور بوڑھی اور اندھی ہو گئی۔ مگر سیدنا حضرت
 یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عشق و محبت ہر روز جوان ہوتا گیا۔ کہتے ہیں کہ زلیخا
 بتوں کی عبادت کرتی تھی اور ان سے مدد حاصل کرنے کی کوشش کرتی تھی۔ جب
 اس کی حاجت پوری نہ ہوتی تو تنگ آ کر بت کو اٹھایا اور زمین پر پٹخ دیا۔ اور بتوں
 سے بیزار ہو کر سچی و سنیوم خدا پر ایمان لائی۔ جمعہ کی رات کو بارگاہِ الہی میں بڑی
 کثرت سے مناجات کی اور کہا مولا !

اب نہ میرا جمال رہا نہ مال میں بوڑھی اور اندھی اور فقیرہ ہو گئی ہوں تو
 نے مجھے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت و عشق میں مبتلا کر دیا ہے
 اب یا تو ان کا وصال نصیب فرما یا مجھ سے ان کی محبت دور فرما دے۔

فرشتوں نے حضرت زلیخا کی مناجات سنی اور بارگاہِ الہی میں عرض کی مولا !
 زلیخا تیری بارگاہ میں حاضر ہو کر ایمان و اخلاص سے تجھے پکار رہی ہے۔ اللہ کریم
 نے ارشاد فرمایا۔ اے فرشتو ! اب زلیخا کی نجات کا وقت پہنچ چکا ہے۔

کہتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام سیر و تفریح کے وقت زلیخا کی

جھونپڑی پر سے گزرا کرتے تھے جب ایک دن وہاں سے گزرتے تو زلیخا باہر آئی اور آپ کے قریب آکر کہا۔ کیا عجیب شان ہے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی اس نے غلاموں کو بادشاہ بنا دیا۔

یہ سن کر سیدنا حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام مٹھر گئے اور پوچھا تو کون ہے زلیخا نے کہا میں وہ ہوں جس نے تجھے جو اہرات اور موتیوں اور سونے چاندی اور مشک و کافور سے خرید لیا تھا۔ میں وہ ہوں جب سے تیرے عشق میں مبتلا ہوئی ہوں پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا۔ اور جب سے تجھے دیکھا ہے کبھی نیند نہیں آتی۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا شاید تو زلیخا ہے۔ زلیخا نے کہا میں وہی زلیخا ہوں۔ آپ نے پوچھا تیرا مال اور حسن و جمال کہاں گیا۔ زلیخا نے کہا تیرے عشق نے ہر چیز کو برباد کر دیا ہے۔ آپ نے پوچھا اب عشق کی کیفیت کیسی ہے؟ کہنے لگی ہر ساعت بہ ساعت بڑھتا جا رہا ہے۔ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا زلیخا! کیا چاہتی ہے؟ کہنے لگی تین چیزیں جمال، مال اور وصالی۔ سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام نے چلنے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف وحی نازل فرمائی۔

اے یوسف! تو نے زلیخا کے سوال کا جواب نہیں دیا۔ اچھا یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے زلیخا کا نکاح تمہارے ساتھ کر دیا ہے۔ اور خود ذاتِ خداوندی نے خطبہ دیا ہے۔ اور اس نکاح کے ملائکہ گواہ ہیں اور جنت کے حوروں نے جو اہرات بچھاؤ کئے ہیں۔

سیدنا حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا اے جبریل! نہ تو زلیخا کے

لئے مال، نہ جمال اور نہ ہی شباب ہے۔

حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اگرچہ زلیخا کے لئے مال و جمال نہیں مگر تیرے پاس قوت و جلال و نوال ہے۔ تو کیا تھا اللہ کریم نے زلیخا کو شباب و جمال پہلے سے زیادہ مرحمت فرمایا۔ اور ایسی معلوم ہونے لگی کہ گویا چودہ سال کی لڑکی ہے۔ پھر باری تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے دل میں زلیخا کی محبت و مودت اور عشق پیدا فرمادیا۔ اور معاملہ برعکس ہو گیا۔ کہ معشوق عاشق بن گیا اور عاشق معشوق بن گیا۔ سیدنا حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی منزل میں تشریف لائے اور زلیخا کے ساتھ خلوت کا ارادہ فرمایا تو دیکھا کہ زلیخا نماز میں مصروف ہے۔ آپ نے کافی انتظار فرمایا۔ مگر زلیخا کی نماز ختم نہیں ہوئی جب ~~حیرت و انتظار کی انتہا ہو گئی تو آپ نے فرمایا۔~~

زلیخا ! تو وہی ہے جس نے میری قمیص پھاڑی تھی جب کہ میں تجھ سے بھاگ رہا تھا۔ زلیخا نے سلام پھیر کر جواب دیا کہ میں وہی ہوں زلیخا مگر میرا دل وہ نہیں ہے جو پہلے تھا۔

زلیخا دوبارہ نماز میں شروع ہوئے لگی تو حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی قمیص پکڑ کر اپنی طرف کھینچا جس سے زلیخا کی قمیص بھٹ گئی تب جب جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا یوسف ! قمیص کا بدلہ قمیص سے ہو گیا۔ یعنی پہلے کسی وقت زلیخا نے تمہاری قمیص پھاڑی تھی اب تم نے اس کی قمیص پھاڑ دی۔ اب عتاب کو دور کر دو۔

کتاب السبعیات فی مواعد البریات ص ۱۱۴

سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نکاح صفورا سے

سیدنا حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صفورا سے نکاح جمعہ کو ہوا تھا جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ان میں کی ایک بولی اے میرے باپ ان کو نوکر رکھ لو بے شک بہتر نوکر وہ جو طاقت و رمانت دار ہو۔

قَالَتْ اِحْدَهُمَا يَا بَتِ اسْتَاْجِرُهُ
اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتُ
الْقَوْمِ الْاَمِيْنُ -

(پ ۲۰ - سورت قصص)

اس نکاح کا مختصر واقعہ یہ ہے کہ جب سیدنا حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام مدین میں پہنچے اور سیدنا حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بکریوں کو پانی پلایا۔ پھر ایک درخت کے سایہ میں آرام فرمایا تو اپنے آپ میں بھوک اور ٹھکاوٹ اور غربت محسوس کی۔ کہنے لگے میں مریض ہوں، میں ضعیف ہوں، میں فقیر ہوں۔ آواز آئی موسیٰ! مریض وہ ہے جس کے لئے میری مثل طبیب نہ ہو۔ اور ضعیف وہ ہے جس کے واسطے میری طرح رقیب نہ ہو۔ اور فقیر وہ ہے جس کے لئے میری مثل نصیب نہ ہو۔ اور غریب وہ ہے جس کے لئے میری مثل حبیب نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ اسی واقعہ کو اپنے قرآن مجید میں بیان فرماتا ہے۔

تو موسیٰ نے ان دونوں کے جانوروں کو پانی پلایا پھر سایہ کی طرف پھرا۔ عرض کی اے میرے رب میں اس کھانے کا ہوا تو نے میرے لئے اتارے محتاج ہوں۔

فَسَقَى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلَّى اِلَى
الْظِلِّ فَقَالَ رَبِّ اِنِّى لَآ اُنْزِلْتُ
اِلَيْكَ مِنْ خَيْرٍ فَغَيَّرْ

(پ ۲۰ - سورت قصص)

ادھر جب وہ دونوں صاحب زادیاں اس روز بہت جلد اپنے مکان میں
 واپس ہو گئیں تو ان کے والد ماجد سیدنا حضرت شعیب علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ و
 السلام نے فرمایا کہ آج اس قدر جلد واپس آجانے کا کیا سبب ہوا۔ عرض کیا کہ ہم
 نے ایک نیک مرد پایا۔ اس نے ہم پر رحم کیا اور ہمارے جانوروں کو سیراب کر دیا۔
 اس پر ان کے والد نے ایک صاحب زادی جس کا نام صفورا تھا سے فرمایا کہ جاؤ اور
 اس مرد صالح کو میرے پاس بلا لاؤ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

<p>تو ان دونوں میں سے ایک اس کے پاس آئی شرم سے چلتی ہوئی۔ بولی میرا باپ تمہیں بلاتا ہے کہ تمہیں مزدوری دے اس کی جو تم نے ہمارے جانوروں کو پانی پلایا ہے۔</p>	<p>فَجَاءَتْهُ إِحْدَاهُمَا تَمْثِيًا عَلٰی اسْتِحْيَاءٍ زَقَالَتْ اِنَّ اَجْرَ يَدِ عُوْكَ لِيَجْزِيْكَ اَجْرًا مَا سَقَيْتَ لَنَا ط</p>
--	--

سیدنا حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اجرت لینے پر تو راضی نہ ہوئے
 لیکن حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت اور ان کی ملاقات کے قصد سے
 چلے اور ان صاحب زادی سے فرمایا کہ آپ میرے پیچھے رہ کر راستہ بتاتی جائیے
 یہ آپ نے پر سے کے اہتمام کے لئے فرمایا۔ اور اس طرح تشریف لائے۔ جب
 حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سیدنا حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
 پاس پہنچے تو کھانا حاضر تھا۔

سیدنا حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا بیٹھے کھانا کھا تیے۔ سیدنا
 حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منظور نہ کیا اور اعوذ باللہ پڑھا۔ سیدنا حضرت
 شعیب علیہ السلام نے فرمایا کیا سبب کھانے میں کیوں عذر ہے۔ کیا آپ کو بھدکا

نہیں ہے ؟

فرمایا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ یہ کھانا میرے اس عمل کا عوض نہ ہو جائے جو میں نے آپ کے جانوروں کو پانی پلا کر انجام دیا ہے۔ کیونکہ ہم وہ لوگ ہیں کہ عمل خیر پر عوض لینا قبول نہیں کرتے۔

حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا۔ اے جو ان ایسا نہیں ہے۔ یہ کھانا آپ کے عمل کا عوض نہیں بلکہ میری اور آباء و اجداد کی عادت ہے کہ ہم مہمانوں کو کھانا کھلایا کرتے ہیں۔

تو آپ بیٹھے اور کھانا تناول فرمایا۔ اور تمام واقعات و احوال جو فرعون کے ساتھ گزرے تھے۔ اپنی ولادت شریف سے لے کر قبلی کے قتل اور فرعونوں کے آپ کے درپے جان ہونے تک سب سیدنا حضرت شعیب علی بنیہا و علیہ الصلوٰۃ و السلام سے بیان کر دیتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَلَمَّا جَاءَهُ وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ قَالَ لَا تَخَفْ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ۔

جب موسیٰ اس کے پاس آئے اور اسے باتیں کہہ سنائیں اس نے کہا ڈریے نہیں آپ بچ گئے ظالموں سے۔

کیوں کہ یہاں مدین میں فرعون کی حکومت و سلطنت نہیں ہے۔ پھر حضرت صفورا نے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بلانے کے واسطے بھیجی گئی تھی۔ عرض کی اباجان ان کو نوکر رکھ لیجئے تاکہ یہ ہماری بھریاں چہرہ لایا کریں اور یہ کام ہمیں نہ کرنا پڑے۔ اور یہ شخص طاقت ور اور امانت دار ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قَالَتْ اِحْدَاهُمَا يَا بَتِ اِسْتَا جِرُهُ
بِتْ خَيْرٌ مِّنْ اِسْتَا جِرَتِ

ان میں کی ایک بولی اے میرے باپ ان کو نوکر رکھ لو بے شک بہتر نوکر وہ جو

القُوْتُ الْأَمِيْنُ | طاقت و امانت دار ہو۔

سیدنا حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صاحب زاوی سے دریافت

فرمایا کہ تمہیں ان کی قوت و امانت کا کیا علم؟

انہوں نے عرض کیا کہ قوت تو اس سے ظاہر ہے کہ انہوں نے تنہا کنوئین پر

سے وہ پتھر اٹھالیا جس کو دس سے کم آدمی نہیں اٹھا سکتے۔ اور امانت اس سے

ظاہر ہے کہ انہوں نے ہمیں دیکھ کر سر جھکا لیا اور نظر نہ اٹھائی۔ اور ہم سے کہا کہ تم

پیچھے چلو ایسا نہ ہو کہ ہو اسے تمہارا کپڑا اڑے اور بدن کا کوئی حصہ نمودار ہو۔

یسن کر سیدنا حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام

سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ تم سے اپنی ایک صاحب زاوی کا نکاح کروں۔ اللہ

تعالیٰ فرماتا ہے۔

کہا میں چاہتا ہوں کہ اپنی دونوں بیٹیوں

قَالَ اِنْشِ اُرِيْدُ اَنْ اُنْكَحَكَ

میں سے ایک تمہیں بیاہ دوں۔

رَحْمَةً لِّاِبْنَتِي هٰتِيْنِ۔

حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مجھے مہر کی طاقت

نہیں ہے۔ تو سیدنا حضرت شعیب علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا۔

عَلَى اَنْ تَاْجُرَّحِيْ فَمَنْ مِّنْ حِجَابِجٍ۔ یعنی مہر یہ ہے کہ آٹھ سال میری

ملازمت کرو۔

سیدنا حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منظور کر لیا۔ سیدنا حضرت شعیب

علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے گاؤں والوں کو بلایا اور اپنی لڑکی کا نکاح حضرت موسیٰ

علیہ السلام سے کر کے اس کو ان کے سپرد کر دیا۔ یہ واقعہ بروز جمعہ پیش آیا۔

کتاب السبعیات ص ۱۱۹

لطیفہ

عجب شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دیانت و امانت ملاحظہ فرمائی تو اس کے صلہ دینے کی جلد ہی کی۔ اور کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ اپنی صاحب زادی کا نکاح تم سے کروں۔ اور اللہ تعالیٰ جب اپنے بندوں کی نیکی و تقویٰ اور ایمان جانتا ہے تو ان کو یہ صلہ دیتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ اَشَدُّ رَحْمَةً مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاٰمُوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ۔

اللہ تعالیٰ جو ہر شے کا مالک ہے، پھر بھی بطورِ کرم فرماتا ہے کہ میں نے جنت کے بدلے ایمان والوں کی جانیں اور مال خرید لیتے ہیں۔

کتاب السبعیات ص ۱۱۶

سیدنا حضرت سلیمان علیہ السلام کا بلقیس سے نکاح

سیدنا حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بلقیس سے نکاح بروز جمعہ مبارک ہوا تھا۔ جس کا قصہ یہ ہے۔ ہد ہد نے سیدنا حضرت سلیمان علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ و السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ شہر سبا میں ایک عورت جس کا نام بلقیس ہے حکمراں ہے۔ اس کا تخت اتنا بڑا ہے کہ طول اس کا اتنی گز اور عرض چالیس گز ہے۔ سونے چاندی کا ہے جو جو اہرات کے ساتھ مرصع ہے اور وہ لوگ آفتاب پرست ہیں۔

سیدنا حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مکتوب لکھا جس کا مضمون یہ تھا کہ از جانب بندۂ خدا سلیمان بن داؤد بسوئے بلقیس ملکہ شہر سبا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اس پر سلام جو ہدایت قبول کرے۔ اس کے بعد لکھا کہ تم مجھ پر بلندی نہ

چاہو اور میرے حضور مطیع ہو کر حاضر ہو۔ اس پر آپ نے مہر لگائی اور ہد ہد سے فرمایا کہ اس خط کو بلقیس کے پاس لے جاؤ۔ چنانچہ ہد ہد وہ مکتوب گرامی لے کر بلقیس کے پاس پہنچا۔ اس وقت بلقیس کے ارد گرد اس کے اعیان و وزراء کا مجمع تھا ہد ہد نے وہ مکتوب بلقیس کی گود میں ڈال دیا اور وہ اس کو دیکھ خوف سے لرز گئی۔ اور پھر اس پر مہر دیکھ کر کہا۔

اے سردارو! میری طرف ایک عزت والا خط ڈالا گیا ہے۔ وہ سلیمان کی طرف سے ہے اور وہ اللہ کے نام سے ہے جو نہایت مہربان رحم کرنے والا ہے اور اس میں لکھا گیا ہے کہ مجھ پر بلندی نہ چاہو۔ اور مطیع ہو کر میرے حضور حاضر ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُوۡا۟ اۡفۡئۡ
اۡلۡفۡجۡ اۡلۡیَّ جۡشۡبَۡ کَرۡیۡمۡوۡہ
اِنَّہٗ مِوۡنٌ سَّایۡمَاتٌ وَّ
اِنَّہٗ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ
الرَّحِیۡمِ ۚ اَلَّا تَعۡلُوۡا عَلٰی
وَا تُوۡفِیۡ مُسۡلِمِیۡنَ ۚ

رپ ۱۹۔ سورت نمل،

وہ عورت بولی لے سردارو! بے شک میری طرف ایک عزت والا خط ڈالا گیا۔ بے شک وہ سلیمان کی طرف سے ہے اور بے شک وہ اللہ تعالیٰ کے نام سے ہے جو نہایت مہربان رحم والا ہے یہ کہ مجھ پر بلندی نہ چاہو اور گردن رکھتے میرے حضور حاضر ہو۔

بلقیس نے خط کا مضمون سنا کر اپنے اعیان دولت کی طرف متوجہ ہو کر کہا اب بتاؤ تمہاری اس معاملہ میں کیا رائے ہے؟ انہوں نے کہا کہ اگر تیری رائے جنگ کی ہو تو ہم لوگ اس کے لئے تیار ہیں۔ بہادر اور شجاع ہیں صاحب قوت و

توانائی ہیں۔ کثیر فوج رکھتے ہیں۔ اے ملکہ ہم تیرے حکم کے منتظر ہیں۔
 جب بلقیس نے دیکھا کہ یہ لوگ جنگ کی طرف بائل ہیں۔ تو اس نے انہیں
 ان کی راتے کی خطا پر آگاہ کیا اور جنگ کے نتائج سامنے کئے کہ جنگ مناسب
 نہیں ہے۔ اس میں ملک اور اہل ملک کی تباہی و بربادی کا خطرہ ہے۔ اس کے
 بعد اس نے اپنی راتے کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

ہم اس کی طرف ہدیہ بھیجیں۔ اس سے معلوم ہو جائے گا کہ وہ بادشاہ ہیں
 یا نبی۔ کیونکہ بادشاہ عزت و احترام کے ہدیہ قبول کرتے ہیں۔ اگر وہ بادشاہ ہیں تو ہدیہ
 قبول کر لیں گے۔ اور اگر نبی ہیں تو ہدیہ قبول نہ کریں گے اور سوائے اس کے کہ ہم ان
 کے دین کا اتباع کریں وہ کسی بات سے راضی نہ ہوں گے۔

تو اس نے پانچ سو غلام اور پانچ سو بانڈیاں بہترین لباس اور زیورے والے کے
 ساتھ آراستہ کر کے زرنگار زینوں پر سوار کر کے بھیجے اور پانچ سو اینٹیں سونے کی
 اور جواہر سے مرصع تاج اور مشک و عنبر وغیرہ وغیرہ مع ایک خط کے اپنے قاصد
 کے ساتھ روانہ کئے۔

ہدیہ دیکھ کر چل دیا اور اس نے سیدنا حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام
 کے پاس یہ سب خبر پہنچائی۔ آپ نے حکم دیا کہ سونے اور چاندی کی اینٹیں بنا کر
 زعفران کے میدان میں بچھا دی جائیں اور اس کے گرد سونے چاندی سے احاطہ
 کی بلند دیوار بنا دی جائے اور بر و بجر کے خوب صورت جانور اور جنات کے بچے،
 میدان کے دائیں بائیں حاضر کئے جائیں۔

جب بلقیس کا پیامی مع اپنی جماعت کے ہدیہ لے کر سیدنا حضرت سلیمان
 علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس پہنچا تو آپ نے فرمایا۔ تم لوگ اہل مفاخرت و مال دنیا

پر فخر کرتے ہو۔ اور ایک دوسرے کے ہدیہ پر خوش ہوتے ہو۔ مجھے نہ دنیا سے خوشی ہے نہ اس کی حاجت۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اتنا کثیر عطا فرمایا ہے کہ جو دوسروں کو نہیں دیا۔ اس کے باوجود دین و نبوت سے مجھ کو شرف فرمایا۔ اس کے بعد سیدنا حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وفد کے امیر کو فرما دیا کہ یہ ہدیے واپس لے جاؤ اور بتا دو کہ اگر وہ میرے پاس مسلمان ہو کر حاضر نہ ہونے تو اس کا انجام اچھا نہ ہوگا۔

جب قاصد ہدیے لے کر واپس بلقیس کے پاس گئے اور تمام واقعات سنائے تو اس نے کہا بے شک وہ نبی ہیں۔ اور ہمیں ان سے مقابلہ کی طاقت نہیں۔ بلقیس نے اپنا تخت اپنے سات محلوں میں سے پچھلے محل میں محفوظ کر کے تمام دروازے مقفل کر دیئے اور ان پر پہرہ دار مقرر کر دیئے اور سیدنا حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہونے کا انتظام کیا تاکہ دیکھے کہ آپ اس کو کیا حکم فرماتے ہیں اور وہ ایک لشکر گرانے لے کر آپ کی طرف روانہ ہوئی۔ جس میں بارہ ہزار نواب تھے۔ اور ہر نواب کے ساتھ ہزاروں شکری۔ جب اتنے قریب پہنچ گئی کہ حضرت سے صرف ایک کا فاصلہ رہ گیا۔ تو آپ نے فرمایا۔

<p>اے درباریو! تم میں کون ہے کہ وہ اس کا تخت میرے پاس لے آئے قبل اس کے کہ وہ میرے حضور مطیع ہو کر حاضر ہوں ایک بڑا خبیث جن بولا کہ میں وہ تخت حضور میں حاضر کروں گا قبل اس کے کہ حضور اجلاس برخواست کریں</p>	<p>يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَيُّكُمْ يَأْتِينِي بِعَدُوِّهَا قَبْلَ أَنْ يَأْتُونِي مُسْلِمِينَ ه قَالَ عِفْرِيْتُ مِنَ الْجِبْتِ أَنَا أْتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ تَقُومَ مِنْ مَقَامِكَ وَإِنِّي عَلَيْهِ</p>
--	--

لَقَوْمٌ آمِنٌ ۝ فَآلَ
 الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمُ مَن
 الْكِتَابِ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ
 أَن يَنبُرَكَ ۚ إِنِّيكَ طَرَفًا
 فَلَمَّا رَأَاهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهُ قَالَ
 هَذَا مِن فَضْلِ رَبِّي ۝

(پ ۱۹ - سورت نمل)

اور میں بے شک اس پر قوت والا ،
 امانت دار ہوں۔ (آپ نے فرمایا میں
 اس سے جلد چاہتا ہوں تو، اس نے
 عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ
 میں اسے حضور میں حاضر کر دوں گا ایک
 پل مارنے سے پہلے۔ پھر جب سلیمان
 نے تخت کو اپنے پاس رکھا ہوا دیکھا
 تو کہا کہ یہ میرے رب کے فضل سے ہے۔

آپ نے حکم دیا کہ اس کے آنے سے قبل تخت کی وضع بدل دیں تاکہ پتہ
 چلے کہ اس کی عقل کتنی ہے۔ پہچان سکتی ہے یا نہیں۔ جب بلقیس آگئی تو اس سے کہا
 گیا کہ کیا تیرا تخت ایسا ہی ہے؟ بلقیس نے کہا گویا وہی ہے۔ اس جواب سے اس
 کا کمال عقل معلوم ہوا۔ اب اس سے کہا گیا کہ یہ تیرا ہی تخت ہے۔ دروازہ بند
 کرنے۔ قفل لگانے۔ پہرہ دار مقرر کرنے سے کیا فائدہ ہوا۔

بلقیس نے کہا کہ ہر ہر کے واقعہ اور امیر و فد کے بیان سے اللہ تعالیٰ کی
 قدرت اور آپ کی صحت نبوت کا علم ہو چکا تھا۔ جب کہ مشہور تھا کہ بلقیس کی پنڈلی
 پر بال ہیں جیسا کہ اونٹ کی پنڈلی پر ہوتے ہیں۔ تو اس بات کی تحقیق کے لئے سیدنا
 حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک صحن شفاف آگینہ کا تیار کرایا۔ اور اس
 کے نیچے پانی جاری تھا۔ اور اس میں مچھلیاں تھیں۔ اور اس کے وسط میں سیدنا
 حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت تھا۔ جس پر آپ جلوہ افروز ہوئے تو بلقیس کو کہا گیا۔
 اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اس سے کہا گیا صحن میں آ۔ پھر جب اس نے اسے دیکھا اسے گہرا پانی بھی اور اپنی ساق میں کھولیں۔ سلیمان نے فرمایا یہ تو ایک چکنا صحن ہے شیٹوں جڑا۔

قِيلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ
فَلَمَّا رَأَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً
وَّ كَشَفَتْ عَنْهُ سَاقِيهَا
قَالَ إِنَّهُ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ
قَوَارِيرَ ۗ - (پ ۱۹ سورت نمل)

یہ سن کر بلقیس نے اپنی ساقیں چھپا لیں۔ اور اس سے اس کو بہت تعجب ہوا۔ اور اس نے یقین کیا کہ سیدنا حضرت سلیمان علیہ السلام کا ملک و حکومت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور ان عجائبات سے اس نے اللہ کی توحید اور آپ کی نبوت پر استدلال کیا۔ اب سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو اسلام کی دعوت دی تو بلقیس نے اخلاص کے ساتھ توحید و اسلام کو قبول کیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی عبادت اختیار کی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

بلقیس نے کہا اے میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور اب سلیمان کے ساتھ اللہ کے حضور گردن رکھتی ہوں جو رب ہے سارے جہان کا۔

قَالَتْ رَبِّ اِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي
وَ اَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ
لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ -

جب حضرت بلقیس نے اسلام کو قبول کر لیا۔ تو سیدنا حضرت سلیمان علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے ساتھ حفتہ نکاح کیا۔ اس دن جمعہ کا روز تھا۔

(کتاب السبعیات فی مواضع البریات ص ۱۱۸)

محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نکاح حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کیساتھ

محبوب رب العالمین حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جمعہ کے روز نکاح کیا تھا۔ اس نکاح مبارک کی تفصیل فقیر شیخ امام اجل ابو نصر محمد بن عبد الرحمن ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی ”کتاب السبعیات فی مواعظ البریات“ سے نقل کر کے اہل علم حضرات کے حضور پیش کرتا ہے۔ کیونکہ انہوں نے عجیب انداز سے اس واقعہ کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ وہ ہوندا۔

سیدہ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خواب میں دیکھا کہ آفتاب آسمان سے اتر کر میرے گھر داخل ہوا۔ پھر اس کی اتنی روشنی پھیلی کہ مکہ مکرمہ میں کوئی گھر ایسا نہ رہا جو اس کی روشنی سے روشن نہ ہو گیا ہو۔ جب خواب سے بیدار ہوئیں تو اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل سے اپنا خواب بیان کیا۔

وہ بہت بڑے معبر تھے۔ انہوں نے کہا کہ نبی آخر الزمان تیرے خاوند ہوں گے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا کہ یہ نبی کس شہر میں ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ مکہ مکرمہ میں۔ پھر پوچھا کس قبیلے سے تعلق رکھیں گے؟ انہوں نے کہا قبیلہ قریش سے۔ پھر پوچھا کس لطن سے؟ انہوں نے کہا بنی ہاشم سے۔ پوچھا ان کا اسم گرامی کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ ان کا نام مبارک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔ اس کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہمیشہ اس انتظار میں رہیں کہ کس

طرف سے مجھ پر یہ سورج طلوع کرتا ہے۔

ایک روز سید العرب و اعجم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم اپنے چچا ابو طالب کے گھر کھانا تناول فرما رہے تھے۔ آپ کا چچا ابو طالب اور بھوپھی عاتکہ آپ کے حسن اخلاق اور اچھی سیرت دیکھ کر آپس میں کہنے لگے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم جو ان ہو چکے ہیں۔ مگر ہمارے پاس اتنا مال نہیں کہ ہم ان کی شادی کر سکیں۔ یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ آپ کی بھوپھی عاتکہ نے کہا کہ خدیجہ ایک ایسی عورت ہے کہ جو شخص بھی اس کے کاروبار میں شریک کرے اس کی معاشی حالت بہتر ہو جاتی ہے۔ اب اس کا ارادہ ہے کہ ملک شام کی طرف اپنا قافلہ روانہ کرے۔ ہم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کو خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حوالے کریں۔ تاکہ کچھ مال حاصل ہو جس سے ہم آپ کی شادی کا انتظام کر سکیں۔

انہوں نے سید العالمین رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم سے اس معاملہ میں مشورہ کیا۔ حضور اقدس نے اپنی آمادگی کا اظہار فرمایا۔

چنانچہ آپ کی بھوپھی عاتکہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گئیں اور ان کو اپنے مشورے سے آگاہ کیا اور کہا کہ تم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بطور اجیر رکھ لو۔

خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ سن کر سوچ میں پڑ گئیں۔ اور دل میں کہا کہ یہ میرے خواب کی تعبیر معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ ورقہ بن نوفل نے کہا تھا کہ تمہارا خاوند عرب سے ہوگا اور آپ عربی ہیں اور مکی ہاشمی بھی ہیں اور نام مبارک بھی ان کا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم ہے اور صاحب خلق عظیم بھی ہیں۔ خیال آیا کہ ابھی

ان سے عقد نکاح کر لیں۔ مگر کسی مصلحت کی بنا پر رک گئیں۔ یعنی ان کو تہمت سے بچانے کا خطرہ ہوا۔ دل میں کہا کہ ابھی ان کو بطور اجیر رکھ لیتی ہوں۔ پھر اللہ تعالیٰ کوئی اچھی صورت پیدا کر دے گا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عائشہ کو کہا کہ میں ہر اجیر (مزدور) کو بیس دینار دیتی ہوں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پچاس دینار دوں گی۔ عائشہ خوشی خوشی واپس آئیں اور ابوطالب کو سارا حال کہہ سنایا۔ انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کو کہا کہ آپ خدیجہ کے پاس تشریف لے جائیں۔ اور ان کی مرضی کے مطابق کام کریں۔

سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لے گئے مگر طبیعت اداس تھی۔ اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ ادھر قافلہ کی روانگی کا وقت آگیا۔ میسرہ جو خدیجہ کا غلام اور امیر قافلہ تھا نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کو کہا کہ آپ اونٹوں کی قطار کی باگ پکڑ لیں۔ اور شام کی طرف چلیں۔ چنانچہ یہ قافلہ مکہ مکرمہ سے روانہ ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ نے ایک سفید بدلی بھیجی جو امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم پر سایہ کرتی تھی۔ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے غلام میسرہ کو تاکید کر دی تھی کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بہترین کپڑے پہناؤ اور بہترین سواری پر سوار کرو۔ چنانچہ میسرہ نے اپنی مالکہ کے حکم کے مطابق ایسا ہی کیا۔

حبیبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اونٹ پر سوار ہیں اور بدلی سایہ کرتی ہے اور ٹھنڈی ہوا پنکھا ہلاتی ہے۔ جب قافلہ ایک راہب کے عبادت خانہ کے قریب پہنچا جو راستہ میں تھا۔ قافلہ ایک درخت کے نیچے ٹھہرا۔ راہب نے

اپنے عبادت خانہ سے باہر نکلا تو دیکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بادل سایہ کئے ہوئے ہے۔ راہب سمجھ گیا کہ بے شک یہ شخص نبی ہے۔ اس نے قافلہ کی دعوت کی تاکہ صاحب کرامت شخص کا پتہ چلے۔

اہل قافلہ راہب کے عبادت خانہ میں کھانے کے لئے چلے گئے۔ مگر جو مقصود تھا یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کو سوار یوں اور اسباب کی حفاظت کے لئے چھوڑ گئے۔ جب راہب نے عبادت خانہ سے باہر نکل کر دیکھا تو بادل کا سایہ اسی جگہ قائم ہے۔

ہمانوں سے دریافت کیا کہ کیا تمہارا کوئی آدمی اسباب کے پاس تو نہیں ہے انہوں نے کہا کہ ایک سیم مزدور جو اونٹوں کو چراتا ہے اور اسباب کی حفاظت کرتا ہے اس کو اپنے ڈیرہ پر چھوڑ آئے ہیں۔

یہ سن کر راہب سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کے پاس حاضر ہوا اور آپ سے مصافحہ کیا۔ اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے عبادت خانہ کی طرف لے چلا۔ جب حضور اکرم وہاں سے چلے تو راہب نے دیکھا کہ بادل بھی آپ کے ساتھ ساتھ چل رہا ہے جب عبادت خانہ میں آپ داخل ہوئے اور کھانا کھانے کے لئے دسترخوان پر بیٹھے تو راہب نے دیکھا کہ بادل عبادت خانہ کے دروازہ پر کھڑا ہے۔

راہب نے آپ سے دریافت کیا کہ آپ کس شہر کے رہنے والے ہیں؟ آپ نے فرمایا مکہ مکرمہ کے۔ کہا کس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہو؟ فرمایا قبیلہ قریش۔ پھر پوچھا قریش کی کون سی شاخ سے؟ فرمایا بنی ہاشم سے۔ پھر اس نے آپ کا نام مبارک پوچھا؟ فرمایا میرا اسم گرامی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم ہے۔

راہب آپ کے پاؤں مبارک پر گر پڑا۔ اور آپ کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔
اور دل و جان سے پڑھا۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم،

راہب نے کہا کہ ذرا ایک اور نشانی بھی دکھلا دیجئے تاکہ لعیتین میں اضافہ
ہو۔ آپ نے پوچھا وہ کون سی۔ تو راہب نے عرض کی کہ آپ ذرا کندھوں سے کپڑا
اتارو تاکہ میں ختم نبوت کی زیارت کر سکوں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے کندھوں سے کپڑا ہٹایا تو راہب ختم نبوت سے مشرف ہوا۔ الغرض راہب سچا
مسلمان ہو گیا۔

قافلہ شام میں پہنچا، وہاں مال تجارت کی خرید و فروخت کی۔ ان دنوں میں
وہاں یہودیوں کے عید کا دن تھا۔ چنانچہ حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ
علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عیسیرہ تینوں حضرات یہودیوں کی
عید گاہ میں چلے گئے۔ جب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان قندیلوں
پر نظر فرمائی جو زنجیروں سے لٹکی ہوئی تھیں تو تمام زنجیریں ٹوٹ کر گر پڑیں۔ جس
سے یہودی بہت ڈر گئے۔ انہوں نے اپنے علماء سے اس کے متعلق دریافت کیا
تو علماء نے یہود نے کہا کہ تو ریت میں لکھا ہوا ہے کہ جب محمد نبی آخر الزمان،
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم، یہودیوں کی عید گاہ میں تشریف لائیں گے تو
اس وقت یہ علامت ظاہر ہوگی۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ یہاں پر تشریف لائے
ہوئے ہیں۔

یہودیوں کے دنوں میں آخر الزمان نبی کے متعلق حسد کیسہ بھرا ہوا تھا

کہنے لگے کہ اگر ہم نے ان کو دیکھ لیا۔ تو انہیں قتل کر دیں گے۔ انہوں نے آپ کی تلاش شروع کر دی۔

ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور میسرہ جب یہودیوں کے ان عزائم پر مطلع ہوئے تو بہت جلد وہاں سے مکہ مکرمہ کی طرف واپس لوٹنا شروع کیا۔ جب قافلہ مکہ معظمہ سے سات دن کی مسافت پر پہنچا تو میسرہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مکہ مکرمہ کی طرف بھیج دیا تاکہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو قافلہ کی آمد کی خوشخبری سنائیں۔

میسرہ نے ایک عمدہ اونٹنی کو قریشی کپڑے سے مزین کر کے اللہ کے برگزیدہ نبی کو سوار کیا۔ اور ان کو ایک خط دیا جس میں لکھا تھا کہ سیدہ قریش! گزشتہ تمام سالوں سے اس سال تجارت میں زیادہ لفع ہوا ہے۔ سرکار اونٹنی پر سوار مکہ مکرمہ کی طرف رواں دواں ہیں۔

حکم الہی ہوا ہے جسب ریل! میرے محبوب کی اونٹنی کے قدموں کے نیچے کی زمین لپیٹ دو۔ اے اسرائیل! تم ان کے دائیں طرف اور میکائیل آپ کے بائیں جانب محافظ بن جاؤ۔ اے ہادل تم میرے حبیب پر سایہ کرو۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پر نیند سوار کر دی۔ اور سرکار سو گئے۔ اور قدرت الہی سے تھوڑے سے وقت میں آپ مکہ مکرمہ کی سرزمین میں داخل ہو گئے۔

اس وقت حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی باندیوں کے ساتھ بالاحانہ پر تشریف رکھتی تھیں۔ جب انہوں نے شام کی طرف نظر کی تو دیکھا کہ ایک اونٹنی سوار آ رہا ہے جس کے سر پر ہادل نے سایہ کیا ہوا ہے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی باندیوں سے پوچھا کہ تم اس اونٹنی سوار کو جانتی ہو جو تشریف لارہا ہے

ایک باندی نے کہا یہ محمد امین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کے مشا پر معلوم ہوتا ہے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ اگر وہ محمد امین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم ہوں گے تو میں نے ان کی آمد کی خوشی میں تم سب کو آزاد کر دیا۔ اسے میں اللہ کے حبیب خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دروازے کے قریب پہنچ گئے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کا استقبال کیا اور خیر مقدم کیا۔ اور کہا کہ جس اونٹنی پر آپ سوار ہو کر آئے ہیں۔ میں نے اسے آپ کو بطور ہبہ دے دی۔ محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم اپنے چچا کے گھر تشریف لے گئے۔

چند روز کے بعد آپ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان پر تشریف لائے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کی آمد کا سبب دریافت کیا تو فرمایا کہ مجھے چچا اور بھوپھی نے اجرت لینے کے لئے بھیجا ہے۔ ان کا ارادہ ہے کہ وہ میری شادی کریں۔ یہ کہا اور شرم و حیا سے اپنا سر جھکا دیا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا اے محمد! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم، یہ اجرت بہت تھوڑی ہے۔ لیکن اگر آپ چاہیں تو میں آپ کا نکاح ایک ایسی عورت سے کرادوں جو شریف ہے، مال دار بھی ہے۔ عرب و عجم کے امراء اس سے نکاح کرنے کی خواہش رکھتے ہیں مگر وہ نہیں مانتی۔ اگر کہو تو میں اس کے ساتھ تمہارے نکاح کی کوشش کروں؟ البتہ اس میں ایک عیب ضرور ہے کہ پہلے اس کا خاوند گزر چکا ہے۔ اگر آپ اسے قبول کریں تو وہ آپ کی عمر بھر خاوند رہے گی۔

حضرت اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے کسی بات کا جواب دیتے بغیر

واپس پھوپھی کے پاس آگئے۔ اور جو کچھ خدیجہ نے آپ سے کہا تھا وہ پھوپھی کو سنا دیا۔ انہوں نے خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی باتوں کو مسخری اور استہزاء پر محمول کیا۔ چنانچہ آپ کی پھوپھی حضرت خدیجہ کے پاس گئی اور کہا۔ اگر تو صاحب مال و نسب ہے تو ہم بھی بہترین حسب و نسب کے مالک ہیں تو نے میرے بھتیجے سے استہزاء کیوں کیا ہے۔

خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے معذرت کرتے ہوئے کہا کہ تمہارے نسب میں کون استہزاء کر سکتا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ میں نے اپنے آپ کو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم پر پیش کیا تھا۔ اگر آپ مجھے قبول کر لیں تو میں ان کے ساتھ نکاح کر لوں گی ورنہ کسی سے بھی نکاح نہ کروں گی۔

آپ کی پھوپھی حضرت عائشہ نے کہا کیا اس کا علم تیرے چچا زاد بھائی ورنہ بن نوفل کو بھی ہے۔ انہوں نے کہا نہیں۔ لیکن تم اپنے بھائی ابوطالب کو کہو کہ یہ ایک ضیافت کریں اور ورقہ بن نوفل کو اس میں دعوت دیں۔ اور اس دعوت میں ان سے میرا رشتہ طلب کریں۔

حضرت عائشہ واپس آگئیں اور ابوطالب کو ساری کہانی کہہ سنائی۔ انہوں نے ضیافت کی اور اس میں ورقہ بن نوفل کو دعوت دی۔ اور ان سے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا رشتہ طلب کیا۔ تو انہوں نے کہا کہ مجھے پسند ہے مگر اس سے مشورہ کرنے دو۔

چنانچہ وہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر گئے اور اس معاملہ میں ان سے مشورہ کیا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا۔ میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کی بات کو رد نہیں کر سکتی۔ جب کہ وہ صاحب امانت و دیانت اور صاحب

حسب و نسب ہیں۔ ورقہ بن نوفل نے کہا کھدیا بات تو ٹھیک ہے مگر ان کے پاس مال نہیں ہے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ مجھے مال کی ضرورت نہیں ہے میرے پاس بے شمار مال ہے۔ میں تم کو اپنے نکاح کا وکیل بناتی ہوں کہ تم محسّد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے میرا نکاح کر دو۔

ورقہ بن نوفل ابوطالب کے گھر گئے اور خطبہ پڑھ کر کربلا مدینہ کا نکاح، حضرت خدیجہ کے ساتھ کر دیا۔ ورقہ بن نوفل نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم سے عرض کی کہ آپ میرے ساتھ خدیجہ کے گھر چلو۔

چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لے گئے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دروازے پر سو غلام استقبال کے لئے کھڑے کئے ہوتے تھے جن کے ہاتھوں میں موتیوں اور یا قوت اور زبرد سے بھرے طباق تھے۔

جب شہنشاہ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم وہاں پہنچے تو غلاموں نے سب طبق آپ پر بچھا رکئے۔ جب گھر میں داخل ہوئے تو آپ کے لئے دسترخوان بچھایا گیا۔ جس پر لذیذ رنگارنگ کے کھانے چنے گئے۔ دونوں حضرات نے کھانا تناول فرمایا۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو کھانا کھا کر چلے گئے۔ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یا محسّد! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم، میرا تمام مال نفیستہ و جنس جاتیہ اد، محلات، باندیاں اور غلام سب کے سب آپ کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ۔ وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَىٰ۔ یعنی آپ فقیر تھے

مالِ خدیجہ سے آپ کو معنی کر دیا۔

کہا جاتا ہے کہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نکاح کے بعد چوبیس سال پانچ ماہ آٹھ دن سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کے ساتھ رہیں۔ پندرہ برس وحی سے قبل اور باقی وحی کے بعد۔ ان سے سات بچے پیدا ہوئے۔ تین فرزند اور چار صاحب زادیاں۔ ۱۱ فاطمہ، ۱۲ زینب، ۳ رقیہ، ۴ ام کلثوم۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح سیدنا حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے ساتھ۔ اور حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح ابوالعاص کے ساتھ۔ اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح سیدنا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہوا۔ جب حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا رحلت فرما گئیں تو حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا اور یہ سب نکاح بروز جمعہ مبارک ہوئے۔

(کتاب السبعیات ص ۱۲۶)

حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نکاح سیدہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیساتھ

سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کا نکاح ام المومنین سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ بروز جمعہ مبارک وقوع پذیر ہوا۔ مختصر واقعہ اس طرح ہے کہ جب سیدہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا انتقال فرما گئیں تو

سید دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم بڑے غمزہ رہتے۔ اکثر اوقات طبیعت پر پریشانی طاری رہتی۔ اللہ کریم نے اس غم کو مسرت میں تبدیل کرنے کے لئے حضرت جبریل علیہ السلام کو جنت کا ایک کافذ نے کر آپ کی خدمت عالیہ میں بھیجا۔ جس پر سیدہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تصویر منقوش تھی۔ حضرت جبریل علیہ السلام خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور آپ کو اللہ تعالیٰ کا سلام پہنچایا اور عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں نے آسمانوں میں آپ کا نکاح اس باکرہ کے ساتھ کر دیا ہے جس کی صوت اس تصویر میں ہے۔ آپ زمین پر ان سے نکاح کر لیں۔

دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ اس صورت کی لڑکی سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحب زادی حضرت عائشہ صدیقہ ہے۔ آپ نے حضرت صدیق اکبر کو طلب فرما کر ارشاد فرمایا کہ تمہاری صاحب زادی عائشہ کا نکاح اللہ تعالیٰ نے آسمانوں پر میرے ساتھ کر دیا ہے۔ لہذا تم اپنی صاحب زادی کا نکاح زمین پر میرے ساتھ کر دو۔

چنانچہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی صاحب زادی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح سید العرب و العجم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کے ساتھ کر دیا۔

کہا جاتا ہے کہ سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، دوسری انویج پاک پر نین چینوں سے فخر کیا کرتی تھیں۔ ۱ : میرے ساتھ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے نکاح کیا جب کہ میں باکرہ تھی

۲ : اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کو

میرا نکاح آسمانوں میں کیا۔

۱۳ اللہ تعالیٰ نے میری بارات میں آیتیں نازل فرمائیں اور بہتان باندھنے والوں پر لعنت فرمائی۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

بے شک وہ جو عیب لگاتے ہیں
انجان پارسا۔ ایمان والیوں کو۔ ان پر
لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور
ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔ جس
دن ان پر گواہی دیں گے ان کی زبانیں
اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں جو
کچھ کرتے تھے۔

إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ
الْمُحْصِنَاتِ الْغَافِلَاتِ لَعُنُوا
فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ وَ
لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ هَ يَوْمَ
تَشْمَدُ عَلَيْهِمُ السُّنُومُ وَ
أَيْدِيَهُمْ وَ أَرْجُلُهُمْ بِمَا
كَانُوا يَعْمَلُونَ ه

(پ ۱۸ سورت نور)

کتاب السبعیات فی مواعظ البیہات ص ۱۷۴/۱۲۸

مولانا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا نکاح حضرت سیدہ زینہ سے

سیدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مختلف ناموں سے پکارا جاتا ہے

۱: بتول - ۲: زہراء - ۳: طاہرہ - ۴: مطہرہ - ۵: فاطمہ
آپ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔ اور سیدنا امام حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ
عنہما کی والدہ ماجدہ ہیں۔ آپ کا نکاح سیدنا حضرت علی مرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے بروز جمعہ ہوا۔ جس کی تفصیل فقیر کی کتاب نورانی مواعظ حصہ چہارم
میں درج ہے وہاں ملاحظہ فرمائیے۔

جمع کے دن کے نوافل

سیدنا حضرت علی مرتضیٰ شہید خدا

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جمعہ کا سارا دن نماز پڑھنے کے واسطے ہے جو مسلمان حبیب کہ آفتاب نیزہ بھر بلند ہو یا اس سے کچھ زیادہ تو اس وقت کامل وضو کرے۔ اور ایمان یقین سے صبح کی دو رکعت نماز پڑھے تو اللہ تبارک و تعالیٰ دو سو نیکیاں اس کو عطا فرماتا ہے۔ اور اس کی دو سو برائیاں دور کر دیتا ہے۔

اگر کوئی چار رکعت نماز پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے واسطے چار سو درجے بہشت میں بلند کرتا ہے۔

اگر کوئی آدمی آٹھ رکعت نماز پڑھے تو اللہ کریم اس کے لئے آٹھ سو درجے جنت میں بلند کرتا ہے اور اس کے تمام گناہ معاف کر دیتا ہے۔

اگر کوئی بارہ رکعت نماز پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کو دو ہزار اور دو سو نیکیاں مرحمت فرماتا ہے اور دو ہزار دو سو برائیاں مٹا دیتا ہے اور اس کے لئے جنت میں دو ہزار دو سو درجے بلند کرتا ہے۔

(احیاء العلوم جلد اول ص ۲۰۵، غنیۃ الطالبین جلد دوم ص ۱۴۱)

سیدنا حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سید دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص جمعہ کے روز جامع مسجد میں داخل ہو اور نماز جمعہ سے پہلے چار رکعت اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد شریف اور قل ہو اللہ احد پچاس مرتبہ پڑھے تو مرنے سے پہلے اپنا ٹھکانا جنت میں دیکھ لے گا۔

(احیاء العلوم جلد اول ص ۲۰۵)

سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی مسلمان جمعہ کے دن صبح کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھے۔ پھر آفتاب نکلنے تک مسجد میں بیٹھا رہے اور خدا کو یاد کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ اپنے کہم سے اسے ستر درجے بہشت میں عطا فرمائے گا۔ اور ہر درجہ کے درمیان اس قدر فاصلہ ہوگا جتنا کہ تیز رفتار گھوڑے کی دوڑ ہوتی ہے جو ستر سال دوڑے۔

اور اگر کوئی جمعہ کی نماز باجماعت پڑھے تو اس کو بہشت میں پچاس درجے عطا کئے جائیں گے۔ اور ہر درجہ کے درمیان اس قدر فاصلہ ہوتا ہے جتنا تیز گام گھوڑا پچاس سال دوڑ کر فاصلہ طے کرتا ہے۔

اور جو کوئی عصر کی نماز باجماعت ادا کرتا ہے تو وہ ایسا ہوتا ہے کہ گویا، اس نے سیدنا حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد میں سے آٹھ غلاموں کو آزاد کیا ہو۔

اور اگر کوئی مغرب کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرے تو گویا وہ ایک مقبول حج اور مقبول عمرہ ادا کرتا ہے۔

سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی مسلمان جمعہ کے دن ظہر اور عصر کی نماز کے درمیان دو رکعت نماز ادا کرے۔ پہلی رکعت میں الحمد شریف ایک مرتبہ اور آیت الکرسی ایک مرتبہ اور قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ پچیس مرتبہ پڑھے۔ اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ ایک دفعہ اور قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ایک دفعہ اور قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ

بیس مرتبہ پڑھے اور سلام پھیرنے کے بعد پچاس مرتبہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ
إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ۔ پڑھے تو یہ شخص اپنے مرنے سے پہلے ہی
نواب میں اپنے پروردگار کی زیارت کا شرف حاصل کر لے گا۔ اور یہ بھی دیکھ
لے گا کہ بہشت میں میری جگہ کہاں ہے۔

(غنیۃ الطالبین جلد دوم ص ۱۴۱)

ایک روایت میں ہے کہ ایک اعرابی دربار رسالت میں حاضر ہوا۔ اور عرض
کی یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم۔ ہم لوگ مدینہ طیبہ سے بہت
فاصلہ پر ایک جنگل میں رہتے ہیں۔ اور اتنی طاقت نہیں کہ ہر جمعہ میں ہم آپ کی خدمت
اقدم میں حاضر ہو سکیں۔ آپ مجھے کوئی ایسی تدبیر بتادیں کہ میں اپنی قوم میں جمعہ
کی فضیلت اور جماعت کی حاضری کی بزرگی حاصل کر سکوں۔ اور اپنی قوم کے
لوگوں کو بھی اس سے خبردار کروں۔

تو اس کے جواب میں رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے فرمایا
کہ اے اعرابی جمعہ کے دن جب آفتاب بلند ہو تو اس وقت دو رکعت نماز پڑھا
کہ اور اس کی پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ اور قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ
الْفَلَقِ اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ اور قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ
التَّائِبِ پڑھنا۔ سلام کے بعد بیٹھ کر سات دفعہ آیت الکرسی پڑھنا۔
اور اس کے بعد چار چار رکعت کر کے آٹھ رکعت نماز پڑھنا۔ اور سلام کے
بعد ستر مرتبہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ پڑھنا
اس خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم
کا حازر ہے جو مومن مرد یا عورت اس نماز کو ویسا ہی ادا کرے جیسا میں نے فرمایا

ہے۔ تو میں اس بات کا ضامن ہوں کہ وہ بہشت میں داخل ہوگا۔ اور ابھی وہ
اپنی جگہ سے نہ اٹھے گا کہ اللہ کریم اس کے ماں باپ کو بخش دے گا۔ جب
کہ وہ مسلمان ہوں گے۔ اور عرش کے نیچے سے ایک پکارنے والا یہ صدا
دے گا کہ جس قدر تو نے پہلے گناہ کئے تھے وہ سب بخش دینے گئے ہیں اور
اب نئے سرے سے عمل شروع کر۔ اور آپ نے اس نماز کی بڑی فضیلت بیان
فرمائی۔

(غنیۃ الطالبین جلد دوم ص ۱۴۲)

ہفت روزہ کا

دن

یعنی سنیچر

سنیچر کا دن یہودیوں کا عید کا دن ہے اور عبادت کا دن ہے۔ سیدنا حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنی اسرائیل کو حکم دیا تھا کہ وہ ہفتہ بھر میں ایک دن ایسا مقرر کریں جس میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کریں۔ تو انہوں نے سنیچر کا دن عبادت کے لئے پسند کیا۔ اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اسی دن اشیاء کو پیدا کرنے سے فراغت حاصل کی تھی۔ العیاذ باللہ۔

(عجائب المخلوقات ص ۴۳)

گویا ان بد مذہبوں کے نزدیک اللہ تعالیٰ سنیچر کے روز چھٹی کرتا ہے۔ اور کوئی کام نہیں کرتا۔ حالانکہ یہ عقیدہ سراسر اسلامی عقیدہ کے خلاف ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر روز نئے کام میں ہوتا ہے۔ سنیچر کا دن مکرو فریب کا دن ہے۔

سیدنا حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہم سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم سے دنوں کے متعلق پوچھتے تھے۔ جب سنیچر کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ دن مکرو فریب کا دن ہے۔

عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم وہ کیسے؟ تو فرمایا کہ۔
اہل قریش نے اسی دن دارالندوہ میں میرے ساتھ مکہ و فریب کیا تھا۔

رفیقہ الطاہرین جلد دوم ص ۷۳

دارالندوہ ایک سرانے کا نام ہے جس کو اہل مکہ نے تعمیر کیا تھا۔ اس
میں سب قریش کے سردار جمع ہوئے اور آپس میں مشورہ کیا کہ کسی طرح رسول خدا
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کو معاذ اللہ شہید کر دیں۔ تو اس وقت اللہ تعالیٰ
نے اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کو حکم فرمایا کہ
آپ یہاں سے ہجرت کر جائیں۔

سینچر کے اسم و وقت

۱ : قوم نوح نے سیدنا حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مکہ و فریب کیا
تھا۔ جس کی وجہ سے طوفان کے عذاب سے ہلاک ہو گئے۔

۲ : قوم صالح نے سیدنا حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مکہ کیا اور عذاب
الہی میں گرفتار ہو کر ہلاک ہو گئے۔

۳ : سیدنا حضرت یوسف علی بنیٰنا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ آپ کے
بھائیوں نے مکہ کیا اور مستحق ملامت ہو گئے۔

۴ : سیدنا حضرت موسیٰ علی بنیٰنا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ آپ کی قوم
نے مکہ و فریب کیا اور ذلت و رسوائی کے مستحق ہو گئے۔

۵ : سیدنا حضرت عیسیٰ علی بنیٰنا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ نبی اسرائیل نے
مکہ کیا اور مستحق امانت و لعنت ہو گئے۔

۶ : رُوَسَا نَے قریش نے محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک
 وسلم کے ساتھ مکرو فریب کیا تھا اور عذاب و عقوبت کے مستحق ہو گئے۔
 ، : بنی اسرائیل نے اللہ واحد و قہر کی نہی کے ساتھ مکرو کیا تھا اور
 مسخ و لعنت کے مستحق ہو گئے۔

کتاب السبعیات ص ۶

قوم نوح کا

سیدنا حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ مکرو

قوم نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مکرو کو اللہ تعالیٰ نے بڑا مکرو فرمایا ہے

ارشاد ہوتا ہے۔

اور بہت بڑا واؤ کھیلے اور بولے ہرگز
 نہ چھوڑنا اپنے خداؤں کو اور ہرگز نہ
 چھوڑنا وود اور سواع اور یغوث
 اور یعوق اور نسر کو۔

وَمَكُرُوا مَكْرًا مُّخْتَارًا
 وَقَالُوا لَا تَنْزِلُنَا الْإِيمَانُ
 وَلَا تَنْزِلُنَا وَدًّا وَلَا سَوْعَا
 وَلَا يَغُوثَ وَلَا يَعُوقَ وَ

نَسْرًا - (پ ۲۹ سورت نوح)

سیدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ سیدنا حضرت
 نوح علیہ السلام چالیس سال کے بعد مبعوث ہوئے اور نو سو سال اپنی قوم کو دعوت
 فرماتے رہے۔ مگر قوم میں سے بہت تھوڑے لوگ مسلمان ہوئے۔ اکثریت
 نے آپکی تکذیب کی۔ اور آپ کو چھوڑنا بتایا اور مذبذب کہا۔ اور قتل کی دھمکیاں دیں۔
 اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ
فَكَذَّبُوا عَبْدَنَا وَقَالُوا
مَجْنُونٌ وَازْدُجِرَ ه
فَدَعَا رَبَّهُ أَنِّي م
مَغْلُوبٌ فَأَنْتَصِرُ ه

(پ ۲۷ - سورت قمر)

ان سے پہلے نوح علیہ الصلوٰۃ و
السلام کی قوم نے جھٹلایا تو ہمارے
بندہ کو جھوٹا بتایا اور بولے وہ
مجنون ہے اور اسے جھڑکا۔

حضرت سیدنا نوح علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے قوم کو بہت
سمجھایا۔ اور فرمایا کہ اگر تم ایمان نہ لاؤ گے اور معاصی کو نہ چھوڑو گے۔ تو تم پر
عذاب الہی نازل ہو گا جس سے تم نہ بچ سکو گے۔ قوم بدشعار نے سچانے
ڈرنے کے کہا۔ اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو تو عذاب لا کر دکھاؤ۔ اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے۔

قَالُوا يَا نُوحُ قَدْ جَاءَنَا
فَأَكْثَرْتَ حِدَنَا فَأْتِنَا
بِمَا تَعِدُنَا إِنْ كُنْتَ
مِنَ الصَّادِقِينَ ه
قَالَ إِنَّمَا يَأْتِيكُمْ بِهِ
اللَّهُ إِنْ شَاءَ وَمَا أَنْتُمْ
بِمُعْجِزِينَ ه

(پ ۱۲ - سورت ہود)

بولے لے نوح تم ہم سے جھگڑے
اور بہت ہی جھگڑے۔ تو لے آؤ
جس کا ہمیں وعدہ دے رہے
ہو اگر تم سچے ہو۔ بولا وہ تو اللہ
تم پر لائے گا اگر چاہے اور تم تھکا
نہ سکو گے۔

سیدنا حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خداوند کریم نے بتا دیا کہ جتنے

لوگ ایمان لایچکے ہیں ان کے سوا باقی قوم کے لوگ ایمان نہ لائیں گے۔ لہذا تم کو کسی قسم کا غم نہ کھانا چاہئے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اور نوح علیہ السلام، کو وحی کی گئی کہ تمہارے قوم سے مسلمان نہ ہوں گے مگر جتنے ایمان لایچکے تو غم نہ کھا اس پر جو وہ کرتے ہیں۔

وَأَوْحَىٰ إِلَىٰ فُؤَادِهِ
لَنْ نُؤْمِنَهُمْ قَوْمًا
إِلَّا مَنًّا قَدْ آمَنَّا
فَلَا تَبْتَئِنَّا بِمَا كَانُوا
يَفْعَلُونَ - (پ ۱۳ سورت ہود)

انور کارسیدنا حضرت نوح علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام قوم کے ایمان لانے سے مایوس ہو گئے۔ اور ان کی شرارتوں سے تنگ آکر ان کے لئے بد دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ ایک کشتی بناؤ۔ ایک طوفان آنے گا جس میں یہ ظالم قوم غرق ہوگی۔ اور تم اور تمہارے فرمان بردار کشتی میں سوار ہو جانا۔ ارشاد خداوندی ہے۔

اور کشتی بناؤ ہمارے سامنے اور ہمارے حکم سے اور ظالموں کے بارے میں مجھ سے بات نہ کرنا وہ ضرور ڈوبائے جائیں گے۔

وَاصْنَعِ الْفُلَکَ بِأَعْيُنِنَا
وَرَحْمَتِنَا وَلَا تُخَاطِبُنِي
فِي الْذُنُوبِ ظَلَمْتُمْ
إِنَّمَا مَغْرَقُونَ -

پ ۱۳ - سورت ہود

حدیث شریف میں ہے کہ سیدنا حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بحکم الہی سال کے درخت بوائے۔ بیس سال میں یہ درخت تیار ہونے لگا۔ اس عرصہ میں مطلقاً کوئی بچہ پیدا نہ ہوا۔ اس سے پہلے جو بچے پیدا ہو چکے

تھے وہ بالغ ہو گئے اور انہوں نے بھی سیدنا حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوت قبول کرنے سے انکار کر دیا اور سیدنا حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کشتی بنانے میں مشغول ہو گئے۔ جب قوم آپ کو دیکھتی تو کہتی اے نوح! یہ کیا کرتے ہو؟ آپ فرماتے ایسا مکان بنانا ہوں جو پانی پر چلے۔ پس کہتے کیوں کہ آپ کشتی جنگل میں بناتے تھے جہاں دور دور تک پانی نہ تھا۔ اور وہ لوگ تسخر سے یہ بھی کہتے تھے کہ پہلے تو آپ نبی تھے اور اب بڑھتی بن گئے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَيَصْنَعُ الْفُلَّكَ تَفْ حُلْمًا
مَرَّ عَلَيَّ مَلَاةٌ مِّنْ قَوْمِهِ
سَخِرُوا مِنْهُ قَالَ اِنَّ
تَسَخَرُوا مِنِّي فَاِنَّا نَسْخَرُ
مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُونَ
فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ مَنْ
يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ
وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيمٌ

(پ ۱۳ - سورت ہود)

اور نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کشتی بناتا ہے اور جب اس کی قوم کے سردار اس پر گزرتے تو اس پر ہنستے۔ بولا اگر تم ہم پر ہنستے ہو تو ایک وقت ہم تم پر ہنسیں گے۔ جیسا تم ہنستے ہو۔ تو اب جان لو گے کس پر آتا ہے وہ عذاب کہ اسے رسوا کرے۔ اور اترتا ہے وہ عذاب جو ہمیشہ رہے۔

سیدنا حضرت نوح علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے دو سال کے اندر کشتی تیار فرمائی۔ اس کی لمبائی تین سو گز۔ اور چوڑائی پچاس گز۔ اونچائی تیس گز تھی۔ اس میں اور اقوال بھی ہیں، اس کشتی میں تین درجے بنائے گئے طبقہ زیریں میں وچوٹس اور درندے اور زہریلے جانور۔ اور درمیانی طبقہ میں چوپائے

وغیرہ۔ اور طبقہ اعلیٰ میں خود سیدنا حضرت نوح علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے ساتھی۔ اور سیدنا حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا جسد مبارک جو عورتوں اور مردوں کے درمیان حائل تھا۔ اور کھانے وغیرہ کا سامان تھا۔ پر ندے بھی اوپر ہی کے طبقہ میں تھے۔

تفسیر خازن و مدارک وغیرہ

حکم الہی ہوا کہ ہر جنس کا ایک ایک جوڑا نر اور مادہ۔ اور اپنے گھر والے اور باقی مسلمانوں کو کشتی میں سوار کر دو۔ چنانچہ سیدنا حضرت نوح علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سب کو سوار کیا۔ جانور آپ کے پاس خود بخود آتے تھے اور آپ کا داہنا ہاتھ نر پر اور بائیں مادہ پر پڑتا تھا۔ اور آپ سوار کرتے جاتے تھے۔ مع تامل نے کہا کہ کل مرد اور عورت بہتر (۲) تھے۔ ارشاد باری تعالیٰ

ہم نے فرمایا کشتی میں سوار کر لے ہر جنس میں سے ایک جوڑا نر و مادہ اور جن پر بات پڑ چکی ہے ان کے سوا اپنے گھر والوں اور باقی مسلمانوں کو اور ان کے ساتھ مسلمان نہ تھے مگر تھوڑے۔

فَلَمَّا اخْتَلَفْنَا فِيهَا امْتًا
وَجَعَلْنَا امْتًا
اَهْلًا اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْنَا
الْقَوْلُ وَمَنْ اَمِنَ ط وَمَا
اَمِنَ مَعَهُ اِلَّا قَلِيلٌ ؕ

اب عذاب یعنی طوفان کا وقت آگیا۔ آسمانوں سے زور کی بارش ہوئی جو چالیس روز متواتر برستی رہی۔ ادھر زمین سے اس قدر پانی نکلا کہ تمام زمین مثل چشموں کے ہو گئی۔ ارشاد باری ہے۔

فَفَتَحْنَا ابْوَابَ السَّمَاءِ
تو ہم نے آسمان کے دروازے کھول دیے۔

دیتے۔ زور سے بہتے پانی سے او
زمین چٹھے کر کے بہادی تو دونوں
پانی مل گئے اس معتمد پر جو مقدر
تھی۔

بِمَاءٍ مِّنْهُمِ ۖ وَ فَجَّرْنَا
الْأَرْضَ عُيُونًا فَالْتَمَى
الْمَاءُ عَلَىٰ أَمْرٍ قَدْ
قُدِرَ . (پ ۲۷ - سورت قمر)

یہ اتنا بڑا طوفان تھا جو پہاڑوں کی چوٹیوں اور درختوں اور بلند
عمارتوں کے سروں پر سے گزر گیا۔ اس میں تمام دشمنان دین ہلاک ہو گئے
اور سیدنا حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام بہ اپنے ساتھیوں کے محفوظ رہے
اللہ واحد قہار فرماتا ہے۔

تو انہوں نے اسے جھٹلایا تو ہم
نے اسے اور جو اس کے ساتھ کشتی
میں تھے ان کو نجات دی۔ اور
انہیں ہم نے نایتب کیا اور جنہوں
نے ہماری آیتیں جھٹلائیں ان کو
ہم نے ڈبو دیا تو دیکھو ڈر لے ہوئے
کا انجام کیسا ہوا۔

فَكَذَّبُوهُ فَنَجَّيْنَاهُ وَمَنْ
مَعَهُ فِي الْفُلِّ وَجَعَلْنَا
هُمُ خَلِيفَتَهُ فَأَغْرَقْنَا
الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا
فَا نْظُرْ كَيْفَ كَانَتْ
عَاقِبَةُ الْمُتَكَبِّرِينَ
(پ ۱۱ - سورت یونس)

قوم صالح علیہ السلام کا آپ کی اونٹنی کیساتھ مکہ

قوم ثمود نے یہ مکہ بروز سینچر کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

اور انہوں نے اپنا سامکھ کیا اور ہم
نے اپنی خضیہ تدبیر فرمائی اور وہ غافل

وَمَكْرُؤًا مَّكْرًا ۚ وَ مَكْرُؤًا
مَّكْرًا ۚ وَ هُمْ لَا يَشْعُرُونَ

رہے تو دیکھو کیسا انجام ہوا ان کے
مکر کا۔

فَانظُرْ كَيْفَ كَانَتْ
عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ۔

پ ۱۹۔ سورت نمل

قوم ثمود نے سیدنا حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام سے معجزہ طلب
کیا تھا۔ تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو پتھر سے حکیم الہی اونٹنی پیدا ہوئی
آپ نے فرمایا کہ اس اونٹنی کو زمین میں چرنے دینا کوئی تکلیف نہ دینا ورنہ دنیا
ہی میں گرفتار عذاب ہو گے۔ اور مہلت نہ پاؤ گے۔ مگر بد بخت قوم نے اونٹنی کی
کوچیس کاٹ دیں۔ تو سیدنا حضرت صالح علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام
نے فرمایا کہ بس اب جمعہ تک تین دن جو کچھ دنیا کا عیش کرنا ہے کر لو۔ شنبہ
(سینچر) کو تم پر عذاب آئے گا۔ پہلے روز تمہارے چہرے زرد ہو جائیں گے
دوسرے روز سرخ اور تیسرے روز جمعہ کو سیاہ اور سینچر کو عذاب نازل ہو جائے
گا۔ پچنانچہ ایسا ہی ہوا کہ شنبہ کو (سینچر) سیدنا جبریل علیہ السلام کی چنگھاٹ سے
سب ہلاک ہو گئے۔

اور ظالموں کو چنگھاٹ نے آیا تو صبح
اپنے گھروں میں گھسٹنوں کے بل
پڑے رہ گئے گویا کبھی یہاں بسے
ہی نہ تھے۔ سن لو بے شک ثمود اپنے
رب سے منکر ہوئے، اے لعنت
ہو ثمود پر۔

اَخَذَ الَّذِينَ ظَلَمُوا
الصَّيْحَةَ فَأَصْبَحُوا فِي
اَرِهِيْمَ جَثِيْمًا ؕ كَانُ
لَهُمْ يَفْنُوْنَ فِيهَا اَلَا اِنَّ
ثَمُوْدَ كَفَرُوْا رَبَّهُمْ
اَلَا بُدَّ لِثَمُوْدَ ؕ

(پ ۱۷۔ سورت ہود)

سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کا حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مکر

سیدنا حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ آپ کے بھائیوں نے بروز ہفتہ مکر کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

کہا یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام،
نے اے میرے بچے اپنا خواب
اپنے بھائیوں نہ کہنا کہ وہ تیرے
ساتھ کوئی چال چلیں گے بے شک
شیطان آدمی کا کھلا دشمن ہے۔

قَالَ يُبْنَىٰ لَا تَقْصُرْ
رَوْيَاكَ عَلَىٰ إِخْوَتِكَ
فَيَكِيدُوا لَكَ كَيْدًا
إِنَّ الشَّيْطَانَ لِلْإِنْسَانِ
عَدُوٌّ مُّبِينٌ ۝

(پ ۱۳ - سورت یوسف)

خلاصہ اس مکر و فریب کا یہ ہے کہ سیدنا حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفقت و محبت پر نسبت دوسرے بھائیوں کے سیدنا حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ زیادہ تھی۔ اس کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی والدہ کا ان کی صغیر سنی میں انتقال ہو گیا تھا اس لئے وہ مزید شفقت و محبت کے مورد تھے۔ دوسرے سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام میں رشد و نجات کی وہ نشانیاں پائی جاتی تھیں جو دوسرے بھائیوں میں نہیں تھیں۔

اسی وجہ سے سیدنا حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرت یوسف

علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ زیادہ محبت تھی۔ بھائیوں کو اپنے والد ماجد کا سیدنا حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام سے زیادہ محبت فرمانا شاق گزرا۔ چنانچہ بھائیوں نے ارادہ کیا کہ کسی مکر و فریب سے سیدنا حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درمیان جدائی پیدا کریں تاکہ والد صاحب جب یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہ دیکھیں گے تو آپ ہم سے محبت کریں گے۔ اور آپ ہمارے چہروں کو دیکھیں گے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

جب بولے کہ ضرور یوسف علیہ السلام، اور اس کا بھائی ہمارے باپ کو ہم سے زیادہ پیارے ہیں اور ہم ایک جماعت ہیں بے شک ہمارے باپ صراحتاً ان کی محبت میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مار ڈالو یا کہیں زمین میں پھینک دو گے تمہارے باپ کا منہ صرف تمہاری ہی طرف رہے۔ اور اس کے بعد پھر نیک ہو جانا۔

اِذْ قَالُوا لَيُوسُفُ وَأَخُوهُ
أَحَبُّ إِلَيْنَا مِمَّا وَ
نَحْنُ عُمَّالَةٌ لِّآلِ
أَبَانَا لَنَجِدَ صَلِيلًا مِّمَّنْ
اِفْتَلَوْا يُوسُفَ أَوْ
أَرْضًا يَخْلُ نَعْمَ وَجِبْ
أَبِيكُمْ وَتَكُونُوا مِنْ
بَعْدِهِ قَوْمًا صَالِحِينَ
(پ ۱۲ - سورت یوسف)

مگر قدرت الہی سے ان کا یہ مقصد حاصل نہ ہوا۔ باپ سے ان پیارے فرزند سیدنا حضرت یوسف علی بنینا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جدا تو کر دیا مگر

سیدنا حضرت یعقوب علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام آنکھوں سے نابینا ہو گئے نہ تو ان کے چہروں کو دیکھ سکتے تھے اور نہ ہی ان کے دل سے سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام کی محبت کم ہوتی بلکہ پہلے سے کہیں زیادہ محبت کا اظہار فرماتے تھے۔
 (کتاب السبعیات ص ۱۱)

سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کیساتھ فرعون کا مکہ

فرعون نے جو مکہ و فریب سیدنا حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیا تھا وہ بھی بروز سینچر وقوع پذیر ہوا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

بولے (فرعونی)، بے شک یہ دونوں ضرور جادوگر ہیں۔ چاہتے ہیں کہ تمہیں تمہاری زمین سے اپنے جادو کے زور سے نکال دیں۔ اور تمہارا اچھا دین لے جائیں تو اپنا دانتوں دسکر، پکا کر لو پھر پرا بانڈھ کر آؤ اور آج مراد کو پہنچا جو غالب رہا۔

قَالُوا إِنَّا هَذَا إِنَّا
 لَسِحْرَانِ إِنَّا يُرِيدَانِ
 أَنَّا يُخْرِجُكُمْ مِّنْ
 أَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَ
 يُدْهَبَا بِطَرِيقَتِكُمُ
 الْمَشْأَىٰ ۚ فَأَجْمِعُوا
 كَيْدَكُمْ ثُمَّ اسْتَوَاصِفَا
 وَقَدْ أَفْلَحَ الْيَوْمَ مِن
 اسْتَعْلَىٰ ۚ

(پ ۱۶ - سورت ظہر)

جادوگروں کا یہ واقعہ بالتفصیل ہم نے مشکل کے دن میں بیان کر دیا ہے وہاں دیکھو۔

سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے یہودیوں کا مکر

سیدنا حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہودیوں نے جو مکر و فریب کیا تھا وہ بھی سینچر کے دن تھا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اور کافروں نے مکر کیا اور اللہ نے ان کے ہلاک کی خفیہ تدبیر فرمائی۔ اور اللہ تعالیٰ کے سب سے بہتر چھپی تدبیر والا ہے۔

وَمَكْرُؤًا وَّمَكْرًا
اللَّهُ ط وَاللَّهُ خَيْرُ
الْمَا كَرْتَيْنِ ۝
(پ ۳ - سورت آل عمران)

یعنی کفار بنی اسرائیل نے سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مکر کیا کہ دھوکے کے ساتھ آپ کے قتل کا انتظام کیا۔ اور اپنے ایک شخص کو اس کام پر مقرر کر دیا۔ تو اللہ واحد قہار نے ان کے مکر کا بدلہ دیا کہ سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آسمان پر اٹھا لیا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شبابہت اس شخص پر ڈال دی جو ان کے قتل پر آمادہ ہوا تھا۔ چنانچہ یہودیوں نے اس کو اسی شبہ پر قتل کر دیا۔ اللہ تعالیٰ اس واقعہ کو تفصیل سے بیان فرماتا ہے۔

اور ان کے اس کہنے پر کہ ہم نے مسیح عیسیٰ بن مریم اللہ تعالیٰ کے رسول کو کو شہید کیا۔ اور بت یہ کہ انہوں نے نہ اسے قتل اور نہ اسے سولی دی بلکہ ان کے لئے ان

وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا عِيسَى
ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ
وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ
وَلَكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ط
(پارہ ۶ - سورت نساء)

کی شبیہ کا ایک بنا دیا گیا۔

اہل سیرت بیان فرماتے ہیں کہ جس شخص کو سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ و السلام کا شبیہ بنایا گیا تھا۔ اس کا نام اشیوع تھا۔

دکتاب التبعیات ص ۱۴۱

اللہ تعالیٰ کے اشیوع کو پچاس برس تک تربیت دی تاکہ سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ و

لطیفہ

السلام کا فدیہ بنایا جائے۔ اور فرعون کی چار سو سال مختلف نعمتوں سے تربیت فرمائی تاکہ اس کو سیدنا حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا فدیہ بنایا جائے۔ اور اسی طرح خدا تعالیٰ نے چار ہزار سال جنت میں دنبہ کو پالا تاکہ اسے سیدنا حضرت اسماعیل علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا فدیہ بنایا جائے۔ اسی طرح یہود و نصاریٰ اور کفار و مشرکین کو تربیت دے کر ان کو پہلے دینیں تاکہ عذاب نار سے امت محمدیہ کا فدیہ بن سکیں۔

تقدیر الہی میں تھا کہ سیدنا حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو آسمانوں پر لے جایا جائے۔

لطیفہ

تو اس کا سبب یہود کی اذا بنایا۔ اسی طرح حکمت الہی نے چاہا کہ سیدنا حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو مصر کا بادشاہ بنایا جائے تو اس کا سبب آپ کے بھائیوں کا حسد بنایا۔

اسی طرح رب کریم نے چاہا کہ میرا عفو و غفران امت محمدیہ

علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں ظاہر ہو تو اس کا سبب اہلس طعون کا دوسوہ بنایا اسی لئے کہا گیا ہے کہ اگر تین چپیزیں نہ ہوتیں تو تین چپیزیں ضائع ہو جاتیں

- ۱۔ اگر مومن نہ ہوتا تو جنت کی نعمتیں ضائع ہو جاتیں۔
- ۲۔ اگر کافر نہ ہوتا تو دوزخ کی آگ ضائع ہو جاتی۔
- ۳۔ اگر عاصی و گنہگار نہ ہوتا تو رحیم کی رحمت کا پتہ نہ چلتا۔

(کتاب السبعیات ص ۱۵)

دارالندوہ میں حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ قریش کا مکر

قریش دارالندوہ میں جمع ہوئے اور انہوں نے محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ مکر کیا۔ وہ دن بھی سینچر کا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اور اے محبوب یاد کرو جب کافر
تمہارے ساتھ مکر کرتے تھے کہ
تمہیں بند کر لیں۔ یا شہید کر دیں
یا نکال دیں اور وہ اپنا سا مکر
کرتے تھے اور اللہ اپنی خفیہ
تدبیر فرماتا تھا اور اللہ کی خفیہ تدبیر

وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ
كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ أَوْ
يَسْلُوكَ أَوْ يُخْرِجُوكَ
وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ
اللَّهُ ط وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَكْرِينِ

(پ ۹ - سورت لفال)

سب سے بہتر۔

اس کا مختصر واقعہ یہ ہے۔

سیدنا حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ۔
کفار قریش دارالندوہ (کمیٹی گھر) میں رسول کریم رؤف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و
بارک وسلم کی نسبت مشورہ کرنے کے لئے جمع ہوئے۔ اور اہلبین لعین
ایک بوڑھے کی صورت میں آیا اور کہنے لگا کہ میں شیخ نجد ہوں مجھے تمہارے
اجتماع کی اطلاع ہوئی تو میں آیا۔ مجھ سے تم کچھ نہ چھپانا میں تمہارا رفیق ہوں۔ اور
اس معاملہ میں بہتر رائے سے تمہاری مدد کروں گا۔

انہوں نے اس کو شامل کر لیا۔ اور محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ
و بارک وسلم کے متعلق رائے زنی شروع ہوئی۔

ابو البختری نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ و بارک
وسلم کو پکڑ کر ایک مکان میں قید کر دو۔ اور مضبوط بندشوں سے باندھ دو۔ دروازہ
بند کر دو صرف ایک سواخ چھوڑ دو جس سے کبھی کبھی کھانا پانی دیا جائے۔ اور وہیں
وہ ہلاک ہو کر رہ جائیں۔

اس پر شیطان لعین جو شیخ نجدی بنا ہوا تھا بہت ناخوش ہوا اور کہا کہ
یہ نہایت ناقص رائے ہے۔ جب یہ خبر شہور ہوگی تو ان کے اصحاب آئیں گے۔
اور تم سے مقابلہ کریں گے اور ان کو تمہارے ہاتھ سے چھڑالیں گے۔ حاضرین نے کہا
شیخ نجدی ٹھیک کہتا ہے۔

پھر ہشام بن عمرو کھڑا ہوا۔ اس نے کہا میری رائے یہ ہے کہ ان کو محمد
صلی اللہ تعالیٰ علیہ و بارک وسلم کو اونٹ پر سوار کر کے اپنے شہر سے نکال دو۔
پھر وہ جو کچھ بھی کریں۔ اس سے تمہیں کچھ ضرر نہیں۔

ابلیس نے اس راتے کو بھی ناپسند کیا اور کہا کہ جس شخص نے تمہارے
 ہوش اڑا دیئے اور تمہارے دانش مندوں کو حیران کر دیا۔ اس کو تم دوسروں
 کی طرف بھیجتے ہو۔ تم نے اس کی شیریں کلامی سیف زبانی، دل کشی نہیں دیکھی
 ہے۔ اگر تم نے ایسا کیا تو وہ دوسری قوم کے قلوب مسخر کر کے ان لوگوں کیساتھ
 تم پر چڑھائی کریں گے۔ اہل مجمع نے کہا کہ شیخ سجدی کی راتے ٹھیک ہے۔
 اس پر ابو جہل کھڑا ہوا۔ اور اس نے یہ راتے دی کہ قریش کے ہر سرخاندان
 سے ایک ایک عالی نسب جو اہل منتخب کیا جائے۔ ان کو تیز تلواریں دی، حاتیں۔
 وہ سب یکبارگی حضرت پر حملہ آور ہو کر قتل کر دیں تو بنی ہاشم قریش کے تمام
 قبائل سے نہ لڑ سکیں گے۔ غایت یہ ہے کہ خون کا معاوضہ دینا پڑے وہ دے
 دیا جائے گا۔

ابلیس لعین نے اس تجویز کو پسند کیا اور ابو جہل کی بہت تعریف کی اور
 اسی پر سب کا اتفاق ہو گیا۔

سیدنا حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سید دو عالم صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وبارک وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ گزارش کیا۔ اور عرض کیا کہ حضور اپنی
 خواب گاہ میں رات کو نہ رہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اذن دیا ہے کہ آپ مدینہ
 طیبہ کا عزم فرمائیں۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے سیدنا حضرت علی رضی رضی
 اللہ تعالیٰ عنہ کو رات میں اپنی خواب گاہ پر رہنے کا حکم دیا۔ اور فرمایا کہ ہماری چادر
 شریف اوڑھ لو۔ تمہیں کوئی ناگوار بات پیش نہ آئے گی۔ اور حضور دولت سرانے
 اقدس سے باہر تشریف لائے اور ایک مشت خاک دست مبارک میں لی۔ اور یہ آیت

إِنَّا جَعَلْنَا فِيْ أَعْيُنِنَا قَبِيْضًا مَّا رَأَىٰ مِنْكُمْ لِيَلْعَنَهُمُ اللَّهُ لِمَا كَفَرُوا بِآيَاتِهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا
 ماری۔ سب کی آنکھوں اور سروں پر پہنچی سب اندھے ہو گئے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کو نہ دیکھ سکے۔ اور حضور مع سیدنا ابو بکر صدیقؓ کے غار ثور میں تشریف لے گئے۔ اور سیدنا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لوگوں کی امانیوں پہنچانے کے لئے مکہ مکرمہ میں چھوڑا۔

مشرکین رات بھر سید دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کی دولت برائے کا پیرہ دیتے رہے۔ صبح کو جب قتل کے ارادے سے حملہ آور ہوئے تو دیکھا کہ حضرت علیؓ ہیں۔ ان سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کے متعلق دریافت کیا کہ کہاں ہیں؟

انہوں نے فرمایا کہ ہمیں معلوم نہیں۔ تو تلاش کے لئے نکلے۔ جب غار ثور پر پہنچے تو مگر ٹمی کے جانے کو دیکھ کر کہنے لگے کہ اگر اس میں داخل ہوتے تو یہ جلاہ باقی نہ رہتے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم اس غار میں تین روز بٹھہرے پھر مدینہ طیبہ روانہ ہو گئے۔ (خزائن العرفان ۲۱۵)

ہجرت کے موقع پر اللہ جل شانہ نے سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدنا حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کو بہت فضیلت عنایت فرمائی۔ سیدنا حضرت مولا علیؓ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تو یہ کہ محل خوف جان میں بجائے حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کے لیٹے اور واد جان نشاری کی دی۔ بعض علماء کرام نے لکھا ہے کہ سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں اس قصہ ہجرت میں یہ آیت نازل ہوئی۔

اور کوئی آدمی اپنی جان بیچتا ہے
اللہ کی مرضی چاہنے میں اور اللہ بندوں
پر مہربان ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَن
يَشْرِكُ نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ
مَرْضَاتِ اللَّهِ وَاللَّهُ رَؤُوفٌ
بِالْعِبَادِ ۝ (پ ۲ سورت بقرہ)

تین روز کے بعد سرورِ کائنات فخر موجودات حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم اور سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ
عنه اور عامر بن فہیرہ اوسٹینیوں پر سوار ہو کر براستہ حاصل روانہ ہوئے۔
عبد اللہ بن اریقظ دہلی کو راہِ بصری کے لئے ساتھ لیا۔ اوسٹینیاں اسی کے
سپر دہتھیں اور اسی روز حسبِ حکم درِ غار پر حاضر لایا تھا۔
ادھر کفارِ مکہ نے یہ اشتہار دیا کہ جوئی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک
وسلم کو پکڑ کر لائے یا قتل کرے ہم اس کو سوا اونٹ انعام دیں گے۔ اور جو
ابو بکر (صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو پکڑے یا اسے قتل تو اسے بھی سو (۱۰۰)
اونٹ انعام دیں گے۔ اور جو دونوں کو پکڑ کر لائے تو اسے دو سو اونٹ
انعام ملے گا۔

سراقہ بن مالک بن جعبہ شام جو سردارانِ عرب میں سے تھا اور ایک جھیل کے
کنارے اس کا گھر تھا۔ اس نے کفارِ قریش کا اشتہار سنا تھا۔ اور کسی نے اس
سے جا کر کہا تھا کہ ابھی چند اونٹ سوار ادھر سے گئے ہیں شاید وہی ہوں جن
کی قریش کو تلاش ہے۔

سراقہ نے انعام کے طمع میں گھوڑے پر سوار ہو کر حضور اقدس صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کے تعاقب میں نکلا۔ گھوڑا دوڑایا۔ اور حضور

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کے قریب پہنچ گیا۔ سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ جو ہر طرف واسطے محافطت سرکارِ مدینہ کے دیکھتے جا رہے تھے سراقہ کو دیکھ کر کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم ایک سوار آپہنچا ہے۔

آپ نے دیکھا اور سراقہ کے لئے بددعا کی۔ تو یکبارگی زمین نے سراقہ کے گھوڑے کو پیٹ تک نکل لیا۔ پاؤں گھوڑے کے زمین میں غائب ہو گئے۔ سراقہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم سے معافی مانگی اور عہد کیا کہ واپس راستہ میں جو تمہاری تلاش کے لئے آتا ہوا ملا میں اس کو واپس کر دوں گا۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے دعا کی۔ زمین نے سراقہ کے گھوڑے کو چھوڑ دیا۔

سراقہ کا بیان ہے کہ میں اس وقت سمجھ گیا کہ اللہ جل شانہ آپ کو غلبہ نصیب فرمائے گا۔ میں آپ کے قریب گیا اور آپ سے درخواست کی کہ امان نامہ لکھ دیجئے کہ جب اللہ تعالیٰ آپ کو غلبہ مرحمت فرمائے تو میں محفوظ رہوں۔

آپ نے عامر بن فہیرہ کے ہاتھ سے امان نامہ لکھوا دیا۔ سراقہ اگرچہ اس وقت مسلمان نہ ہوئے لیکن بعد اس کے مشرف باسلام ہو کر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی فہرست میں داخل ہو گئے۔ سراقہ نے واپسی پر حسب وعدہ ہر شخص کو جو آپ کی تلاش کے لئے جاتا تھا واپس پھیر دیا۔ اور کہا کہ تمہارے جانے کی اب حاجت نہیں ہے۔ میں دیکھ کر آ رہا ہوں۔

(تاریخ حبیب الہ ص ۴۴، ۴۵)

یہود کا اللہ تعالیٰ کی نہی کے ساتھ مکر

اللہ تعالیٰ نے یہود کو سینچر کے دن مچھلی کا شکار کرنے سے منع کر دیا تھا مگر انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نہی کے ساتھ مکر و فریب کیا۔ سینچر کے دن یہودیوں کا اللہ تعالیٰ کی اس نہی کے مکر کا مختصر قصہ یہ ہے کہ۔

شہر اعلیٰ میں بنی اسرائیل آباد تھے۔ اور انہیں حکم تھا کہ شنبہ (ہفتہ) کا دن عبادت کے لئے خاص کر دیں۔ اور اس دن شکار نہ کریں۔ اور تمام دنیا دہی غل ترک کر دیں۔ ان کے ایک گروہ نے یہ چال چلی اور مکر و فریب کیا کہ جمہور کے دن دریا کے کنارے بہت سے گڑھے کھودتے اور سینچر کی صبح کو دریا سے ان گڑھوں تک نالیاں بناتے۔ جن میں پانی کے ساتھ مچھلیاں گڑھوں میں قید ہو جاتیں۔ اتوار کو انہیں نکالتے اور کہتے ہم مچھلی کو پانی سے ہفتہ کے روز نہیں نکالتے۔ چالیس پانچ سال تک یہی عمل رہا۔

جب سیدنا حضرت داؤد علی نبینا وعلیہ السلام کی نبوت کا زمانہ آیا تو آپ نے انہیں اس سے منع کیا اور فرمایا کہ قید کرنا ہی شکار ہے جو سینچر کو کرتے ہو اس سے باز رہو۔ ورنہ عذاب میں گرفتار کئے جاؤ گے مگر وہ باز نہ آئے آپ نے دعا فرمائی۔ اور اللہ تعالیٰ نے انہیں بندروں کی شکل میں مسخ کر دیا۔ عقل و حواس تو ان کے باقی رہے مگر قوت گویائی زائل ہو گئی۔ بدنوں سے بدبو آنے لگی۔ اپنے اس حال پر روتے روتے تین روز میں ہلاک ہو گئے۔ اور ان کی نسل باقی نہ رہی۔

اللہ تبارک و تعالیٰ انہیں کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے۔

بے شک ضرور تمہیں معلوم ہے
کہ تم میں کے وہ جنہوں نے ہفتہ میں
مکرتشی کی توہم نے ان سے فرمایا
کہ ہو جاؤ بندر و دکارے ہوئے۔

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِينَ
اعْتَدُوا مِنْكُمْ فِي
السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُفُّوا
عَنْ ذَٰلِكَ خَالِئِينَ ۝

(پا۔ س بقرہ)

اس بستی کے لوگ تین گروہ میں منقسم ہو گئے تھے۔ ایک تہائی ایسے
لوگ تھے جو شکار سے باز رہے اور شکار کرنے والوں کو منع کرتے تھے۔ اور
ایک تہائی خاموش تھے دوسروں کو منع کرتے تھے اور منع کرنے والوں سے
کہتے تھے کہ ایسی قوم کو کیوں نصیحت کرتے ہو جنہیں اللہ تعالیٰ ہلاک کرنے والا
ہے۔ اور ایک گروہ وہ خطا کار لوگ تھے جنہوں نے حکم الہی کی مخالفت کی اور
شکار کیا اور کھایا اور بیچا۔

اور جب وہ اس معصیت سے باز نہ آئے تو منع کرنے والے گروہ نے
کہا کہ ہم تمہارے ساتھ بود و باش نہ رکھیں گے۔ اور گاؤں کو تقسیم کر کے
درمیان میں ایک دیوار کھینچ دی۔ منع کرنے والوں کا ایک لگ دروازہ تھا۔ جس
سے وہ آتے جاتے تھے۔

سیدنا حضرت داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے خطا کاروں
پر لعنت کی۔ ایک روز منع کرنے والوں نے دیکھا کہ خطا کاروں میں سے کوئی نہیں
نکلا۔ تو انہوں نے خیال کیا کہ شاید آج شراب کے نشہ میں مدہوش ہو گئے
ہوں گے۔ انہیں دیکھنے کے لئے جب وہ دیوار پر چڑھے تو دیکھا کہ وہ بندروں
کی صورتوں میں مسخ ہو گئے تھے۔ اب یہ لوگ دروازہ کھول کر داخل ہوئے تو وہ

بند اپنے رشتہ داروں کو پہچانتے تھے۔ اور ان کے پاس آکر ان کے کپڑے
سوئگتے تھے۔ اور یہ لوگ ان بند رہ جانے والوں کو نہیں پہچانتے تھے۔ ان
لوگوں نے ان سے کہا کہ کیا ہم نے تم سے منع نہیں کیا تھا۔ انہوں نے سر کے
اشارہ سے کہا ہاں۔ پھر وہ سب لوگ ہلاک ہو گئے اور منع کرنے والے سلامت
رہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اور ان سے حال پوچھو اس بستی کا
کہ دریا کے کنارے تھی جب وہ
ہفتہ کے بارے میں حد سے بڑھے
جب ہفتے کے دن ان کی پھلیاں
پانی پر تیرتی ان کے سامنے آئیں۔
اور جو دن ہفتے کا نہ ہوتا نہ آئیں۔
اس طرح ہم انہیں آزماتے تھے۔
ان کی بے حکمی کے سبب اور جب ان
میں سے ایک گروہ نے کہا کہ کیوں
نصیحت کرتے ہو ان لوگوں کو جنہیں
اللہ تعالیٰ ہلاک کرے والا ہے۔ یا
انہیں سخت عذاب دینے والا ہے
بولے تمہارے رب کے حضور معذرت
کو اور شاید انہیں ڈر ہو۔ پھر جب
بھلا بیٹھے جو نصیحت انہیں ہوتی تھی

وَاسْأَلْتَهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ
الَّتِي كَانَتْ حَاضِرَةً
الْبَحْرِمِ إِذْ يُعَادُونَ فِي
السَّبْتِ إِذْ تَأْتِيهِمْ حِيَتَانِهِمْ
يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَ
يَوْمَ لَا يَسْبِتُونَ لَا
تَأْتِيهِمْ كَذَّالِكَ يَنْبُؤُهُمْ
بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ۝
وَإِذْ قَالَتْ أُمَّةٌ مِّنْهُمْ
لِمَ تَعْطُونَ قَوْمَ اللَّهِ
مَمْلِكَهُمْ أَوْ مَعَدَّيْهِمْ
هَذَا أَشَدُّ يَدًّا قَالُوا
مَعذِرَةٌ إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَ
لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ۝
فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ

أُنَجِّبِنَا الَّذِينَ يَنْهَوْنَ
عَنِ السُّوْرِ وَ أَخَذْنَا
الَّذِينَ ظَلَمُوا بِعَذَابٍ
بِئْسَ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ
فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَا نُهُوا
عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً
خَاسِيَةً

(پ ۹ - سورت اعراف)

ہم نے بچائے وہ جو برائی سے منع
کرتے تھے۔ اور ظالموں کو برے
عذاب میں پکڑا بدلہ ان کی نافرمانی کا
پھر جب انہوں نے ممانعت کے
حکم سے سرکشی کی ہم نے ان سے
فرمایا ہو جاؤ بندر و تکارے ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ نے یوم السبت (مہفتہ) کو سات
مقاموں میں ذکر فرمایا۔

تحقیق

- ۱ : اِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ -
- ۲ : وَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِينَ اُعْتَدُوا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ -
- ۳ : اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعْنَا اَصْحَابَ السَّبْتِ -
- ۴ : وَقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوا فِي السَّبْتِ -
- ۵ : وَاَسْأَلُهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ حَاضِرَةً
الْبَحْرِ اِذْ يَدْعُونَ فِي السَّبْتِ -
- ۶ : اِذْ نَاثِيَهُمْ حِيثَانَهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَعًا -
- ، : وَيَوْمَ لَا يَنْبُتُونَ لَّا نَاثِيَهُمْ -

حکیم مطلق کی حکمت کا ملکہ
قرآن جائیے اللہ تعالیٰ کی حکمت کا ملکہ پر کہ

جب یہود مچھلی پکڑتے ہیں تو بندر بن جاتے ہیں۔ جب نبی مچھلی پکڑتا ہے تو وہ مچھلیوں کی سردار بن جاتی ہے۔ شیطان لعین جس کا قبلہ عرش تھا وہ مردود و محذول ہو جاتا ہے۔ اور عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس کا قبلہ بت تھا وہ محبوب بن جاتا ہے۔ وہ بے نیاز ذات جب چاہتی ہے تو منافق کو موافق بنا دیتی ہے۔ اور جب چاہے تو موافق کو منافق بنا دیتی ہے۔ فَلَا رَادَ لِقَضَائِهِ وَلَا مَانِعَ لِحُكْمِهِ۔

سبت کا معنی
یوم سبت کے معنی میں اشتراک ہے بعض علماء فرماتے ہیں کہ سبت کا معنی عظیم علماء اور یوں بھی یہودیوں کے نزدیک معظّم ہے۔ اور بعض حضرات نے فرمایا کہ سبت کا معنی استراحت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُنَاتًا أَعْرَاحَةً لِئَتَدَابُرَكُمْ۔ چونکہ یہودی اس دن میں دنیا کے کاموں سے استراحت میں ہوتے ہیں۔ یہودیوں سے پوچھا گیا کہ تم لوگ ہفتہ کے دن کیوں نہیں کرتے؟ تو انہوں نے کہا کہ اس دن اللہ تبارک و تعالیٰ کسی چیز کو پیدا نہیں فرماتے۔

ایک روایت
مروی ہے یہودی دربار رسالت میں حاضر ہوتے تو پوچھا یا محمد! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ ہمیں بتلائیں کہ اللہ تعالیٰ نے سات دنوں میں کیا کیا چیزیں پیدا فرمائیں؟

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو آوار کے روز پیدا فرمایا۔ اور پہلے پہر کو اور چوپائے کے

کو۔ اور نوبہ برہہ کو۔ اور حنبت و دوزخ خمیس کو۔ اور آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام، اور
حوارہ کو چھہ کے روز پیدا فرمایا۔

یہودیوں نے کہا کہ بات تو ٹھیک ہے مگر آپ نے اس کو مکمل نہیں کیا
آپ نے فرمایا وہ کیسے؟ تو کہنے لگے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین
کی پیدائش سے فراغت پائی تو (مع اللہ تعالیٰ) ایک پاؤں دوسرے
پاؤں پر رکھ کر لیٹ گیا اور آرام فرمایا۔ اور یہ دن ہفت کا تھا۔ لہذا ہم نے بھی اسے
عید اور آرام کا دن بنایا ہے۔

حبیب خدا شیخ روز جزا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم یہودیوں کی اس
بات سے بہت ناخوش ہوئے اور طبیعت میں ملال پیدا ہوا۔ تو اللہ رحیم نے
اپنے محبوب پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تسلی دینے کیسے
یہ آیت نازل فرمائی۔

یعنی ہم نے آسمانوں اور زمین اور ان
کے مابین کو چھ دن میں بنا یا مگر
ہم کو تھکاوٹ نہیں ہوئی کہ آرام کی
ضرورت ہو۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ
وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ
وَمَا مِنَّا مِنْ لُغُوبٍ ۝

کیوں کہ تھکاوٹ اس وقت ہوتی ہے جب کہ کام کو آلات اور حوارج سے
کیا جائے۔ مگر تو درمطلق جب کسی چیز کے پیدا کرنے کا ارادہ فرماتا ہے۔ تو
کُنْ فرماتا ہے تو وہ چیز وجود میں آجاتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَمَا
أَمْرُنَا إِلَّا وَاحِدَةٌ كَلِمَةٍ الْبَصَرِ۔ اور فرماتا ہے کہ إِنَّمَا أَمْرُنَا
بِشَيْءٍ إِذَا أَرَدْنَا أَنْ نَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ۝

یہودیوں نے گمان کیا تھا کہ ہفتہ کا روز ان کے لئے باعثِ راحت ہے مگر وہ ان کے لئے یومِ محنت و تکلیف بن گیا۔ انہوں نے اسے یومِ مسرت خیال کیا مگر وہ ان کے لئے یومِ افسوس بن گیا۔

رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہفتہ یہودیوں کے لئے ہے اور جمعہ مبارک تمہارے لئے یعنی مسلمانوں کے لئے ہے۔ لہذا تم جمعہ کے روز اللہ تعالیٰ کے حکم کی مخالفت نہ کرنا جیسا کہ یہود و نصاریٰ نے مخالفت کی تھی۔ اور مخالفت کرنے والے بندر اور سو رہ گئے یہودیوں نے ہفتہ کے روز اللہ واحد کے حکم کی مخالفت کی تو اللہ تمہارے ان کی صورتیں مسخ کر کے تبدیل کر دیں۔ مسلمان جب اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہیں اور نماز جمعہ ادا کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کی صورتیں بدل دیتا ہے۔ بدیوں کو بدل کر نیکیاں بنا دیتا ہے۔ جیسا کہ۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فَاُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ -

علماء فرماتے ہیں کہ یہودیوں کی شکلیں اس لئے نہیں بدلی تھیں کہ انہوں نے پھیلیوں کا شکار کیا تھا۔ بلکہ اس لئے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نبی کا ارتکاب کیا تھا۔

سیدنا حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت نوحؑ نے دانہ گندم کھایا تھا جو ممنوع تھا۔ دیا گیا تھا تو ان کا ستر کھل گیا تھا۔ حالانکہ شہد کی مکھی نے جنت کے درخت کے پتوں کو کھایا تھا تو اس کے پیٹ میں شہد ہو گیا۔ اس لئے کہ سیدنا حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام

نے جنت کا درخت بغیر امر الہی کے کھایا تھا۔

اس سے زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ کیڑے نے سیدنا حضرت ایوب علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا گوشت کھایا تو وہ گوشت اس کے پیٹ میں ریشم بن گیا۔

مقام تعجب ہے کہ آدمی مچھلی کھاتا ہے تو رب اس پر ناراض ہوتا ہے اور اسے بندر بنا دیتا ہے۔ اور کیڑا آدمی کو کھاتا ہے تو رب اس سے راضی ہوتا ہے۔ اور اس کے روٹ کو ریشم بنا دیتا ہے۔ اس لئے کہ آدمی نے اپنے رب کے حکم کی مخالفت کی تھی۔ اور کیڑے نے اطاعت و فرمانبرداری کی بھلائی کی کہ تو من مخلص جب اللہ جل شانہ کے حکم کی اطاعت کرے تو رحمت و قربت و کرامت کا مستحق کیوں نہ ہو۔ ۹۔

کتاب السبعیات ص ۲۵

عقبہ غلام بڑا فاسق و فاجر اور فساد می و شرابی
شخص تھا۔ ایک روز وہ سیدنا حضرت حسن

حکایت

بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مجلس وعظ میں شریک ہوا۔ وہاں قاری نے یہ آیت
پاک پڑھی۔

کیا ایمان والوں کو ابھی وہ وقت
نہ آیا کہ ان کے دل سبک جائیں اللہ
تعالیٰ کی یاد اور اس حق کے لئے جو
آرا۔ اور ان جیسے نہ ہوں جن کو پہلے
کتاب دی گئی۔ پھر ان پر مدت دراز

أَلَمْ يَأْتِ الَّذِينَ آمَنُوا
أَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِيَذْكُرَ
اللَّهِ وَ مَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ
وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ
أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلُ

ہوتی تو ان کے دل سخت ہو گئے
اور ان میں بہت فاسق ہیں۔

فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ
قُلُوبُهُمْ ۗ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ
فَاسِقُونَ ۝ (پ، ۲۴، س حدید)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس آیت پر ایک بلینغ خطبہ
دیا کہ حاضرین رونے لگ گئے۔ ان میں سے ایک جوان اٹھا اور کہا کہ۔
اے امام المؤمنین! کیا اللہ تعالیٰ میرے جیسے فاسق و فاجر کو جب
کہ توبہ کر لے تو قبول فرمائے گا؟

آپ نے فرمایا ہاں! اللہ رحیم تیری توبہ قبول فرمائے گا اگرچہ تیرا فسق
و فجور عقبہ غلام کے برابر ہو۔

عقبہ نے یہ کلام سنی تو کانپنے لگ گیا اور اس کا چہرہ زرد ہو گیا۔ چیخا اور ہوش
ہو کر گر پڑا۔ جب اسے افاقہ ہوا تو حضرت شیخ کے قریب پہنچ کر یہ اشعار پڑھے۔

ایا شباب لرب العرش عاصی

اتدری ما حذاء ذوی المعاصی

اے جوان عرش کے مالک کی نافرمانی کرنے والے تجھے معلوم
ہے کہ گنہگار کی کیا جزا ہے۔

سعیں للعصاة بہا شہور

فویل یوم یؤخذ بالنواصی

نافرمانوں کے لئے بھڑکتی آگ ہے جس میں ہلاکت ہے۔ خرابی
ہے اس دن میں جب پیشانی سے پکڑا جائے گا۔

www.marfat.com

وَإِنَّ تَصَبُّرَ عَلَى النِّيرَانِ فَاعْصِ
وَالْأَكْنَ عَنِ الْعَصِيَانِ قَاصِي
اگر تو آگ پر صبر کر سکتا ہے تو نا فرمانی کرتا رہ۔ ورنہ گناہوں
سے دور ہو جا۔

وَفِيهَا قَدْ كَسَبْتَ مِنَ الْخَطَايَا
أَهْنَتَ النَّفْسَ فَاجْهَدْ فِي الْخِلَاصِ
تو نے گزشتہ زمانہ میں خطائیں کیں۔ اپنے نفس کو ذلیل کیا
داب، رہائی میں کوشش کر۔

یہ اشعار پڑھ کر بہت چھینٹے چلانے لگا اور بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ اور
جب ہوش آیا کہا۔ یا شیخ! کیا اللہ کریم میرے جیسے لتیم شخص کی توبہ قبول
کر لے گا۔ شیخ نے فرمایا۔ رب معافی بندہ جانی کی توبہ کیوں نہ قبول فرماتے
گا۔ عتبہ نے خوشی خوشی سراٹھایا اور تین دعائیں مانگیں۔

۱ : کہا الہی اگر تو نے میری توبہ قبول فرما کر میرے گناہوں کو بخش دیا
تو مجھے فہم و حافظ عنایت فرما تاکہ علم کی باتیں اور قرآن مجید جو کچھ سنوں مجھے
وہ یاد رہے۔

۲ : الہی مجھے ایسی خوش آوازی عطا فرما کہ جو بھی میری قرأت کو سنے اس
کے دل میں رقت پیدا ہو۔ اگرچہ اس کا دل سخت بھی ہو۔

۳ : الہی مجھے روزی حلال ایسی جگہ سے مرحمت فرما کہ جہاں گناہ تکش ہو۔

پس رب کریم نے اس کی دعاؤں کو زیور قبولیت سے آراستہ فرمایا۔ اور
اس کا حافظ تیز ہو گیا۔ جب وہ قرآن مجید کی تلاوت کرتا تو سننے والے تائب ہو جاتا۔

اور اس کے گھر میں ایک پیالہ ہر روز رکھا جاتا جو شور بے اور روٹیوں سے
بھرا ہوا ہوتا۔ مگر پیالہ رکھنے والے کو کوئی نہ دیکھتا۔ آخر عمر تک یہی حالت
برقرار رہی۔ یہاں تک کہ وہ دنیا سے رخصت ہو گئے۔

(کتاب السبعیات ص ۲۶)

سنیچر کے دن کا روزہ

سنیچر کے دن روزہ رکھنا چاہئے۔ بڑا

ثواب ہے۔ محبوب کبریٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ
مسلمانو! تم سنیچر اور اتوار کے دن روزہ رکھو۔ اور یہود و نصاریٰ کی مخالفت کرو۔

(غنیۃ الطالبین جلد دوم ص ۷۴)

سنیچر کے دن کے نفل

سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رحمتہ للعالمین شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وبارک وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص سنیچر کے دن چار رکعت نماز ادا کرے۔ اور
ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ ایک مرتبہ اور قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ
تین مرتبہ پڑھے۔ سلام کے بعد ایک دفعہ آیت الکرسی پڑھے تو اللہ جل
شانہ اس کے لئے ہر حرف کے بدلے حج اور عمرہ کا ثواب لکھتا ہے۔ اور ہر حرف
کے عوض ایک سال کے دنوں کے روزوں اور سال کی راتوں کے قیام کا اجر
عنایت فرماتا ہے۔ اور ہر حرف کے بدلے ایک شہید کا ثواب عطا فرماتا ہے
اور قیامت کے روز انبیاء کے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور شہداء کے
عظام کے ساتھ عرش الہی کے نیچے جگہ پائے گا۔

سینچر کے رات کے نفل

سید العالمین خاتم النبیین

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے فرمایا کہ جو آدمی سینچر کی رات مغرب اور عشاء کے درمیان بارہ رکعت نفل ادا کرے تو اس کے لئے جنت میں محل تیار کیا جاتا ہے۔ اور گویا اس نے ہر مومن مرد اور مومنہ عورت پر صدقہ کیا۔ اور یہودیت سے بیزار ہو جاتا ہے۔ اور اللہ کریم کے ذمہ کرم پر ہے کہ اس کی مغفرت فرمائے۔

(احیاء العلوم ج ۱ ص ۲۰۶۔ غنیۃ الطالبین ج ۲ ص ۱۲۲)

دنوں کے حالات کا اختتام

حضرات! میاں تک ہفتہ پھر کے

دنوں کے خصوصی حالات اور ان میں نفسی روزے اور نوافل کا بیان ختم ہوا۔ اب بارہ ہینوں کے متعلق لکھا جاتا ہے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین۔

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ وَعَلَيْهِ

تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ . وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى

حَبِيبِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَاصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ .



سالِ کبارہ

مہینوں کا بیگ

ملتِ اسلامیہ کے نزدیک سال کے بارہ مہینے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ

ارشاد فرماتا ہے۔

بے شک مہینوں کی گنتی اللہ تعالیٰ
کے نزدیک بارہ مہینے ہیں۔ اللہ
تعالیٰ کی کتاب میں حجب سے اس
نے آسمان اور زمین بنائے۔ ان
میں سے چار حرمت والے ہیں یہ
سیدھا دین ہے تو ان مہینوں میں
اپنی جان پر ظلم نہ کرو۔

إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ
عِنْدَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ
شَهْرًا فِي كِتَابِ
اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ
السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ
مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ
ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ
فَلَا تَظْلِمُوا فِيهِنَّ
أَنفُسَكُمْ - (پ ۱۰ - سورت توبہ)

سلاطی مہینوں کے نام

۱۔ محرم الحرام - ۲۔ صفر

۳۔ ربیع الاول - ۴۔ ربیع الثانی

۵۔ جمادی الاول - ۶۔ جمادی الثانی - ۷۔ رجب المرجب - ۸۔ شعبان

المعظم - ۹۔ رمضان المبارک - ۱۰۔ شوال المسکون - ۱۱۔ ذوالقعدہ -

۱۲۔ ذوالحجہ -

حرمات مہینے

اشہد الحرام - یعنی حرمت و عزت

والے مہینے چار ہیں - تین متصل اور

ایک الگ - ۱۔ ذوالقعدہ - ۲۔ ذوالحجہ - ۳۔ محرم الحرام -
۴۔ رجب المرجب -

ان کی حرمت و عزت یہ ہے کہ ان میں عبادت کرنے کا ثواب بہت ملتا ہے۔ اور اسی طرح ان میں گناہ کا عذاب بھی بہت زیادہ ہوتا ہے۔ اس لئے ان مہینوں میں کثرت سے عبادت کرنی چاہئے۔ اور ہر قسم کے گناہوں سے بچنا چاہئے۔ زمانہ جاہلیت میں بھی لوگ ان مہینوں کی حرمت کے قائل تھے اور ان میں نشتال حرام جانتے تھے۔ سلام میں ان مہینوں کی حرمت و عظمت اور زیادہ کی گئی۔ اہل عرب ان مہینوں میں تلواریں اپنے نیام میں ڈال دیتے تھے اور لوٹ مار سے رک جاتے تھے اور لوگ اپنے دشمنوں سے بے خوف ہو جاتے تھے۔ یہاں تک کہ آدمی اپنے باپ یا بھائی کے قاتل سے ملتا تھا۔ تو اس سے کچھ تعرض نہ کرتا تھا۔

(عجائب المخلوقات ص ۴۲)

پہلے مہینے کا بیان

یوم عاشورہ کے مشہور واقعات

اسلام میں پہلا مہینہ محرم الحرام ہے۔ اور محرم کو محرم اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس ماہ میں جنگ و قتال حرام ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے۔ اور اس مہینہ میں عاشورہ کا دن بہت معظم ہے۔ یعنی دسویں محرم کا دن۔ اس میں منہ رجبہ ذیل بڑے بڑے واقعات رونما ہوئے۔

- ۱ : فرعون اور اس کا لشکر غرق ہوا۔
 - ۲ : سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی۔
 - ۳ : سیدنا حضرت یونس علیہ السلام کی قوم کی توبہ قبول ہوئی۔
 - ۴ : سیدنا حضرت نوح علیہ السلام شتی سے سلامتی کے ساتھ اترے اور شکریہ کے طور پر روزہ رکھا۔ اور دوسروں کو روزہ کا حکم دیا۔
 - ۵ : بنی اسرائیل کے لئے دریا بھاڑا۔
 - ۶ : سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا ہوئے۔
 - ۷ : سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا ہوئے۔
- (فیض التقویٰ شرح جامع صغیر للمنادی جلد ۱ ص ۲۴)
- ۸ : سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام قیصر بنے۔

۹ : سیدنا حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ سے نکلے۔

(فیض القدر شرح جامع صغیر ج ۵ ص ۲۲۶)

۱۰ : سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔

۱۱ : سیدنا حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نادرودی گلزار ہوتی۔

۱۲ : سیدنا حضرت ایوب علیہ السلام نے مرض سے شفا پائی۔

۱۳ : سیدنا حضرت یعقوب علیہ السلام کی بنیادی واپس آئی۔

۱۴ : سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام کنوئیں سے نکلے۔

۱۵ : سیدنا حضرت سلیمان علیہ السلام کو بادشاہی ملی۔

۱۶ : سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام جب ادو گروں پر غالب آئے۔

(عجائب المخلوقات ص ۱۲۲)

۱۶ : سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مرتبہ شہادت

حاصل کیا۔

۱۸ : قیامت اسی دن آئے گی۔

۱۹ : رب العالمین نے عرش پر اپنی شان کے مناسب استوار فرمایا۔

۲۰ : پہلی بارش آسمانوں سے نازل ہوئی۔

۲۱ : پہلی رحمت نازل ہوئی۔

(غنیۃ الطالبین ج ۲ ص ۵۳)

۲۲ : اللہ تعالیٰ نے کرسی کو پیدا کیا۔

۲۳ : مسلم کو پیدا فرمایا۔

۲۴ : آسمانوں کو پیدا کیا۔

۱۲۵ سیدنا حضرت ادریس علیہ السلام کو جنت کی طرف اٹھایا گیا۔

۱۲۶ پہاڑوں کو پیدا کیا

۱۲۶ سمندروں کو پیدا فرمایا۔

(غنیۃ الطالبین ج ۲ ص ۵۳)

۱۲۸ عاشورہ کے دن اصحاب کہف کو وہیں بدستہ ہیں۔

(زہدۃ البحار ج ۱ ص ۱۴۵)

عاشورہ کے دن نیک کام

عاشورہ ایک بزرگ دن ہے۔

اس میں ہر ایک نیک کام بڑے اجر و ثواب کا موجب ہے۔ چند نیک کاموں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

۱ : یتیم کے سر پہ ہاتھ پھیرنا بڑا ثواب ہے۔ سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ تیرہ لاکھ تین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

جو شخص عاشورہ کے دن یتیم کے سر پہ ہاتھ پھیرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے یتیم کے سر سے ہر بال کے عوض ایک ایک درجہ جنت میں بلند فرمائے گا۔

مَنْ مَسَّحَ بِرَأْسِهِ عَلَى
رَأْسِ يَتِيمٍ يَوْمَ عَاشُورَاءَ
رَفَعَ اللَّهُ تَعَالَى لَهُ بِحُلَّةٍ
شَعْرَةَ عَلَى وَاسِيَهُ دَرَجَةً
فِي الْجَنَّةِ۔

(غنیۃ الطالبین جلد دوم ص ۵۳)

دیے بھی یتیم کے سامنے محبت و الفت کرنا باعث اجر عظیم ہے۔ خواہ

عاشورہ کا دن ہو یا کوئی اور دن ہو۔ سیدنا حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رحمتہ للعالمین شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

جو شخص محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرے گا تو اسے ہر بال کے عوض نیکیاں ملیں گی جن پر ہاتھ پھیرے گا اور جو یتیم بچی یا یتیم بچے جو اس کے پاس ہے کے ساتھ احسان کرے گا تو میں اور وہ جنت میں ان دو انگلیوں کی طرح اکٹھے ہوں گے اور آپ نے دونوں انگلیوں کو ملا دیا۔

مَنْ مَسَحَ رَأْسَ يَتِيمٍ
لَمْ يَمْسَحْهُ إِلَّا بِاللَّهِ كَانَ
لَهُ بِكُلِّ شَعْرَةٍ تَمْرٌ
عَلَيْهَا يَدُ حَسَنَاتٍ وَ
مَنْ أَحْسَنَ إِلَى يَتِيمَةٍ
أَوْ يَتِيمٍ عِنْدَهُ كُنْتُ
أَنَا وَهُوَ فِي الْجَنَّةِ
كَمَا تَرَى وَقَرَنَ
بَيْنَ اصْبَعَيْهِ -

رواہ احمد و ترمذی (مشکوٰۃ ص ۲۲۳)

۱۲ : عاشورہ کے روز غسل کرنا مرض و بیماری سے بچاؤ کا سبب ہے۔

رحمتہ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

جو شخص عاشورہ کے روز غسل کرے تو کسی مرض میں مبتلا نہ ہوگا سوائے مرض موت کے۔

مَنْ اغْتَسَلَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ
لَمْ يَمْرُضْ مَرَضًا إِلَّا
مَرَضَ الْمَوْتِ -

(غنیۃ الطالبین ج ۲ ص ۵۳)

۱۳ : عاشورہ کے روز گناہوں اور معاصی سے توبہ کرنی چاہیے

اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی اور حکم ہوا۔

اپنی قوم کو حکم دو کہ وہ دسویں محرم کو میری بارگاہ میں توبہ کریں اور جب دسویں محرم کا دن ہو تو میری طرف نکلیں یعنی توبہ کریں۔ میں ان کی مغفرت فرماؤں گا۔

مُرُّ قَوْمِكَ أَنْتَ يَسْتَوْبِعُوا
إِلَيْكَ فِي عَشْرِ الْمُحَرَّمِ
فَإِذَا كَانَتْ فِي الْيَوْمِ
الْعَاشِرِ فَلْيُخَرِّجُوا الْحَتَّةَ
أَعْفِرُ لَهُمْ -

(فیض القدير شرح جامع صغیر ص ۲۲)

۴ : عاشورہ کے روز آنکھوں میں سرمہ ڈالنا، آنکھوں کی بیماریوں

کے لئے شفا ہے۔ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

جو شخص عاشورہ کے روز اٹھ کا سرمہ آنکھوں میں لگائے تو اس کی آنکھیں کبھی بھی نہ دکھیں گی۔

مَنْ كَتَمَ بِالْأَثْمَدِ
يَوْمَ عَاشُورَاءَ لَدُنْمَا
عَيْنُهُ أَبَدًا - رواه البيهقي

عن ابن عباس -

حضرت ملا علی قاری رحمۃ الباری اپنی کتاب موضوعات الکبیر میں فرماتے ہیں کہ عاشورہ کے روز آنکھوں میں سرمہ لگانا خوشی کے اظہار کے لئے نہیں ہونا چاہئے۔ کیوں کہ یہ خارجی لوگوں کا فعل ہے کہ وہ اس میں خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ بلکہ حدیث شریف پر عمل کرنے کے لئے آنکھوں میں سرمہ ڈالنا چاہئے۔

الموضوعات الکبیر

۵ : عاشورہ کے دن اپنے اہل و عیال کے واسطے گھر میں وسیع ،
پیمانے پر کھانے کا انتظام کرنا چاہیے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ اس گھر میں سارا سال
وسعت فرمائے۔

سینا حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی
اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ
رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ جو کوئی عاشورہ کے
دن اپنے اہل و عیال پر نفقہ میں
وسعت کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس
پر سارا سال وسعت فرمائے گا۔

حضرت سفیان ثوری نے فرمایا کہ ہم
نے اس کا تجربہ کیا تو ایسا ہی پایا۔

عن ابن مسعود قال
قال رسول الله صلى
الله عليه وسلم من
وسّع على عياله في
النَّفَقَةِ يَوْمَ عَاشُورَاءَ
وسّع الله عليه سائر
سنته . قال سفیان
انا قد جربناه فوجدنا
كذلك .

رواه رزین وروى البيهقي
في شعب الایمان .

(مشکوٰۃ شریف ص ۱۷۰)

حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی سینا شیخ عبد الفتاح جیلانی رحمۃ
اللہ علیہ اپنی کتاب غنیۃ الطالبین جلد دوم ص ۵۴ میں لکھتے ہیں کہ حضرت
سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے پچاس سال اس کا تجربہ کیا
تو وسعت ہی دیکھی۔

اسی طرح علامہ مناوی فیض القدر جلد ۶ ص ۲۳۶ میں لکھتے ہیں کہ

سیدنا حضرت جابر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے اس کا تجربہ کیا تو اس کو صحیح پایا۔ اور سیدنا ابن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے چچاس یا ساٹھ سال اس کا تجربہ کیا تو وسعت ہی پائی۔ لہذا مسلمانوں کو چاہئے کہ اس دسویں محرم کو وسیع پیمانہ پر کھانا پکانا چاہئے۔

۴ : عاشورہ کے دن بیمار کی بیمار پرسی کرنا بڑا ثواب ہے۔ محبوب کبریا

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم فرماتے ہیں۔

جو کوئی عاشورہ کے روز بیمار کی بیمار پرسی کرتا ہے گویا کہ اس نے تمام بنی آدم کی بیمار پرسی کی ہے۔

مَنْ عَادَ مَرِيضًا يَوْمَ عَاشُورَاءَ فَكَأَنَّمَا عَادَ وُلْدَ آدَمَ - (غنیۃ جلد دوم ص ۵۲)

۵ : عاشورہ کے روز لوگوں کو خصوصاً فقراء کو پانی یا دودھ وغیرہ پلانے تو بڑا ثواب ہے۔ رحمت عالمیان سید کون و مکان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے فرمایا۔

جو عاشورہ کے روز لوگوں کو پانی پلانے تو گویا اس نے پھوڑھی دیر کے لئے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کی۔

وَمَنْ سَقَى مَرِيضًا يَوْمَ عَاشُورَاءَ فَكَأَنَّمَا لَمْ يَعْصِرِ اللَّهُ طَرْفَةَ عَيْنٍ -

(غنیۃ الطالبین جلد دوم ص ۵۴)

۸ : دسویں محرم شریف یعنی عاشورہ کے دن روزہ رکھنا بڑا ثواب ہے امام الانبیا والرسولین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود بھی اس دن روزہ رکھا اور اپنے غلاموں کو روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔ چند حدیثیں سنئے۔

فرمایا عاشورہ کا روزہ رکھو اس
دن انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ و
السلام روزہ رکھتے تھے۔

۱ : صَوْمُوا يَوْمَ
عَاشُورَاءَ يَوْمَ كَانَتْ
الْأَنْبِيَاءُ تَصُومُهُ -

(جامع صغیر جلد ۴ ص ۲۱۵)

اس حدیث شریف کے تحت علامہ سنن اوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ
عاشورہ کی فضیلت بہت بڑی ہے اور اس کی حرمت قدیم زمانہ سے چلی
آتی ہے۔ ابن رجب نے فرمایا کہ اس دن نوح اور موسیٰ اور دیگر انبیائے
کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نے روزہ رکھا ہے۔ اور اہل کتاب بھی اس روز روزہ
رکھتے تھے۔

اسی طرح زمانہ جاہلیت میں قریش بھی روزہ رکھتے تھے۔ فرماتے ہیں
کہ یہ عجیب بات ہے کہ وحشی اور زہریلے جانور بھی روزہ رکھتے تھے۔ خطیب
نے تاریخ میں مرفوع حدیث شریف ذکر کی ہے کہ پرندے عاشورہ کا روزہ
رکھتے ہیں۔

خلیفہ الفتن اور باللہ سے روایت ہے کہ وہ ہر روز چنویٹیوں کو روٹی بھجوا
کرتے تھے جسے وہ کھا جاتی تھیں۔ مگر وہ عاشورہ کے روز روٹی کو نہیں
کھاتی تھیں۔

(فیض القدير جلد ۴ ص ۲۱۵)

(نزہۃ المجالس جلد ۱ ص ۱۴۵)

سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ
عنه سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے فرمایا

۲ : عن ابی ہریرۃ
قال قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم افضل

کہ رمضان المبارک کے بعد افضل روزہ
اللہ تعالیٰ کے مہینہ محرم (عاشورہ)
کا روزہ ہے اور فرض کے بعد افضل
نماز رات کی نماز ہے۔

الصِّيَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ
شَهْرَ اللَّهِ الْمُحَرَّمِ وَأَفْضَلُ
الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ صَلَاةُ
الَّيْلِ - رواه مسلم (شکوہ ص ۱۴۰)

سیدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ
تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نہیں
دیکھا میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وبارک وسلم کو کہ جستجو فرماتے
ہوں کسی دن کے روزہ کا کہ بزرگی
دیتے ہو اس کو اس کے غیر پر مگر
اس دن کو یعنی عاشورہ کے روزے
اور اس مہینہ کو یعنی رمضان کو۔

۳ : عن ابن عباس
قَالَ مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَحَرَّى
صِيَامَ يَوْمٍ فَضَّلَهُ عَلَى
غَيْرِهِ إِلَّا هَذَا الْيَوْمَ
يَوْمَ عَاشُورَاءَ وَهَذَا الشَّهْرَ
يَعْنِي شَهْرَ رَمَضَانَ
رواه البخاری و مسلم۔

(شکوہ ص ۱۴۰)

سیدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ
تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جب
رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو یہودیوں
کو عاشورہ کے دن روزہ دار پایا
آپ نے فرمایا کہ یہ کیا دن ہے جس

۳ : عن ابن عباس
قَالَ أَنْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدِمٌ
الْمَدِينَةَ فَوَجَدَ الْيَهُودَ
صِيَامًا يَوْمَ عَاشُورَاءَ فَقَالَ
لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

میں تم روزہ رکھتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ یہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو نجات دی اور فرعون اور اس کی قوم کو ڈبو دیا۔ لہذا سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے بطور شکر یہ اہل دن کا روزہ رکھا تو ہم بھی اس دن کا روزہ رکھتے ہیں۔ پس رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تم سے ہم زیادہ محتدر اور زیادہ قریب میں تو آپ کے روزہ رکھا اور دوسروں کو اس کا حکم بھی دیا۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هَذَا الْيَوْمُ
الَّذِي تَصُومُونَ نَهَ فَقَالُوا
هَذَا يَوْمٌ أَنْجَى اللَّهُ فِيهِ
مُوسَىٰ وَقَوْمَهُ وَغَرَّقَ
فِرْعَوْنَ وَ قَوْمَهُ فَصَامَهُ
مُوسَىٰ شُكْرًا فَتَحْنُ
تَصُومُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَتَحْنُ أَحْوَبُ وَأَوْلَىٰ
بِمُوسَىٰ مِنْكُمْ فَصَامَهُ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمْرٌ بِصِيَامِهِ
رواه البخاري ومسلم

مشکوٰۃ ص ۱۸۰

سیدہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ
عنها فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وبارک وسلم چار چیزوں
کو نہیں چھوڑتے تھے۔ عاشورہ
کا روزہ۔ اور ذوالحجہ کا عشرہ یعنی

۵ : عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ
أَرْبَعٌ لَمْ تَكُنْ يَدُ عُمَرَ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
صِيَامُ عَاشُورَاءَ وَالْعَشْرِ
وَتِلْكَ أَيَّامِ مِوْتِ كُلِّ

پہلے نو دن اور ہر ماہ کے تین دن
کے روزے اور نسیء نماز فجر
سے پہلے دو رکعت ۔

شَهْرٍ وَرَكَعَاتٍ قَبْلَ
الْفَجْرِ - رواه نسائي
(مشکوٰۃ ص ۱۸۰)

سیدنا حضرت ابن عباس رضی
اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ جس
وقت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وہ وسلم نے عاشورہ کا روزہ رکھا
اور اس کے روزہ رکھنے کا حکم فرمایا
تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض
کی یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وبارک وسلم بے شک یہ وہ دن
ہے کہ جس کی یہودی و نصیرانی تعظیم
کرتے ہیں تو رسول کریم صلی اللہ
علیہ وبارک وسلم نے فرمایا کہ اگر میں آئینہ سال
زندہ رہا تو اللہ تعالیٰ میں نویں کو بھی روزہ
رکھوں گا۔

۴ : عن ابن عباس
قَالَ حِينَ صَامَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَوْمَ عَاشُورَاءَ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ
قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهُ
يَوْمٌ يُعْظَمُهُ الْيَهُودُ وَ
النَّصَارَى فَقَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ لَيْسَ بِقِيَّتٍ
لِلْقَابِلِ لِأَصْحَابِ
التَّاسِعِ رواه مسلم
(مشکوٰۃ ص ۱۷۸)

۶ : عَنْ أَبِي قَتَادَةَ
سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ الرَّسُولِ الْمُرْسَلِ وَالْمُرْسَلِ

سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ پر گمان ہے کہ عاشورہ کا روزہ ایک سال قبل کے گناہ مٹا دے گا۔

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صِيَامُ يَوْمِ عَاشُورَاءَ أَحْتَسِبُ عَلَى اللَّهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ -

رواہ مسلم (مشکوٰۃ شریف)

امام نسفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ

ایک مسلمان جو کافروں کے ہاتھوں میں گرفتار

تھا عاشورہ کے روز جیل خانہ سے بھاگ گیا۔ کافر اس کے تعاقب میں نکلے۔

جب اس کے قریب پہنچ گئے تو مسلمان قیدی نے دعا مانگی۔ الٰہی! یوم عاشورہ

کی برکت سے مجھے ان سے نجات عطا فرما۔ تو اللہ تعالیٰ نے کفار کو اندھا کر دیا

اور وہ اس کو نہ دیکھ سکے۔

اس نے عاشورہ کا روزہ رکھا۔ جب رات آئی تو کھانے کے لئے کوئی چیز

میسر نہ آئی۔ بھوکا ہی سو گیا۔ خواب میں اس نے دیکھا کہ ایک فرشتہ شربت لایا،

اس نے اس کو پی لیا۔ اس کے بعد وہ دس سال زندہ رہا اور اس کو کھانے

پینے کی حاجت نہ ہوئی۔

نزہۃ المجالس جلد اول ص ۱۴۵

۱۰ : عاشورہ کے روز صدقہ و خیرات کرنا بڑا ثواب ہے۔ اس

ت اس کے گناہ جھڑتے ہیں اور اس کے درجے بلند ہوتے ہیں۔

تک عشرۃ کاملۃ

عاشورہ کے روز ایک فقیر رتے کے قاضی
کے پاس آیا اور کہا کہ مجھے اللہ کے نام اس من

حکایت

کے حق کے لئے کچھ دو۔ قاضی صاحب نے منہ پھیر لیا۔ اور اسے کچھ نہ دیا۔
ایک نصرانی نے دیکھ کر اتنا دیا کہ وہ راضی ہو گیا۔ جب رات آئی تو قاضی نے
ثواب میں دیکھا کہ ایک محل سونے اور دوسرا یا قوت احمر کا بنا ہوا ہے۔ پوچھا
یہ محل کس کے ہیں۔ تو جواب دیا گیا کہ یہ تیرے تھے اگر تو فقیر کی حاجت پوری
کرتا۔ مگر جب تو نے اسے محروم کر دیا تو اب یہ محل فلاں نصرانی کو دے دینے
گئے ہیں جس نے فقیر کی حاجت پوری کی تھی۔

جب قاضی بیدار ہوا تو نصرانی کے پاس جا کر اس نے کہا کہ ایک لاکھ
روپے لے لو اور جو فقیر کو خیرات دے کر ثواب حاصل کیا ہے وہ مجھے دے
دو۔ نصرانی نے کہا کہ اگر تو ایک محل کی چوکھٹ کے ایک لاکھ روپے دے تو
تب بھی میں وہ ثواب تجھے دینے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ اور اس نے کلز
شہادت

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ

پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔ دیکھا آپ نے کہ اس روز صدقہ و خیرات کیا رنگ

لاتا ہے۔ (نزہۃ المجالس جلد اول ص ۱۴۶)

روض الافکار میں بیان کیا گیا ہے کہ ایک

حکایت

شخص نے عاشورہ کے روز سات درہم خیرات کئے اور سال بھر اس کے عوض
کا انتظار کرتا رہا۔ جب دوبارہ عاشورہ کا دن آیا تو اس نے ایک مالدارین سے

سنا کہ وہ فرما رہے ہیں کہ جو شخص عاشورہ کے دن ایک درہم خیرات کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے اس کے بدلے میں ایک ہزار درہم عطا فرمائے گا۔ تو اس نے کہا کہ میں یہ بات تسلیم نہیں کرتا۔ کیونکہ میں نے پچھلے عاشورہ کے دن سات درہم خیرات کئے تھے اور پورا سال گزر گیا ہے مگر مجھے اس کے بدلے کچھ بھی نہیں ملا۔ جب رات آئی تو ایک آدمی سات ہزار درہم لے کر اس شخص کے پاس آیا اور کہا۔ اے بھوٹے یہ سات ہزار درہم بچرے۔ اگر تو قیامت تک صبر کرتا تو یہ تیرے لئے بہتر ہوتا۔ مگر تو نے صبر نہ کیا۔

(نزہۃ المجالس جلد اول ص ۱۴۶)

عاشورہ کے روز جو کام ممنوع ہیں

عاشورہ کے دن سیاہ کپڑے

پہننا۔ سینہ کو بی کرنا۔ کپڑے بچاڑنا۔ بال نوچنا۔ نوحہ کرنا۔ پیٹنا۔ چھری بچاؤ سے بدن زخمی کرنا۔ جیسا کہ رافضیوں کا طریقہ ہے جہاں اور گناہ ہے ایسے افعال شنیعہ سے اجتناب کلی کرنا چاہئے (موضوعات الکبیر) ایسے افعال پر سخت ترین وعیدیں آئی ہیں۔

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے کہ ہمارے طریقے پر وہ نہیں ہے جو رخساروں کو مارے اور گریبان بچاڑے اور پکارے جاہلیت کا پکارنا۔

۱ : عن عبد الله بن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخَدَّ وَدَوَّ شَقَّ الْجُيُوبِ وَدَعَى بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ - رواه البخاري ومسلم (مشکوٰۃ ص ۱۵)

سیدنا حضرت ابو بردہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ابو موسیٰ رضی
اللہ تعالیٰ عنہ پر بے ہوشی طاری
ہو گئی پس آئی اس کی عورت جس
کی کنیت ام عبد اللہ تھی اس حال میں
روئے کے ساتھ آواز کرتی تھی جب
ان کو آفاقہ ہوا تو کہا کیا تو نہیں جانتی
اور تھے ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کہ اس کو خبر دے رہے تھے کہ پیغمبر
خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم
نے فرمایا۔ میں بیزار ہوں اس شخص سے
جو بال منڈائے اور بلند آواز سے روئے
اور کپڑے پھاڑے۔

۲ : عن الجہ بردة
قَالَ اُغِيَتْ عَلَيَّ اَبُو مُوسَى
فَاَقْبَلْتُ اِمْرَتَهُ اُمَّ عَبْدِ اللّٰهِ
تَصِيحًا بِرْتَّةٍ ثُمَّ اَفَاقَتْ
فَقَالَ اَلَمْ تَعْلَمِي و
كَانَتْ يُحَدِّثُهَا اَنَّ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ اَنَا بَرِيْحٌ
مِمَّنْ حَلَقَ وَصَلَقَ
وَخَرَفَ . رواه البخارى
ومسلم (مسکوٰۃ ص ۱۵۰)

سیدنا حضرت ابو مالک اشعری رضی
اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول
خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم
نے فرمایا چار خصلتیں میری امت میں
جاہلیت کے کام سے پائی جاتی ہیں
فخر کرنا اپنے حسب میں۔

۳ : عن الجہ مالک
الاشعری قال قال رسول
اللّٰه صلی اللّٰه علیہ وسلم
اَرْبَعٌ فِیْ اُمَّتِیْ مِنْ اَمْرِ
الْجَاهِلِیَّةِ لَا یُتْرَکُوْنَ مِنْ
الْفَخْرِ فِی الْاَحْسَابِ

وَالطُّعُونِ فِي الْأَنْسَابِ
وَالْأَسْتِسْقَاءِ فِي النُّجُومِ
وَالنِّيَاحَةِ وَقَالَ النَّبِيَّةُ
إِذَا لَمْ تَنْبُ قَبْلَ مَوْتِهَا
تَقَامَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلَيْهَا
سِرْبَالٌ مِنْ قَطْرٍ أَيْ
وَدُرْعٌ مِنْ جَدَبٍ -
رواه مسلم في مشكاة ص ۱۵۰

عیب نکالنا لوگوں کی نسب میں،
بارش طلب کرنا ستاروں اور ماتم
میں نوحہ کرنا۔ اور فرمایا نوحہ کرنے
والی مرنے سے قبل توبہ نہ کرے تو
قیامت کے روز کھڑی کی جائے گی
اس حال میں کہ گندھک کی قمیص اس
پر ہوگی اور ایک قمیص خارشس والی
ہوگی۔

مَا كَسَمَّ مِنْ بَلَائِكَ كِي دَعَائِي أَوْ نَفْسِي رَوْزَةِ أَوْلِيَائِي

پہلی محرم الحرام کو جو یہ دعا پڑھے تو شیطان لعین سے محفوظ رہے
اور سارا سال دو فرشتے اس کی حفاظت پر مقرر ہوں۔ دعا یہ ہے

دعا

اللَّهُمَّ أَنْتَ الْأَبَدِيُّ الْقَدِيمُ وَهَذِهِ سَنَةٌ
جَدِيدَةٌ أَسْأَلُكَ فِيهَا الْعِصْمَةَ مِنَ الشَّيْطَانِ
وَأَوْلِيَائِهِ وَالْعَوْنِ عَلَى هَذِهِ النَّفْسِ الْأَمَّارَةِ
بِالسُّوءِ وَالْإِشْتِغَالَ بِمَا يُقَرِّبُنِي إِلَيْكَ

۱ : سیدنا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی محرم کے پہلے جمعہ کو روزہ رکھے تو اس کے گزشتہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

۲ : سرکار نے فرمایا کہ جو کوئی محرم کے یہ تین روزے رکھے خمیس جمعہ، اور مغفہ ہیں۔ تو اس کے لئے نو سو سال کی عبادت لکھی جاتی ہے۔

۳ : طبرانی کی روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے فرمایا کہ جو شخص محرم کے روزے رکھے تو ایک دن کے روزہ کا ثواب تیس دنوں کے روزوں کے برابر ہے۔

۴ : سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ بنت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی محرم کے پہلے دس دن عاشورہ تک روزے رکھے تو وہ فردوسِ اعلیٰ کا وارث و مالک ہوگا۔

(نزہۃ المجالس جلد اول ص ۱۴۵)

محرم کی پہلی رات کے نفل

جس رات محرم مبارک کا چاند نظر آئے تو دو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد شریف اور قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ گیارہ گیارہ مرتبہ پڑھے۔ سلام کے بعد سُبُوْحٌ قُدُوْسٌ رَبَّنَا وَرَبُّ الْمَلٰئِكَةِ پڑھے تو بہت ثواب ملے گا۔

ایک اور نماز جو حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ، اور اد میں لکھی ہوئی ہے وہ بھی دو رکعت ہیں اور ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورت لیسین ایک ایک بار پڑھے ۔

ایک اور روایت میں چھ رکعتیں آئی ہیں ۔ ان کی ہر رکعت میں سورت فاتحہ کے بعد دس دس مرتبہ قل هو اللہ احد پڑھے ۔ اس نماز کے پڑھنے والے کو اللہ کریم ہمیشہ میں دو ہزار محل عطا فرمائے گا اور ہر محل میں ہزار دروازے یا قوت کے ہوں گے اور ہر دروازہ پر ایک تخت رجب ۔ سبز کا ہوگا ۔ اس تخت پر ایک حور بلیٹی ہوگی ۔ اور اس کے علاوہ چھ ہزار بلائیں اس نمازی سے دور کی جاتی ہیں اور چھ ہزار نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھی جاتی ہیں ۔

(راستۃ القلوب ، جواہر غیبی)

محرم کے پہلے دن کے نفل

یکم محرم شریف کے دن دو رکعت

نماز نفل پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد تین مرتبہ قل هو اللہ احد پڑھے ۔ سلام کے بعد ہاتھ اٹھا کر یہ دعا پڑھے ۔

اللَّهُمَّ أَنْتَ اللَّهُ الْأَبَدُ الْقَدِيمُ هَذِهِ سَنَةٌ
جَدِيدَةٌ أَسْأَلُكَ فِيهَا الْعِصْمَةَ مِنَ الشَّيْطَانِ
الرَّجِيمِ وَالْأَمَانَ مِنَ السُّلْطَانِ الْجَابِرِ
وَمِنَ شَرِّ كُلِّ ذِي شَرٍّ وَمِنَ الْبَلَاءِ وَ
الْأَفَاتِ وَأَسْأَلُكَ الْعَوْنَ وَالْعَدْلَ عَلَى
هَذِهِ النَّفْسِ الْأَمَّارَةِ بِالسُّوءِ وَالْإِشْتِعَالَ

بِمَا يُقْرَبُكَ إِلَيْكَ يَا بَرُّ يَا رَوْفُ يَا رَحِيمُ
يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ -

جو شخص اس نماز کو پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے اوپر دو فرشتے مقرر
کر دے گا تاکہ وہ اس کے کار و بار میں اس کی مدد کریں۔ اور شیطان لعین کہتا
ہے کہ افسوس میں اس شخص سے تمام سال ناامید ہوا۔

(راحة القلوب، جواہر غیبی)

عاشورہ کی رات کے نفل

عاشورہ کی رات کے متعلق بہت نماز

آئی ہیں۔ ۱ : جو شخص اس رات میں چار رکعت نماز پڑھے کہ ہر رکعت میں
الحمد شریف کے بعد پچاس بار قل هو اللہ احد پڑھے تو مولا کریم
اس کے پچاس برس گزشتہ اور پچاس سال آئندہ کے گناہ بخش دیتا ہے اور
کے لئے ملا اعلیٰ میں ایک ہزار محل تیار کرتا ہے۔

ماثبت من اسنتہ ص ۱۴، غلیۃ الطالبین ج ۲ ص ۵۴

۲ : اسی رات دو رکعت نفل قبر کی روشنی کے واسطے پڑھے جاتے
ہیں جن کی ترکیب یہ ہے کہ ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد تین تین دفعہ
قل هو اللہ احد پڑھے۔ جو آدمی اس رات میں یہ نماز پڑھے گا تو اللہ
تبارک و تعالیٰ قیامت تک اس کی قبر روشن رکھے گا۔

(جواہر غیبی)

امام الانبیاء والمرسلین صلی اللہ
تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ

عاشورہ کے دن کے نفل

جو آدمی عاشورہ کے روز چاکرت نماز پڑھے کہ ہر رکعت میں فاتحہ الکتاب اور قل هو اللہ احد گیارہ گیارہ مرتبہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے پچاس برس کے گناہ بخش دیتا ہے اور اس کے لئے ایک نذرانی ممبر بناتا۔
(ترجمہ الحجاس ج ۱ ص ۱۳۶)

سائیکہ کر بلا
عاشورہ کے روز یزیدی ظالم حکومت نے سیدنا حضرت امام حسین منظلوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سلطنت و ملک کے ہوس میں شہید کر دیا تھا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔ جس کے متعلق حبیب کبریٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے گاہے بگاہے خبردار کیا تھا۔

چنانچہ سیدنا حضرت علی مرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آقائے رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے فرمایا کہ جب ریل علیہ السلام نے مجھے خبر دی ہے کہ میرا کھت جگر فرات ندی کے کنارے شہید کیا جائے گا۔

اور سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ بنت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ محبوب رب العالمین شفیع المسننین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد میرا بیٹا حسین رضی اللہ عنہ طف و سر زمین کرہا میں شہید کیا جائے گا۔ اور جب ریل علیہ السلام اس جگہ کی مٹی بھی میرے پاس لائے ہیں۔ جو حسین رضی اللہ عنہ کی قتل گاہ ہے۔

اور ام الفضل بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت

کے لوگ عنقریب میرے اس پیارے بیٹے حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیں گے اور اس جگہ کی سرخ مٹی میرے پاس لائی گئی ہے۔ اور سیدہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے فرمایا کہ جب ریل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے خبر دی ہے کہ میرا بیٹا فرات کی زمین میں شہید کیا جائے گا۔ میں نے جبریل کو کہا کہ مجھے ان کے مقتل کی مٹی دکھاؤ۔ تو جبریل علیہ السلام نے وہ مٹی لا کر مجھے دی اور کہا کہ یہ اس کے مقتل کی مٹی ہے۔

طبرانی کبیر میں سیدہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے فرمایا کہ جب ریل علیہ السلام نے مجھے بتایا کہ میری امت کے کچھ لوگ میرے اس نور نظر حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کریں گے۔ اور اللہ تعالیٰ اس کے قاتلوں پر سخت غضب فرمائے گا۔

ایک دفعہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے فرمایا کہ میرے اس بیٹے حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سرزمین عراق میں شہید کر دیا جائے گا پس جو شخص وہاں حاضر ہو تو حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدد کرے۔ طبرانی کبیر میں حضرت زینب بنت جحش سے راوی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی فرمائی ہے کہ میں نے یحییٰ بن زکریا کے بدلے ستر ہزار کو قتل کیا اور تیری صاحبزادی کے بیٹے حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بدلے ستر ہزار اور ستر ہزار یعنی دو چاند کو قتل کر دوں گا۔

سلی النصار یہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس حاضر ہوئی تو دیکھا کہ وہ رو رہی ہیں۔ میں نے رونے کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ میں نے ابھی ابھی خواب میں رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کو دیکھا۔ آپ کا سر اور وارڈھی مبارک غبار الودہ تھی اور آپ رو رہے تھے۔

میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم آپ کو کیا ہو گیا ہے۔ فرمایا میں ابھی مقتل حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں گیا تھا۔

نوٹ ! یہ سب روایات ثابت من السنۃ سے منقول ہیں۔ اگر تفصیل مقصود ہو تو فقیر کی کتاب نورانی موعظ حصہ چہارم کا مطالعہ کریں۔ اس میں سائیکر بلا مکمل طور پر درج ہے۔

❖

❖

❖

دوسرے ماہ صفر کا ایک دن

وجہ تسمیہ اسلامی دوسرے مہینہ کا نام صفر ہے۔ یہ صفر بالکسر سے ماخوذ ہے۔ جس کا معنی خالی ہے۔ چونکہ یہ مہینہ ماہِ محرم کے بعد آتا ہے۔ محبوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کی بعثت سے قبل ماہِ محرم میں جنگِ حرام تھی۔ مگر جب صفر کا مہینہ آتا تو عرب جنگ کے لئے چلے جاتے اور گھروں کو خالی چھوڑ جاتے تھے۔ اس لئے اس کو صفر کہتے ہیں۔

غلط عقیدہ ماہِ صفر المظفر کو لوگ منحوس جانتے ہیں۔ اس میں شادی بیاہ نہیں کرتے اور لڑکیوں کو رخصت نہیں کرتے۔ اور بھی اس قسم کے کام کرنے سے پرہیز کرتے ہیں۔ اور سفر کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ خصوصاً ماہِ صفر کی ابتدائی تیرہ تاریخیں بہت زیادہ منحوس مانی جاتی ہیں اور ان کو تیرہ تیزی کہتے ہیں۔ یہ سب جہالت کی باتیں ہیں۔

ماہِ صفر کا آخری چہار شنبہ (بدھ) کو لوگ بہت مناتے ہیں اور اپنے کاروبار بند کر دیتے ہیں، سیر و تفریح کو جاتے ہیں۔ پوریاں یکاٹے ہیں۔

نہاتے دھوتے ہیں۔ خوشیاں مناتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ سردارِ دو جہان
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے اس روز صحت کا غسل فرمایا تھا۔ اور بیرون
مدینہ طیبہ سیر کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ یہ سب باتیں بے اصل ہیں۔
بلکہ ان دنوں میں سید العرب والعجم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کا مرض شد
کے ساتھ تھا۔ وہ بائیں خلاف واقع ہیں۔

اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس روز بلا میں آتی ہیں۔ اور طرح طرح کی باتیں
بہان کی جاتیں ہیں۔ ان سب خرافات کو مندرجہ ذیل احادیث رد کرتی ہیں
حدیثیں بعد ترجمہ لکھی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ عمل کرنے کی توفیق عنایت فرمائے
آمین ثم آمین۔

سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول
خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم
نے فرمایا کہ نہ متعدی بیماری ہے
اور نہ پامہ اور نہ منزل قمر اور
نہ صفر روایت کیا اس کو امام مسلم
نے۔ نوہ کی جمع الزا ہے جس کا
معنی قمر کی منزلیں ہیں۔ وہ اٹھائیس
منزلیں ہیں۔ اہل عرب کا خیال تھا کہ
جب چاند ان منازل کے بعض منزل
میں آتا ہے تو پائش ہوتی ہے۔

۱: عن الجھریة
قال قال رسول الله صلى
الله عليه وسلم لا عدوى
ولا هامة ولا نوء ولا
صفر۔ رواه مسلم
(مشکوٰۃ ص ۳۹۱)

تو شارح نے اس کا ابطال فرمایا کہ
نزول باران بتدیر الہی ہے۔

سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ
رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے فرمایا۔ مرض متعدی ہونا نہیں
اور نہ ہمارے اور نہ صغیر۔ ایک
اعزالی نے عرش کی یا رسول اللہ!
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم،
اس کی کیا وجہ ہے کہ ریگستان میں
اونٹ بہن کی طرح (صاف سھرا)
ہوتا ہے۔ اور خارشتی اونٹ جب
اس سے مل جاتا ہے تو اسے بھی
خارشتی کر دیتا ہے۔ حضور اکرم صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے فرمایا
پہلے کو کسی نے مرض لگا دیا یعنی
جس طرح پہلا اونٹ خارشتی ہو
گیا تو دوسرا بھی ہو گیا۔ مرض کا متعدی

۲ : عن ابی ہریرۃ
قال قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم لا عدوی
ولا ہامۃ ولا صفر فقال
اعرابی یا رسول اللہ
فما بال ایل تکون
فی الرمل حکا ثما انطباء
فیخالطہا البعیر الاجرب
فیجربہا فقال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فمن اعدی الاول
رواہ البغوی مشکوٰۃ ص ۳۹۱

ہونا غلط ہے۔

۱۲ عن الجہریرة
قال قال رسول الله صلى
الله عليه وسلم لا عدوى
ولا حيرة ولا هامة
ولا صفر وفتر من
المنجدوم كما تفر
من الأسد.

رواه البزارى (مشکوٰۃ ص ۳۹۱)

سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول
خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک
و سلم نے فرمایا کہ عدوی نہیں یعنی
مرض کا متعدی ہونا نہیں اور نہ
بدفالی ہے اور نہ ہامہ ہے نہ صفر
اور منجدوم سے بھاگ جیسے شیر
سے بھاگتے ہو۔

منجدوم سے بھاگنے کا حکم سورائع کے قبیل سے ہے کہ اگر اس
سے میل جول میں دوسرے کو جذام پیدا ہو جائے تو یہ خیال ہوگا کہ میل جول
سے پیدا ہوا ہے اس خیال فاسد سے بچنے کے لئے یہ حکم ہوا کہ اس
سے علیحدہ رہو۔

حدیث پاک کی تشریح

لاعدوی کا مطلب یہ ہے کہ

ایک بیماری دوسرے کو نہیں لگتی۔ زمانہ جاہلیت میں لوگوں کا اعتقاد تھا کہ
جو شخص بیمار کے ساتھ بیٹھتا ہے یا اس کے ساتھ کھاتا پیتا ہے تو اس کی
بیماری اس کو بھی لگ جاتی ہے۔ ایسا ہی اس زمانہ کے حکیم اور ڈاکٹر بھی
کہتے ہیں کہ بعض متعدی بیماریاں ہیں۔ مثلاً جذام۔ خارش۔ چیچک۔ آبلہ۔
گندہ دہنی۔ اور امراضِ وبائیہ۔

مگر حکیموں کے حکیم جناب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وبارک وسلم نے اس جاہلانہ عقیدہ کو باطل قرار دیا ہے اور واضح فرمادیا کہ بیماری کوئی بھی ہو ایک سے دوسرے کو نہیں لگتی۔ بلکہ قادر مطلق نے جیسا کہ ایک کو بیمار کیا ہے اسی طرح دوسرے کو بیمار کر دیتا ہے۔

وَلَا حَبِیْرَةَ - عرب کی عادت تھی کہ شگون لیتے تھے۔ بائیں طریق کہ جب کہ جب کسی کام کا قصد کرتے یا کسی جگہ جاتے تو پرندہ یا ہرن کو چھپکارتے۔ اگر یہ دائیں طرف بھاگتا تو اسے مبارک جانتے اور نیک فال لیتے اور اس کام کے لئے نکلتے۔ اور اگر بائیں طرف بھاگتا تو اسے نحس اور ناامید جانتے اور کام سے باز رہتے۔ تو شارع علیہ السلام نے فرمایا لَا حَبِیْرَةَ یعنی شگون بد لینے کو حصول منفعت اور دفع ضرر میں کوئی تاثر نہیں ہے۔ اور اس عقیدہ کو باطل قرار دیا۔

وَلَا هَامَةَ - ہامہ کے معنی سہ کے ہیں۔ اور یہاں مراد ایک جانور کا نام ہے۔ عرب لوگوں کا زعم باطل تھا کہ یہ جانور مسیت کی ہڈیوں سے پیدا ہوتا ہے جو اڑتا ہے۔ اس کے ساتھ یہ بھی کہتے تھے کہ مسیتوں کے سر سے ایک جانور باہر نکلتا ہے۔ اس کا نام ہامہ ہے اور وہ ہمیشہ فریاد کرتا ہے کہ مجھ کو پانی دو یہاں تک کہ اس کا مارنے والا مارا جاتا۔

اور بعض کہتے تھے کہ مسیتوں کی روح جانور بن جاتی ہے اور فریاد کرتی ہے تاکہ کینہ اپنے مارنے والے سے اپنے ہاتھ سے لیوے۔ جب کینہ لے لیتا ہے تو اڑ جاتا ہے۔

اور بعض نے کہا کہ ہامہ اٹو کو کہتے ہیں۔ جس وقت کہ کسی کے گھر میں آبیٹھا ہے اور بولتا ہے تو گھر ویران ہو جاتا ہے۔ یا کوئی مرجاتا ہے۔ ہمارے زمانہ

میں بھی بعض لوگوں کا بھی یہی خیال ہے۔ شارح علیہ السلوة والسلام نے اس عقیدہ کو لانا مکرہ فرما کر باطل بتایا۔

فَلَا صَنَفَ - صفر نہیں۔ اس میں بہت اقوال ہیں۔ بعضوں کے نزدیک صفر سے مراد یہی مہینہ ہے جو محرم شریف کے بعد آتا ہے۔ عوام اس کو محل نزول بلا اور حوادث و آفات کا جانتے ہیں۔ یہ اعتقاد بھی بے اصل اور باطل ہے۔

اور بعضوں کے نزدیک صفر ایک سانپ سے جو پیٹ میں ہوتا ہے اور عرب کا زعم ہے کہ وہ سانپ بھوک کے وقت کاٹتا ہے اور ایذا دیتا ہے اور بھوک کے وقت جو ایذا ہوتی ہے اسی سے ہوتی ہے اور ایک آدمی سے دوسرے میں سرایت کر جاتا ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مسلم شریف میں لکھا ہے کہ صفر وہ کیڑے ہیں جو بھوک کے وقت کاٹتے ہیں۔ کبھی اس سے آدمی کا بدن زرد ہو جاتا ہے اور کبھی ہلاک۔ پس شارح علیہ السلوة والسلام نے حکم دیا کہ یہ سب باطل ہے۔
(اشعة اللغات جلد سوم ص ۶۲۰)

نیک فال

نیک فال یعنی محمود ہے اور سنت ہے۔ سید دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نیک فال بہت لیا کرتے تھے۔ خصوصاً لوگوں کے ناموں سے اور جگہوں سے۔ اور بد فال (پیشگوئی) ایک جاہلانہ رسم اور باطل ہے۔ ان دونوں کے متعلق مبارک حدیثیں نہیں۔

۱۰۰ عن عبد اللہ بن سیدنا حضرت عبد اللہ بن مسعود

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے
کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وہ وسلم نے کہ بدشگونی شرک
ہے۔ یقین دفعہ فرمایا اور نہیں ہم میں
سے مگر ولسکین خدا تعالیٰ سے جاتا
ہے اس کو سبب توکل کے۔

مَسْعُودٌ أَيْ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ الطَّيْرَةُ شُرْكٌ قَالَ
لَهُ ثَلَاثًا وَمَا مَنَّا إِلَّا وَلَكِنِّي
اللَّهُ يَذُوبُهُ بِالتَّوَكُّلِ -
رواد ابوداؤد والترمذی

(مشکوٰۃ ص ۳۹۲)

مطلب یہ ہے کہ بدشگونی مشرکوں کے رسموں سے بت اور موجب
شرک خفی کا ہے۔ اور اگر جزماً اذیت دکرے کہ یوں ہی ہوگا تو بدشگونی بیشک
کفر ہے۔

سیدنا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ
عنه سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وہ وسلم جب کسی
کام کے لئے نکلتے تو یہ بات حضور کو
پسند تھی کہ یا راسد یا یا نوح سینیں۔

۱۲ : عن انس أَيْ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَانَتْ يُعْجِبُهُ إِذَا خَرَجَ
لِحَاجَةٍ أَيْ كَيْسَمَعُ يَا رَسَدُ
يَا نُوْحِيْحُ . رواه الترمذی

(مشکوٰۃ ص ۳۹۲)

مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اس وقت ان ناموں سے کسی کو پکارتا تو
یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وہ وسلم کو اچھا معلوم ہوتا۔ کہ یہ
کامیابی اور فلاح کی نیک فال ہے

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۳ : عن بریدة

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا
يُتَطَيَّرُ مِنْ شَيْءٍ
فَإِذَا نَبِثَ عَامِلًا سَأَلَ
عَنْ إِسْمِهِ فَإِذَا أَعْجَبَهُ
إِسْمًا فَرِحَ بِهِ وَرُوعِي
بِشْرُ ذَلِكَ فِي وَجْهِهِ
وَإِنْ كَرِهَ إِسْمَهُ رُوعِي
كَرَاهِيَةً ذَلِكَ فِي
وَجْهِهِ وَإِذَا دَخَلَ قَرْيَةً
سَأَلَ عَنْ إِسْمِهَا فَإِنْ
أَعْجَبَهُ إِسْمُهَا فَرِحَ بِذَلِكَ
وَرُوعِي بِشْرُ ذَلِكَ فِي
وَجْهِهِ وَإِنْ كَرِهَ إِسْمَهَا
رُوعِيَ كَرَاهِيَةً ذَلِكَ
فِي وَجْهِهِ -

رواه ابو داود (مشکوٰۃ ص ۳۹۲)

سے مروی ہے کہ نبی کریم رذوف
رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم
کسی چیز سے بدشگونی نہیں لیتے
تھے جب کسی عامل کو بھیجتے تو اس
کا نام دریافت کرتے اگر اس کا نام
پسند ہوتا تو خوش ہوتے اور خوشی
کے آثار چہرہ النور میں ظاہر
ہوتے۔ اور اگر اس کا نام پسند نہ
ہوتا تو اس کے آثار حضور اقدس
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم
کے چہرہ میں دکھائی دیتے۔ اور جب
کسی بستی میں جاتے تو اس کا نام پوچھتے
اگر اس کا نام پسند ہوتا تو خوش
ہوتے اور خوشی کے آثار چہرہ النور
میں دکھائی دیتے۔ اور اگر ناپسند
ہوتا تو کراہت کے آثار چہرہ النور
میں دکھائی دیتے۔

فائدہ

اس حدیث شریف کا یہ مطلب نہیں کہ ناموں سے آپ

بدشگونی لیتے تھے بلکہ یہ کہ اچھے نام حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو

پسند تھے اور برے نام ناپسند تھے۔ ان مبارک حدیثوں سے معلوم ہوا کہ نیک فال یعنی کامیابی کی دلیل ہے۔ اور بد فال، بد شگونی، رسم کفار ہے۔ اس سے مسلمانوں کو بچنا چاہئے۔

ماہِ صفر کی پہلی رات کے نفل

ماہِ صفر کی پہلی رات میں نماز

عشاء کے بعد ہر مسلمان کو چاہئے کہ چار رکعت نماز پڑھے۔ پہلی رکعت میں سورت فاتحہ کے بعد سورت قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ پندرہ دفعہ پڑھے اور دوسری رکعت میں سورت فاتحہ کے بعد قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ پندرہ مرتبہ پڑھے۔ اور تیسری رکعت میں سورت فاتحہ کے بعد سورۃ فلق پندرہ مرتبہ پڑھے اور چوتھی رکعت میں سورۃ الناس پندرہ مرتبہ پڑھے سلام کے بعد چند بار ایاک نعبد و ایاک نستعین پڑھے۔ پھر ستر مرتبہ درود شریف پڑھے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو بڑا ثواب عطا کرے گا اور اسے ہر بلا سے محفوظ رکھے گا۔ (راحت القلوب)

ماہِ صفر کی آخری چہار شنبہ کی نماز

صفر کے آخری بدھ صبح کے بعد غسل کرے اور چاشت کے وقت دو رکعت نماز نفل پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد گیارہ گیارہ دفعہ قل هو الله احد پڑھے۔ اور سلام پھیر کر یہ درود شریف سن کر دفعہ پڑھے۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأَخْتِ

وَعَلَىٰ آدَمَ ءِصْحَابِهِ وَبَارَكَ وَسَلَّمْ -

اور اس کے بعد یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ مَدِّ فِئْتَنَا مِنْ سُوءِ هَذَا الْيَوْمِ وَ
 اَخْصِمْنِيْ مِنْ سُوءِ ثَمَرِهِ وَنَجِّنِيْ عَمَّا اَصَابَ
 فِيْهِ مِنْ نَحْوِ سَانِيْهِ وَحَرِّبَاتِهِ بِفَضْلِكَ
 يَا دَافِعَ الشُّرُوْرِ وَمَالِكَ الشُّوْرِ يَا اَرْحَمَ
 الرَّاحِمِيْنَ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ
 الْاَمْحَابِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ -

(راحۃ القلوب - جواہر غیبی)

اس کے علاوہ دو رکعت نفل اور بھی ہیں۔ جن کی ہر رکعت میں اچھڑ شریف
 کے بعد تین تین بار قل هو اللہ احد پڑھے۔ سلام کے بعد ،
 اَلَمْ نَشْرَحْ اور وَالْبَتِيْنِ اور اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ اور سورة
 اخلاص ان سب کو اتنی اتنی مرتبہ پڑھے۔ تو اللہ تبارک و تعالیٰ
 اس کی برکت سے اس کے دل کو غنی کر دے گا۔

(جواہر غیبی)



تیسرا مہینہ

ربیع الاول ثانی

تیسرا اسلامی مہینہ ربیع الاول مبارک ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جب ابتداء میں اس کا نام رکھا گیا تو اس وقت موسم ربیع کی ابتداء تھی۔ یہ مہینہ خیرات و برکات اور سعادتوں کا منبع ہے۔ کیوں کہ اس مہینہ کی بارہویں تاریخ کو اللہ جل شانہ نے اپنے فضل و کرم سے رحمۃ للعالمین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کو پیدا فرمایا کہ اپنی نعمتوں کی بارش برسائی۔ اسی ماہ کی آٹھویں تاریخ کو سید و عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے۔ اور اسی ماہ کی دسویں تاریخ کو محبوب کبریٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے ام المؤمنین سیدہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا تھا۔

(عجائب المخلوقات ص ۴۵)

مشائخ عظام اور علمائے کرام فرماتے ہیں کہ حضور پر نور شافع یوم النبی

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کا وقت ولادت باسعادت لیلتہ القدر سے بھی افضل ہے۔ کیوں کہ لیلتہ القدر میں فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ اور ولادت پاک کے وقت خود رحمتہ للعالمین شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم آتھیف الائنے۔ جن کے واسطے تمام جہان پیدا ہوا۔ نیز اللہ کریم لیلتہ القدر میں سرف امت مسلمہ پینسل وکرم فرماتا ہے اور شب ولادت میں اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات پر اپنا فضل وکرم فرمایا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ۝

بارہویں ربیع الاول مبارک کو یعنی ولادت پاک کے دن خوشی و مسرت کا اظہار کرنا۔ مساکین کو کھانا کھلانا۔ اور میلا د شریف کا جلوس نکالنا۔ اور جسے منعقد کرنا۔ اور کثرت سے درود شریف پڑھنا بڑا ثواب ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام سال اس کو امن و امان مرحمت فرمائے گا اور اس کے تمام جائز مقاصد پورے فرمائے گا۔ (ماثبت من السنۃ ص ۵۹)

مسلمانوں کو چاہئے کہ اس مہینہ مبارک میں بارہویں تاریخ کو بالخصوص اور باقی سال بالعموم میلا د شریف کے مجالس منعقد کیا کریں۔ یہ محفل پاک ذریعہ ہدایت اور برکات ہوگی۔

حکایت

حضرت عبد الواسد بن اسماعیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص مصر میں محفل میلا د منعقد کیا کرتا تھا۔ اور اس کے پڑوسوں میں ایک یہودی رہتا تھا۔ اس کی بیوی نے کہا کہ ہمارے

پڑوس میں مسلمان کی کیا حالت سے جو ربیع الاول میں بہت مال خرچ کرتا ہے ؟

اس کے خاندان نے اسے بتایا کہ اس کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم، اسی مہینہ میں پیدا ہوتے ہیں۔ لہذا وہ اس کی خوشی میں اور اپنے نبی کی ولادت کی تکریم کے واسطے یہ اہتمام کرتا ہے۔

اس کی بیوی نے کہا کہ مسلمانوں میں ایک بہت اچھا طریقہ ہے۔ یہ کہہ کر وہ عورت سو گئی۔ تو اس نے خواب میں ایک خوب صورت شخصیت کو دیکھا جن کے چہرے سے ہیبت و جلال اور انوار نمایاں ہیں اور وہ ان کے پڑوسی مسلمان کے گھر تشریف لے گئے ہیں۔ اور ان کے ارد گرد ان کے حسابہ کی ایک جماعت ہے جو ان کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں۔ عورت نے ایک شخص سے دریافت کیا یہ کون بزرگ ہیں ؟

اس نے کہا کہ یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے رسول احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم ہیں۔ جو اس گھر میں تشریف لائے ہیں۔ تاکہ اہل خانہ کو اپنے سلام اور زیارت سے مشرف فرمائیں۔ کیوں یہ آپ کے میلاد شریف کی خوشی مناتے ہیں۔

اس عورت نے کہا کہ اگر میں آپ سے کچھ کلام کروں تو کیا وہ مجھ سے کلام فرمائیں گے۔ اس نے کہا ہاں ضرور! پس عورت نے آپ کے پاس حاضر ہو کر عرض کی یا محمد! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم، آپ نے بیٹیک فرمایا۔ عورت نے کہا کہ آپ مجھ جیسی کو جواب سے نوازتے ہیں۔ حالانکہ میں آپ کے دین پر نہیں ہوں۔ بلکہ میں آپ کے دشمنوں یعنی یہودیوں سے ہوں

آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے سچا نبی بنا کر بھیجا ہے۔ میں نے میری آواز پر جواب نہ دیا۔ یہاں تک کہ میں نے جان لیا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ کو ہدایت نصیب فرمادی ہے۔

عورت نے کہا کہ بے شک آپ سچے نبی ہیں اور صاحبِ خلقِ عظیم ہیں جس نے آپ کی مخالفت کی اور آپ کی قدر نہ پہچانی وہ ہلاک اور ذلیل ہوا۔ میں شہادت دیتی ہوں کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم اللہ کے رسول ہیں یہ کہہ کر اس عورت نے اپنا دل میں یہ نیت کر لی کہ جب صبح ہوگی۔ تو وہ تمام چیزیں جو میری ملکیت میں ہیں صدقہ و خیرات کر دوں گی۔ اور اللہ تعالیٰ کے رسول کا میلاد شریف کروں گی۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی برکت سے مجھے اسلام کی نعمت عطا فرمائی ہے۔

جب صبح ہوئی تو اس نے اپنے خاوند کو دیکھا کہ اس نے کھانے کا اہتمام کیا ہوا ہے۔ اور بڑی مسروریت میں ہے۔ عورت حیران رہ گئی اور کہا کہ میں تم کو خانہ ہمت دیکھ رہی ہوں۔

خاوند نے کہا کہ یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ تو نے رات کو اسلام قبول کیا۔ عورت نے کہا۔ تمہیں اس کی کس طرف خبر ہو گئی؟

خاوند نے کہا کہ میں جہن تیرے بہہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دستِ اقدس پرسترف بہ اسلام ہو گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے اور ان کا شرف و کرامت اور زیادہ کرے۔ جس طرح آپ نے جیسا اللہ جل شانہ کی معرفت سے آگیا، کیا اور اس کی طرف بلایا۔ اور روزِ محشر جاری شرف و زمانیں کے رسول اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم۔

المبطلار النبوة، ابن جوزی ص ۶۰ - تذکرۃ الواغظین ص ۳۰۰

حکایت

ابولہب جو مشہور کافر تھا۔ ارسیتہ

دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کا رشتہ میں چچا تھا۔ جب رتہ لطفلیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کی ولادت مبارک ہوئی تو ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے آپ کی ولادت باسعادت کی خوشخبری اپنے مالک ابولہب کو سنائی۔ تو ابولہب نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کی ولادت کی خوشی میں اپنی لونڈی کو آزاد کر دیا۔

جب ابولہب مر گیا تو کسی نے خواب میں دیکھا اور سال دریافت کیا۔ تو اس نے کہا کہ کفر کی وجہ سے دوزخ کے عذاب میں گرفتار ہوں مگر اتنی بات ہے کہ ہر پیر کی رات عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے۔ اور جن انگلیوں سے میں نے اشارہ کر کے اپنی لونڈی کو آزاد کیا تھا۔ ان کے درمیان پانی آتا ہے جسے میں چوستا ہوں۔

ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جب ابولہب کافر جس کی

خدمت میں سورۃ لہب نازل ہوئی ہے۔

تباہ ہو جائیں ابولہب کے درنوں
ہاتھ اور وہ تباہ ہوئی کیا ہے
کچھ کام نہ آیا اس کا مال اور نہ جو
کمایا اب رخصتات لپٹ مارتی آن
میں وہ اور اس کی ہر دنگڑوں کا کھٹا

تَبَّتْ يَدَا اِبْنِ لَهَبٍ وَ
تَبَّ هٗ مَا اَسْنَىٰ عَنْهُ مَالُهُ
وَمَا كَسَبَ هٗ سَيِّئًا
ذَاتَ لَهَبٍ هٗ وَاَمْرًا تَهُ
حَبَالِدَ الْحَطْبِ هٗ فِيْ

جَبِيْدٌ هَا حَبْلٌ قَبْلَ مَسِيْدٍ | سر پر اٹھاتی اس کھکے میں
پ ۳۰ س لب | کھجور کی پھال کا رستا۔

یہ انعام ملا۔ تو بتاؤ اس مسلمان کو کیا سہلے ملے گا جو اپنے رسول کریم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کی ولادت کی خوشی منانے۔ اس کی سزا
اللہ کریم سے یہی ہوگی کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل عمیم سے اسے جنات المعیم
میں داخل فرمائے گا۔ الحمد للہ رب العالمین۔

(ماثبت من السنۃ ص ۶۰)

حضرات! میلاد پاک کرنا اور اس میں محبت کرنا ایمان کی علامت ہے
اور میلاد پاک کا ثبوت قرآن مجید۔ حدیث شریف۔ اور اقوال بزرگوں سے
ہے۔ میلاد شریف میں ہزاروں برکتیں ہیں۔ اس کو بدعت کہنا دین سے
ناواقفیت پر مبنی ہے۔

محل میلاد شریف کی حقیقت

سب سے پہلے آپ کو

جاننا چاہئے کہ میلاد کی حقیقت کیا ہے۔ میلاد۔ مولود۔ مولد۔ یہ تینوں
لفظ متضاد المعنی ہیں۔ میلاد کی حقیقت صرف یہ ہے کہ مسلمان ایک
جگہ جمع ہوں۔ اور ایک عالم دین ان کے سامنے حضور سراپا نور شافع یوم النشور
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کی ولادت مبارک اور آپ کے معجزات اور آپ
کے اخلاق کریمہ صحیح روایت کے ساتھ بیان کرے۔ اور آخر میں بارگاہِ رسالت
میں درود و سلام بادب کھڑے ہو کر پیش کریں۔ اگر توفیق ہو تو شیرینی
پر فاتحہ دلا کر فقرا و مساکین کو کھلائیں۔ احباب میں تقسیم کریں پھر دعا مانگ

کر اپنے اپنے گھروں میں چلے جاتیں۔ یہ تمام امور جو ذکر کئے گئے ہیں قرآن و سنت اور علمائے امت کے اقوال سے ثابت ہیں صرف اللہ جل شانہ کی ہدایت کی ضرورت ہے۔

میلاد سنت الہیہ

محبوب کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ

و بارک وسلم کا میلاد شریف خود خالق اکبر جل شانہ نے بیان کیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گرا ہے۔ تمہاری بھلائی کے بہت چاہنے والے ہیں اور مسلمانوں پر کرم کرنے والے مہربان ہیں۔

۱ : لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ

(پ ۱۱ - سورت توبہ)

اس آیت شریفہ میں پہلے اللہ جل شانہ نے فرمایا لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ۔ مسلمانوں تمہارے پاس عظمت والے رسول تشریف لائے یہاں تو اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کی ولادت شریفہ بیان فرمائی۔

پھر فرمایا کہ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ کہ وہ رسول تم میں سے ہیں۔ اس میں اپنے رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کا نسب شریف بیان فرمایا ہے۔

پھر فرمایا۔ حَرِّ نَجْمٍ عَلَيْكُمْ بِالْمَوْ مِينِ زَوْفٌ رَحِيمٌ
 تمہاری بھلائی کے بہت چاہنے والے اور مسلمانوں پر کرم فرماتے والے
 مہربان ہیں۔ یہاں اپنے محبوب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کی نعمت
 بیان فرمائی ہے۔

اور سیلا و مبارک مروجہ میں یہی تین باتیں بیان کی جاتی ہیں۔ پس ثابت
 ہوا کہ سرکار ابدستدار شافع یوم شمار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کا
 میلاد شریف بیان کرنا سنت الہیہ ہے۔

۱۲ لَقَدْ مَرَّ اللَّهُ
 عَلَى السُّؤْمِيَّةِ إِذْ بَعَثَ
 فِيهِمْ رَسُولًا =
 بے شک اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں
 پر احسان فرمایا کہ ان میں اپنا رسول
 بھیج دیا۔

(پ ۴ - سورت آل عمران)

غور کرو کہ اللہ جل شانہ نے اپنے حبیبِ لبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وبارک وسلم کی آمد کا ذکر کس شان سے کیا اور اسی کا نام سیلا دیا ہے۔

محبوب اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں

۳ خاتم الانبیاء

انام الانبیاء احمد محبتی محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم رب العالمین
 کی ایک نعمت عظمیٰ ہیں۔ اور یہ بات بدیہات سے ہے جو کسی دلیل کی طرف محتاج
 نہیں۔ مگر کیا کیجئے کہ منکرین لیے ہیں جو بدیہات کا بھی انکار کر دیتے ہیں۔ لہذا
 ان کے رفع شکوک کے لئے سرکار مدنیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کا
 نعمت الہی ہونا صحیح بخاری کی حدیث سے بیان کیا جاتا ہے۔ پھر بھی ہدایت

اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ وہ ہی ہدایت عنایت فرمائے آمین ثم آمین
سنئے!

سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس
رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت
ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے بدل یا
اللہ تعالیٰ کی نعمت کو کفر سے فرمایا
ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما
نے خدا کی قسم وہ کفار قریش
ہیں۔ اور عمرو ابن وینار رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ وہ بدلنے
والے، قریش میں اور اللہ تعالیٰ
کی نعمت حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وبارک وسلم ہیں۔

عن ابن عباس آلَ دِينَ
بَدَلُوا نِعْمَةَ اللَّهِ كُفْرًا
قَالَ هُمْ وَاللَّهِ كُفَّارُ قُرَيْشٍ
قَالَ عَمْرُوهُمْ قُرَيْشٍ
وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ نِعْمَةُ اللَّهِ .
(بخاری ج ۲ ص ۵۶۶)

اس آیت اور اس کی تفسیر سے واضح ہو جاتا ہے کہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وبارک وسلم اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہیں۔ اور اس نعمت کی
بلے قدری کرنے والے کفار قریش ہیں۔ اب بھی جو بد نصیب اس نعمت کے
ناشکری کر لے گا وہ بھی ان ہی کفار میں شمار ہوگا۔ العیاذ باللہ۔
جب ثابت ہوا کہ مدنی تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم اللہ
جل شانہ کی نعمت عظمیٰ ہیں تو دیکھنا یہ ہے کہ ہم اس نعمت کے ساتھ کیا برتاؤ
کریں۔ قرآن شریف میں ارشاد ہوتا ہے کہ

اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا
کرو۔

اور یاد کرو اللہ تعالیٰ کی نعمت کو
کو جو تم پر ہے۔

۱۱ : وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ
فَحَدِّثْ ۝ (پ ۳۰)

۱۲ : وَادْكُرُوا بِنِعْمَةِ
اللَّهِ عَلَيْكُمْ ۝ (پ ۳۰، س آل عمران)

غور کرنا چاہئے کہ رب العالمین نے رحمتہ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وبارک وسلم کے ذکر کرنے اور آپ کے چرچا کرنے کا حکم فرمایا ہے۔
اور میلاد شریف کیا ہے۔ یہی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک و
وسلم کا ذکر شریف کرنا۔ اور اسی کا حکم دیا گیا ہے تو سمجھ میں نہیں آتا کہ میلاد
شریف کرنا بدعت اور ناجائز کیسے بن گیا۔ یہ بدعت نہیں ہے بلکہ اس کے کرنے
کا حکم دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین۔

میلاد بیان کرنا سنتِ مصطفیٰ ہے

بعض لوگ جہالت کی بنا پر میلاد شریف کا انکار کر دیتے ہیں۔ حالانکہ
محبوب کبریٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے خود اپنا میلاد بیان کیا ہے
سیدنا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سید العرب وجم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کو اطلاع ملی کہ کسی گستاخ نے آپ کے نسب
شریف میں طعن کیا ہے۔ تو

پس نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و
بارک وسلم ممبر پر تشریف لائے اور
فرمایا کہ میں کون ہوں؟ صحابہ کرام

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ عَلَى الْمَشْرَبِ فَقَالَ
مَنْ أَنَا فَمَا لَوْ أَنَّكَ رَسُولٌ

علیہم الرضوان نے عرض کیا کہ آپ
اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ فرمایا
میں عبد المطلب کے بیٹے کا بیٹا
ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا
کی ان میں سب سے بہتر مجھے بنایا
پھر مخلوق کے دو گروہ کئے ان میں
مجھے بہتر بنایا۔ پھر ان کے قبیلے
کئے اور مجھے بہتر قبیلہ بنایا پھر
ان کے گھرانے بنائے مجھے ان میں
بہتر بنایا تو میں ان سب میں اپنی
ذات کے اعتبار اور گھرانے کے اعتبار
سے بہتر ہوں۔

اللہ - قَالَ أَنَا مُحَمَّدٌ وَابْنُ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ
إِنَّمَا اللَّهُ خَلَقَ الْخَلْقَ
فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ
ثُمَّ جَعَلَهُمْ فِرْقَتَيْنِ
فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ
فِرْقَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ قَبَائِلَ
فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ
قَبِيلَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ بِيُوتًا
فَأَنَا خَيْرُهُمْ نَفْسًا وَخَيْرُهُمْ
بَيْتًا رواه الترمذی

(مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۳)

اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ حضور پر نور شافع یوم النشور
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے بذات خود محفل میلاد منعقد
کی جس نے اپنا حسب و نسب بیان فرمایا۔ نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ محفل میلاد
کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ اس مجلس و محفل میں ان لوگوں کا رد کیا جائے جو آپ
کی بدگونی کرتے ہوں۔

میلاد پر منکرین کا ایک اعتراض | منکرین کا میلاد پر یہ

ایک بڑا اعتراض ہے کہ میلاد شریف میں دن مقرر کیا جاتا ہے۔ اور دن کا تقریر

تعیین شریعت میں زیادتی ہے لہذا میلاد کرنا ناجائز ہے۔ یہ اعتراض مسئلہ
گیارہویں - تجبہ - ساتواں اور چالیسواں وغیرہ میں مشترک ہے۔

جواب

اس کا جواب اول تو یہ ہے کہ ہمارے نزدیک دن
کالتعین واجب اور ضروری نہیں ہے بلکہ اہل سنت کے ہاں رات دن
اور ہر مہینہ اور ہر ماہ میں میلاد کرنا باعث سعادت ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ منکرین میلاد سیرت نبوی کے جلے کرتے
ہیں جن میں دن معتبر کیا جاتا ہے۔ تاریخ مقرر ہوتی ہے۔ مولوی معتبر
کئے جاتے ہیں، اشتہارات شائع ہوتے ہیں اور وقت مقررہ پر لاؤڈ
سپیکر سے لوگوں کو بلایا جاتا ہے۔ اگر اتنے تعینات کے باوجود سیرت
کے جلے تو جائز رہیں اور میلاد شریف کے جلے ناجائز ہو جائیں۔ بات
سمجھ میں نہیں آتی۔ کہ ایک چیز ایک قوم کے لئے حلال اور دوسروں کے
لئے حرام ہو جائے۔ لہذا منکرین کے ذمے جلسہ سیرت اور جلسہ میلاد
میں ماہ الامتیاز بیان کرنا ہے۔ جس سے سیرت کے جلے جائز رہیں اور
میلاد کے جلے ناجائز۔

تیسری بات یہ ہے کہ منکرین کا یہ کہنا کہ دن مقرر کرنا یا کسی دن کسی کی
یادگار منانا حرام اور بدعت ہے۔ یہ بھی ان کی خود ساختہ شریعت ہے اور
شریعت مصطفوی پر سراسر زیادتی ہے۔ قرآن و سنت کی روشنی میں دن کا تقرر
تعمین ایک جائز امر ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَذَكِّرْهُمْ بِآيَاتِ اللَّهِ ۗ (اے موسیٰ، ان کو یاد دلاؤ اللہ تعالیٰ

کے دن۔

رپ ۱۳-۱۳۰۰ (س ابرہیم)

تفصیل

ہر عام و خاص جاننا ہے کہ بہر دن اور

رات اللہ تعالیٰ ہی کا ہے۔ پھر ان اللہ کے دنوں سے کیا مراد ہے ؟
غور سے سنو کہ اللہ کے دنوں سے کیا مراد ہے۔

خدا تعالیٰ کے وہ مخصوص دن جن میں اس کی نعمتیں اس کے بندوں

پر نازل ہوتی ہیں۔ چنانچہ اس آیت کریمہ میں سیدنا حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ و
والسلام کو حکم ہوا ہے کہ آپ اپنی قوم کو وہ دن یاد دلائیں جن میں اللہ جل شانہ
نے بنی اسرائیل پر مَنِّ وَ سَلْوٰی نازل فرمایا۔

مستام غور ہے کہ اگر مَنِّ وَ سَلْوٰی کے نزول کا دن بنی اسرائیل

کو منانے کا حکم ہوتا ہے تو آقائے دو جہان ستید کون و مکان صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وبارک وسلم کی ولادت پاک جو تمام نعمتوں سے افضل اور اعلیٰ ہے۔ بلکہ

یوں کہے کہ وہ تمام نعمتوں کی اصل ہے۔ کیوں کہ اگر یہ نعمت نہ ہوتی، تو نہ

جہان ہوتا نہ کوئی نعمت۔ تو یوم ولادت منانا اور اس کی خوشی میں جلو کس

نکالنے اور جلے منعقد کرنے مساکین و فقراء کے لئے کھانا تقسیم کرنا کس طرح

بدعت و حرام ہو گیا۔

حدیث شریف سے تقیین یوم پر دلیل

سیدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ

تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جب

عن ابن عباس أَنَّ النَّبِيَّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَ

الْمَدِينَةَ فَوَجَدَ الْيَهُودَ
صِيَامًا يَوْمَ عَاشُورَاءَ فَقَالَ
لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هَذَا
الْيَوْمُ الَّذِي تَصُومُونَهُ
فَقَالُوا هَذَا يَوْمٌ عَظِيمٌ
أَنْجَى اللَّهُ فِيهِ مُوسَى
وَقَوْمَهُ وَعَذَّبَ فِرْعَوْنَ
وَقَوْمَهُ فَصَامَهُ مُوسَى
شُكْرًا فَتَحَنَّنَ نَصُومَهُ
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَحَنَّنْ
أَحَقُّ وَأَوْلَى بِمُوسَى
مِنْكُمْ فَصَامَهُ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ .

رواه البخاري ومسلم

(مشکوٰۃ ۱۸۰)

محضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و
بارک وسلم مدینہ منورہ میں تشریف
فرما ہوئے تو ملاحظہ فرمایا کہ یہودی
یوم عاشورہ کا روزہ رکھتے ہیں
تو رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ
و بارک وسلم نے ان سے پوچھا کہ یہ
کیا دن ہے جس کا تم روزہ رکھتے ہو
تو انہوں نے کہا کہ یہ ایک بڑا دن ہے
جس میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ
علیہ الصلوٰۃ والسلام، اور ان کی
قوم کو نجات دی۔ اور فرعون اور اس
کی قوم غرق کیا تو حضرت موسیٰ
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شکر یہ
میں روزہ رکھا اور ہم اکل دن روزہ
رکھتے ہیں۔ تو رسول خدا صلی
کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ و بارک و
وسلم نے فرمایا کہ ہم موسیٰ علیہ الصلوٰۃ
والسلام سے تمہاری نسبت زیادہ
حسد اور زیادہ قریب ہیں تو
آپ نے خود روزہ رکھا اور دوسروں

کو، روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

اس حدیث شریفہ سے ثابت ہوا کہ جب سیدنا حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ نعمت ملی کہ دشمن سے نجات حاصل ہوئی، اور دشمن ہلاک ہو گیا۔ تو اس روز بطور شکر یہ اسی دن کی یادگار منانے کے لئے ہمیشہ عاشورہ کے دن روزہ رکھتے۔

اور امام الانبیاء والمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے روزہ رکھ کر اور اس کا حکم دے کر واضح فرما دیا کہ نعمت کے نزول کے دن عبادت کرنا اور اس کی یادگار منانا سنت انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے لہذا مسلمان ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو جس میں ولادت پاک کی نعمت نازل ہوئی ہے جو سب نعمتوں سے بڑی ہے۔ جلے منعقد کر کے جلو کس نکال کر خوشی کا اظہار کر کے سنت انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام پر عمل کرتے ہیں۔

دوسری حدیث

سیدنا حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم سے پیر کے دن روزہ رکھنے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ میں اسی دن پیدا ہوا۔ اور اسی روز مجھ پر

عن ابی قتادۃ قال سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن صوم یوم الاثنین فقال فیہ ولدت و فیہ انزل علیّ۔

رواہ مسلم (مشکوٰۃ ص ۱۶۹)

قرآن نازل ہوا۔

اس حدیث شریف نے واضح کر دیا کہ کسی دن کا تعین و تقرر ناجائز نہیں ہے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم پر پیر کے روز دو نعمتیں نازل فرماتی تھیں۔ ایک ولادت۔ اور دوسری نزولِ قرآن کی نعمت۔ تو آپ نے اسی پیر کے دن کو روزہ رکھنے کے لئے معین فرمایا۔ اب بھی بات اگر سمجھ میں نہ آئے تو ہدایت اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

جوازِ میلادِ پیر

اولیائے کرام اور علیؑ کے عظام

کی شہادتیں

یوں تو میلادِ شریف کے استحباب و استحسان پر بہت سے علمائے سلف اور بزرگانِ دین کے اقوال موجود ہیں۔ مگر بخوفِ طوالت صرف چند حضرات کے اقوال پر اکتفاء کرتا ہوں جو شکوک و شبہات کے ازالہ کے لئے کافی وافی ہیں۔

امام ابو شامہ

امام نووی کے استاد کی شہادت

وَمِنْ أَحْسَبِ مَا ابْتَدَعَ | ہمارے زمانہ کی اچھی ایجادوں میں وہ

افعال ہیں جو مولد انسبجی صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کے دن
کے جاتے ہیں۔ یعنی صدقات۔
بھلائی کے کام۔ زینت و سرور
کا اظہار۔ کیوں کہ اس میں فقراء
کے ساتھ احسان کرنے کے علاوہ
اس بات کا اشعار ہے کہ میلاد
کرنے والے کے دل میں نبی کریم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم
کی محبت اور تعظیم ہے اور اللہ
تعالیٰ کا شکر یہ ادا کرنا ہے جو
اس نے رحمت للعالمین صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کو پیدا
فرما کر ہم پر احسان فرمایا۔

فِي زَمَانِنَا مَا يُفْعَلُ كُلَّ
عَامٍ فِي الْيَوْمِ الْمَوْافِقِ
لِيَوْمِ مَوْلِدِهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الصَّدَقَاتِ
وَالْمَعْرُوفِ وَ إِظْهَارِ
الزِّيْنَةِ فَإِنَّ ذَلِكَ
مَعَ مَا فِيهِ مِنَ الْإِحْسَانِ
لِلْفُقَرَاءِ مُشْعِرًا بِمُحَبَّةِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ وَ تَعْظِيمِهِ فِي
قَلْبِ فَاعِلِ ذَلِكَ وَ شُكْرِهِ
اللَّهُ عَلَى مَا مَنَنْتَ بِهِ
مِنْ إِتْجَادِ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
الَّذِي أَرْسَلَهُ رَحْمَةً
لِلْعَالَمِينَ ۝

(سیرت نبوی ص ۲۵)

(سیرت حلبی ص ۱۱۱)

حافظ الحدیث ابن الجزری

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شہادت

جب ابولہب کافر جس کی مذمت میں قرآن مجید اترا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کی ولادت کی خوشی میں نیک جزا مل گئی یعنی عذاب میں تخفیف تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کا مسلمان موحّد کا کیا حال ہوگا جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کی ولادت کی خوشی مناتا ہو۔ اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کی محبت میں حسبِ طاقت خرچ کرتا ہو مجھے اپنی جان کی قسم اللہ کریم سے اس کی جزا یہ ہے کہ فضل عمیم سے جنت عمیم میں داخل فرمائے گا۔

فَاِذَا كَانَ هَذَا ابُولَهَبِ
الْكَافِرِ الَّذِي نَزَلَ
الْقُرْآنُ بِهِ فِيهِ جُورِي
بِفَرْحِهِ لَيْلَةٌ مُّوَلِّدِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَمَا حَالَ الْمُسْلِمِ الْمَوْحِدِ
مِنْ أُمَّتِهِ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْرُ بِمَوْلِيهِ
وَيُبْزِلُ مَا تَصِلُهُ إِلَيْهِ
فُدْرَقَهُ فِي حُبِّ مُحَبَّبَتِهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَعْمُرِ عُرَىٰ إِنَّمَا يَكُونُ جَزَاءُ
مِنَ اللهِ الْكَرِيمِ أَنْ
تَدْخُلَهُ بِفَضْلِ الْعَمِيمِ جَنَّاتِ النَّعِيمِ

(النوار محمدیہ من مواہب لدنیہ ص ۲۸)

امام سخاوی علیہ رحمۃ اللہ ساری کی شہادت

تینوں زمانوں میں سلف نے کسی نے
میلا د (مروجہ) نہیں اس کے
بعد شروع ہوا۔ پھر ہمیشہ مسلمان
ہر طرف اور بڑے شہروں میں سے
میلا د کرتے ہیں اور ان راتوں میں
ہر قسم کا صدقہ کرتے ہیں۔ اور
میلا د شریف بیان کرنے کا اہتمام
کرتے ہیں۔ میلا د شریف کی
برکت سے ان پر ہر قسم کا فضل و رحمت
نازل ہوتی ہے۔

لَهُ يَفْعَلُهُ أَحَدٌ مِّنَ السَّلَفِ
فِي الْقُرُونِ الثَّلَاثَةِ
وَإِنَّمَا حَدَثَ بَعْدُ تَوْلَانَالِ
أَهْلِ الْإِسْلَامِ مِنْ سَائِرِ
الْأَقْطَارِ وَالْمَدِينِ الْكِبَارِ
يَعْمَلُونَ الْمَوْلِدَ وَيَصَدَّقُونَ
فِي لَيَالِيهِ بِأَنْوَاعِ الصَّدَقَاتِ
وَيُعْتَنُونَ بِقِرَاءَةِ
مَوْلِدِهِ الْكَرِيمِ وَيُظَهِّرُونَ عَلَيْهِمْ
مِنْ بَرَكَاتِهِ كُلِّ فَضْلٍ عَمِيمٍ۔

(سیرت حلبی ص ۱۰۰ - سیرت نبوی ص ۴۵)

علامہ یوسف بن یعقوب بن زبیر کی شہادت

ہمیشہ مسلمان ولادت پاک کے مہینہ
میں محفل میلا د منعقد کرتے آئے

لَا زَالَ أَهْلُ الْإِسْلَامِ يَحْتَفِلُونَ
بِشَهْرِ مَوْلِدِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ

ہیں اور دعوتیں کرتے ہیں اور اس
ماہ کی راتوں میں ہر قسم کا صدقہ
کرتے ہیں اور خوشی مناتے ہیں
نیکی زیادہ کرتے ہیں اور میلاد
شریف پڑھنے کا بہت اہتمام
کرتے ہیں۔

وَالسَّلَامُ وَيُصَلُّونَ
الْوَلَاءِ بِكُمْ وَيَتَصَدَّقُونَ
فِي نَيَّالِيهِ بِأَنْوَاعِ الصَّدَقَاتِ
وَيُظَاهِرُونَ الشُّرُورَ وَ
يَزِيدُونَ فِي اللَّبَرَّاتِ
وَيَعْتَنُونَ بِقِرَاءَةِ
مَوْلِدِهِ الْكَرِيمِ -

(الوار محمدیہ ص ۲۹)

حضرت امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت

میلاد شریف کی ایک تاثیر یہ ہے
کہ سال بھر امن رہے گا اور مرادیں
پوری ہونے کی خوشخبری ہے
بادشاہوں میں سے جس نے پہلے
میلاد شریف کا ایجا کیا وہ
منظر البوسید شاہ اہل تھا۔ اس
اس کے لئے حافظ ابن وحیہ
نے ایک کتاب لکھی جس کا نام

مِنْ خَوَاصِّهِ أَنَّ أَمَانًا
فِي ذَلِكَ الْعَامِ وَبُشْرَى
عَاجِلَةً بِبَيْتِ الْبَغِيَةِ وَ
الْمَدَامِ وَ أَوَّلُ مَنْ أَحْدَثَهُ
مِنَ الْمُلُوكِ الْمَلِكُ
الْمُظَفَّرُ أَبُو سَعِيدٍ صَاحِبِ
إِزْبِلٍ وَ أَلْفٌ لَهُ الْحَافِظُ ابْنُ
دَحِيَّةَ تَالِيًا سَمَاءُ

التنوير في مولد البشير
 النذير رُكَّعاً. بادشاہ نے
 اس کو ہزار دینار نذر کئے اور وہ
 بادشاہ مظفر کے میلاد کیا اور وہ
 ربیع الاول شریف میں میلاد
 کیا کرتا تھا اور اس میں عظیم
 الشان محفل منعقد کرتا تھا اور وہ ذکی
 بہادر۔ ولیر۔ عقل مند۔ عالم اور
 عادل تھا۔ اس کا زمانہ حکومت طویل
 رہا۔ یہاں تک کہ انگریزوں کا محاصرہ
 کرتے ہوئے شہر عکا میں انتقال
 کر گیا ۶۳۰ھ میں وہ سیرت و
 عادت کا اچھا تھا۔

التنوير في مولد البشير
 النذير فأجازه المليك
 المظفر بألف دينار و
 صنع المليك المظفر
 المولد وكانت عمله
 في ربيع الأول ويحفل
 به احتلاً فأهائلاً وكان
 شهماً شجاعاً بطلاً
 عاقلاً عالماً عادلاً و
 طالت مدته في الملك
 للأن مات وهو
 محاصراً الفرنج بمدينته
 عكاسنة ثلاثين و
 ستمائة محمود السيرة و
 السيرة (سیرت نبوی ص ۴۵)

ابن جوزی کے پوتے علیہ الرحمۃ کی شہادت

حضرت ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ
 علیہ کے پوتے فرماتے ہیں کہ مجھے
 ان لوگوں نے بتایا جو مکہ مظفر کے

قال سبط ابن الجوزي
 في مראה الزمان عكا
 في بعض من حضر

بِسْمِ الْمَوْظِعِ فِي
بَعْضِ الْمَوْلِدِ فَذَكَرَ أَنَّهُ
عَدَّ فِيهِ خَمْسَةَ آلَافٍ
وَأَسْفَعْنِمِ وَعَشْرَةَ
آلَافٍ دُجَاجَةَ وَ مِائَةَ
أَلْفٍ زَبْدِيَّةَ وَ ثَلَاثِينَ
أَلْفٍ صِيحُونَ حَلُوعِي
وَكَانَ يَحْضُرُ عِنْدَهُ
فِي الْمَوْلِدِ أَعْيَانُ
الْعُلَمَاءِ وَ الصُّوفِيَّةِ
فَيُخْلَعُ عَلَيْهِمْ وَ يُطْلَقُ
لَهُمُ الْبِخُورَ وَ كَانَ
يُصْرَفُ عَلَى الْمَوْلِدِ
ثَلَاثَ مِائَةِ أَلْفِ دِينَارٍ

(سیرت نبوی ص ۴۵)

حضرت سید احمد زینبی شافعی
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شہادت

میلاد شریف کرنا اور لوگوں کا اس
میں جمع ہونا بہت اچھا ہے۔

عَمَلُ الْمَوْلِدِ وَاجْتِمَاعُ النَّاسِ
لَهُ كَذَلِكَ مُسْتَحَبٌّ - (سیرت نبوی ص ۴۵)

خاتم الفقہائے اہل الحدیثین

شیخ الحدیث شہاب الدین بن محمد سیستانی

علیہ الرحمۃ کی شہادت

محافل میلاد اور اذکار جو ہمارے
ہاں کئے جاتے ہیں ان میں سے اکثر
مجلاتی پر مشتمل ہیں جیسے صدقہ صلوات
وسلام رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وہ وسلم پر اور آپ کی مدح۔

الْمَوَالِدِ وَالْأَذْكَارِ الَّتِي
تُفْعَلُ عِنْدَنَا أَكْثَرَهَا مُشْتَمِلٌ
عَلَى خَيْرِ كَصَدَقَةٍ وَذِكْرِ
وَصَلَاةٍ وَسَلَامٍ عَلَى رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَدْحِهِ.

(فتاویٰ حدیثیہ ص ۱۲۹)

فضل الفضلاء عالم اہل علم و فہم پیر العصر حضرت

مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شہادت

میلاد شریف کرنے والوں کیلئے
اس میں سند ہے جو شب میلاد

دریں جا سند است مراحل مولیٰ
را کہ در شب میلاد آنحضرت صلی اللہ

غوشیاں مناتے ہیں۔ اور مال خرچ کرتے ہیں۔ یعنی ابولہب کافر تھا اور قرآن مجید اس کی مذمت میں نازل ہوا جب اسے میلاد کی خوشی منانے اور اپنی لونڈی کے دودھ کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کے لئے خرچ کرنے کی وجہ سے سزا دی گئی۔ تو اس مسلمان کا کیا حال ہوگا جو محبت اور خوشی میں بھرا ہوا ہے اس میلاد شریف میں مال خرچ کرتا ہے۔

علیہ وسلم سرور کونیند و بذل اموال نمایند یعنی ابولہب کا حرم بود و قرآن بدمت وے نازل شد ہ چوں بسور بمیلاد و بذل شیر جاریہ وے بخت آنحضرت جزا دادہ شد تا حال مسلمان کہ ملو است بخت و سرور و بذل مال و وے چہ باشد۔

۱، تاریخ النبوت جلد دوم ص ۲۶

فاضل اہل عالم بے بدل خاتم المحدثین حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شہادت

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فیوض الحرمین میں لکھتے ہیں کہ۔ میں حاضر ہوا اس مجلس میں جو مکہ معظمہ میں مکان مولد شریف میں ہو رہی تھی بارہویں ربیع الاول کو اور ذکر ولادت شریف۔ اور خوارق عادت وقت ولادت

کا پڑھا جاتا تھا۔ میں نے دیکھا کہ یکبارگی کچھ انوار اس مجلس سے ظاہر ہوئے
میں نے ان انوار میں تامل کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ انوار تھے ملائکہ کے جو ایسی
محافل مستبرکہ میں حاضر ہوا کرتے ہیں۔ اور بھی انوار تھے رحمت الہی کے۔

(تواریخ حبیب الہ ص ۸)

حضرت مولانا مولوی محمد عنایت احمد صاحب کی شہادت

حرمین شریفین اور اکثر بلاد اسلام میں عادت ہے کہ ماہ ربیع الاول
میں محفل میلاد شریف کرتے ہیں۔ اور مسلمانوں کو مجتمع کر کے ذکر مولود شریف کرتے
ہیں اور کثرت درود کی کرتے ہیں۔ اور بطور دعوت کے کھانا یا شیرینی تقسیم
کرتے ہیں۔ سو یہ امر موجب برکات عظیمہ ہے۔ اور سبب ہے زیادت محبت
کا ساتھ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کے۔ بارہویں ربیع الاول
کو مدینہ منورہ میں یہ محفل مستبرک مسجد شریف میں ہوتی ہے اور مکہ مکرمہ میں مکان ولادت
آنحضرت میں۔ (تواریخ حبیب الہ ص ۸)

علم ربانی فاضل لائٹنی حامی دین نبوی مولانا حاجی حافظ
ابوالحسنات محمد عبید الاحسنی لکھنوی کی شہادۃ

نفس ذکر مولود بدعت و ضلالت | میلاد شریف بدعت و ضلالت نہیں

نیست بد و وجہ - وجہ اول ذکر مولد
 عبارت است ازین کہ ذکر آیتے
 از آیات قرآنہ یا حدیثے نبویہ
 تلاوت کردہ در شرح آل قدسے
 از فضائل و معجزات احمدیہ و برنخے
 از احوال و ولادت و نسب نبوی و
 خوارقے کہ بوقت ولادت و قبل
 ازاں ظاہر گردیدند و امثال آنہا بیانی
 سازد کذا تحققہ ابن حجر مالکی فی
 النعمۃ الکبریٰ علی العالم
 بمولد سید ولد آدم وغیرہ
 من العلماء الماہرین
 وجود این حقیقت در زمانہ نبوی و
 زمانہ اصحاب ہم بود - اگرچہ مسنی
 باین تسمیہ نباشد - بر ماہرین فن
 حدیث محقق نہ خواہد بود کہ صحابہ
 در مجالس و عنظ و تعلیم علم ذکر فضائل
 نبویہ و کیفیات ولادت احمدیہ
 میگردند و در صحاح مرویست
 کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

دو وجہ سے - وجہ اول یہ ہے کہ
 میلاد کا مطلب یہ ہے کہ مقتدر
 کوئی قرآن کی آیت یا حضور اقدس
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث
 پڑھے اور اس کی تشریح میں حضور
 اکرم کے فضائل و معجزات و ولادت
 نسب کے احوال اور ولادت کے
 خوارق عادت جو آپ سے ظاہر
 ہوئے بیان کرے۔ جبکہ مالکی نے
 النعمۃ الکبریٰ
 علی العالم بمولد سید ولد
 آدم میں اس کی تحقیق کی ہے۔
 ان کے علاوہ علماء ماہرین نے کی
 ہے۔ یہ حقیقت یعنی میلاد شریف
 نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم
 اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم
 اجمعین کے زمانہ میں موجود تھی۔ اگرچہ
 یہ نام نہ تھا۔ فن حدیث کے ماہرین پر
 یہ پوشیدہ نہیں کہ صحابہ کرام علیہم السلام
 مجالس و عنظ اور تعلیم علم میں فضائل

اور حالات و ولادت احمدیہ کا ذکر کرتے تھے۔ صحیح میں مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم سیدنا حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی مسجد شریف منبر شریف پر بٹھاتے تھے اور وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کی صفت کو نظم اور اشعار میں پڑھتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم ان کے حق میں دعائے خیر فرماتے۔ اور فرماتے کہ اے اللہ روح القدس سے ان کی تائید فرما۔

دیوان حسان کے ناظر پر یہ بات پوشیدہ نہیں کہ ان کے قصائد میں معجزات اور ولادت کے حالات اور نسب شریف کا ذکر موجود ہے پس اس قسم کے اشعار پڑھنا کسی محفل و مجلس میں عین میلاد شریف ہے۔

حسان بن ثابت را در مسجد خود
برینب نشانیدند و او شان
مدیح نبویہ را نظم کرده بودند -
خواندند و آنحضرت او شان را
دعائے خیر دادند و فرمودند
اللَّهُمَّ أَيِّدُهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ
و بر ناظر دیوان حسان مخفی نخواهد ماند
کہ در قصائد شان معجزات
نبویہ و کیفیات ولادت و ذکر
نسب شریف و غیرہ موجود است
پس خواندن بہجوں اشعار بر سر مجلس
عین ذکر مولد است -

، فتاویٰ ص ۱۰ - ۱۱

بعض متبحرین یہ بھی کہتے ہیں کہ لوگوں کو جمع کر کے میلاد شریف پڑھنا

جائز نہیں۔ مولانا عبدالحی صاحب ان کی تردید میں لکھتے ہیں۔

دیگر اگر اختلاج این امر
شود کہ اگر چه وجود نفس ذکر مولد و
فضائل وغیرہ ثابت شدہ است
مگر ذکر مولد جمع کردن مردم و طلب
کردن احباب از خانہ اثبوت
نرسید۔ دفع ہاں باین طور کہ وہ
شود کہ جمع کردن مردم و طلب
اوشاں برائے نشر علم در حدیث
ثابت است۔

(مجموعہ فتاویٰ ص ۱۱)

وجود دوم انیکہ سلمنا کہ وجود
ذکر مولد در زمانے از از منہ
ثلاثہ بنودہ است پس میگوئیم
کہ در شرع این قاعدہ ثابت
شدہ است کل فرد من
افراد نشر العلم فهو مندوب
و ذکر مولد فردیست از افراد
نشر علم نتیجہ بر آمد ذکر المولد مندوب۔

اگر یہ شبہ دل میں پیدا ہو کہ اگر
بچہ نفس ذکر ولادت اور فضائل
وغیرہ ثابت ہیں۔ مگر میلاد
کا ذکر کرنا لوگوں کو جمع کر کے اور
دوستوں کے گھروں سے بلا کر ثابت
نہیں۔ تو اس کو اس طرح رد کیا
جائے گا کہ علم کے پھیلانے کے
لئے لوگوں کو جمع کرنا اور بلانا حدیث
شریف سے ثابت ہے۔

دوسری وجہ میلاد کے لئے،
یہ ہے کہ اگر ہم تسلیم کر لیں کہ میلاد
کا ذکر زمانہ ثلاثہ میں نہ محتفٰ تو
ہم کہتے ہیں کہ شرع میں یہ قاعدہ
ثابت ہے۔ نشر علم کا ہر فرد
مندوب ہے۔ اور میلاد کا ذکر
بھی نشر علم کا ایک فرد ہے۔ تو
یہ نتیجہ نکلا کہ میلاد شریف

کرنا مندوب ہے۔

مجموعہ فتاویٰ ص ۱۱-۱۲

اب آپ یہ معلوم کریں کہ میلاد شریف کرنے والے اور اسے جائز رکھنے والے کون کون بزرگ حضرات ہیں۔ مولانا کی زبان سے سماع کریں۔ اور اسی مسلک پر بہت بڑے فقیہ اور مفتی حضرات مثل ابو شامہ اور عاقظ ابن حجر اور شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اور ان جیسے علماء گئے ہیں اور میلاد کرنا مستحب بتایا۔

بریں مسلک فقہاء متبحرین

واہل اقتائے مستنبطین مثل

ابو شامہ و عاقظ ابن حجر و شامی

و امثال انہما رفتہ اند و حکم

بہ ندب ذکر مولد دادہ اند۔

مجموعہ فتاویٰ ص ۱۲

اب ذرا یہ تکلیف کریں اور معلوم کریں کہ منکرین کے ساتھ کتنے لوگ ہیں اور وہ کس پایہ کے ہیں۔ مولانا صاحب کی تحریر سے سنتے۔

خلاصہ اس معتام کا یہ ہے کہ ذکر مولد فی نفسہ ایک امر مندوب و مستحب ہے خواہ اس لئے کہ قرون ثلاثہ میں اس کا وجود تھا۔ یا اس لئے کہ یہ قاعدہ شرعی کے نیچے داخل ہے۔ کسی نے اس (میلاد) کے ندب کا انکار نہیں کیا مگر ایک فرقہ تقلید (چھوٹا) نے جن کا بڑا تاج الدین فاکہانی مالکی ہے۔

مخلص مقام اینکہ ذکر مولد

فی نفسہ امر لیت مندوب خواہ

بسبب وجود او در خیر لازمہ

یا بسبب اندر اجزش زبرد سند

شرعی و کسے۔ نویش را منکر نشدہ

مگر یک طائفہ قلید کہ رب النوع

آں طائفہ تاج الدین فاکہانی مالکی

است و اورا طاقتے نیست کہ

بہت ابدہ بعلمائے مستنبطین کہ

اور وہ یہ طاقت (علمی) نہیں رکھتا
کہ علمائے مستنبطین کا جنہوں نے
ذکر مولد کے ندب کا فتوے دیا ہے
معتادہ کر سکے لہذا اس کا قول
اس باب میں غیر معتبر ہے۔

فتوے بہ ندب ذکر مولد دادند
کنند پس قولش درین باب
معتبر نیست۔
(مجموع فتاویٰ ص ۱۳)

معلوم ہوا کہ منکرین میلاد کی جماعت بالکل قلیل ہے۔ وہ بھی علم و
عمل میں ایسے ہیں جو اہل حق علمائے کرام کا مقابلہ ہرگز نہیں کر سکتے۔
اور ان کا قول غیر معتبر ہے۔

عارف معارف حقیقت سالک مسالک

شریعت و طریقت حضرت مولانا الحاج الحافظ

شاہ محمد ابراہیم دارمی

رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت

اب دیوبندیوں کے پیر و مرشد جن کو صرف عالم نہیں بلکہ عالم گہ
ہتے ہیں۔ ان کی بات بھی سنتے۔

۱۱ فرمایا کہ مولد شریف تمامی اہل حریم کرتے ہیں۔ اسی قدر ہمارے

واسطے حجت کافی ہے۔ (شما تم اعداد یہ ص ۸۷)

۱۲ اور ہمارے علماء اس زمانے میں جو کچھ قلم میں آتا ہے ،
 بے محابا فتوے دے دیتے ہیں۔ علمائے ظاہر کے لئے علم
 باطن بہت ضروری ہے۔ بدول اس کے کچھ درست نہیں ہوتا
 فرمایا ہمارے علماء مولد شریف میں بہت تنازع کرتے ہیں
 تاہم علماء جواز کی طرف بھی گئے ہیں۔ جب صورت جواز کی موجود
 ہے پھر کیوں ایسا تشدد کرتے ہیں اور ہمارے واسطے اتباع
 حرمین کافی ہے۔

(شہادۃ امدادیہ ص ۹۳)

۱۳ فقیر کا مشرب یہ ہے کہ محفل میلاد میں شریک ہوتا ہوں۔ بلکہ
 ذریعہ برکات سمجھ کر منعقد کرتا ہوں۔

(فیصلہ ہفت مسئلہ ص ۵)

منکرین کا عید میلاد پر پارہنگی کا اظہار

جس وقت اہل حق میلاد

شریف کے ساتھ لفظ عید بڑھاتے ہیں تو حضرات منکرین بڑے غیظ و غضب
 میں آجاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ دیکھو شریعت میں کتنی زیادتی ہے کہ شریعت
 نے فقط دو عیدیں بتائی ہیں۔ اور انہوں نے تیسری بڑھا دی۔ منکرین ذرا
 اس آیت پر غور کریں تو ان کا پارہ غضب ٹھنڈا ہو سکتا ہے۔

اے اللہ اے رب ہمارے ہم پر

آسمان سے ایک نوحان آمار کہ وہ

ہمارے لئے عید ہو جہاں سے لگا

اللَّهُمَّ رَبَّنَا أَنْزِلْ عَلَيْنَا

مَائِدَةً مِّنَ السَّمَاءِ تَكُونُ

لَنَا عِيدًا لِأَوْلَادِنَا وَأَخِينَا وَ

آيَةٌ مِّنْكَ فَتَقْنِي وَ أَنْتَ
خَيْرُ الرَّازِقِينَ ه

پ ، ، - س ماندہ ،

پچھلوں کی اور تیری طرف سے
نشانی۔ اور ہمیں رزق دے اور
تو سب سے بہتر روزی دینے والا ہے

اہل فہم و دانش کے لئے غور کا مستلزم ہے کہ بنی اسرائیل پر آسمان سے
جس دن نخوان اترے تو وہ دن ان کے اگلوں پچھلوں کے لئے عید بن جائے
جس میں وہ خوشی کا اظہار کریں۔ اور جس روز محبوب رب العالمین صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وبارک وسلم تشریف لائیں۔ کیوں نہ وہ دن عیدوں کی جان بن جائے
جس پر سب عیدیں قربان ہوں۔ پتہ چلا کہ منکرین کا یہ کہنا کہ روز ولادت
کو عید ماننا شریعت پر زیادتی ہے ایک مغالطہ ہے۔ جس سے سادہ لوگوں کو
غلط راہ پر لگاتے ہیں۔

ماہرین فن حدیث پر مخفی نہیں کہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یوم حجہ
کو بھی عید فرمایا ہے۔ اس کے لئے مندرجہ ذیل دو حدیثیں پیش کی جاتی ہیں۔

۱ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فَجُمُعَةٌ مِّنَ الْجُمُعِ

يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ إِنَّ

هَذَا يَوْمٌ جَعَلَهُ اللَّهُ عِيدًا

فَاغْتَسِلُوا وَمَنْ كَانَ عِنْدَهُ

طَيِّبٌ فَلَا يَضُرَّهُ أَنْ يَمَسَّ مِنْهُ

تَلِيْمِكُمْ بِالسَّوَالِكِ - رواه مالك بن حنبل (شکوہ ص ۱۲۳)

رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ و

بارک وسلم نے جمعوں میں ایک جمعہ کے

موقع پر ارشاد فرمایا۔ کہ اے مسلمانوں

کے گروہ بے شک یہ دن وہ ہے

جس کو اللہ تعالیٰ نے عید بنایا

ہے۔ پس نہاؤ اور جس کے پاس

خوشبو ہو اس کو یہ بات نقصان نہیں

دیتی کہ خوشبو ملے اور سواک کو لازم پکڑو۔

سیدنا حضرت ابن عباس رضی
 اللہ تعالیٰ عنہما نے لیا اَکْمَلْتُ لَكُمْ
 دِينَكُمْ الْآیۃ پڑھا۔ آپ
 کے پاس ایک یہودی موجود تھا اس
 نے کہا کہ اگر یہ آیت ہم پر نازل ہوتی
 تو ہم اس دن کو عید بناتے۔
 تو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما
 نے فرمایا یہ آیت جس دن اتری اس
 دن دو عیدیں جمع تھیں ایک جمعہ
 ایک عرفہ کا دن۔

۱۲ عن ابن عباس
 أَنَّهُ قَرَأَ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ
 لَكُمْ دِينَكُمْ الْآیۃ وَ
 عِنْدَهُ يَهُودِيٌّ فَقَالَ
 لَوْ أَنْزَلَتْ هَذِهِ الْآیۃُ
 عَلَيْنَا لَأَتَّخَذْنَا هَا عِيدًا
 فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ
 فَإِنَّمَا نَزَلَتْ فِي يَوْمِ
 عِيدَيْنِ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ
 وَ يَوْمِ عَرَفَةَ =

رواہ الترمذی (مشکوٰۃ ص ۱۲۱)

اب ذرا انصاف سے دیکھئے کہ کیا صرف دو عیدیں ہیں یا زیادہ۔ ان
 مبارک حدیثوں نے بتا دیا کہ جمعہ کا روز اور عرفہ کا دن بھی عید ہے۔ معلوم
 ہوا کہ حضرات منکرین کا ایک مغالطہ تھا جو عوام کو دھوکہ دینے کے لئے کیا گیا تھا
 کہ جناب صرف دو عیدیں ہیں اور بس!
 اکابر علمائے دین کے ہاں بھی مینسلاد شریف کا دن عید ہے۔ بلکہ ان
 کے نزدیک ربیع الاول کے سارے دن اور ساری راتیں بھی عید ہیں۔ چنانچہ
 یوسف بن اسماعیل نہہسانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اس شخص پر جس
 نے آپ کے مینسلاد شریف کے

فَرِحَ اللَّهُ إِمْرًا اتَّخَذَ
 لِيَاخِ شَهْرٍ مَوْلِيهِ

السَّارِكَةِ أَعْيَادًا - (الزوار مجلد ۱ ص ۳۹) کے ہیندہ کی راتوں کو عید بنایا۔
 محقق علی الاطلاق علامہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
 فرماتے ہیں۔

اللہ کریم رحم فرمائے اس انسان
 چسب لے حضور اقدس صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کے میلاد
 مبارک کے ہیندہ کی راتوں کو عید
 بنایا۔ تاکہ جن لوگوں کے دل میں عناد
 اور نفاق کی بیماری ہے ان پر
 سخت چوٹ لگے۔

فَرِحَ اللَّهُ إِمْرًا اتَّخَذَ
 نَيْلِيَّ شَهْرٍ مَوْلِدِهِ الْمُبَارِكِ
 أَعْيَادًا لِيَكُونَ أَشَدَّ
 غَلَبَةً عَلَى مَنْ فِي قَلْبِهِ
 مَرَضٌ وَعِنَادٌ -
 (ماثبت من السننہ ص ۶۰)

ان حمید علمائے دین کی عبارتوں سے واضح ہو جاتا ہے کہ میلاد شریف
 کرنا اور میلاد کے دن کو عید بنانا بالکل صحیح ہے اور منکرین کے شکوک و
 شبہات اور مغالطے سب دور ہو جاتے ہیں اور مسئلہ کی اصلی حقیقت سامنے
 آجاتی ہے۔

میلاد کے وقت قیام کرنا

عرف عام میں قیام کے

کے معنی کھڑے ہو کر رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم پر درود و
 سلام بھیجنا ہے۔ اس میں امام الانبیاء والمرسلین حضرت احمد مجتبیٰ محمد
 مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہے جو بندۂ مومن کا شعار ہے۔ اس
 کے ثبوت کے لئے چند اکابر علماء کے اقوال پیش کئے جاتے ہیں۔

سید زینبی شافعی منفتی مکہ کا قول

لوگوں کی عادت جاری ہے کہ جب ولادت پاک کا ذکر سنتے ہیں تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کی تعظیم کے لئے قیام کرتے ہیں یہ قیام مستحسن ہے۔ کیوں کہ اس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کی تعظیم ہے اور یہ قیام بہت علماءِ امت نے کیا ہے جو وقتِ سداور پیشوا مانے گئے ہیں۔

جَرَّتِ الْعَادَةُ أَتَى النَّاسَ إِذَا سَمِعُوا ذِكْرَ وَضْعِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُومُونَ تَعْظِيمًا لَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَذَا لِقِيَامٍ مُسْتَحْسِنٍ لِمَا نَبِيَهُ مِنْ تَعْظِيمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ فَعَلَ ذَلِكَ كَثِيرٌ مِنْ عُلَمَاءِ الْأُمَّةِ الَّذِينَ يُقْتَدَى بِهِمْ -

(سیرت نبوی ص ۴۴)

اہم عالم علامہ فرہ مساعلی بن بڑن الدین علی شافعی کا قول!

بے شک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کے نام

قَدْ وَجِدَ الْقِيَامَ عِنْدَ ذِكْرِ
إِسْمِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مِنْ غَالِبِ الْأُمَّةِ وَ
مُقْتَدَى الْأُمَّةِ دِينًا وَ
وَرُعَا الْأَمَامِ تَقِيَّ الدِّينِ
السُّبُكِيِّ وَتَابِعَهُ عَلَى
ذَلِكَ مَسَائِرِ الْإِسْلَامِ
فِي عَصْرِهِ -

رسیرت علیی جلد اول ص ۱۰۱

امام سبکی کا قیام

مبارک کے ذکر کے وقت ایسے
عالم امت اور شیوائے ائمہ
سے قیام ثابت ہے جو دین
اور تقویٰ میں مشہور ہیں۔ جن کا
نام امام تقی الدین سبکی ہے اس
قیام میں بڑے بڑے مشائخ
اسلام نے ان کے زمانہ میں اتباع کی۔

اب ہم اپنے امام اور شیوائے دین

تقی الدین سبکی کا قیام کا ذکر کرتے ہیں کہ انہوں نے کتنی محبت اور تعظیم
سے سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کا نام مبارک اور مدح سن کر
قیام کیا تھا۔ سینے۔

بعض حضرات نے بیان کیا ہے کہ
امام سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے
پاس ان کے زمانہ کی ایک بڑی جماعت
علماء کی حاضر تھی۔ ایک نعت نخوان
نے ابو ذکریا یحییٰ صرصری کے وہ
اشعار جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وبارک وسلم کی مدح شریف
میں تھے پڑھے۔

حَكَى بَعْضُهُمْ أَنَّ الْإِمَامَ
السُّبُكِيَّ اجْتَمَعَ عِنْدَهُ
جَمْعٌ كَثِيرٌ مِنْ عُلَمَاءِ
عَصْرِهِ مُنْشِدٌ قَوْلَ
الصَّرْصِرِيِّ فِي مَدْحِهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
- قَلِيلٌ لِمَدْحِ الْمُصْطَفَى الْفَخْرِ بِالذَّهَبِ
عَلَى وَرَقٍ مِنْ خَطِّ أَحْسَنِ مَنْ كَتَبَ

۔ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و
بارک وسلم کی مدح کے لئے اچھے
کاتب کے خط سے سنہری خط چاندی
پر لکھوایا جائے تو بھی کم ہے۔ اگر
شرفی انسان ان کا ذکر سنتے ہی کھڑے
ہو جائیں حالت قیام میں صف
بستہ یا گھٹنوں کے بل۔
یہ سنتے ہی امام سبکی رحمۃ اللہ
تعالیٰ علیہ کھڑے ہو گئے۔ اور
سب مجلس والوں نے بھی قیام کیا۔
اور مجلس میں ایک وجہ طاری ہو گیا
ایسے امام اور علماء کا قیام کرنا ہمارے
لئے کافی ہے۔

وان تنهض الاشراف عند سماعه
قيامًا صفرًا او جثيًا على الركب.
فَعِنْدَ ذَلِكَ قَامَ الْاِمَامُ
السُّبْكِيُّ رَحِمَهُ اللهُ وَ
جَمِيعُ مَنْ كَانَتْ فِي
الْمَجْلِسِ فَحَصَلَ اَنْتَ
كَبِيرٌ بِذَلِكَ الْمَجْلِسِ
وَ يَكْفِي مِثْلُ ذَلِكَ فِي
الْاِقْتِدَاءِ -

(سیرت حلبی جلد ۱ ص ۱۰۰)

(سیرت نبوی ص ۴۵)

علامہ قہامہ شیخ عبد الرحمن صفوی
شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول

سید دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
و بارک وسلم کے ذکر ولادت کے
وقت قیام کرنے میں کوئی انکار

الْقِيَامُ عِنْدَ وَاذَاتِهِ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا اِنْكَارَ
فِيهِ فَاِنَّهُ مِنْ الْبَدِيعِ

السُّنَّةُ حَسَنَةٌ وَقَدْ أَفْتَى
 جَمَاعَةً بِاسْتِحْبَابِهِ
 عِنْدَ ذِكْرِ وَلَا ذَاتِهِ وَ
 ذَالِكَ مِنْ الْأَكْرَامِ وَ
 التَّعْظِيمِ لَهُ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاحْتِرَامُهُ
 وَتَعْظِيمُهُ وَاجِبٌ عَلَى
 كُلِّ مُؤْمِنٍ وَلَا شَكَّ
 أَنَّ الْقِيَامَ لَهُ عِنْدَ ذِكْرِ
 الْوَلَادَةِ مِنْ التَّعْظِيمِ
 وَالْإِكْرَامِ قَالَ مُؤَلِّفُهُ
 رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى وَ
 الَّذِي أُرْسِلَهُ رَحْمَةً
 لِلْعَالَمِينَ لِوَأَسْتَطَعْتُ
 الْقِيَامَ عَلَى رَأْسِي
 لَفَعَلْتُ أُمَّتِي بِذَلِكَ
 التَّرُفُّ عِنْدَ اللَّهِ عَزَّ وَ
 جَلَّ -

(ترجمہ الحالی حصہ دوم ص ۸۳)

نہیں۔ کیوں کہ یہ بدعتِ حسنة
 ہے۔ اور بے شک ایک جماعت
 علماء نے آپ کی ولادت کے
 ذکر کے وقت استحبابِ قیام کا
 فتویٰ دیا ہے کیوں کہ اس میں نبی
 کریم رؤف رحیم صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وبارک وسلم کا اکرام و تعظیم ہے
 اور آپ کا اکرام و تعظیم ہر مومن پر
 واجب ہے۔ اس میں کوئی شک
 نہیں کہ ذکر ولادت کے وقت
 قیام کرنے میں حضور اقدس
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم
 کی تعظیم و اکرام ہے۔
 خود مؤلف عبد الرحمن کہتا ہے کہ
 قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ
 کو دونوں جہانوں کی رحمت بنا
 کر بھیجا ہے اگر میں سر کے بل کھڑا
 ہو سکتا تو بھی قیام کرتا۔ صرف
 بارگاہِ الہی میں قرب حاصل کرنے
 کے لئے۔

عارف ربّانی

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کا قولِ فصیل

مشرّب فقیر کا یہ ہے کہ محفل میلاد میں شریک ہوتا ہوں۔ بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر منعّت کرتا ہوں۔ اور قیام میں لطف و لذت پاتا ہوں۔

_____ (فیصلہ ہفت مسئلہ ص ۵) _____

فقیر قادری نے حسب ضرورت اور حسب طاقت میلاد شریف کے مسئلہ پر قدرے روشنی ڈالی ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور اس سے عامہ مسلمانوں کو نفع دے۔ آمین۔



ولادتِ احمدیہ کے ایک جہلاک

محبوب رب العالمین شعیب المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم
کی آمد سے قبل اہل مکہ سخت قحط سالی میں مبتلا رہتے اور بڑی تنگی میں
گرفتار تھے۔ جب سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم اپنی والدہ
ماجدیدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شکمِ اقدس میں تشریف لائے
تو اتنی بارش ہوئی کہ زمین سرسبز و شاداب ہو گئی۔ درختوں پر پتے اور پھل
و پھول لگ گئے اور ہر جگہ فراخی و کشادگی کی فضا قائم ہو گئی۔ تو اہل عرب نے
اس سال کا نام سنۃ الفتح والابتہاج رکھا۔

رت آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میں حاملہ ہوئی
تو ایک جماعت میرے پاس فرشتوں کی آئی اور کہا لے آمنہ! تو اس امت
سے سردار سے حاملہ ہو چکی ہے۔

فرماتی ہیں کہ مجھے اپنے حاملہ ہونے کی خبر تک نہ ہوئی۔ نہ ہی کسی قسم
کی گرانی محسوس ہوئی جیسا کہ عام عورتوں کو بوجھ محسوس ہوتا ہے صرف اتنی بات
تھی کہ مجھ سے حین منقطع ہو چکا تھا۔

سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم فرماتے ہیں کہ میری اماں جان
نے خواب میں دیکھا کہ جو کچھ میرے شکمِ اقدس میں ہے وہ نور ہے۔ اور نور

کے پیٹ میں آنے سے بوجھ کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم اپنی والدہ کے شکم اقدس میں پورے نو ماہ رہے۔ اس دوران آپ کی والدہ ماجدہ کو کسی قسم کا درد اور سبک۔ شکایت محسوس نہ ہوئی۔ جیسا کہ عام عورتوں کو حالت حمل میں ایسی شکایتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کی ولادت کا وقت قریب آگیا تو میں نے سبز رنگ کے پرندے دیکھے جن کی چونچیں زرد کی۔ اور پر یا قوت کے تھے اور دیکھا کہ فضا میں کچھ آدمی کھڑے ہیں جن کے ہاتھوں میں چاندی کے لوٹے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے میری آنکھوں سے حجاب دور فرما دیا۔ میں نے تمام روئے زمین کو مشرق سے مغرب تک دیکھا۔ اور تین جھنڈے دیکھے کہ ایک کو مشرق میں اور ایک مغرب میں اور ایک کو کعبہ معظمہ کی چھت پر نصب کیا گیا اتنے میں سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم پیٹ سے باہر تشریف لائے۔ میں نے دیکھا کہ آپ سجدہ میں جھکے ہوئے ہیں۔ اور اپنی انگلی ایک مقعر انسان کی طرح اوپر اٹھاتی ہوئی ہے۔

ابھی تھوڑی دیر بھی نہ گزری تھی کہ ایک سفید بادل نے آپ کو ڈھانپ لیا اور غائب کر دیا۔ صرف یہ آواز سننے میں آئی کہ انہیں زمین کے مشرق و مغرب کا دورہ کراؤ۔ اور سمندروں میں لے جاؤ۔ تاکہ وہ آپ کے نام اور آپ کی سیرت و صورت سے آشنا ہو سکیں۔ یہاں تک کہ حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ

تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آپ پیدا ہوئے تو آپ کے ساتھ ایک نورانی شعاع نکلی جس سے مشرق سے مغرب تک روشنی پھیل گئی۔ سیدنا حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی کی طرف اشارہ کر کے فرماتے ہیں۔

و انت لما ولدت اشرفت الارض
واضاعت بنورك الافق
فذنح في ذلك الضياء والنور
وسبيل الرشاد نخرت

آپ کی ولادت باسعادت کے وقت کسرتے کے محل میں زلزلہ آیا اور اس کے چودہ کنگرے گر گئے۔ اور شیطانوں اور جنوں کو آسمان تک جانے سے روک دیا گیا۔ آپ ناف بریدہ اور نختے کئے ہوئے اور آنکھوں میں قدرتی سرمہ لگائے ہوئے پیدا ہوئے۔ اسی

اسی پر اکتفاء کیا جاتا ہے اور اگر تفصیل مطلوب ہو تو فقہیہ کی کتاب

نورانی مواعظ حصہ اول کا مطالعہ کرو۔ (ماہیت من السنۃ ص ۵۲-۵۳)

حبیب پاک کی رحلت | یہ عجیب بات ہے کہ محبوب کبریٰ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کی ولادت پاک بھی ربیع الاول کی بارہویں تاریخ بروز پیر ہوئی اور آپ کا وصال مبارک بھی اسی ہیسنہ، اسی تاریخ اور اسی دن ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

انک مپت وانهم مپتونہ | بے شک تمہیں امتثال فرمانا ہے

اور ان کو بھی مرزا ہے پھر تم قیامت کے دن اپنے رب کے پاس جھگڑو گے۔

ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُونَ •

(پ ۲۳ - سورت زمر)

وصال مبارک کا مختصر واقعہ

وصال مبارک کا واقعہ ایک

طویل داستان ہے جو سیرت کی کتابوں میں مندرج ہے مگر یہاں نہایت اختصار کے ساتھ وصال پاک کا ذکر کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے آمین ثم آمین۔

جب آیت الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ نازل ہوئی تو بابرک بن صحابہ کرام علیہم الرضوان سمجھ گئے کہ اب رحمتہ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کا دنیا سے حلت فرمانے کا وقت قریب آ گیا ہے۔ اس لئے امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کا دنیا میں قیام فرمانا کمال دین کے لئے ہے۔ جب دین درجہ کمال کو پہنچ گیا تو پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کو ملازمتی کے ساتھ لاسحق ہونا ہے اور ان ہی دنوں میں سورہ نصر نازل ہوئی۔

جب اللہ تعالیٰ کی مدد اور فتح آئے اور لوگوں کو تم دیکھو کہ اللہ کے دین میں فوج فوج داخل ہوتے ہیں تو اپنے رب کی ثناء کرتے ہوئے اس کی پاکی بولو اور اس سے بخشش پاؤ۔

إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ
وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ
فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا
فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ
وَاسْتَغْفِرْ لَهُ إِنَّهُ كَانَ

قَوَّابًا - (پ ۳۰)

بے شک وہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے۔

اس سورت کے نازل ہونے کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے سمجھ لیا تھا کہ دین کامل اور تمام ہو گیا۔ تواب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم دنیا میں زیادہ عرصہ تشریف نہ رکھیں گے۔ چنانچہ سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سورت سن کر اسی خیال سے روئے

اس سورت کے نازل ہونے کے بعد سید دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے خطبہ میں فرمایا کہ ایک بندہ کو اللہ تعالیٰ اختیار دیا ہے کہ چاہے دنیا میں رہے چاہے اس کی لقائت قبول فرماتے۔ اس بندہ نے لقائت الہی اختیار کی۔ یہ سن کر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ آپ پر ہماری جائیں ہمارے مال ہمارے آبا ہماری اولادیں سب قربان ہوں۔

(بخاری العرفان)

یہی بات رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کی زبان مبارک

سے سنئے۔

سیدنا حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ بے شک رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم منبر پر تشریف لائے تو فرمایا کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے ایک بندہ کو اختیار دیا ہے درمیان اس

عن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلس علی المنبر فقال ان عبداً خیرہ اللہ بین ان یؤتیہ زهرة الدنيا ما

کے کہ دے اس کو ناز و نعمت دنیا سے معتدرا اس کے کہ چاہے اللہ تعالیٰ۔ اور درمیان اس چیز کے کہ نزدیک خدا کے ہے۔ پس اختیار کیا اس بندہ نے اس چیز کو کہ نزدیک خدا تعالیٰ کے ہے۔ پس روئے ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور کہا ابو بکر رضی اللہ عنہ کہ قربان ہوں ہم تم پر سے ساتھ ماں باپ اپنے کے۔ پس تعجب کیا ہم نے، واسطے ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے پس کہا لوگوں نے کہ دیکھو طرف اس بوڑھے کے کہ خبر دیتے ہیں رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم حال ایک بندے غیر معین کے، سے۔ کہ اختیار دیا اس کو اللہ تعالیٰ نے درمیان اس کے کہ دیوے اس کو ناز و نعمت دنیا سے۔ اور درمیان اس کے کہ ہے نزدیک اس کے۔ اور وہ بوڑھا کہتا ہے کہ قربان

شاء و بین ما عندہ ،
فاختار ما عندہ فبکی
ابوبکر قال فدیناک
یا بائنا و امہاتنا فوجنا
لہ فقال الناس انظروا
الی هذا الشیخ یخبر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وعلی عن عبد خیرہ
اللہ بین ان یؤتیہ من
الدنیا و بین ما عندہ و
ہو یقول فدیناک یا بائنا
وامہاتنا فكان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ہو المخیر و کان ابو بکر
اعلمنا۔

رواہ البخاری و مسلم
(مشکوٰۃ ص ۵۲۶)

ہوں ہسم تم پر سے ساتھ اپنے
 باپوں اور ماؤں کے پس تھے
 حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و
 بارک وسلم اختیار دیتے گئے۔ اور
 تھے ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ،
 دانا ترہم میں سے۔

سیدہ حضرت خاتونِ جنت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک دفعہ
 دربار رسالت میں حاضر ہوئیں۔ آپ نے ان سے کان میں کچھ باتیں کیں۔ اور
 وہ رونے لگ گئیں۔ پھر آپ نے کچھ اور باتیں ان کے کان میں کیں تو وہ مہینے
 لگیں۔ سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب خاتونِ جنت
 رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ان سرگوشیوں کا حال پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میرے
 محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کا راز فاش نہیں کروں گی۔
 سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کے انتقال کے بعد پھر
 جب ام المومنین سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سیدہ
 حضرت خاتونِ جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ان سرگوشیوں کے متعلق پوچھا
 تو فرمایا کہ اب میں بتاتی ہوں۔

پہلی سرگوشی میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے مجھے
 بتایا کہ ہر سال جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے ساتھ رمضان شریف
 میں ایک بار دور کیا کرتے تھے اور اس سال جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام
 نے مجھ سے قرآن مجید کا دو بار دور کیا ہے۔ اس سے میں جانتا ہوں کہ میری

اجل قریب ہے۔ تو تم خدا سے ڈرتی رہو اور صبر کرو۔ اس پر میں رونے لگی۔ پھر آپ نے میرے کان میں بات کی کہ اہل بیت میں سب سے پہلے تم مجھ سے ملو گی۔ یعنی تمہارا انتقال میرے انتقال کے بعد جلد ہوگا۔ یہ بات سن کر میں خوش ہوتی اور منہنے لگی۔

چنانچہ آپ کا یہ فرمان بالکل صحیح ہوا کہ حضرت خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال سب سے پہلے ہوا اور چھ ماہ بعد اپنے رسول کریم روفت عظیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم سے جا ملیں۔

امام بخاری اور امام مسلم ام المؤمنین سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی ہیں کہ حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔

ہم نبی کریم روفت عظیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کی بیگمات آپ کے پاس حاضر تھیں تو حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا تشریف لائیں۔ جن کی چال رسول خدا حبیب کبریٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کی چال سے پوشیدہ نہیں تھی۔ جب کہ آپ نے انہیں دیکھا تو فرمایا: حبا ہو میری بیٹی کو۔ پھر ان کو بٹھایا۔ پھر ان سے سرگوشی کی تو حضرت خاتون جنت

كُنَّا ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم عندہ فاقبلت فاطمۃ ما تخفی مشیتہما من مشیۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما رآها قال مرحبا بابنتی ثم اجلسها ثم سارها فبكت بكاء شديدا فلما راع حزنا سارها الثانية فاذا هي تضحك

فَلَمَّا قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلْتُهُمَا
 عَمَّا سَأَلْتِكِ قَالَتْ مَا
 كُنْتُ لِأُفْتِيَنَّ عَلَى
 رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِرَّهُ فَلَمَّا
 تَوَقَّفْتُ قُلْتُ عَزَمْتُ
 عَلَيْكَ بِمَا لِحَ عَلَيْكَ
 مِنَ الْحَقِّ لَمَّا أَخْبَرْتَنِي
 قَالَتْ أَمَّا الْآنَ فَنَعَمْ
 أَمَّا حَيْثُ سَأَلْتَنِي فِي
 الْأَمْرِ الْأَوَّلِ فَإِنَّهُ أَخْبَرَنِي
 أَنَّ جِبْرَائِيلَ كَانَ
 يُعَارِضُنِي الْقُرْآنَ
 كُلَّ سَنَةٍ مَرَّةً وَإِنَّهُ
 عَارِضُنِي بِهِ الْعَامَ مَرَّتَيْنِ
 وَلَا أَرَى الْأَجَلَ إِلَّا قَدْ
 اقْتَرَبَ كَأَنَّ اللَّهَ وَ
 اصْبِرِي فَإِنَّهُ نَعَمْ
 السَّلَفُ أَنَا لَكَ فَبِكَيْسٍ

رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہت روئیں
 پس جب آپ نے ان کی غمگینی
 دیکھی تو دوبارہ سرگوشی فرمائی
 تو حضرت خاتونِ جنت رضی اللہ
 تعالیٰ عنہا ہنس پڑیں۔ جب رسول
 خدا حبیبِ کبریا صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وبارک وسلم اٹھ گئے تو سیدہ
 حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
 فرماتی ہیں کہ میں نے ان سے پوچھا
 کہ تمہارے ساتھ حضورِ اقدس
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم
 نے کیا سرگوشی کی تھی؟ تو فرمانے
 لگیں کہ میں رسولِ خدا صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کا راز فاش
 نہیں کر سکتی۔

جب حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وبارک وسلم انتقال فرما گئے تو
 میں نے کہا فاطمہ! رضی اللہ تعالیٰ
 عنہا، میں تجھے اس حق کی قسم دیتی
 ہوں کہ جو میرا تجھ پر ہے (وہ

فَلَمَّا رَأَىٰ جَزَعِي
 سَأَرَنِي الثَّانِيَةَ قَالَ
 يَا فَاطِمَةُ إِلَّا تَرْضَيْنِ
 أَنْ تَكُونِي سَيِّدَةً
 نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ أَوْ
 نِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ وَ
 فِي رِوَايَةٍ فَسَأَرَنِي
 فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ يُقْبَضُ
 فِي وَجْعِهِ فَبَكَيْتُ
 ثُمَّ سَأَرَنِي فَأَخْبَرَنِي
 أَنِّي أَقْلُ أَهْلِ بَيْتِهِ اتَّبَعَهُ
 فَصَحَّحْتُ -

(مشکوٰۃ ص ۵۶۸)

حق ماورسی بت کہ مجھے بتاؤ یعنی
 سرگوشی کا حال۔ تو حضرت خاتون
 جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا
 ہاں اب میں بتلائی ہوں۔

بہر حال جب کہ آپ نے پہلی
 مرتبہ مجھ سے سرگوشی کی تھی تو بیشک
 آپ نے مجھے خبر دی تھی کہ۔

جب ریل امین علیہ السلام، ہر سال ایک
 مرتبہ قرآن مجید کا دور کرتا تھا
 اور اس نے اس سال دو دفعہ دور
 کیا تو میں اپنی اسل قریب دیکھتا
 ہوں تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہتا
 اور صبر کرنا۔ بے شک میں تیرے لئے
 اچھا پیش رو ہوں۔ تو میں دیکھنے
 رو پڑی۔ جب حضور اقدس صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے میری
 گھبراہٹ ملاحظہ فرمائی تو دوبارہ مجھ
 سے سرگوشی کی۔ فرمایا فاطمہ رضی
 اللہ تعالیٰ عنہا، کیا تو اس بات پر
 راضی نہیں کہ تو جنت کی عورتوں کی

سردار ہو یا فرمایا کہ مومنوں کی
 عورتوں کی سردار۔ اور ایک روایت
 میں ہے کہ مجھ سے سرگوشی فرمائی
 اور بتلایا کہ میں اس بیماری میں سے
 انتقال فرما جاؤں گا۔ تو میں روئی
 پھر سرگوشی کی تو خبر دی کہ میں اہلبیت
 سے پہلے آپ سے ملوں گی۔ تو میں
 ہنس پڑی۔

امام بخاری ام المؤمنین سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
 سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا۔

رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وبارک وسلم اپنی مرض موت میں
 فرماتے تھے اے عائشہ! میں
 ہمیشہ سے اس طعام کی تکلیف
 پاتا ہوں۔ جو میں نے خمیر میں کھایا
 تھا۔ اور یہ وقت ہے کہ میں اس
 زہر سے اپنی رگ جان کو کاٹا جانا
 پاتا ہوں۔

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ
 فِي مَرَضِهِ الَّذِي
 مَاتَ فِيهِ يَا عَائِشَةُ مَا
 أَزَالُ أَحِبُّكَ أَلْوَالِطَّعَامِ
 الَّذِي أَكَلْتُ بِخَيْبَتِ
 وَهَذَا أَوَانٌ وَحَدَّثُ
 انْقِطَاعِ أَبْمَرِي
 مِنْ ذَلِكَ الشَّيْءِ۔

رواه البخاری مشکوٰۃ ص ۵۴۸

مراد اس کھانے سے وہ لقمہ گوشت زہر آلود ہے جو ایک یہودی نے بھری کے بازو کے گوشت کو زہر آلود کر کے آپ کو کھانے کے لئے بھیجا تھا اور آپ نے اس میں سے ایک لقمہ کھا لیا تھا۔

ماہ صفر کے آخری شنبہ یا ایک شنبہ کو آپ بیمار ہوئے۔ اس دن ام المؤمنین حضرت سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نوبت تھی۔ آپ ان کے گھر تشریف رکھتے تھے۔ پھر اسی بیماری میں ام المؤمنین سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لائے کہ قدرت کا تماشا کہ حضرت صدیقہؓ بھی درد سر میں مبتلا تھیں اور وہ وارثا ہائے درد سر بپا رہی تھیں۔ آپ نے فرمایا۔ عائشہ! تجھے اس درد سے کوئی نقصان نہیں۔ کیوں کہ اگر تو مجھ سے پہلے دنیا سے رخصت پاگئی تو میں تیری تجہیز و تکفین کا اہتمام کروں گا اور تیرا جنازہ پڑھاؤں گا تو تجھے اس میں کیا نقصان ہے۔

تو حضرت سیدہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بطور ظرافت عرض کی کہ آپ چاہتے ہیں کہ میں مرجاؤں اور میرے بعد کسی دوسری بیوی کے ہمراہ میرے حجرے میں بیٹھیں۔

تو آپ نے تبسم فرما کر فرمایا کہ میں اس سے بھی رید کرتا ہوں۔ اس کے بعد ام المؤمنین سیدہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لے گئے وہاں بیماری نے شدت اختیار کی۔ چنانچہ ازواج مطہرات تیمار داری کے لئے وہاں حاضر ہوئیں تو آپ نے تمام ازواج مطہرات کے سامنے فرمایا کہ۔ میں کل کہاں رہوں گا؟

آپ کی اس کلام سے ازواج مطہرات نے بھرا لیا کہ آپ کا مقصد حضرت

عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر جانے کا ہے تو سب ازواج مطہرات اس بات پر راضی ہو گئیں کہ حضور سراپا نور شافع یوم النور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم بیماری کے دنوں میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر آرام فرمائیں۔ چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے اپنا ہاتھ سیدنا حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کندھے پر اور دوسرا ہاتھ سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کندھے پر رکھا اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لائے۔

(معارج النبوت)

شدتِ مرض

سیدنا حضرت عبد اللہ بن سعود رضی اللہ

تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں دربار رسالت میں حاضر ہوا۔ میں نے اپنا ہاتھ حضور سراپا نور شافع یوم النور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کے جسم اقدس پر رکھا تو تپ کی اتنی شدت تھی کہ میرا ہاتھ اس شدت حرارت کو برداشت نہ کر سکا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم بخاریت تیز ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میرا بخار دو شخصوں کے بخار کے برابر ہے۔ اور فرمایا کہ میری امت میں جس شخص کو تپ یا کوئی مرض لاحق ہو تو گناہ اس کے بدن سے اس طرح جھڑکتے ہیں جس طرح موسم خزاں میں درختوں کے پتے جھڑکتے ہیں۔

اور ایک روایت میں ہے کہ سیدنا حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ

عنه آپ کی بیماری میں... کے پتے جھڑکتے ہیں۔ آپ کی بیماری میں... کے پتے جھڑکتے ہیں۔

دے رہی تھی۔ میں نے لہجہ تعجب کہا کہ سبحان اللہ اتنا سخت تپ ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بلار سب سے زیادہ ہوتی ہے ان کی بلار بھی بڑی اور ان کا درجہ بھی بڑا۔ اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام رب کی دی ہوئی مصیبت سے اتنے خوش ہوتے ہیں جتنے عام لوگ کسی کی جو و وسخا پر خوش ہوتے ہیں۔ (معارض النبوت)

لیکن باوجود اتنی سخت بیماری کے آپ نہ ہائے ہو اور نہ فریاد وغیرہ کرتے ہیں بلکہ آپ کی زبان مبارک پر یہ کلمات جاری ہوتے ہیں۔ اَللّٰهُمَّ اَغْفِرْ لِيْ وَاجْعَلْنِيْ فِي التَّرَفِيْقِ الْاَعْلٰی اور اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰی سَكَرَاتِ الْمَوْتِ = (سیرت حلبی)

امام بخاری اور امام مسلم سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ انہوں نے فرمایا۔

میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم سے پاس گیا جب کہ آپ بخمار میں تھے۔ میں نے اپنے ہاتھ سے ان کو مس کیا تو عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم بے شک آپ کو سخت بخمار ہے۔ نبی کریم رون کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے فرمایا کہ بے شک مجھے سخت بخمار ہوتا ہے مانسہ بنی۔

دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ
يُوعَكُ فَمَسَّتْهُ يَدِي
فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكَ
لَتُوعَكُ وَعُكًا شَدِيدًا
فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجَلُ اِحْتِ
اُوعَكَ كَمَا يُوعَكَ رَجُلَانِ
مِنْكُمْ قَالَ فَقُلْتُ ذَلِكَ

لَأَنَّكَ لَكَ أَجْرَيْنِ
فَقَالَ أَحْبَدُ ثُمَّ قَالَ مَا
مِنْ صَلِيمٍ يُحِبُّهُ آذَى
مِنْ مَرَضٍ فَمَا سَوَاءُ
إِلَّا حَطَّ اللَّهُ بِهِ سَيِّئَاتِهِ كَمَا
كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَّهَا.

(مشکوٰۃ ص ۱۳۴)

دو شخصوں کے تم میں سے۔ راوی
نے کہا کہ میں نے عرض کیا یہ اس
لئے ہے کہ آپ کے لئے دو گنا
ثواب ہے آپ نے فرمایا ہاں پھر
فرمایا کہ نہیں کوئی مسلمان کہ پہنچے اس کو
ایذا۔ مرض سے اور وہ چپیند کہ
سوا اس کے مگر دور کرتا ہے اللہ تعالیٰ
بسبب اس کے گناہ ان کے جیسے
جھاڑتا ہے درخت پتے اپنے۔

امام ترمذی اور ابن ماجہ سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتی ہیں۔

میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وہ مبارک وسلم کو دیکھا جب کہ آپ حالت
وفات میں تھے۔ آپ کے پاس ایک
پیالہ تھا اس میں پانی تھا آپ پیالہ
میں ہاتھ ڈالتے تھے پھر اپنے چہرہ
اقدس پر پھیرتے تھے اور فرماتے
اے مولا! تو میری مدد کر اور دفع
کرنے سختی موت کے یا فرمایا شدت
موت کے۔

رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِالسُّوْتِ
وَإِنْدَهُ قَدْحٌ فِيهِ مَاءٌ
وَهُوَ يَدْخُلُ يَدَهُ فِي
الْقَدْحِ ثُمَّ يَمْسَحُ وَجْهَهُ
ثُمَّ يَقُولُ اللَّهُمَّ أَعِنِّي
عَلَى مُنْكَرَاتِ الْمَوْتِ
أَوْ سَكْرَاتِ الْمَوْتِ -

(مشکوٰۃ ص ۱۳۶)

فائدہ

رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم
کو جو اس قدر سکرات موت ہوئی۔ اس کی بہت
سی وجہیں شارحین نے لکھی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ یہ سختی واسطے
تسلی امت کے تھی کہ جب وہ دیکھیں گے کہ حبیب محبوب کبریا صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وبارک وسلم کے ردرج پاک کے نکلنے سے یہ صورت ہوتی تو صبر کریں گے اور
جانکشی میں آسانی ہوگی۔

حالت بیماری میں سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امامت

روز بروز بخار اور مرہن نے شدت اختیار کی یہاں تک کہ آپ مسجد
میں امامت کے لئے نہ جا سکے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ابو بکر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے کہہ دو کہ وہ جماعت کرائیں۔
ام المؤمنین سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں
کہ میں نے دل میں خیال کیا کہ جو شخص آپ کی جگہ پر امام ہو گا چہرہ آپ کی
انتقال ہو گیا تو لوگ اسے منحوس سمجھیں گے۔ اس لئے میں نے عرض کیا کہ
ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نرم دل ہیں۔ محراب کو آپ سے خالی دیکھ
کر بے تاب ہو جائیں گے اور رقت کی وجہ سے نماز نہ پڑھا سکیں گے۔
آپ نے فرمایا کہ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہہ دو کہ نماز پڑھائیں
پھر میں نے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا تم حضرت عمر رضی اللہ عنہ

کے لئے اجازت طلب کرو۔

جب انہوں نے اس بات کہنے کے لئے عرض کیا تو آپ بہت ناخوش ہوئے اور فرمایا کہ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہوتے ہوتے دوسرے کو امام بننا ہرگز نہیں چاہئے۔

جب سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھانے کے لئے کھڑے ہوئے اور جمال جہاں آراء رسول کریم روف کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کا اس مقام پر نہ دیکھتا تو شدت غم سے بے تاب ہو گئے۔ اور اتنی رقت غالب ہوئی کہ سب اہل مسجد رونے لگے۔ اور مسجد میں غل مچ گیا۔

درن سازم خم ابروئے تو چوں یاد آمد
حالت رفت کہ محراب بفریاد آمد

جب وہ غل سمع تشریف تک پہنچا تو آپ نے اس کی وجہ پوچھی تو سیدہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حال عرض کیا۔ آپ مسجد میں تشریف لے گئے اور نماز پڑھائی۔ اور لوگوں کو تسلی دی۔ فرمایا مسلمانو! میں نے تمہیں خدا کے سپرد کیا۔ خدا تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور اطاعت خداوندی کرتے رہو اور اب میں دنیا کو چھوڑتا ہوں۔ اور ایام مرتبہ میں کبھی غمزدگان امت کو بائیں کلمات تسلی دی اور سمجھایا کہ کوئی نبی اپنی امت میں ہمیشہ نہیں رہا۔ اور آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ خوش قسمتی امت کی ہے کہ ان کا پیغمبران کے سامنے انتقال کر جاتے۔ اور جس امت سے خدا تعالیٰ ناخوش ہوتا ہے اس کے پیغمبر کو زندہ رکھتا ہے اور اس کے سامنے امت کو ہلاک کرنے کے اس کی آنکھیں ٹھنڈی کرتا ہے۔ القصہ سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حسب الحکم

نماز میں امامت کرتے رہتے۔ دو بار حضور سراپا نور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم بحالت بخار نماز پڑھانے کے لئے مسجد میں تشریف لے گئے۔ ایک بار آپ نے سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز ادا کی صف میں بیٹھ گئے۔ چنانچہ صحیح ابن حبان میں ہے اور یہ آپ کی آخری نماز تھی۔

ایک دفعہ حضور سراپا نور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کھڑے ہوتے ہی مسجد میں تشریف لے گئے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چاہا کہ پیچھے ہٹیں۔ آپ نے اشارہ فرمایا کہ اپنی جگہ پر رہو اور آپ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جا کر بیٹھ گئے۔ اور امام بنے۔ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے دائیں طرف کھڑے ہوئے۔ لوگ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز کو دیکھ کر نماز پڑھتے تھے۔ اور ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے مگر تھے کہ آپ امام کے ارکان سے لوگوں کو مطلع کرتے تھے اور یہ روایت صحیحین میں ہے۔

اور ایک مرتبہ آپ بروز وصال یعنی دو شنبہ دپیر، کی صبح کو حجرے کے دروازے تک تشریف لائے۔ اور پردہ اٹھا کر کیفیت جماعت کی ملاحظہ فرمائی اور لوگوں کو نماز جماعت پر قائم دیکھ کر خوش ہوئے۔ سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس وقت پیچھے ہٹنا چاہا مگر آپ نے ارشاد فرمایا کہ اپنی جگہ پر رہو۔ اور مسجد شریف میں تشریف

نہیں لائے۔

(تواریخ حبیب الرحمن ص ۱۴۶)

فائدہ

سیدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ محبوب رب العالمین صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے اپنی امت کے آدمیوں میں دو شخصوں کے پیچھے

نماز پڑھی۔ ایک سیدنا حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے

سیدنا حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے۔ ایک سفر میں

جس کی تصریح کتب سیر میں ہے۔

عہ نامہ برائے خفت

حضور سراپا نور شافع یوم النشور

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے ایام مرض میں سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ تم اپنے والد ابو بکر اور اپنے بھائی عبدالرحمن

رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بلو ا بھیجو۔ تاکہ میں ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے

عہد خلافت لکھ دوں۔ کہ کہیں کوئی کہنے والا یہ نہ کہے کہ میں خلافت کے لئے

اولے ہوں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اس کی کچھ ضرورت نہیں۔ خدا تعالیٰ اور

مؤمنین ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا اور کسی کو خلیفہ نہ بنائیں گے۔

حدیث شریف کے یہ الفاظ ہیں سینے۔

سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول خدا

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے

ایام مرض میں مجھے فرمایا کہ تو اپنے

عن عائشۃ قال لح رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فی مرضہ ادعی لی

آباک و آخاک

باپ ابو بکر اور اپنے بھائی کو میرے
پس بلاؤ تاکہ میں ایک عہد نامہ
لکھ دوں مجھے ڈر ہے کہ کوئی تمنا
کرنے والا اور کہنے والا کہے
کہ میں (خلافت کے لئے) اولے
ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ اور مسلمان
انکار کریں گے سوائے ابو بکر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کے۔

حَتَّىٰ أَكْتُبَ كِتَابًا
فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَسْمَعُنِي
مُشْرِكٌ وَيَقُولُ قَائِلٌ
أَنَا أَوْلَىٰ وَيَأْتِ اللَّهُ
وَالْمُؤْمِنُونَ إِلَّا أَبَا بَكْرٍ
رواہ مسلم (مشکوٰۃ ص ۵۵۵)

حضور سرایا نور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے،
بیچ شنبہ کے روز یعنی وقت وصال سے چار دن پہلے فرمایا کہ تم، دو ات،
کاغذ لاؤ تاکہ میں ایسی باتیں لکھ دوں کہ تم سے خطا اور بے تدبیری واقع نہ ہو۔ حاضرین
نے اس بات کو اچھی طرح نہ سمجھا۔ کیونکہ آپ پر بیماری کا غلبہ تھا۔ اور آواز بھی آپ
کی بہت پست ہو گئی تھی۔ لہذا حاضرین میں اختلاف ہوا۔ بعضوں نے کہا لے آؤ
اور بعضوں نے بنظر عدم تکلیف وہی کے کہا نہ لاؤ۔

سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور سرایا نور شافع
یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم پر بیماری کا غلبہ ہے اور کتاب اللہ
کافی ہے۔ یعنی ایسے وقت میں آپ کو تکلیف دینی نامناسب ہے۔ جب
اختلاف کی آواز بلند ہوتی تو آپ نے تنگ ہو کر فرمایا کہ میرے پاس سے اٹھ
جاؤ۔ اور پھر آپ نے قلم روات لانے کو نہ فرمایا۔ اور قین باتیں متعلق تدبیرات
مندی فرمائیں کہ وفود کو الفہم دیتے رہو۔ یعنی ان لوگوں کو جو قبائل پر سے

طلاقات اور سیکھنے امور دین کے مزید منورہ میں آئیں۔

دوسری بات یہ کہ شکر کین کو جزیرہ عرب سے نکال دو۔

اور تیسری بات راوی بھول گیا۔

مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ وہ حکم سامان کر دینے لشکر اسامہ کا تھا کہ آپ نے مرض موت میں بھی اس کی دانگی کا حکم دیا تھا۔ اب اس واقعہ کو حدیث شریف سے سینے۔

امام بخاری اور امام مسلم سیدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں کہ انہوں نے فرمایا۔

جب حاضر کئے کئے رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم دمراد ایام مرض کے ہیں کہ ان میں حضور موت کا تھا، اور گھر میں بہت لوگ تھے ان میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، بھی تھے۔ آپ نے فرمایا لاؤ لکھ دوں تمہارے لئے ایک نوشتہ نہ مگر گمراہ نہ ہو تم بعد اس کے پس کہا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ تحقیق غالب ہے آپ پر بیماری اور تمہارے پاس ہے قرآن مجید تم کو اللہ تعالیٰ کی کتاب کافی ہے

لَمَّا حَضَرَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي الْبَيْتِ رِجَالٌ فِيهِمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ الشَّيْخُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلُمُّوا أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ فَقَالَ عُمَرُ قَدْ غَلِبَ عَلَيَّ الْوَجْعُ وَعِنْدَكُمْ الْقُرْآنُ حَسْبُكُمْ كِتَابُ اللَّهِ فَاحْتَفَلْ أَهْلُ الْبَيْتِ وَاخْتَصَمُوا فَنُصِرُوا

پس اختلاف کیا انہوں نے جو گھر
میں تھے اور جھگڑنے لگے۔ پس
بعض میں سے کہتے تھے نزدیک
کہ و حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وہ مبارک وسلم کے یعنی اسباب لکھنے کا
کہ لکھیں تمہارے لئے رسول خدا صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم۔ اور بعض
ان میں سے کہتے وہی بات جو حضرت
عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہی تھی۔
یعنی منع کرتے تھے لکھونے سے،
بسبب شدت مرض۔ جب کیا لوگوں
نے شور و غوغا اور اختلاف تو فرمایا
آپ نے اٹھ جاؤ میرے پاس سے۔

ۛ

يَقُولُ قَسِيْبُوْا بِحُكْمِ نَبِيِّكُمْ
رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَ مِنْهُمْ مَنْ
يَقُولُ مَا قَالَ عُمَرُ فَلَمَّا
اَكْتُرُوْا اللَّغَطَ وَالْاِخْتِلَافَ
قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْمُوْا عَنِّيْ -
"حدیث - مشکوٰۃ ص ۵۴۸"

فائدہ

اس قصہ کو شیخہ قصہ قرطاس کہتے ہیں۔ اور ان کا زعم ہے
کہ حضور سرایا نور شافع یوم النور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم خلافت کے
متعلق کچھ لکھوانا چاہتے تھے۔ مگر سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بولنے
سے یہ بات نہ ہو سکی۔ انہوں نے اس قصہ کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
مطالعن سے شمار کیا ہے۔ اور درحقیقت اس قصہ میں کچھ طعن نہیں۔ خلافت کے
باب میں لکھنا منظور ہی تھا۔ پہلے سیدنا حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

آپ نے جو لکھنا چاہا تھا۔ اس کو موقوف رکھا۔ کچھ امور عمداً میراثِ علی کے ارشاد کرنے تھے سو زبانی ارشاد کر دیئے اور اگر لکھنے کی ضرورت ہوتی تو آپ لکھنے کو موقوف نہ فرماتے۔ فرض امر کسی کے روکنے سے رک نہیں سکتا۔ بلکہ سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عرض کے موافق آپ لکھنے سے باز رہے۔ معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے اس معاملہ میں بھی مثل معاملہ حجاب و اذان و دیگر امور موافقاتِ وحی کے مقبول ہوتی۔ **الحمد لله رب العالمین۔**

وصال سے قبل آپ نے یہ ارشاد فرمایا **الصَّلَاةُ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ** یعنی نماز کی محافظت کرو۔ اور لونڈی اور غلاموں کا خیال رکھو۔ آخر کار نزع کی حالت پیدا ہوتی۔ رنگ مبارک متغیر ہو رہا تھا۔ اب وہ وقت آ گیا ہے کہ آقا اپنے غلاموں سے رخصت ہو۔ بے سہاروں کا سہارا مجرموں اور گنہگاروں کو سنبھالنے والا ان کو چھوڑنا چاہتا ہے۔ **بِحُكْمِ اللَّهِ الْمَوْتُ** ایک اعرابی کی شکل میں دروازہ پر حاضر ہو کر اذن طلب کرتا ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم فرماتے ہیں کہ اس کو کہہ دو کہ **اللَّهُ أَتَى**۔ پس ملک الموت اندر آیا اور عرض کیا **السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ** اللہ تعالیٰ آپ کو سلام پہنچاتا ہے۔ اور مجھے حکم دیا ہے کہ آپ کی روح مبارک آپ کی اجازت کے بغیر قبض نہ کروں۔

آپ نے فرمایا۔ اے ملک الموت تم میری روح اتنے تک قبض نہ کرو کہ جب تک جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام نہیں آتے۔ اتنے میں حضرت جبریل علیہ السلام روتے ہوئے حاضر ہوتے۔ آپ نے فرمایا اے دوست کیا اس حال میں تم مجھے تنہا چھوڑتے ہو۔ حضرت جبریل علیہ السلام کے عرض کی یا رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم، آپ کو بشارت ہو کہ اللہ تعالیٰ نے دوزخ کے مالک فرشتہ کو حکم دیا ہے کہ میرے حبیبِ لبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کی روح مطہرہ آسمانوں میں آ رہی ہے لہذا دوزخ کی آگ کو بجھا دو۔ اور حورانِ بہشت کو حکم ہوا ہے کہ اپنے آپ کو آراستہ کریں۔ فرشتوں کو حکم ہوا ہے کہ صفیں باندھ کر کھڑے ہو جائیں۔ کہ روحِ محمدی تشریف لارہا ہے اور حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں زمین پر جاؤں اور حبیبِ رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کو یہ خوشخبری سناؤں کہ اللہ جل شانہ نے تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ان کی امتوں پر بہشت حرام کر دیا ہے جب تک میرا حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم اور اس کی امتِ جنت میں داخل نہ ہو۔ کل قیامت کے روز اتنی امت بخشوں گا کہ تم رضی ہو جاؤ گے۔

یہ سن کر حضور سراپا نور شافع یوم النور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے ملک الموت کو اجازت دی کہ وہ آپ کی روح مبارک کو قبض کرے۔ ملک الموت نے حسب ارشاد آپ کی روح قبض کر کے اعلیٰ علیین لے گیا۔ اور یہ صد آوازے رہا تھا یا محمد اہ یا رسول رب العالمین۔

سیدنا حضرت مولانا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ میں آسمانوں سے دامت کی آواز سن رہا تھا جو فرشتے کر رہے تھے۔

ام المؤمنین سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب سرکارِ ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کی روح مطہرہ مطیب جسم اقدس سے جدا ہوئی تو اتنی عمدہ خوشبو پھیلی کہ اس سے عمدہ خوشبو کبھی اس سے پہنچنے

میں نہیں آئی۔ (مدارج النبوت ج ۲ ص ۵۵۶)

مدینہ منورہ میں قیامت برپا ہوگئی

محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم

تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کے انتقال سے گویا قیامت قائم ہوگئی۔ اصحاب و اہل بیت پر ایسا رنج و غم طاری ہوا کہ بیان میں نہیں آسکتا۔

سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سکوت طاری ہو گیا۔ اور سیدنا

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہوش جاتے رہے اور عقل کٹ گئی یہاں

تک کہ وہ کہنے لگے کہ محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے وفات نہیں

پائی۔ جو کہے گا کہ آپ کی وفات ہوئی میں اسے قتل کر دوں گا۔ سیدنا حضرت

ابوبکر صدیق اور سیدنا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سب اصحاب میں

مستقل رہے۔

وصال شریف سے پہلے آپ کو افاقہ ہو گیا تھا تو سیدنا حضرت ابوبکر صدیق

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ سے اذن لے کر حوالی مدینہ میں اپنی زوجہ کے پاس

چلے گئے تھے۔ وصال پاک کی خبر سن کر آئے تو دیکھا کہ سیدنا حضرت عمر رضی اللہ

تعالیٰ عنہ مدہوشانہ تلوار نکالے کھڑے ہیں اور لوگ ان کے گرد جمع ہیں اور یہ

کہہ رہے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کا انتقال نہیں ہوا۔

اور آپ کو خدا تعالیٰ نے بلا لیا ہے جیسے کہ سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو طو

پر بلا لیا تھا۔ آپ واپس آکر منافقوں کے ہاتھ پاؤں کٹوائیں گے۔ منافقتیں نے

جو آپ کی موت کی خبر اڑائی ہے سب اس کی سزا پائیں گے۔

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آتے ہوئے کسی طرف متوجہ

نہ ہونے سیدھے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ شریفہ کو تشریف لے گئے۔ جہاں حجرہ للعالمین شفیع السذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم تشریف فرماتھے۔ چہرہ مبارک سے چادر اٹھا کر پیشانی مبارک کو بوسہ دیا اور رو کر کہا طِبَّتْ حَيًّا وَ مَيِّتًا آپ پاکیزہ ہیں حیات میں بھی اور بعد موت کے۔ اور آپ پر اللہ تعالیٰ دو موتیں جمع نہ فرمائے گا۔ جو موت معتد رہتی سو ہو چکی۔ پھر باہر نکلے اور سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے مقولے سے روکا۔ لوگ سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چھوڑ کر ان کی طرف آگئے۔ انہوں نے خطبہ دیا اور کہا۔

مَنْ كَانَتْ يَتَّبِعُ
مُحَمَّدًا فَإِنَّ مَحَمَّدًا
فَدُمَاتِ وَمَنْ كَانَتْ
يَتَّبِعُ اللَّهَ فَإِنَّ اللَّهَ حَيٌّ
لَا يَمُوتُ۔

یعنی جو کوئی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کو پوجتا ہو تو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم تو انتقال فرمائے اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کو پوجتا ہو تو اللہ تعالیٰ زندہ ہے کہ کبھی زمرے گا۔

اور یہ آیت پڑھی۔

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ
فَدُلَّخْتُ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ
أَفَأَنْبَاءُ مَا أَؤْتَى قَتِيلٍ
أَنْقَلَبُكُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ
وَمَنْ يُنْقَلِبْ عَلَى عَقْبَيْهِ

اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم تو ایک رسول ہیں ان سے پہلے اور رسول ہو چکے تو کیا اگر وہ انتقال فرمائیں یا شہید ہوں تو تم لوٹے پاؤں پھیر جاؤ گے اور جو

فَلَنْ يَضُرَّ اللَّهُ شَيْئًا د

(پ ۴ سورت آل عمران)

اسلے پاؤں پھرے گا تو اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا۔

اس خطبہ کو سنتے ہی سب لوگوں سے غفلت کا پردہ اٹھ گیا اور یقین ہو گیا کہ حضور سرِ پاپا نورِ شامِ یوم النور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کا انتقال ہو گیا۔
(تاریخ حبیب اللہ ص ۱۵۳)

انسانوں کے علاوہ جانوروں پر بھی رنج و الم مسلط ہو گیا۔ سرکار کی سواری کا گدھا اتنا غمزدہ ہوا کہ اپنے آپ کو ایک گڑھے میں گرا دیا اور مر گیا۔ اور آپ کی اونٹنی اس قدر غم میں ڈوب گئی کہ کھانا پسینا چھوڑ دیا۔ یہاں تک کہ مر گئی۔
(سیرت حبیب)

مدینہ طیبہ میں اندھیرا چھا گیا | محبوب رب العالمین شفیع المذنبین

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کے انتقال کے بعد مدینہ طیبہ میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے لئے اندھیرا چھا گیا۔ سیدنا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

نہیں دیکھا میں نے کوئی دن کبھی کہ ہو خوب تر اور نہ روشن تر اس دن سے کہ تشریف لائے ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کے رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم اور نہیں دیکھا میں نے کوئی دن کہ نہایت برا

مَا رَأَيْتُ يَوْمًا قَطُّ كَانَتْ
أَحْسَبَ وَلَا أَضْوَعُ مِنْ
يَوْمٍ دَخَلَ عَلَيْنَا فِيهِ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَمَا رَأَيْتُ يَوْمًا كَانَتْ
أَقْبَحَ وَلَا أَظْلَمَ مِنْ

يَوْمَ مَاتَ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ
 فِي رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ
 قَالَ لَمَّا كَانَتِ الْيَوْمِ
 الَّذِي دَخَلَ فِيهِ رَسُولُ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 الْمَدِينَةَ أَصْنَاءٌ مِنْهَا كُلِّ
 شَيْءٍ فَلَمَّا كَانَتِ الْيَوْمِ
 الَّذِي مَاتَ فِيهِ أَظْلَمَ
 مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ وَمَا
 نَفَضْنَا أَيْدِينَا عَنِ
 التُّرَابِ وَ إِنَّا لَنَجِدُ دَقْنَهُ
 حَتَّى أَنْكُرْنَا قُلُوبُنَا

مشکوٰۃ ص ۵۴۷

اور نہایت تاریک ہو اس دن سے
 کہ رحلت فرمائی اس دن میں رسول خدا
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے
 اور ترمذی کی روایت میں یوں آیا ہے
 کہ کہا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جبکہ
 ہوا وہ دن کہ داخل ہونے اس دن
 میں رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وبارک وسلم مدینہ منورہ میں روشن ہوئی
 مدینہ میں ہر چیز پس جب کہ ہوا وہ
 دن کہ انتقال فرمایا اس میں حضور اکرم
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے
 تاریک ہوئی ہر چیز مدینہ منورہ میں
 سے اور ہمیں چھارے تھے سمجھتے تھے
 اپنے خاک سے اس دنیا میں کون
 ہم حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وبارک وسلم کے دفن کرنے میں مشغول
 تھے۔ یہاں تک کہ ناسمجھنا جانا ہم
 نے اپنے دلوں کو۔

فرشتوں نے بھی حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ

فرشتوں کی تعریف

اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے تعزیت کی اور کہا۔

تم پر اللہ تعالیٰ کا سلام ہو اور اس کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔ یقیناً اللہ ہی ہر مصیبت پر تسلی دینے والا ہے اور اس کے ہاں ہر چلی جانے والی چیز کا عوض ہے تو تم اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرو اور اس سے امید رکھو کیونکہ محروم تو وہی جو ثواب سے محروم ہے اور تم پر اللہ تعالیٰ کا سلام اور اس کی رحمتیں اور برکتیں ہمیں۔

السلام علیکم ورحمة
الله وبرکاته ان فی
الله عزاء من کل
مُصِیْبَةٍ وَخَلْفًا مِنْ
فَائِبٍ فَبِاللهِ نَشْتَوُا وَ
اٰیٰہُ فَاَرْجُوا فَبِاٰمِنَا
الْمَحْرُوْمُ مِنْ حُرْمِ
الشَّوَابِ وَالسَّلَامُ عَلَیْكُمْ
وَ رَحْمَةُ اللهِ وَ بَرَکَاتُهُ۔

(حسن حصین ص ۳۰۸)

سیدنا حضرت خضر علیہ السلام کی تعزیت

حضرت خضر علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بھی تشریف لائے اور صحابہ کرام جن وان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے تعزیت کی اور پھر واپس چلے گئے۔ حدیث پاک میں ہے۔

ایک شخص نہایت سفید ریش قوی
ہیکل سین وپیل، حضور اقدس صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہ وسلم کے انتقال

دَخَلَ رَجُلٌ اَشْمَبُ اللَّحِيَةِ
جَبِيَّةٌ صَبِيءٌ فَتَخَطَّى
رِقَابَهُمْ فَبَكَى ثُمَّ التَفَتَ

إِلَى الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُمْ فَقَالَ إِنَّ فِي
اللَّهِ عَزَاءً مِنْ كُلِّ
مُصِيبَةٍ وَ عَوْضًا مِنْ كُلِّ
فَائِتٍ وَ خَلْفًا مِنْ كُلِّ
هَالِكٍ فَإِلَى اللَّهِ فَأَنْبِئُوا
وَ إِلَيْهِ فَأَرْغَبُوا وَ نَظَرُوا
إِلَيْكُمْ فِي الْبَلَاءِ فَأَنْظَرُوا
فَإِنَّمَا الْمُصَابُ مِنْ لَدُنِّ
يُجِبُّ وَ انصَرَفَ فَقَالَ
أَبُو بَكْرٍ وَ عَلِيٌّ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُمَا هَذَا لَخَيْرٍ عَلَيْ
السلام -

(حسن حصین ص ۳۸۸)

کے دن) آیا۔ (جب آپ تک پہنچنے
کی جگہ نہ ملی تو صحابہ کرام رضی اللہ
تعالیٰ عنہم کی گردنیں پھلانگ کر آگے
بڑھا اور رویا۔ اس کے بعد صحابہ کرام
رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرف متوجہ ہو
کر کہنے لگا۔ اللہ ہی کے پاس ہر
مصیبت سے تسلی ہے اور ہر فوت
ہونے والی چیز کا عوض ہے۔
اور ہر ہلاک ہونے والی چیز کا بدلہ
ہے تو تم اللہ تعالیٰ کی جانب
رجوع کرو۔ اور اس کی طرف رغبت
کرو۔ اور (اس) آزمائش میں
اس کی نظر تمہاری طرف ہے۔ اس
لئے خوب غور کر کے کام کرو کیوں کہ
مصیبت زدہ وہ ہے جسے (مصیبت)
پر بدلہ نہ ملے اور ثواب سے محروم
رہے۔ (یہ کہہ کر) چلا گیا سیدنا حضرت
ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور
سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
فرمایا کہ یہ حضرت خضر علیہ السلام تھے۔

سقیفہ بن ساعدہ میں اجتماع

خبر پہنچی کہ حضرات انصار سقیفہ بن ساعدہ میں جمع ہوئے

ہیں اور یہ مشورہ ہوا ہے کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر بنالیں۔ جب یہ خبر سینا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملی تو حضرت ابو بکر صدیق اور عمر فاروق اور حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہم سقیفہ بن ساعدہ میں تشریف لے گئے۔ وہاں پہنچ کر انصار سے اس باب میں گفتگو کی۔

سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس وقت ایک تقریر اپنے دل میں سوچ رکھی تھی۔ میں نے چاہا کہ وہ تقریر کروں۔ مگر سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے روک دیا۔ اور خود تقریر کی۔ اور جو باتیں میں نے سوچی تھیں بعینہ وہی باتیں اچھے انداز میں بیان فرمائیں۔ انصار کے فضائل و مناقب بیان کئے اور ان کے حقوق کو بھی تسلیم کیا۔ انصار پہلے تو کل امامت کا دعویٰ کر رہے تھے۔ اب انہوں نے کہا کہ ایک امیر ہم سے ہو اور ایک تم سے یعنی مہاجرین سے۔

سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ حدیث شریف پڑھی الاثمة من قدیس یعنی امیر اور سردار قریش ہی ہوں گے۔ یہ حدیث پاک سن کر انصار حضرات خاموش ہو گئے۔ تو سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ان دو آدمیوں سیدنا حضرت عمر اور سیدنا حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں سے ایک کے ہاتھ پر بیعت کرو۔

سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تمام تقریریں صرف

یہی بات ناپسند ہوئی۔ اگر میری گردن ماری جاتی تو مجھے گوارا تھی مگر مجھے یہ گوارا نہ تھا کہ میں امام بنوں ایسی جماعت پر جس میں سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں۔ میں نے حضرت ابو بکر صدیق سے کہا کہ تمہارے ہوتے ہونے کو امام ہو سکتا ہے۔ اپنا ہاتھ دراز کرو۔ انہوں نے ہاتھ دراز کیا تو سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے ہاتھ پر جیت کی اور پھر سیدنا حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اور سب حاضرین پر منہ بے ہمتی کی۔

(سیرت جلی جلد سوم ص ۳۹۵)

حضور اقدس کو غسل دیا گیا

حضور پر نور شرف یوم النور صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے وصیت فرمائی تھی کہ مجھے غسل میرے اہل بیت میں سے کسی ایک کی تیاری کی گئی تو ایک آواز آئی کہ غسل مسند دو وہ خود پاک ہیں۔ کہنے والے کو تلاش کیا گیا مگر کوئی پتہ نہ چلا۔ پھر آواز آئی کہ غسل دو۔ پہلے کہنے والا شیطان تھا اور میں حاضر ہوں (علیہ السلام)۔

اختلاف ہوا کہ بر منہ غسل دیا جائے یا کپڑوں سمیت۔ پھر سب پر منہ غالب ہو گئی اور گوشہ خانہ سے آواز آئی کہ کپڑوں سمیت غسل دو۔ چنانچہ سیدنا حضرت علی مرتضیٰ اور سیدنا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے معاذین کے ساتھ غسل دیا۔ حضرت علی فرماتے ہیں کہ غسل کے بعد چند قطرے ناف مبارک میں رہ گئے تھے۔ میں نے ان کو چوس لیا۔ چوسنا تھا کہ ان کی برکت سے میرے سینہ بے کینہ میں علوم کے پستے جاری ہو گئے۔

(درائج النبوت ج ۲ ص ۵۶۵ سیرت جلی)

نمازِ جنازہ کی کیفیت

محبوب رب العالمین صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے

زمانہ حیات ظاہری میں فرمایا تھا کہ - اول جو کوئی مجھ پر نماز پڑھے گا وہ میرا
پروردگار ہے۔ اس کے بعد میرے دوست جبریل علیہ السلام - پھر میکائیل - پھر
اسرافیل - پھر ملک الموت بعد دیگر فرشتوں کے - پھر میری اہل بیت کے مرد
پھر ان کی خواتین - پھر باقی صحابہ کرام اور پھر عورتیں بچے - چنانچہ اسی طرح رحمت
للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم پر نماز پڑھی گئی - ایک جماعت آئی اور
بغیر امام کے نماز پڑھ کر چلی جاتی - پھر اور جماعت آکر نماز پڑھتی -

سیدنا حضرت مولانا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ
حضرت اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کی نماز جنازہ میں کسی نے امامت
نہیں کی کیوں کہ سیدہ و عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم حالت حیات اور
حالت ممات میں بھی سب کے امام ہیں اور نماز جنازہ میں وہ دعائیں جو ہم
پڑھتے ہیں نہیں پڑھی گئیں - بلکہ یہ دعا پڑھی گئی -

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَا لِيْكَتٰهُ يَمْشُوْنَ عَلٰى النَّبِيِّ

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا

تَسْلِيْمًا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَبِيْكَ وَ سَعْدِيْكَ

صَلَوَاتُ اللّٰهِ الْبَرِّ الرَّحِيْمِ وَ الْمَلَائِكَةُ

الْمُقَرَّبِيْنَ وَ النَّبِيِّْنَ وَ الصّٰدِقِيْنَ وَ

الشّٰهِدَاءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ وَ مَا سَبَّحَ لَكَ

مِنْ شَيْءٍ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ عَلٰى

محمد بن عبد اللہ خاتم النبیین و
سید المرسلین و امام المتقین و رسول
رب العالمین الشاہد البشیر الداعی باذک
السراج المنیر و علیہ وسلم .

پھر کھڑے ہو کر کہا اے پیغمبر گرامی رحمت و برکات خدا تعالیٰ تجھ پر نازل
ہوں۔ اے خدا! میں گواہی دیتا ہوں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے جو کچھ ان پر اترا وہ سب پہنچا دیا اور امامت کی کما حقہ ذمہ داری پوری کی۔ اور
راہ خدا میں جہاد کیا۔ یہاں تک کہ حق تعالیٰ نے اپنے دین کو غالب کر دیا۔
بارخدا ایا جو کچھ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اترا اس کی
پیروی کرنے کی توفیق عطا فرما اور قیامت کے روز ہم کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وبارک وسلم کے ہمراہ جمع فرما۔ اور لوگ آمین کہتے تھے۔

(مدارج النبوة ج ۲ ص ۵۶۰)

دفن مبارک

صحابہ کرام علیہم الرضوان میں اختلاف
ہوا کہ حبیب اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کہاں دفن کیا جائے۔ کسی نے کہا
اسی حجرہ میں یہاں روح قبض کی گئی ہے۔ اور کسی نے کہا مسجد میں۔ اور کسی نے
کہا مقبرہ ہلقع میں۔ اور کسی نے کہا کہ مکہ مکرمہ کے قبرستان جنت معلیٰ میں
سرکار کو دفن کیا جائے۔ مگر سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے فرمایا کہ۔

سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ | میں نے رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ

صلى الله عليه وسلم
 شَيْئًا قَالَ مَا قَبَضَ اللَّهُ
 نَبِيًّا إِلَّا فِي الْمَوْضِعِ
 الَّذِي يُعَبِّتُ أَنْفَ
 بَدْنِهِ فِيهِ أَدْفِنُوهُ
 فِي الْمَوْضِعِ فَرَأَى

رواه الترمذی (مشکوٰۃ ص ۲۰۵)

دبارک وسلم سے کچھ سنا دجو بھول گیا
 ہوں، فرمایا اللہ تعالیٰ کسی نبی کی روح
 اس جگہ قبض کرتا ہے جہاں اس
 کا دفن محبوب ہو۔ ان کو مقام فرانس
 میں ہی دفن کرو۔

چنانچہ حکم حدیث شریف اسی جگہ مبارک میں قبر تیار کرائی گئی۔ اور رحمت
 للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کو اس میں لٹایا گیا۔

منقول ہے سیدنا حضرت علی عہاس۔ فضل اور قثم رضی اللہ تعالیٰ عنہم
 قبر انور میں داخل ہوئے تھے۔ اور قبر مبارک میں سب سے پیچھے نکلنے والے سیدنا
 عنایت قثم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ۔ قبر انور میں میں نے دیکھا
 ہے۔ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کے لب اے مبارک بل رہے ہیں
 میں نے کان لگا کر سنا تو فرمایا ہے تھے زب اُصْبَتْ اُصْبَتْ
 یعنی اب بھی اپنی امت کو نہیں بھولے۔

درایح النبوت جلد دوم ص ۵۶۹

سب صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین دفن سے فارغ ہو کر سیدہ
 خدیجہ خاتون بنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس مانے ہوئے تو آپ نے فرمایا
 کہ تمہارے دل نے کیسے کو ادا کیا کہ تم نے نبی اپنے پیغمبر کے بدن اطہر پر ڈالی۔
 صحابہ نے کہا کہ یہ بیت سوال اللہ تعالیٰ کے حکمت مجرب سے

اس سے کوئی چسارہ نہیں تھا۔

اس کے بعد سیدہ حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نزار شریف پر اپنے ہونٹیں اور قبر مبارک کی خاک اٹھائی اور اپنی دونوں آنکھوں پر رکھی اور روتے ہوئے فرمایا :-

مَاذَا عَلِيٌّ مِنْ شَمِّ تَرْبَةِ أَحْمَدَا

أَفْ لَّا يَشْتَمُ مَدَى الزَّمَانِ غَوَالِيَا

کیا چاہتے اسے جو سونگھے خاک قبر احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کی۔ یہ چاہتے کہ نہ سونگھے ساری عمر کوئی خوشبو۔

صَبَّبْتُ عَلِيًّا مَصَابِئَ لَوْ أَنَّهَا

صَبَّبْتُ عَلَيَّ الْآيَامَ حِزْبِ لَيَالِيَا

مجھ پر وہ مصیبتیں پڑیں کہ اگر وہ دنوں پر پڑتیں تو وہ راتیں ہو

جاتے۔ انا لله وانا اليه راجعون

(مدارج النبوت ج ۲ ص ۵۶۹)

ربیع الاول مبارک کے نوافل

یہ مہینہ مبارک چونکہ

سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کی ولادت باسعادت اور وصال مبارک کا بھی ہے۔ اس لئے پہلی تاریخ سے لے کر بارہویں تاریخ تک ہر روز میں رکعت نفل پڑھے۔ ہر رکعت میں اکیس اکیس دفعہ قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ پڑھے۔ پھر اس کا ثواب حضور سرایا نور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کی روح پر فتوح کو بھیج کرے صحابہ کرام و انصار میں

اور تبع تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ ان رکعتوں کا ثواب روح
 اقدس نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کو ہدیہ بھیجا کرتے تھے۔ اگر روز
 ترہ بارہ دن اس نماز کے پڑھنے کی طاقت نہ ہو تو کم از کم دوسری تاریخ اور
 بارہویں تاریخ کو ضرور ہی بیس رکعت بتکبیر مذکورہ پڑھ کر روح پر فتوح حبیب
 خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کو بطور ہدیہ پہنچائے۔

حضرت اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے اس نماز کے پڑھنے
 والوں کو خواب میں جنت کی بشارت دی۔ اور سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و
 بارک وسلم کو دیکھنا اور بشارت دینا وفات کے بعد زندگی کے مثل ہے۔
 (جو اہر غیبی)

ربیع الاول مبارک میں کثرتِ درود پاک

ربیع الاول شریف کے مبارک مہینہ میں درود شریف کثرت سے پڑھنا
 چاہئے۔ ایک روایت میں ہے کہ جو کوئی اس ماہ کی تمام تاریخوں میں یہ درود پاک

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى
 إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

ایک ہزار ایک سو پچیس (۱۱۳۵) مرتبہ نماز عشا کے بعد پڑھے گا تو اس
 کو خواب میں امام الانبیاء والمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کی زیارت
 ہوگی۔ اور دوسرا درود شریف یہ ہے۔ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ
 يَا رَسُولَ اللَّهِ اگر کوئی صاحب یہ درود شریف سوا لاکھ مرتبہ پڑھے اس

مبارک مہینہ میں تو جمال جہاں آرا، یعنی حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کی زیارت سے مشرف ہوگا۔
 کتاب الادراو میں لکھا ہے کہ جب ربیع الاول شریف کا مبارک چاند
 نظر آئے تو اس رات کو سولہ رکعت نفل پڑھے دو دو رکعت کر کے۔ اور ہر رکعت
 میں اچھ شریف کے بعد قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ تین تین مرتبہ پڑھے جب
 سولہ رکعت پڑھ لے تو یہ درود شریف ایک ہزار مرتبہ پڑھے اَللّٰهُمَّ صَلِّ
 عَلٰى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ رَحْمَةً اللهُ وَبَرَكَاتُهُ۔
 اور بارہ روز تک یہ پڑھتا رہے تو سید المرسلین محبوب رب العالمین حضرت احمد
 مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کی زیارت خواب میں ہوگی۔ مگر
 عشا کی نماز کے بعد اس کو پڑھا کرے اور پھر با وضو سویا کرے۔
 (فضائل الشہور)



چوتھا مہینہ

ربیع الآخر

اسلامی چوتھے مہینہ کا نام ربیع الآخر ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے۔ کہ اس مہینہ کا نام رکھنے کے وقت موسم ربیع کا آخر تھا اس لئے اس ماہ کا نام ربیع الآخر رکھا گیا۔ اس مہینہ کے مشہور واقعات یہ ہیں۔ کہ اس مہینہ کی تیسری تاریخ کو حج تاج نے کعبہ معظمہ پر آگ پھینکی تھی۔ جب کہ سیدنا حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما وہاں محصور تھے۔ جس سے خانہ کعبہ جل گیا تھا۔ اور اس مہینہ کی چودھویں تاریخ کو نماز فرض ہوئی۔

(عجائب المخلوقات ص ۴۵)

اور اسی مہینہ مبارک میں سیدنا مولانا القطب الفرد الفوٹ شیخ الاسلام والاسلمین غوث الثقلین شیخ محی الدین ابو محمد عبد الفتاح در احسنی و احسنی الجیلانی احنبلی المعروف پیران پیر۔ پیر دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دارناہ عننا کا وصال مبارک ہوا۔ انا للہ و ابا الیہ راجعون۔

مگر وصال پاک کی تاریخ میں ذرا اختلاف ہے۔ بعض نے نویں۔ بعض نے سترہویں۔ اور بعض نے گیارہویں ربیع الآخر کو وصال شریف بتایا ہے۔

محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
 لکھتے ہیں -

وَقَدْ اسْتَمَرَفَتْ دِيَارِنَا هَذَا الْيَوْمَ الْحَادِي
 خَشْرَ وَهُوَ الْمَتَّعَارِفُ عِنْدَ مَشَائِخِنَا مِنْ
 أَهْلِ الْهِنْدِ مِنْ أَوْلَادِهِ - ثابت من السنہ ۱۲۲۱

یعنی ہمارے ملک میں آج کل آپ کی تاریخ و سال، گیارہویں
 تاریخ کو مشہور ہے اور ہمارے ہر ہندوستان کے مرثیہ تاریخ اور

کی اولاد کے نزدیک یہی متعارف و مشہور ہے۔

سال بھر میں اس تاریخ کو بزرگ لوگ سرکارِ غوثیت کا عرس مبارک کرتے

ہیں جس کو بڑی گیارہویں کہا جاتا ہے۔

سیدنا غوث اعظم

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مختصر حالات

سلسلہ نسب و ولادت

قطب الاقطاب فرد الاحباب سناذ شیوخ عالم سلاو والمسلمین

حضرت محی الدین ابو محمد عبدالقادر اکھنسی و احمسنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شجیب الطرفین

ہیں۔ والدہ ماجدہ کی طرف سے سہیلی اور والد ماجد کی جانب سے سعیدی مشہور

اور یہ شرافت مہبت ہی کم بانصیب لوگوں کو حاصل ہونی ہے۔ والد ماجد کا نام سید ابوصالح اور والدہ ماجدہ کا اسم گرامی ام الخیر فاطمہ بنت ابو عبد اللہ صومعی حسینی تھا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

آپ ایران کے مشہور قصبہ جبل میں یکم رمضان المبارک ۶۷۸ھ کو پیدا ہوئے۔ آپ نے نوے (۹۰) سال کی عمر میں بتاریخ ۱۱ ربیع الآخر ۷۵۶ھ مطابق ۱۲۸۲ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ نماز جنازہ میں بے شمار لوگ حاضر ہوئے۔ کثرتِ ہجوم کے باعث رات کے وقت آپ کے مدرسہ میں ساتبان کے نیچے آپ کا جسم اقدس سپرد خاک کیا گیا۔ بعد اذ شریف میں آپ کا مزار مبارک مرجع خلالتی ہے۔

آپ مادر زاد ولی تھے

یہ بات نہایت ہی مشہور و معروف ہے

کہ سیدنا حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایام رضاعت میں ماہ رمضان المبارک میں دن کے وقت اپنی والدہ ماجدہ کا دودھ نہیں پیتے تھے۔ یہ بات لوگوں میں پھیل گئی۔ کہ فلاں شریف گھرنے میں ایک ایسا بچہ پیدا ہوا۔ جو رمضان شریف میں دن کے وقت ماں کا دودھ نہیں پیتا۔ اور روزہ سے رہتا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ آپ مادر زاد ولی تھے۔

ایک دفعہ لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ آپ ولی اللہ ہیں؟ فرمایا میں دس برس کا تھا کہ گھر سے مدرسے جاتے وقت دیکھتا کہ فرشتے میرے ساتھ چل رہے ہیں۔ پھر مدرسہ میں پہنچنے کے بعد وہ فرشتے دوسرے بچوں سے کہتے کہ "ولی اللہ کے لئے جگہ دو۔ فرماتے ہیں کہ

ایک دن مجھے ایک ایسا شخص نظر آیا جسے میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔
 اس نے ایک فرشتہ سے پوچھا کہ یہ کون لڑکا ہے؟ جس کی اتنی عزت کرتے ہو؟
 اس فرشتہ نے جواب دیا کہ یہ ولی اللہ ہے جو بہت بڑے مرتبے کا مالک ہوگا۔
 راہِ طریقت میں یہ وہ شخصیت ہے جسے بغیر روک ٹوک کے نعمتیں دی جا رہی ہیں
 اور بغیر کسی حجاب کے تمکین و قرار عنایت ہو رہا ہے۔ اور بغیر کسی محبت کے تقرب
 الہی مل رہا ہے۔ الغرض چالیس سال کی عمر میں میں نے پہچان لیا کہ وہ پوچھنے
 والا شخص اپنے وقت کا ابدال تھا۔

(اخبار الاخیار ص ۲۲)

آپ کا حلیہ شریف

نخیف البدن میانہ قد۔ کشادہ سینہ۔
 لمبی چوڑی داڑھی۔ گندمی رنگ۔ ابرو پیوستہ۔ بلند آواز۔ علم کامل اور اثر غالب
 کے حامل تھے۔ آپ کے کلام میں اس قسم کی جلدی اور تیزی تھی کہ جس سے سننے
 والے دل میں رعب و ہیبت پیدا ہو جاتی۔ آپ کی آواز میں ایک خوبی یہ بھی تھی
 کہ مجلس میں دور و نزدیک کے سننے والوں کو آپ کی گفتگو بغیر کسی کمی و بیشی
 کے پوری کی پوری سنائی دیتی تھی۔ جس طرح قریب کا شخص سنتا تھا ویسے ہی
 مجلس میں دور دور بیٹھنے والا بھی بہ آسانی آپ کی باتیں سن لیا کرتا تھا۔ اور قرب
 و بعد مکان کے سبب سننے میں کوئی فرق نہ آتا تھا۔ آپ کے کلام کرتے وقت
 ہر شخص پر سکوت و خاموشی کا عالم طاری رہتا۔ اور آپ کے حکم کی تعمیل میں ہر شخص
 سرعت و جلدی دکھاتا۔ اور بڑے سے بڑا سخت دل جب آپ کو دیکھتا تو خشوع
 و خضوع عاجزی و لاجبازی کے ساتھ آپ کا بطبع و ذرا بابر دار ہوتا۔

جب مسجد میں تشریف لائے تو حاجت مند لوگ آپ سے اپنے لئے دعا کرتے اس وقت آپ سب کے لئے درگاہِ الہی میں دعا مانگتے۔

حکایت

ایک دفعہ آپ کو جامع مسجد میں چھینک آئی تو لوگوں نے **يَرْحَمُكَ اللهُ** اور **يَرْحَمُ رَبُّكَ** کی آوازیں خوب سنیں۔ کیں خلیفہ وقت استنجد باللہ نے جو اتفاقاً مسجد کے کمرہ میں تھے پریشان ہو کر پوچھا کہ یہ شور و غوغا کیسا ہے لوگوں نے کہا کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو چھینک آئی تھی جس پر لوگوں نے ان کو دعا دی ہے۔

(انخبار الانبياء ص ۱۶)

آپ کا علم و فضل

سیدنا حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، علم ظاہری اور باطنی کے ایک تبحر عالم فاضل تھے۔ ایک دن آپ کی مجلس میں ایک قاری نے قرآن کریم کی ایک آیت تلاوت کی۔ آپ نے اس کی تفسیر بیان کرنی شروع کی۔ پہلے ایک تفسیر۔ پھر دوسری۔ اور تیسری یہاں تک کہ حاضرین کے علم کے مطابق اس ایک آیت کی گیارہ تفسیریں بیان فرمائیں۔ پھر اور یہاں تک کہ چاس وجوہ بیان کیں۔ اور ہر معنی و تفسیر کی علیحدہ علیحدہ تفصیل سے سند اور دلیل اس طرح دی کہ حاضرین دم بخود رہ گئے۔

تمام علمائے عراق بلکہ دنیا کے تمام طلب گاران حال و قال کے آپ مرجع

حکایت

و وسیلہ تھے دنیا کے ہر گوشے سے آپ کے پاس فتوے آتے جن پر فوراً بغیر مطالعہ

کتب اور غور و فکر جواب لکھتے۔ کسی بڑے سے بڑے حاذق فاضل عالم کو آپ کے جواب کے خلاف لکھنے یا کہنے کی طاقت نہ تھی۔

ایک مرتبہ عجم سے آپ کے پاس فتوے لے آیا۔ جس میں لکھا تھا کہ کیا فرماتے ہیں مسرداران علماء اس مسئلہ میں کہ ایک آدمی نے یہ قسم کھائی کہ میں اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کروں کہ اس عبادت میں کوئی انسان شریک نہ ہو۔ ورنہ میری عورت پر تین طلاقیں ہیں۔ اب فرمائیے کہ یہ شخص کون سی عبادت کرے کہ اس کی قسم نہ ٹوٹے۔

اس فتوے کے لکھنے میں تمام علمائے عراق مگر شہد و حیران اور خاجنہ ہو گئے۔ غرض کہ آپ کے سامنے یہ استفتاء پیش ہوا۔ آپ نے غور و فکر کے بغیر فوراً فرمایا کہ اس شخص کے لئے خانہ کعبہ میں اس طرح جگہ چھوڑی جانے کہ یہ تنہا طواف کرے اور اپنی قسم سے عہدہ برآ ہو سکے۔ یعنی طواف کعبہ ہی وہ عبادت ہے جس میں کوئی آدمی شریک کار نہیں ہوتا۔ جب کہ وہی شخص تنہا طواف کرے۔

(انجبالا غیبیہ، ص ۱۷)

آپ کی ریاضت و عبادت

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طریقہ سلوک بے انتہاء مشکل اور بے نظیر تھا۔ آپ کے کسی موصوفیہ شیخ میں اتنی مجال نہ تھی کہ آپ جیسی ریاضت و مجاہدہ میں آپ کی ہمسری کر سکے۔ آپ کا قاعدہ تھا کہ اپنے ہر عضو کو اس کی طاقت کے موافق عبادت سپرد کر دیا کرتے۔ اور قوت قلب کے موافق محرابی اقدار میں روح و نفس کا ظاہر و باطن اذکار کیا کرتے تھے۔ غائب و حاضر دونوں حالتوں میں نفس کی صفات کو علیحدہ کر کے نفع و نقصان اور

دور و نزدیک کا فرق مٹا دیا کرتے۔ کتاب و سنت کی پیروی میں مطلقاً ہستی تھی کہ آپ ہر حالت میں ہر وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے۔ اور حضور قلب کے ساتھ توحید الہی میں مشغول رہتے۔

ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ پچیس سال تک ترک دنیا کئے ہوئے عراق کے جنگلوں اور میدانوں میں اس طرح پھرتا رہا کہ میں کسی کو نہ پہچانتا۔ اور نہ کوئی مجھے جانتا اور رجال غیب اور جنات میرے پاس آمد و رفت رکھتے اور میں ان کو حق کی تعلیم دیا کرتا۔ اور چالیس سال تک میں نے فجر کی نماز عشاء کے وضو سے ادا کی۔ اور پندرہ سال تک عشاء کی نماز کے بعد ایک قرآن شریف ختم کرتا رہا۔ ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر ایک ہاتھ سے دیوار کی گھونٹی پکڑ کر عبادت میں صبح کر دیتا۔ تین سے چالیس دن تک ایسا بہت سا زمانہ گزرا ہے کہ کھانے پینے اور سونے سے علیحدہ رہا۔

(اخبار الانبیاء ص ۱۷)

آپ کے اخلاق و عادات

سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر

جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت پاکیزہ اور خوش اخلاق تھے۔ اِنَّكَ لَسَلِي حَلِيْفٍ عَظِيْمٍ اور اِنَّكَ لَعَلِي هُدًى مُسْتَقِيْمٍ کے مصداق تھے۔ آپ اپنی ظاہری شان و شوکت اور وسیع علم کے باوجود کمزوروں اور ضعیفوں میں بیٹھتے۔ فقیروں سے غامبری کے ساتھ پیش آتے۔ بڑوں کی عزت کرتے اور چھوٹوں پر شفقت دہر بانی فرماتے۔ سلام کرنے میں پہل کرتے۔ مہمانوں اور طالب علموں کی مجلسوں میں نشست کرتے اور ان کی لغزشوں سے درگزر کرتے۔ جو کوئی آپ کے سامنے کتنی ہی جھوٹی قسم کیوں نہ کھاتا آپ اس کا یقین

کر لیتے اور اپنے علم و کشف کو اس پر ظاہر نہ فرماتے۔ اپنے مہمانوں اور ہم شستوں کے ساتھ دوسروں کی بہ نسبت بہت خوش خلقی اور کشادہ روئی سے پیش آتے۔ سرکشوں۔ ظالموں۔ مال داروں اور فاسقوں اور اللہ تعالیٰ کے نافرمانوں کی تعظیم کے لئے کھڑے نہ ہوتے۔ کسی امیر و وزیر کے گھر نہ جاتے۔ آپ کے کسی ہم عصر مشائخ کو آپ جیسا حسن خلق کشادگی سینہ۔ کرم نفس حفاظت و امانت میں برابری کی قوت و طاقت نہ تھی۔

(اخبار الاخیار ص ۲۳)

آپ کے مریدوں کی فضیلت

آپ کے دوستوں، مریدوں،

محبت کرنے والوں اور آپ سے نسبت رکھنے والوں کی فضیلت اور ہر ترمی بہت زیادہ ہے۔ فضیلت کے متعلق قاعدہ کلیہ ہے کہ طہر و مطہر و شرف کی نسبت کے ساتھ تابع۔ مطیع۔ اور مرید کا بجزیرت رہنا لازمی ہے۔

ایک بزرگ نے سرکار ابد قرار احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آہ وسلم دعا فرمائیے کہ میرا خاتمہ قرآن و سنت پر ہو۔ اسناد ہو کہ انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا اور کیوں نہ ہوگا جب کہ تمہارے پیروں میں شیخ عبداللہ درجہ پائی ہیں۔

اس بزرگ کا بیان ہے کہ تین مرتبہ میں نے سردار دو جہاں سید کون و مکان صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آہ وسلم سے یہی درخواست کی کہ قرآن و سنت کی پیروی کرتے ہوئے میرے خاتمہ کی دعا فرمائیے۔ تینوں مرتبہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آہ وسلم پہلے والا ہی جواب میں فرماتے رہے۔

(اخبار الاخیار ص ۲۳)

آپ کی مریدوں پر شفقت

مشائخین کی ایک جماعت

کا بیان ہے کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ قیامت تک میں اپنے تمام مریدوں کا ضامن ہوں کہ ان کی موت توبہ پر واقع ہوگی۔ یعنی بغیر توبہ نہ مریں گے۔ چند مشائخ نے حضور سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص آپ کے ہاتھ پر بیٹ نہ کرے۔ اور نہ ہی آپ کے ہاتھ سے خرچہ پہنا ہو۔ بلکہ صرف آپ کا ارادہ مت نہ ہو۔ اور آپ کی طرف اپنے کو منسوب کرتا ہو تو کیا ایسے شخص کو آپ کے اصحاب میں شمار کیا جاسکتا ہے؟ اور آیا ایسا شخص ان فضیلتوں میں شریک ہوگا جو آپ کے مریدوں کو حاصل ہوں گی؟

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جس شخص نے اپنے آپ کو میری طرف منسوب کیا اور مجھ سے ارادت و عقیدت رکھی تو اللہ تعالیٰ اس کو قبول کر لے گا۔ اس پر اپنی رحمتیں نازل کرے گا اور اس کو توبہ کی توفیق دے گا اگرچہ اس کے طریق کار مکروہ ہوں۔ اور ایسے شخص کا شمار میرے مریدوں اور اصحاب میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم کے صدقہ وعدہ کیا ہے کہ میرے دوستوں میرے اہل مذہب۔ میرے راہ پر چلنے والے۔ میرے مریدوں۔ اور مجھ سے محبت کرنے والے کو جنت مرحمت فرمائے گا۔

اس کے علاوہ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ حربہ عنایت کیا ہے جس میں میرے تمام ان دوستوں اور مریدوں کے نام درج ہیں جو قیامت تک میری ارادت میں آتے رہیں گے۔ یہ حربہ اللہ تعالیٰ نے عنایت کر کے فرمایا کہ میں نے ان سب کو تیری وجہ سے بخش دیا۔

فرماتے ہیں کہ ایک دن دوزخ کے نگہبان جس کا نام ملاکت ہے میں نے پوچھا کیا تیرے اس پاس ہمارا کوئی دوست ہے؟ اس نے جواب دیا کہ قسم سچا کوئی نہیں۔

پھر فرمایا میرے مریدوں پر میرا ہاتھ ایسا ہے جیسے زمین پر آسمان۔ اگر میرا کوئی مرید بزرگ نہیں تو کیا مصداق ہے۔ میں تو جیتا اور بزرگ موجود ہوں۔ پروردگار کے جلال کی قسم جب تک میرے تمام مرید جنت میں داخل نہ ہو جائیں گے اس وقت تک بارگاہِ خداوندی سے قدم نہ اٹھاؤں گا۔ اگر میرے کسی مرید کی مشرق میں پردہ درمی کی جا رہی ہو اور میں مغرب میں ہوں تو تب بھی میں اس کی پردہ پوشی کروں گا۔

ایک مرتبہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ حسین بن منصور حلاج کے زمانہ میں کوئی ایسا نہ تھا جو اس کی دستگیری کرتا۔ اگر میں اس زمانہ میں ہوتا تو لازماً اس کی دستگیری کرتا اور نوبت یہاں تک نہ پہنچتی۔ اور میں قیامت تک اپنے مریدوں کی دستگیری کروں گا اگرچہ وہ سرکب سے پھسل کر گر پڑے۔ اللہ تعالیٰ سے تم جو کچھ مانگنا چاہتے ہو میرے وسیلہ سے مانگو تاکہ تمہاری مراد پوری ہو سکے۔

آپ فرماتے ہیں کہ جو کسی تکلیف میں مجھ سے امداد چاہے یا مجھے آواز دے اور پکارے اس کی تکلیف دور کی جائے گی۔ جو کوئی میرے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے مانگے اس کی ضرورت پوری کی جائے گی۔ اور جو کوئی دو رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد گیارہ مرتبہ سورت اخلاص پڑھے اور پھر سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم پر درود شریف پڑھے۔ اس طرح دو رکعتیں ختم کر کے سلام پھیرنے کے بعد درود شریف پڑھے۔ اور عراق کی حاشیہ

گیا رہ قدم چلے۔ اور میرا نام لے کر اپنی مراد اللہ تعالیٰ سے مانگی۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی مہربانی سے فضل و کرم سے پوری کرے گا۔ (عراق ہمارے پاکستان سے شمال مغرب میں ہے۔) (اخبار الاخبار ص ۲۵)

آپ کے دشمنوں کی رسوائی

جو شخص حضرت پیر دستگیر غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مہوڑی سی بھی عداوت رکھے گا۔ یا ان کی ادنیٰ سی بھی بے ادبی کرے گا تو دنیا میں ذلیل و رسوا ہوگا۔ اور ذلت کی موت مرے گا۔ ایک روز آپ خلوت میں کچھ لکھ رہے تھے کہ کمرے کی چھت سے دو تین مرتبہ آپ کے کپڑوں اور عمامہ پر مٹی گری آپ اس کو بھاڑتے رہے۔ چوتھی مرتبہ مٹی گرنے پر نظر مبارک اٹھا کر دیکھا کہ ایک چوہا چھت کاٹ رہا ہے۔ آپ کے ایک نظر دیکھتے ہی اس کا سر کٹ کر ایک طرف گرا اور دھڑ دو سری طرف۔ آپ نے لکھنا چھوڑ دیا اور رونے لگ گئے۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کی آقا! آپ کس وجہ سے رو رہے ہیں؟ ارشاد ہوا کہ مجھے خوف ہے کہ کسی مسلمان سے میرے دل کو تکلیف پہنچے اور اس کی بھی یہی حالت ہو جو اس چوہے کی ہوئی۔ ایک مرتبہ آپ مدرسہ میں وضو کر رہے تھے کہ ایک چڑیا نے ہوا میں اڑتے ہوئے آپ کے کپڑوں پر پیشاب کر دیا۔ جب آپ نے اپنا سر مبارک اٹھا کر اوپر دیکھا تو آپ کے ڈیکھتے ہی وہ چڑیا زمین پر گر کر مر گئی۔ آپ نے کپڑے سے پیشاب کی جگہ دھوئی۔ پھر وہ لباس اتار کر فرمایا کہ اسے لے جا کر فروخت کر دو اور اس کی قیمت فقیروں میں بانٹ دو کیونکہ یہ اس چڑیا کے مارنے کی سزا اور بدلہ ہے۔

(اخبار الاخبار ص ۲۳)

سیدنا پیران پیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت ہی نفیس اور بہترین لباس زیب تن فرمایا کرتے تھے۔ ایک دن آپ کا خادم ابو الفضل بزاز کے پاس گیا اور کہا کہ مجھے وہ کپڑا درکار ہے جو ایک اشرفی فی گز ہو کم نہ ہو۔

بزاز نے پوچھا کس کے لئے خریدتے ہو ؟

خادم نے جواب دیا کہ اپنے آقا سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے درکار ہے۔

یہ سن کر بزاز کے دل میں آیا کہ شیخ نے بادشاہ وقت کے لئے بھی کپڑا نہیں چھوڑا۔ اور بزاز کے دل میں ابھی یہ خیال پورا ہی نہیں ہوا تھا۔ کہ غیب سے اس کے پاؤں میں ایک کیل چھبی۔ اور ایسی چھبی کہ مرنے کے قریب ہو گیا۔ لوگوں نے پاؤں سے کیل نکالنے کی بہت کوشش کی لیکن مطلب برآری نہ ہو سکی۔ آخر کار لگ بڑ لگا کر حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لے گئے۔ آپ نے اسے دیکھ کر فرمایا۔

اے ابو الفضل ! تم نے اپنے دل میں ہم پر اعتراض کیوں کیا۔ فرمایا۔ مجھے اپنے مجبور کی عزت کی قسم کہ اللہ جل شانہ نے حکم دیا کہ اے عبدالقادر وہ کپڑا پہنو جس کی قیمت فی گز ایک اشرفی ہو۔

فرمایا ابو الفضل ! یہ کپڑا میت کا کفن ہے۔ اور میت کا کفن عمدہ اور نفیس ہونا چاہئے جو ہزار موت کے بعد نصیب ہوتا ہے۔ پھر آپ نے اپنا دست اقدس ابو الفضل کی تکلیف کے مقام پر رکھا۔ آپ کے ہاتھ رکھتے ہی تکلیف اس طرح جاتی رہی گویا بالکل تھی ہی نہیں۔ پھر اس کے بعد فرمایا ابو الفضل کا اعتراض ہمارا

پاس پہنچا۔ اور کیل کی صورت میں اس کے پاس لوٹ کر جو کچھ چاہا کیا۔

(اخبار الاغیہ ص ۲۱)

حضرت غوث اعظم کا وعظ و نصیحت

سرکار بغداد و رضی اللہ

تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ابتدائی زمانہ میں سوتے جاگتے مجھے کرنے کے کام بتائے جاتے اور مخلوقات سے علیحدہ رہنے کا حکم الہی ملتا رہتا تھا۔ ایک مرتبہ قوت گویائی نے مجھ پر اتنا غلبہ کیا کہ میں بے اختیار ہو گیا اور خاموش رہنے کی قوت میرے ہاتھ سے جاتی رہی۔ پھر میرے پاس دو تین آدمیوں نے اگر مجھ سے بات چیت کی جو پس پردہ میری گفتگو سنا کرتے تھے۔ اس کے بعد میرے پاس لوگوں کا اتنا ہجوم ہو گیا کہ میری نشست گاہ میں ان کے بیٹھنے کے لئے گنجائش نہ رہی۔ پھر میں شہر کی جامع مسجد میں جانا اور لوگوں کو احکام الہی سناتا۔ یہاں بھی اتنا مجمع بڑھنے لگا کہ مسجد میں بیٹھنے کی گنجائش نہ رہتی۔ آخر کار شہر سے باہر جانا۔ جہاں بے شمار لوگوں کا اجتماع ہونے لگا۔ پیدل چلنے والے اور سوار سب ہی قسم کے لوگ جمع ہوتے۔ جب بیٹھنے کی جگہ نہ ملتی تو اطراف و جوانب میں دور دور تک کھڑے وعظ و نصیحت سنتے۔ بعض اوقات تو وعظ و نصیحت سننے والوں کی تعداد شہر بھر تک ہو جاتی۔

حکایت

آپ کی مجلس وعظ میں چار سوا شخص خاص و مسلم

دوات لئے آپ کی نصیحتیں قلب بند کرتے رہتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ ابتدائی

زمانہ میں سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم اور سیدنا حضرت مولانا علی مرتضیٰ

کرم اللہ تعالیٰ جہہ الکریم کو میں نے خواب میں دیکھا جنہوں نے مجھے وعظ کرنے کا حکم دیا اور میرے منہ میں اپنا لعاب دہن ٹپکایا اور مجھ پر ابواب سخن کھول دی۔
(اخبار الاخیار ص ۱۸)

حاضرین وعظ

ایک شیخ کا بیان ہے کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب وعظ کرنے کے لئے منبر پر بیٹھتے تو پہلے الحمد للہ کہتے تاکہ اللہ تعالیٰ کا ہر ولی جو غائب ہو یا حاضر خاموش ہو جائے اور پھر دوسری مرتبہ الحمد للہ کہتے۔ اور دونوں کے درمیان تھوڑی دیر کے لئے سکوت فرماتے۔ اس عرصہ میں فرشتے اور تمام اولیاء اللہ آپ کی مجلس میں حاضر ہو جاتے۔ جتنے لوگ آپ کی مجلس میں دکھائی دیتے اس سے زیادہ نظر نہ آنے والے جنات ہوتے۔

آپ کے مہر ایک شیخ کا بیان ہے کہ میں نے اپنی عادت کے موافق جنات کی حاضری کے لئے عزیمت پڑھی۔ لیکن کوئی جن حاضر نہ ہوا۔ میں بہت دیر تک عزیمت پڑھتا رہا۔ پھر حیران ہوا کہ جنات کی حاضری کیوں نہیں ہو رہی ہے۔ ان کے نہ آنے کا کیا سبب ہے۔

تھوڑی دیر بعد تھوڑے سے جن آئے تو میں نے ان سے دیر سے حاضری کا سبب پوچھا تو انہوں نے کہا کہ حضرت شیخ عبدالفتاح درجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعظ فرما رہے تھے اور ہم سب جنات وہاں حاضر تھے۔ آپ آیتہ ہم کو اس وقت طلب کریں جب کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعظ نہ فرما رہے ہوں ورنہ ہماری حاضری میں تاخیر ہوگی۔ میں نے پوچھا کب

تم لوگ حضرت شیخ کی مجلس وعظ میں حاضر ہوتے ہو۔

اس پر جنات نے جواب دیا کہ شیخ کی مجلس وعظ میں انسانوں کی نسبت ہماری تعداد بہت زیادہ ہے۔ ہم جنات سے اکثر قبائل حضرت شیخ کے ہاتھ پر اسلام لائے ہیں اور توبہ واستغفار میں مشغول ہیں۔ آپ کی مجلس وعظ میں اولیائے عظام اور انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام شریک ہوتے اور خود محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم بھی تربیت و تائید کے لئے تشریف لایا کرتے تھے۔ اور سیدنا حضرت خضر علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بھی شریک ہوتے۔

حکایت

ایک دن سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعظ فرما رہے تھے کہ اچانک آپ چند قدم ہوا (فضا) میں اوپر گئے۔ اور فرمایا اے اسرائیلی مٹھہر جا اور محمدی کا کلام سن۔ جب آپ واپس اپنی جگہ پر تشریف لائے تو لوگوں نے پوچھا کہ یہ معاملہ تھا؟ آپ نے فرمایا۔ حضرت ابو العباس خضر علیہ السلام جا رہے تھے۔ اور ہماری مجلس وعظ پر سے تیز رفتاری کے ساتھ گزر رہے تھے۔ اس لئے میں نے ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اتنی تیز رفتاری نہ کرو۔ اور وعظ سنتے جاؤ۔

(اخبار الانبیاء ص ۱۹)

عظ کا اثر

آپ کا وعظ بڑا پر تاثیر تھا جس میں مجلس مضطرب اور بے چین ہو جاتے اور ان پر جب وحوال کی کیفیت طاری ہو

جاتی۔ کوئی گریہ و فریاد کرتا۔ کوئی اپنے کپڑے پھاڑ کر جنگل کی طرف بھاگ جاتا۔ کوئی بے ہوش ہو کر جان دے دیتا۔ آپ کی مجلس و عظمت سے اکثر لوگوں کے جنازے نکلتے۔ جس کا سبب یہ تھا کہ وہ آپ کے ذوق و شوق۔ ہیبت و تصرف۔ عظمت و جلال کی تاب نہ لا سکتے اور دم توڑ دیتے تھے۔ پانچ سو سے زیادہ یہودی اور عیسائی لوگوں نے سلام قبول کیا۔ اور ایک لاکھ سے زیادہ ڈاکوؤں اور بدعاشوں نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کر کے بد کرداریوں سے باز آئے۔ اس کے علاوہ عام مخلوق کی فیض یابی کی تعداد بے انتہا۔ اور بے شمار ہے۔

(اختیار الاخیار ص ۱۹)

ربیع الآخر کے نفل

اس مہینہ کی پہلی اور پندرہویں اور انتیسویں تاریخوں میں جو کوئی چار رکعت نفل پڑھے۔ اور ہر رکعت میں اچھد شریف کے بعد قل هو اللہ احد پانچ پانچ مرتبہ پڑھے۔ تو اس کے لئے ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اور ہزار بدیاں معاف کی جاتی ہیں۔ اور اس کے لئے چار سو ہیں پیدا ہوتی ہیں۔ (جو ائمہ سنی)

❖ ❖ ❖

پانچواں مہینہ

جَمَادِیُ الْاُولٰٓئِ



اسلامی پانچویں مہینہ نام جمادی الاول ہے۔ وجہ تسمیہ اس کی یہ ہے کہ اس کے نام رکھنے کے وقت ایسا موسم تھا کہ جس میں پانی جم جاتا تھا۔ اس مہینہ کی آٹھویں تاریخ میں مولا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ پیدا ہوئے تھے اور اسی ما کی پندرہویں تاریخ کو واقعہ جمل پیش آیا تھا۔ (عجائب المخلوقات ص ۴۵)

سیدنا حضرت علی مرتضیٰ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت پاک کے

مختصر حالات

نام نسب خاندان | آپ کا نام مبارک علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ابو الحسن

اور ابوالتراب کنیت۔ حیدر شیر لقب۔ والد کا نام ابو طالب اور والدہ کا نام

فاطمہ تھا رضی اللہ تعالیٰ عنہا، - پورا سلسلہ نسب یہ ہے -

علی ابن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف

بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی -

چونکہ ابوطالب کی شادی اپنے چچا کی لڑکی سے ہوئی تھی۔ اس لئے

سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نجیب الطرفین ہاشمی اور محبوب کبریا صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کے چچا زاد بھائی تھے۔ سیدنا حضرت مولا علی رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کے والد ابوطالب مکہ مکرمہ کے نہایت ذمی اثر بزرگ تھے۔ سید العالمین

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے انہی کی آغوش شفقت میں پرورش پائی تھی

اور لعنت کے بعد انہی کے زیر حمایت مکہ معظمہ کے کفرستان میں دعوت حق کا اعلان

کیا تھا۔ ابوطالب اگرچہ خود ایمان نہیں لائے تھے مگر ہر موقع پر آپ کے لئے

سینہ سپر رہے۔ اور حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کو کھنکھانے کے پنجہ

ظلم سے محفوظ رکھنے کی کوشش کرتے رہے۔

اور سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت

اسد نے بھی حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اس یتیم معصوم کی ماں کی

طرح شفقت و محبت سے پرورش کی۔

مستند روایات کے مطابق وہ مسلمان ہوئیں اور ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف

لے گئیں۔ جب ان کا انتقال ہوا تو رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم

نے کفن میں اپنی قمیص مبارک پہنائی اور قبر میں لیٹ کر اس کو مستبرک کیا۔ لوگوں نے

اس عنایت کی وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ ابوطالب کے بعد میں سب سے زیادہ

اس نیک سیرت خاتون کا ہمنون احسان ہوں۔

ولادتِ پاک

سیدنا حضرت مولا علی کرم اللہ تعالیٰ
وجہہ الکریم کی والدہ ماجدہ سیدہ حضرت

فاطمہ بنتِ اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ۔ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ
عنہ میرے شکم میں تھے زمانہ جاہلیت کا تھا۔ میں پہلے بت کو سجدہ کرنے ارادہ
کرتی تو میرا بچہ میرے پیٹ میں بیچ و تاب کھانے لگتا۔ جس کی وجہ سے میں بت
کو سجدہ نہ کر سکتی۔
(سیرت علی ج ۱ ص ۲۰۳)

آپ کی ولادتِ پاک کعبہ شریف میں ہوئی۔ اس میں اختلاف ہے کہ کون
ساہینہ تھا۔ بعض حضرات نے رجب کا مہینہ بیان کیا ہے۔

(نزہۃ المجالس ج ۲ ص ۱۶۱)

اور بعض نے جمادی الاول کے کا ذکر کیا ہے (عجائب المخلوقات ص ۴۵)
ولادت کے بعد سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم
تشریف لے گئے اور آپ کا نام حضور اقدس نے خود علی رکھا (رضی اللہ عنہ)
اور اپنا لعاب دہن مبارک ان کے منہ میں ڈالا۔ اور پھر اپنی مبارک زبان ان کو چھاتے
رہے یہاں تک کہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سو گئے۔

آپ کی والدہ حضرت فاطمہ بنتِ اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ولادت
کے دوسرے روز آپ کے دودھ پلانے کے لئے ایک دانی مقرر کی۔ مگر نومو
بچے (علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم) نے دائیہ کی طرف کوئی التفات نہ کی۔ اور نہ ہی
اس کا پستان منہ میں لیا۔

اس کی وجہ ظاہر ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو جو لطف اور شیرینی
اللہ تعالیٰ کے حبیبِ پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کے

لعاب دہن میں آتی تھی بھلا اس دانی کے دودھ میں کہاں تھی۔ چنانچہ رحمتہ
للعالمین سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کو گھر میں بلا یا گیا۔ آپ نے
اپنی زبان مبارک چٹانی شروع کی۔ تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیر ہو کر
سو گئے۔ اور کافی عرصہ یہی معمول رہا۔

(سیرت حلبی جلد اول ص ۳۰۳)

اگر آپ حضرات کو فاتح خمیر بشیر خدا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کے تفصیلی حالات مطلوب ہوں تو فقیر کی کتاب نورانی موعظ
حصہ پنجم کا مطالعہ کریں۔

جمادی الاولیٰ کے نفل | اس مہینہ کی پہلی تاریخ کی رات میں چاہ

رکعت نماز پڑھے۔ ہر رکعت میں گیارہ مرتبہ قل هو اللہ احد پڑھے۔
تو اللہ تعالیٰ نوے ہزار سال کی نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھنے کا حکم دیتا
ہے۔ اور نوے ہزار سال کی برائیاں اس کے نامہ اعمال سے دور کرتا ہے۔

(جو اہر سیبی)



چھٹا مہینہ

جَمَادِیُ الْاٰخِرٰی

اسلامی چھٹے مہینہ کا نام جمادی الاخریٰ ہے۔ کیوں کہ جب اس مہینہ کا نام رکھا گیا تھا اس وقت موسم کا آخر تھا۔ جس میں پانی جمنا تھا۔ اس میں مندرجہ ذیل واقعات رونما ہوئے۔

۱ : اس مہینہ کی پہلی تاریخ کو رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم پر پہلی مرتبہ سیدنا حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوا تھا۔

۲ : اسی ماہ کی ۲۲ تاریخ کو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تخت خلافت پر بیٹھے تھے۔

۳ : اسی ماہ کی نویں تاریخ کو سیدنا حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت پاک ہوئی۔

۴ : اسی مہینہ کی چودہ (۱۴) تاریخ کو موسیٰ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے۔

۵ : اسی مہینہ کی پندرہویں تاریخ کو سیدنا حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کعبہ معظمہ کو گرا دیا تھا اس حدیث شریف کی وجہ سے

جو انہوں نے سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے

سنی تھی اور پھر اسے اسی بہیت پر لوٹا دیا تھا جو حضرت ابراہیم

علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ مبارکہ میں تھی۔

اسی ماہ کی بیسویں تاریخ کو سیدہ حضرت خاتونِ جنت فاطمہ زہراء

رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ولادت مبارکہ ہوئی تھی۔

(عجائب الخلوقات ص ۱۲۵)

حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلافت کیلئے منتخب

سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اگرچہ مدتوں کے تجربہ سے

یقین ہو گیا تھا کہ خلافت کا بار گراں سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا

اور کسی سے اٹھ نہیں سکتا۔ تاہم وصال کے قریب انہوں نے رائے عامہ کا اندازہ

کرنے کے لئے اکابر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے مشورہ کیا۔ سب سے

پہلے سیدنا حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر پوچھا۔ انہوں

نے کہا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قابلیت میں کوئی شک و شبہ نہیں۔

لیکن مزاج میں سختی ضرور ہے۔

سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ان کی سختی اس

اس لئے تھی کہ میں نرم تھا۔ جب کام ان ہی پر اڑے گا تو وہ خود بخود نرم ہو

ہو جائیں گے۔

پھر سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں اس قدر کہہ سکتا ہوں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا باطن ظاہر سے اچھا ہے۔ اور ہم لوگوں میں ان کا جواب نہیں۔

جب اس بات کے چرچے ہوئے کہ سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ بنانا چاہتے ہیں۔ تو بعض حضرات کو تردد ہوا۔ چنانچہ سیدنا حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا کر کہا کہ آپ کے موجود ہوتے ہوئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہم لوگوں کے ساتھ کیا برتاؤ تھا۔ اب وہ خلیفہ ہوں گے تو خود اجانے کیا کریں گے۔ اب آپ خدا کے ہاں جا رہے ہیں یہ سوچ لیجئے کہ خدا تعالیٰ کو کیا جواب دو گے۔

سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں بارگاہِ الہی میں عرض کروں گا کہ میں نے تیرے بندوں پر اس شخص کو افسر مقرر کیا ہے کہ جو تیرے بندوں سے زیادہ اچھا تھا۔

یہ کہہ کر سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور عہد نامہ خلافت کا اس مضمون کے ساتھ لکھوایا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

هَذَا مَا عَمِدَ أَبُو بَكْرٍ بِنْتِ إِلَى قَحَافَةَ

فِي اخِرِ عَمِدِهِ بِالذُّنْبَا خَارِجًا مِنْهَا وَ

عِنْدَ أَوَّلِ عَمِدِهِ بِالْأَخِرَةِ دَاخِلًا فِيهَا

حَيْثُ يُؤْمِنُ الْكَافِرُ وَ يُؤْقِنُ
 الْفَاجِرُ وَ يُصَدِّقُ الْكَاذِبُ إِنَّ
 اسْتَخْلَفْتُ عَلَيْكُمْ بَعْدِي عُمَرُ بْنُ
 الْخَطَّابِ فَاسْمَعُوا لَهُ وَ أَطِيعُوا وَ إِنَّ
 لَهُ أُلَّ اللَّهَ وَ رَسُولَهُ وَ دِينَهُ وَ نَفْسِي وَ
 أَيَّاكُمْ خَيْرًا فَإِنَّ عَدَلَ فَذَلِكَ ظَنِّي
 فِيهِ وَ دَلِيلِي بِهِ وَ إِنْ بَدَّلَ فَلِحُكْمِ إِمْرَأَةٍ
 مَا أَكْتُبُ وَ الْخَيْرُ أَرَدْتُ وَ لَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ
 وَ سَيَعْلَهُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ
 يَنْقَلِبُونَ وَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَةُ اللَّهِ

— ❦ —

اس عہد نامہ پر اپنی مہر لگائی اور حکم دیا کہ جا کر مجمع عام میں سنایا جائے
 مسلمانوں نے راضی ہو کر سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سلافت کو
 قبول کیا۔ پھر سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیدنا حضرت
 عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علیحدگی میں بلایا۔ اور ان کو نہایت موثر اور مجیدہ نصیحتیں
 کیں جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے عمدہ دستور العمل کی جگہ کام آئیں۔
 (صواعق محرقة ص ۸۰)

حضرت خاتونِ حنث کی ولادت

سیدہ حضرت فاطمہ زہراء

رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ولادت مبارک ظہورِ نبوت پر پانچ سال پہلے ہوئی

تھی۔ اور محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کی سب سے چھوٹی اور پیاری بیٹی تھیں۔ آپ کا نام فاطمہ رکھا گیا۔ یہ لفظ فطام سے مشتق ہے۔ جس کے معنی مفارقت از ہر چیز ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اور آپ کے مجبوں کو آتش دوزخ سے دور رکھے گا۔ اور آپ کے القاب یہ ہیں۔

بَسُوْل : جو تہل سے ماخوذ ہے۔ جس کے معنی قطع کے ہیں۔ چونکہ آپ زمانہ کی عورتوں سے فضل اور دین و حسن میں الگ تھیں کوئی بھی برابر کی نہیں تھی۔ نیز آپ ماسومی اللہ سے منقطع تھیں۔

زہراء : بھی آپ کا لقب تھا۔ زہرا زہرہ بالضم سے ماخوذ ہے جس کا معنی بیاض و حسن کے ہیں۔ آپ بھی حسن و کمال رکھتی تھیں۔ اس لئے زہرا کا لقب آپ کو دیا گیا۔

ذاکیہ اور راضیہ : بھی آپ کے لقب تھے۔ آپ محبوب کبریٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم سے راہ و روش اور صورت و سیرت میں سب سے زیادہ مشابہت رکھتی تھیں۔ جب کبھی آپ سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوتیں تو حضور سراپا نور شافع یوم النور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کھڑے ہو جاتے۔ ان کا ہاتھ پکڑ کر اپنی جگہ بٹھاتے اور پیشانی کو بوسہ دیتے۔

جب حضور پر نور شافع یوم النور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم ان کے پاس تشریف لے جاتے تو حضرت خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی آپ کی آمد پر کھڑی ہو جاتیں اور آپ کا دست مبارک پکڑ کر اپنی جگہ پر بٹھاتیں۔

آپ کا نکاح سیدنا حضرت علی مرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

ہوا۔ جس سے آپ کی اولاد سیدنا حضرت امام حسن حسین اور زینب ام کلثوم اور رقیہ ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ محسن اور رقیہ تو زمانہ طفولیت میں ہی انتقال فرما گئے۔ اور سیدہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا سیدنا حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نکاح ہوا۔ اور سیدہ حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح سیدنا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا۔

سیدہ حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جنت کی عورتوں کے سردار فرمایا گیا۔

سیدنا حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتے ہیں کہ میں اپنی والدہ سے اجازت لے کر دربار رسالت میں حاضر ہوا تاکہ اپنے اور اپنی والدہ کے لئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم سے دعائے مغفرت کی درخواست کروں۔ میں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کے پیچھے نماز مغرب پڑھی۔ جب آپ دولت سرا کہ روانہ ہونے تو میں بھی آپ کے پیچھے چل پڑا۔ جب آپ نے میوے چلنے کی آہٹ سنی تو فرمایا کیا خدیجہ ہے؟ میں نے عرض کی ہاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم، فرمایا تمہاری کیا حاجت ہے؟ اللہ تعالیٰ تیری اور تیری والدہ کی مغفرت فرمائے۔ ابھی میرے پاس ایک فرشتہ آیا جو اس سے پہلے کبھی نہیں آیا۔ وہ اللہ تعالیٰ سے اجازت لے کر آیا تاکہ مجھے سلام پیش کرے۔ اور یہ خوش خبری سنانے کہ۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جنت		بَارَكْتَ يَا فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ
کی عورتوں کی سردار میں اور		أَهْلِ الْجَنَّةِ وَأَنْتِ الْحَسَنُ

حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما
جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔

وَالْحُسَيْنِ سَيِّدًا شَبَابِ
أَهْلِ الْجَنَّةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ
(مشکوٰۃ ص ۵۷)

روایت ہے کہ ابو جہل کے بھائی حارث بن ہشام نے چاہا کہ ابو جہل کی بیٹی جس کا نام عذرا تھا کا نکاح سیدنا حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے ساتھ کر دے۔

اور ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے خود خواستگاری کی تھی کہ حارث بن ہشام اپنی بھتیجی کا نکاح مجھے دے دے۔ پھر آپ نے حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم سے اس معاملہ میں مشورہ کیا۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے فرمایا کہ میں ہرگز اس کام کی اجازت نہیں دیتا اور اس بات پر رنجیدگی کا اظہار فرمایا۔ اور فرمایا کہ میں حلال کو حرام نہیں کرتا اور نہ ہی حرام کو حلال کرتا ہوں۔ لیکن دوست خدا کی بیٹی اور دشمن خدا کی بیٹی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں۔

پس سیدنا حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دربار رسالت میں حاضر ہوئے اور معافی مانگی اور عرض کیا کہ میں ہرگز ایسا کام نہیں کروں جو آپ کو ناپسند ہو۔ اس وقت آپ منبر پر تشریف لائے اور فرمایا۔

(اشعة اللمعات جلد چہارم ص ۶۸۵)

فاطر رضی اللہ تعالیٰ عنہا میرے

گوشت کا ٹکڑا ہے پس جس نے

فَأَطْمَأَنَنْتُمْ مَعِيَ فَمَنْ

أَغْضَبَهَا أَعْضِبُونِي وَرَبِّي

اس کو غصہ میں ڈالا گیا کہ اس نے
مجھ کو غصہ میں ڈالا۔ اور ایک روایت
میں ہے کہ قلق میں ڈالتی ہے مجھے
وہ چیز جو فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا،
کو قلق میں ڈالتی ہے اور ایذا دیتی
ہے مجھ کو وہ چیز جو ایذا دیتی ہے
اس کو۔

يُرِيْبُنِي مَا أَرَا بَهَا وَيُوْذِيْنِي
مَا آذَاهَا رواه البخاري و
مسلم (مشکوٰۃ ص ۵۶۸)

ابی ایوب سے روایت ہے کہ حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وبارک وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز پکارنے والا پکارے گا کہ۔

اے اہل محشر جھبکا لو تم سر اپنے اور
بند کر لو آنکھیں اپنی یہاں تک کہ گزر
جاوے فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
بیٹی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم
کی صراط پر۔ پس گزریں گی ساتھ ستر
ہزار لونڈیوں کے حور عین سے مانند
بجلی کے۔

يَا أَهْلَ الْجَمْعِ فَكِّسُوا
رُؤْسَكُمْ وَغَضُّوا أَبْصَارَكُمْ
حَتَّى تَمُرَ فَاطِمَةُ بِنْتُ
مُحَمَّدٍ عَلَى الصِّرَاطِ
فَتَمُرُ مَعَ سَبْعِينَ أَلْفَ جَارِيَةٍ
مِنَ الْحُورِ الْعِينِ كَمَنْ
الْبَرْقِ.

(مظاہر حق جلد چہارم ص ۶۳۶)

اگر حضرت خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکل حالات مطلوب ہوں تو
فقیر کی کتاب نورانی مواظبہ چہارم کا مطالعہ کریں۔

سیدنا حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مختصر حالات

آپ امام ششم ہیں۔ آپ کی کنیت ابو عبد اللہ اور بعض کے نزدیک ابو اسماعیل ہے۔ آپ کا مشہور ترین لقب صادق ہے۔ آپ کی والدہ کا نام ام فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق ہے۔

ام فروہ کی والدہ سیدہ حضرت اسماء بنت عبد الرحمن بن ابی بکر الصدیق ہیں اسی وجہ سے سیدنا حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے سیدنا حضرت ابو بکر صلیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو بار جنم دیا۔

آپ کی ولادت بعثت مدینہ منورہ میں ہوئی۔ تاریخ ولادت میں اختلاف ہے۔ علامہ زکریا بن محمد زندینی نے عجائب المخلوقات میں ۹ جمادی الاخریٰ لکھی ہے۔ اور حضرت عبد الرحمن جامی نے شواہد النبوت میں آپ کی ولادت ماہ ربیع الاول کے آخری عشرہ کی لکھی ہے۔

آپ کی قبر جنت البقیع واقع مدینہ طیبہ میں ہے اور اسی جنت البقیع میں آپ کے والد ماجد سیدنا حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے دادا سیدنا حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے تایا سیدنا حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبریں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مقابر پر نور و

کی بارش نازل فرمائے اور سینا حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
عظما نے اہل بیت سے ہیں اور ان میں سے تمام سے اعلم ہیں۔ اور اس قدر
کہ کثرتِ علوم مفیضہ جو ان کے قلب پر نازل ہونے ان کا احاطہ فہم و ادراک
نہیں کر سکتے۔ (شواہد النبوت ص ۲۲۷)

امام جعفر صادق کے کرامات | خلیفہ منصور عباسی نے ریح کو حکم دیا کہ

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میرے دربار میں پیش کرو۔ جب
ریح ان کو لے کر آئے تو منصور کے کہا کہ۔ اللہ تعالیٰ مجھے مار ڈالے اگر میں کسی
جیلہ کے ذریعہ کوئی فتنہ اٹھاؤں۔ مگر تم فتنہ انگیزی کرتے ہو اور چاہتے ہو کہ
مسلمانوں کی خونریزی ہو۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے کسی ایسی
بات کی خواہش کی ہے نہ عملی طور پر کچھ کہا ہے۔ اگر تمہارے پاس کوئی ایسی بات
پہنچی ہو تو محض کسی جھوٹ بکنے والے کی وساطت سے پہنچی ہے۔ اگر عیاذاً باللہ
تمہارے بیان کے مطابق کوئی فتنہ انگیزی کی ہے تو اس کی مثال یوں ہے۔
جناب یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بھائیوں نے ظلم کیا تو انہوں نے
معاف کر دیا۔

حضرت ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام بیماری میں مبتلا ہوئے تو انہوں نے
صبر کیا۔

حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کچھ عطا ہوا تو انہوں نے شکر ادا کیا۔
یہ سب پیغمبر تھے اور تمہارا شب بھی ان سے ملتا ہے۔

منصور نے کہا کہ آپ پر سچ کہتے ہیں۔ چنانچہ اس نے آپ کو بلا کر تخت پر اپنے پاس بٹھایا اور کہا کہ آپ کی یہ بات فلاں شخص نے مجھے بتائی تھی۔ خلیفہ نے اسے حاضر ہونے کا حکم دیا۔ وہ حاضر ہوا تو اس سے پوچھا کہ آیا تم نے یہ باتیں حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنی ہیں؟ اس نے کہا ہاں! خلیفہ نے کہا کہ کیا تم اس کی قسم کھا سکتے ہو؟ اس نے کہا ہاں! پھر اس نے یوں قسم کھانا شروع کی۔

بِاللّٰهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ

یعنی قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ عالم غیب و شہادت ہے۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے خلیفہ! میں اسے قسم کھلاتا ہوں۔ خلیفہ نے کہا ہاں آپ اسے قسم کھلائیں۔ آپ نے اُس شخص سے کہا کہ جو۔

بِرَبِّتِ مَنْ حَوْلِ اللَّهِ وَقُوَّتِهِ وَالنَّجَاةِ لِي

حَوْلِ وَقُوَّتِي لَقَدْ فَعَلْتُ كَذَا وَكَذَا جَعْفَرُ وَ

قَالَ كَذَا وَكَذَا جَعْفَرُ۔

وہ اس طرح قسم کھانے سے احتراز کرنے لگا۔ آخر کار قسم کھالی اور قسم کھاتے ہی حاضرین کے سامنے پھٹک کر مر گیا۔ منصور نے کہا اس ملعون کو گھسیٹ کر باہر لے جاؤ۔ (شواہد النبوت ص ۳۲۸)

۲ ایک روز منصور نے اپنے دربان کو ہدایت کی حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میرے پاس پہنچنے سے پہلے شہید کر دینا۔ اسی دن سیدنا

حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے۔ اور منصور کے پاس آکر بیٹھ گئے۔ منصور نے دربان کو بلایا۔ اس نے دیکھا کہ حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما ہیں۔ جب آپ والی تشریف لے گئے تو منصور نے دربان کو بلا کر کہا۔ میں نے تجھے کس بات کا حکم دیا تھا ؟

دربان بولا خدا قسم میں نے حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ کے پاس آتے دیکھا ہے نہ جاتے۔ بس اتنا نظر آیا کہ وہ آپ کے پاس بیٹھے ہیں۔

۳ : منصور کے ایک درباری کا بیان ہے کہ میں نے ایک روز اسے

غمگین اور پریشان دیکھا تو کہا اے خلیفہ ! آپ متفکر کیوں ہیں ؟ بولا کہ میں نے علویوں کے ایک بڑے گروہ کو مروا دیا ہے لیکن ان کے سردار کو چھوڑ دیا ہے

میں نے پوچھا وہ کون ہے ؟

کہنے لگا کہ وہ جعفر بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔ میں نے کہا وہ تو

ایسی ہستی ہے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں محو رہتی ہے۔ اسے دنیا کا کوئی

لاپنج نہیں ہے۔

خلیفہ نے کہا۔ مجھے معلوم ہے تم اس سے ارادت و عقیدت رکھتے ہو۔

حالانکہ پورے ملک کو اس سے کوئی دل چسپی اور امید وابستہ نہیں۔ میں نے قسم کھا

لی ہے کہ جب تک میں اس کا کام تمام نہ کر دوں آرام سے نہیں بیٹھوں گا۔ چنانچہ اس

نے جلاد کو بلا کر حکم دیا کہ جوں ہی جعفر صادق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آئے تو میں

اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھ لوں گا تم اسے شہید کر دینا۔

پھر حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا۔ میں آپ کے ساتھ

ساتھ ہولیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ زیر لب کچھ بڑھ بڑھ سے میں جس کا مجھے پتہ نہ چل

سکا۔ لیکن میں اس چیز کا مشاہدہ ضرور کیا۔

کہ منصور کے محلوں میں ارتعاش پیدا ہو گیا۔ وہ ان سے اس طرح باہر نکلا جیسے ایک کشتی سمندر کی تند و تیز لہروں سے باہر آتی ہے۔ اس کی عجیب حالت تھی۔ وہ لرزہ بر اندام۔ برہنہ سر اور برہنہ پا۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے استقبال کے لئے آیا اور آپ کے بازو کو پکڑ کر اپنے ساتھ تکیہ پر بٹھایا اور کہنے لگا۔

اے ابن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم! آپ کیے تشریف لاتے ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ تو نے بلایا میں آگیا۔ پھر کہنے لگا۔ کسی چیز کی اگر ضرورت ہو تو فرمائیں؛ آپ نے فرمایا مجھے بجز اس کے کسی چیز کی ضرورت نہیں کہ تم مجھے یہاں بلایا نہ کرو۔ میں جس وقت خود چاہوں اُجایا کروں گا۔ آپ اٹھ کر باہر تشریف لے گئے۔ تو منصور نے اس وقت جاہلانہ خواب طلب کئے اور رات گئے تک سوتا رہا یہاں تک کہ اس کی نماز قضا ہو گئی۔ جب بیدار ہوا تو نماز ادا کر کے مجھے بلایا اور کہا کہ۔

جس وقت میں نے حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا تو میں نے ایک اژدہا دیکھا جس نے منہ کا ایک حصہ زمین پر تھا اور دوسرا حصہ میرے محل پر وہ مجھے فصیح و بلیغ زبان میں کہہ رہا تھا کہ۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے اگر تم نے حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوئی گزند پہنچائی تو تجھے تیرے محل سمیت فنا کروں گا۔ اس پر میری طبیعت غیر ہو گئی جو تم نے دیکھ ہی لی ہے۔ میں نے کہا کہ یہ جادو یا سحر نہیں ہے یہ تو اسم اعظم (قرآن کریم) کی خاصیت ہے جو حضورؐ اپا نورشافع یوم النور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم پر نازل

ہوا تھا۔ چنانچہ آپ نے جو چاہا وہی ہوتا رہا۔

(شواہد النبوت ص ۳۳۰)

۴ : ایک راوی کا بیان ہے کہ ایک دن میں مکہ مکرمہ میں سیدنا حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معیت میں جا رہا تھا کہ ہمیں ایک ایسی عورت کے پاس سے گزرنے کا اتفاق ہوا جس کے سامنے ایک مردہ گائے پڑی ہوئی تھی۔ اور وہ عورت اپنے بچوں کے ساتھ گریہ و زاری کر رہی تھی۔ حضرت امام صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ کیا تم چاہتی ہو کہ خداوند کریم اس گائے کو زندہ فرمادے ؟

وہ بولی : آپ مذاق کیوں کرتے ہو، میں تو پہلے ہی مصیبت زدہ ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ میں مذاق نہیں کرتا۔ بعد ازاں آپ نے دعا فرمائی۔ اور گائے کے سر اور پاؤں کو چھوا۔ پھر اسے بلایا تو وہ فوراً اٹھ کھڑی ہوئی۔ بعد ازاں حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں میں مل جل گئے۔ اور وہ عورت آپ کو نہ پہچان سکی۔

۵ : ایک راوی بیان کرتا ہے کہ ہم سیدنا حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حج کے لئے جا رہے تھے کہ راستہ میں ہمیں ایک کھجور کے سوکھے درختوں کے پاس ٹھہرنا پڑا۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زیر لب کچھ پڑھنا شروع کیا۔ جس کی مجھے کچھ سمجھ نہ آئی۔ اچانک آپ نے ان سوکھے درختوں کی طرف منہ کر کے فرمایا۔

و اللہ تعالیٰ نے تم میں ہمارے لئے جو رزق ودلالت رکھا ہے

اس سے ہماری ضیافت کرو۔

میں نے دیکھا کہ وہ جنگلی کھجوریں آپ کی طرف بھک رہی تھیں جن پر ترخو
 لٹک رہے تھے۔ آپ نے مجھے فرمایا۔ میرے پاس آؤ اور بسم اللہ پڑھ
 کر کھاؤ۔ میں نے آپ کے حکم کی تعمیل کی اور کھجوریں کھائیں۔ ایسی شیریں
 کھجوریں ہم نے پہلے کبھی نہ کھانی تھیں۔ اس جگہ ایک اعرابی بھی موجود تھا۔
 اس نے کہا آج جیسا جادو میں نے کبھی نہیں دیکھا۔

سیدنا حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم
 پیغمبروں کے وارث ہیں۔ ساحر و کاہن نہیں ہیں۔ ہم تو دعا کرتے ہیں جو
 اللہ جل شانہ قبول فرماتا ہے۔ اگر تم چاہو تو ہماری دعا سے تمہاری شکل
 بدل جائے۔ اور تم ایک کتے کی شکل میں قشقل ہو جاؤ۔

اعرابی چونکہ جاہل تھا۔ اس لئے کہنے لگا کہ ہاں ابھی دعا کیجئے۔

آپ نے دعا کی تو وہ کتابن گیا۔ اور اپنے گھر کی طرف بھاگ گیا۔ حضرت
 امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے فرمایا کہ اس کا تعاقب کرو۔ میں
 اس کے پیچھے گیا۔ تو وہ اپنے گھر میں جا کر اپنے بال بچوں اور گھر والوں کے سامنے
 اپنی دم ہلانے لگا۔ انہوں نے اسے ٹنڈے مار کر بھگا دیا۔

میں واپس آیا اور تمام حال کہہ سنایا۔ اتنے میں وہ بھی آگیا۔ اور حضرت
 امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے زمین پر لیٹنے لگا۔ اور اس کی
 آنکھوں سے پانی ٹپکنے لگا۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پر رسم کھا کر دعا
 فرمائی تو وہ شکل انسانی میں آگیا۔ پھر آپ نے فرمایا۔ اے اعرابی! میں نے جو کچھ
 کہا تھا اس پر یقین سے یا نہیں؟ کہنے لگا ہاں حضور! ایک بار نہیں اس پر

ہزار بار ایمان اور الیمان رکھتا ہوں۔

(شواہد النبوت ص ۳۳۳)

جمادی الاخریٰ کے نفل

اس مہینہ کی پہلی تاریخ میں چار

رکعت نفل پڑھے۔ اور ہر رکعت میں قل هو اللہ احد تیرہ مرتبہ پڑھے
تو اس شخص کے لئے ایک لاکھ نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اور لاکھ برائیاں مٹائی
جاتی ہیں۔

اور دوسری نماز بھی ہے۔ جسے سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ
تعالیٰ عنہ پڑھا کرتے تھے۔ آپ اس مہینہ کی پہلی رات میں بارہ رکعت ادا
کرتے تھے۔ اس نماز کے لئے کوئی خاص سورت مقرر نہیں ہے۔



ساتواں مہینہ

رجب المرجب

اسلامی ساتویں مہینہ کا نام رجب المرجب ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ رجب ترجب سے ماخوذ ہے۔ اور ترجب کے معنی تعظیم کے ہیں۔ اہل عرب اس مہینہ کو اللہ تعالیٰ کا مہینہ کہتے تھے اور اس کی تعظیم کرتے تھے اس لئے اس کو رجب کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ رجب کو ہم دہرہ بھی کہا جاتا ہے۔ کیوں کہ اس میں کسی فریادی کا آواز نہیں سنا جاتا تھا۔ اور نہ ہی اس میں پتھریاروں کی کھٹکھاہٹ سنی جاتی تھی۔

اس مہینہ کی یکم تاریخ کو سیدنا حضرت نوح علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کشتی پر سوار ہوئے۔ اور اسی ماہ کی چوتھی تاریخ کو جنگ صفین کا واقعہ پیش آیا۔ اور اس ماہ کی ستائیسویں کی رات کو محبوب کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے معراج شریف کی ہے۔ جس میں آسمانی سیر اور جنت و دوزخ کا ملاحظہ کرنا اور دیدار الہی سے مشرف ہونا تھا۔

اور اسی ماہ کی اٹھائیسویں تاریخ کو سید الکونین حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کو مبعوث فرمایا گیا۔ اس مہینہ کو اصب بھی کہا جاتا

ہے۔ کیوں کہ اس میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر رحمت و مغفرت انڈلیتا ہے۔ اس میں عبادتیں مقبول اور دعائیں مستجاب ہوتی ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں جب مظلوم ظالم کے لئے بددعا کرنا چاہتا تو رجب کے ماہ میں بددعا کرتا جو مقبول بارگاہ الہی ہوتی۔ الغرض بہت سی حدیثیں اس کی عظمت شان پر دلالت کرتی ہیں۔
(عجائب المخلوقات ص ۴۵)

ماہ رجب کی فضیلت

رجب المرجب ان چار مہینوں میں سے

ایک ہے۔ جن کو قرآن مجید نے ذکر فرمایا مِنْهَا اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ط یعنی چار معظم مہینوں میں سے ایک معظم مہینہ رجب ہے۔ اور کتب حدیث میں بھی رجب کی بڑی فضیلت وارد ہے۔ چند مبارک حدیثیں بدیہ ناظرین ہیں۔
نبی مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے فرمایا۔

رجب اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے اور
شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان
میرا امت کا مہینہ ہے۔

بے شک رجب عظمت والا مہینہ ہے
اس میں نیکیوں کا ثواب دگنا ہوتا ہے
جو شخص رجب کا ایک دن روزہ
رکھے تو گویا اس نے سال بھر کے

روزے رکھے۔

۱: رَجَبُ شَهْرُ اللَّهِ وَ
شَعْبَانُ شَهْرِيَّ وَرَمَضَانُ
شَهْرُ أُمَّتِي - رواه أبو الفتح
في إماميه - راجت من السنه ص ۲۶
۱۲: إِنَّ رَجَبَ شَهْرٍ
عَظِيمٍ نَصَا عَفُ فِيهِ
الْحَنَاتُ مِنْ صَامٍ يَوْمًا
مِنْهُ كَانَ كَجِيَامِ سَنَةٍ

رواه الوافعي راجت من السنه ص ۲۶

اس مہینہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت
محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔

۳ : فِيهِ بَعَثَ اللَّهُ تَعَالَى
مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَالِهِ وَسَلَّمَ . رواه البيهقي
في شعب الايمان (ما ثبت من السنة ۱۲۸)

رجب کی فضیلت باقی مہینوں پر
ایسی ہے جیسی محمد مصطفیٰ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کی فضیلت
باقی انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ و
السلام پر ہے اور رمضان شریف
کی فضیلت باقی مہینوں پر ایسی ہے
جیسی اللہ تعالیٰ کی فضیلت تمام
بندوں پر ہے۔

۴ : فَضْلُ رَجَبٍ عَلَى
سَائِرِ الشُّهُورِ كَفَضْلِ
مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ عَلَى سَائِرِ
الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ
وَفَضْلُ رَمَضَانَ عَلَى
سَائِرِ الشُّهُورِ كَفَضْلِ
اللَّهِ تَعَالَى عَلَى سَائِرِ
عِبَادِهِ - (ما ثبت من السنة ص ۱۲۸)

رجب شریف کے روزے

رجب المرجب کے مہینے میں روزے

رکھنا کارِ ثواب ہے اور بڑا ثواب ہے۔ سردارِ انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ و
ہ وسلم نے فرمایا۔

رجب ایک عظیم الشان مہینہ ہے
اس میں اللہ تعالیٰ نے نیکیوں کو دگنا

رَجَبٌ شَهْرٌ عَظِيمٌ يُضَاعَفُ
اللَّهُ فِيهِ الْحَسَنَاتِ فَمَنْ

کرتا ہے جو آدمی رجب کے ایک دن کا روزہ رکھتا ہے گویا اس نے سال بھر کے روزے رکھے ہیں اور جو کوئی رجب کے سات دن کے روزے رکھے تو اس پر دوزخ کے سات دروازے بند کئے جاتیں گے اور جو کوئی اس کے آٹھ دن روزے رکھے تو اس کے لئے جنت کے آٹھ دروازے کھولے جائیں گے۔ اور جو آدمی رجب کے دس دن روزے رکھے تو اللہ کریم سے جس چیز کا سوال کرے وہ اسے دے گا۔ اور جو کوئی رجب کے پندرہ دن روزے رکھے تو آسمان سے ایک منادی ندا کرے گا کہ تیرے گزشتہ گناہ معاف ہو گئے ہیں اور اب نئے سرے سے عمل شروع کر۔ اور جو زیادہ روزے رکھے گا اسے اللہ کریم زیادہ دے گا۔

صَامَ يَوْمًا مِنْ رَجَبٍ
فَكَانَ صَامًا سَنَةً وَ
مِنْ هَذَا فِي سَبْعَةِ
أَيَّامٍ خُلِقَتْ عَلَيَّ سَبْعَةُ
أَبْوَابِ الْجَهَنَّمَ وَمَنْ
صَامَ مِنْهُ ثَمَانِيَةَ أَيَّامٍ
فُتِحَتْ لَهُ ثَمَانِيَةَ أَبْوَابِ
الْجَنَّةِ وَمَنْ صَامَ
مِنْهُ عَشْرَةَ أَيَّامٍ لَمْ
يَسْأَلِ اللَّهَ شَيْئًا إِلَّا
أَعْطَاهُ وَمَنْ صَامَ
مِنْهُ خَمْسَةَ عَشْرَ يَوْمًا
فَادْعَى مُنَادٍ مِنَ
السَّمَاءِ قَدْ عُفِرَ لَكَ
مَا مَضَى فَاسْتَأْنِبْ
الْعَمَلَ وَمَنْ زَادَ زَادَهُ

(ماہیت من السنۃ ۱۲۶)

حکایت

سیدنا حضرت عیسیٰ روح اللہ علیٰ بنینا
وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ایک دفعہ ایک

پہاڑ کے قریب سے گزرے تو دیکھا کہ پہاڑ سے نور کی شعاعیں نکل رہی ہیں
تو آپ نے بارگاہِ الہی میں عرض کیا۔ الہی ! پہاڑ کو اجازت دے کہ وہ میرے
ساتھ کلام کرے۔

آپ کا اتنا ہی عرض کرنا تھا کہ پہاڑ نے عرض کی اے روح اللہ! علیہ
الصلوٰۃ والسلام، آپ کیا چاہتے ہیں؟ تو آپ نے پوچھا کہ یہ تیری چمک دک
کیسی ہے؟ پہاڑ نے عرض کی کہ میرے اندر ایک مرد خدا ہے جس کی برکت سے
یہ ساری چمک دک نظر آرہی ہے۔ پھر آپ نے بارگاہِ رب العزت میں عرض
کی کہ مولا! اس مرد خدا کو میرے سامنے حاضر فرما۔

تو پہاڑ بچھٹ گیا اور اس سے ایک سین و جمیل بزرگ ظاہر ہوئے اس
بزرگ نے کہا کہ میں سیدنا حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم سے ہوں میں
نے خدائے بزرگ سے برترست یہ دعا مانگی تھی کہ میری عمر اتنی دراز ہو کہ حضرت
احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کا عہد مبارک پاسکوں تاکہ
میں بھی ان کی امت میں داخل ہوں۔ تو اس وقت چھ سو سال سے میں اس پہاڑ
میں مصروف عبادت ہوں۔

سیدنا حضرت عیسیٰ صلوات اللہ وسلامہ علیہ نے عرض کیا الہی! کیا روئے
زمین پر تیرے نزدیک اس شخص سے بھی بڑھ کر کوئی بزرگ ہے۔ تو اللہ جل شانہ
نے فرمایا کہ اے عیسیٰ! (علیہ السلام) امت محمدیہ کا جو فرد جب کے مہینہ میں ایک
دن کا روزہ رکھے گا تو میرے نزدیک اس شخص سے بھی زیادہ بزرگ ہوگا۔

احمد شہ رب العالمین - دنزہمتہ المجالس ج ۱ ص ۱۳۰

حکایت

روایت ہے کہ سیدنا حضرت نوح علی

نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام جب طوفان کے دنوں میں رجب کے مہینے میں کشتی پر سوار ہوئے تو آپ نے خود بھی روزہ رکھا اور اپنے ساتھیوں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا تو اس کی برکت سے کشتی چھ ماہ چلتی رہی۔ اور غاشورہ کے دن جو دمی پہاڑ پر رکی۔ اور رجب کشتی سے اترے تو آپ نے اور آپ کے ساتھیوں نے روزہ رکھا اور اللہ کریم کا شکر یہ ادا کیا۔

(ماہیت من السنۃ ص ۱۲۶)

حکایت

بصرہ میں ایک عورت بڑی عبادت گزار

رہتی تھی۔ جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنی اولاد کو یہ وصیت فرمائی کہ مجھے ان کپڑوں کا کفن پہنانا جن میں میں ماہ رجب المرجب میں عبادت کرتی تھی۔ مگر اولاد نے اس کی وصیت پر عمل نہ کیا۔ اور ان کپڑوں کے علاوہ دوسرے کپڑوں کا کفن دے دیا۔

جب اس کے دفن سے فارغ ہوئے اور گھر آنے تو کیا دیکھتے ہیں کہ جن کپڑوں میں عورت کو کفن دیا تھا وہ تو گھر میں موجود ہیں اور اس کے اپنے کپڑے گھر سے غائب ہیں۔ اس سے ان کو بڑا تعجب ہوا۔

اتنے میں ہاتھ غیبی نے آواز دی کہ تم اپنے کپڑے پکڑ لو۔ ہم نے خود

اس عورت کو ان کپڑوں کا لباس پہنا دیا ہے جس کی اس نے وصیت کی تھی۔

کیونکہ ہم اس عورت کو قبر میں ظم زدہ نہیں دیکھنا چاہتے۔ اس لئے وہ ماہِ حجبِ المرحب میں روزے رکھتی تھی۔

دزیمۃ الجاسر ج ۱- ص ۱۳۰

لَيْلَةُ الرَّغَائِبِ كِى فِضِيلَتِ

ماہِ حجب کی پہلی جمعرات کو لیلۃ الرغائب کہتے ہیں۔ اس کی فضیلت میں جو حدیثیں مروی ہیں اگرچہ محدثین اپنے قاعدے کے مطابق انہیں موضوع بتلاتے ہیں مگر اہل کابرا اولیائے کرام کے نزدیک وہ صحیح ہیں۔ اس رات میں مغرب کی نماز کے بعد بارہ رکعت نفل چھ سلاموں سے ادا کی جاتی ہیں۔ ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ مِنْ دَفْعِ اَرْسُولِ اِسْلَامٍ بارہ بارہ دفعہ پڑھے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد یہ دو دُعاؤں شتر مرتبہ پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَ
عَلٰى اٰلِهِ وَ اَصْحَابِهِ وَ سَلِّمْ
مَعَهُمْ يَوْمَ يَجْرُسُ رَدْفُهُمْ يَوْمَ يَبْرُكُ

سُبُوٰهُ فَاَوْسُرْ رُبَّنَا وَ رَبِّ الْمَلَاٰئِكَةِ
وَ الشُّرُوٰجِ ..

اور سجدہ کرتے ہوئے پڑھے۔

اِنَّكَ عَفِيٌّ وَ الرَّحِيْمُ وَ تَحَاوَرُ عَمَّا تَعْلَمُ
وَاَنْتَ اَنْتَ عَلِيٌّ الْاَعْظَمُ۔

پھر دوسرا سجدہ کرے اور اس میں وہی دعا پڑھے۔ اور پھر سجدہ میں دعائے
جو دعائے مانگے گا قبول ہوگی۔

ماثبت من السنۃ ص ۱۳۶ - غنیۃ الطالبین ج ۱ ص ۱۸۲

رجب کی ستائیسویں رات

رجب المرجب کی ستائیسویں رات

بڑی بابرکت رات ہے کیونکہ اسی رات سید الانبیاء والمرسلین صلوات اللہ علیہ
وسلامہ معراج شریف پر تشریف لے گئے اور دیدار الہی کی دولت سے مشرف
ہوئے۔ لہذا ستائیسویں کے دن روزہ رکھنا چاہئے۔

حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کا روزہ
ہے کہ جو شخص ستائیسویں رجب کو روزہ رکھے گا اس کو ساٹھ مہینوں کے روزوں
کا ثواب ملے گا۔

وغنیۃ الطالبین ج ۱ ص ۱۸۲

رجب کی ستائیسویں رات کے نفل

رجب کی ستائیسویں رات کو۔

رکعت نماز نفل پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد قتل ہو
اللہ احد اکیس مرتبہ پڑھے۔ نماز سے فارغ ہو کر دس مرتبہ درود شریف پڑھے
اور پھر کہے اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِسَآءِدَةِ اَسْرَارِ الْمَاجِدِیْنَ وَبِالْخَلْوَةِ
الَّتِیْ خَصَّصْتَ بِهَا سَیِّدَ الْمُرْسَلِیْنَ حِیْنَ اَسْرَبْتَ بِہِمْ لَیْلَةَ السَّابِعِ وَالْعِشْرِیْنَ
اَنْ تَرْحَمَ قَلْبِیَ الْحَزِیْنَ وَتُجِیْبَ دَعْوَتِیْ یَا اَكْرَمَ الْاَكْرَمِیْنَ۔ تو اللہ تعالیٰ
اس کی دعا قبول فرمائے گا۔ اور رجب دوسروں کے دل مردہ ہو جائیں گے تو اس کا
مکا دل زندہ رکھے گا۔

وزیرتہ المجاہدین ج ۱ ص ۱۳۰

اٹھواں مہینہ

شعبان المعظم

اسلامی اٹھواں مہینہ شعبان ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ شعبان شعب سے ماخوذ ہے۔ اور شعب کے معنی تفرق کے ہیں۔ چونکہ اس ماہ بھی خیر کثیر متفرق ہوتی ہے۔ نیز بندوں کو رزق اس مہینہ میں متفرق اور سیم ہوتے ہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ شعبان کو اس لئے شعبان کہا جاتا ہے کہ اس میں روزہ دار کے لئے خیر کثیر تقسیم ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ جنت میں داخل ہوتا ہے۔
رواہ الراجعی فی تاریخہ و ما ثبت من السنۃ ص ۱۴۱

شعبان المعظم میں مندرجہ ذیل مشہور واقعات ہوئے۔

۱ : اسی مہینہ کی پانچ تاریخ کو سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت مبارک ہوئی۔

۲ : اسی مہینہ کی پندرہویں تاریخ کو شب برات یعنی لیلہ مبارکہ ہے جس میں امریتہ سلمہ کے بہت افسردگی کی مغفرت ہوتی ہے۔

۳ | اسی ماہ کی سولہویں تاریخ کو تھوہل قبیلہ کا حکم ہوا۔ پہلے ابتداء اسلام میں کچھ عرصہ بیت المقدس قبلہ رہا۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے حضور کو نور شافع یوم الفتح صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کی مرضی کے مطابق کعبہ معظمہ کو مسلمانوں کا قبلہ بنا دیا۔ اس وقت سے ہمیشہ تک مسلمان کعبہ شریف کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرتے ہیں

(عجائب المخلوقات ص ۴۶)

سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت مبارک

سید الانبیاء والمرسلین صلوات اللہ علیہ وسلامتہ کی چچی حضرت ام الفضل بنت حارث سیدنا حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ ایک دن دربار رسالت میں حاضر ہوئیں۔ اور عرض کی حضور! آج میں نے ایک پریشان خواب دیکھا ہے۔

رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے دریافت فرمایا کیا خواب دیکھا ہے؟

عرض کی وہ بہت ہی شدید ہے یعنی ان کو اس خواب کے بیان کرنے کی جرات نہ ہوتی تھی۔

سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے مکرر دریافت فرمایا۔ تو عرض کی حضور! میں نے خواب میں دیکھا کہ سرکار کے جسم اطہر کا ایک ٹکڑا کو

لیا اور میری گود میں رکھا گیا۔

آپ نے فرمایا تم نے نہایت ہی اچھا خواب دیکھا ہے۔ انشاء اللہ العزیز
ری نخت جگر فاطمہ زہراء (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوگا اور
تمہاری گود میں رکھا جائے گا۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۵۶)

محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کی فرمائی ہوئی تعبیر

ی ہوئی۔ اور سید الشہداء شہزادہ کونین سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ
تعالیٰ عنہ (۵) پانچ شعبان معظم ۶۸۰ھ میں سیدنا حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم
نے گھر سیدہ عالم حضرت خاتون جنت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شکم طہر
میں پیدا ہوئے۔ اور حضرت ام الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گود میں دیئے گئے
یہاں کہ مخبر صادق و مصدق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔

شاہ کون و مکان سردار دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم بنفس
نہیں شہزادہ کونین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر شریف لے گئے اور اپنے نور نظر
سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کان میں اذان دی۔ اور منہ مبارک
میں اپنا لعاب مبارک ڈالا۔ اور دعائے برکت فرمائی۔ اور ساتویں روز عقیقہ کیا۔
بحکم فرمایا کہ سر کے بال منڈوانے جائیں اور بالوں کی معتداری چاندی صدقہ کی
مانے۔ (نور الابصار ص ۱۳۸)

امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے آپ کا نام حسین شہیر
لگا۔ اور آپ کی کنیت ابو عبد اللہ۔ اور لقب سبط رسول اور ریحانۃ الرسول اور
شہید اور طیب۔ زکی۔ ونی۔ سید مبارک ہے آخر کار مسلمان انہیں سید الشہداء

کے نام سے پکارتے ہیں اور قیامت تک آپ اسی نام سے یاد کئے جائیں گے
اگر آپ حضرات کو سینا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسد
مناقبہ اور واقعہ کربلا مطلوب ہو تو فقیر کی کتاب نورانی سواعظ حصہ چہارم کا مطالعہ
کریں۔ انشاء اللہ العزیز آپ بہت پسند فرمائیں گے۔

شعبان موعظہ کی فضیلت

شعبان کا مہینہ ایک بابرکت مہینہ

ہے جس کی فضیلت میں کتب احادیث لبرئہ ہیں۔ چند احادیث مبارکہ لکھی جاتی ہیں۔

رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک

وسلم نے فرمایا کہ شعبان۔ رجب

اور ماہ رمضان کے درمیان ایک مہینہ

ہے لوگ اس کی شان سے غافل

ہیں۔ اس میں بندوں کے اعمال

اٹھائے جاتے ہیں اور مجھے یہ محبوب

ہے کہ میرے اعمال اس حال میں ٹھہریں

کہ میں روزہ دار ہوں۔

۱ : قال رسول الله صلى

الله عليه وسلم شعبان

بين رجب و شهر رمضان

يقفل الناس عنه مرفوع

فيه اعمال العباد فأحب

أن لا يرفع عملي إلا

و أنا صائم.

رواه البيهقي في شعب الايمان

وما ثبت من السنة ص ۱۴۱

شعبان مہینہ مبارک اور رمضان

اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے۔

۲ : قال رسول الله صلى

الله عليه وسلم شعبان

شهرى و رمضان

شهر الله - رواه الديلمي وما ثبت من السنة ص ۱۴۱

حضرت ام المؤمنین سیدہ عائشہ
صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی
ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و
بارک وسلم کو تمام مہینوں سے زیادہ
پیارا مہینہ شعبان تھا۔

۱۳ عن عائشة رضی
اللہ تعالیٰ عنہا کانت
أَحَبُّ الشُّهُودِ إِلَى النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَعْبَانَ.
(ترجمہ المجالس ج ۱ ص ۱۳۱)

۴ سیدی وسندی حضرت شیخ عبدالقادر حسینی جیلانی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ شعبان میں پانچ حرف ہیں۔
۱۔ شین۔ ۲۔ عین۔ ۳۔ باء۔ ۴۔ الف۔ ۵۔ نون۔ پس شین
عبارت ہے شرف سے، اور عین عبارت ہے علو سے، اور باء عبارت ہے
برہمائی سے، اور الف عبارت ہے الفت (محبت) سے، اور نون عبارت
ہے نور سے،

لہذا اللہ تعالیٰ ماہ شعبان میں اپنے نیک بندوں کو یہ پانچ چیزیں
عطا فرماتا ہے۔ نیز فرماتے ہیں کہ اس مہینہ میں محبوب کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ و
بارک وسلم پر درد شریف کثرت سے پڑھنا چاہئے کیوں کہ یہ مہینہ حضور سراپا
نور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کا ہے۔ اس لئے اس مہینہ کے
وسیلہ سے بارگاہِ الہی میں قرب حاصل کرنا چاہئے۔

(غنیۃ الطالبین ج ۱ ص ۱۸۸۔ ترجمہ المجالس ج ۱ ص ۱۳۱)

پہلی شعبان کے نفل اور روزہ
حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم

نے فرمایا کہ جو پہلی تاریخ شعبان کی رات بارہ رکعت نفل پڑھے۔ ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد قل هو اللہ احد پانچ مرتبہ پڑھے۔ تو اللہ تبارک و تعالیٰ اس کو بارہ ہزار شہیدوں کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ اور بارہ سال کی عبادت کا ثواب اس کے لئے لکھا جاتا ہے۔ گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے کہ گویا ابھی وہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ اور اسٹی دن تک اس کے گناہ نہیں لکھے جاتے ہیں۔

نیز آپ نے فرمایا کہ جو آدمی شعبان کی پہلی جمعرات اور آخری جمعرات کو روزہ رکھے گا تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے کہ اس کو جنت میں داخل کرے۔

(نزہۃ المجالس ج ۱ ص ۱۳۱)

شبِ برات کی فضیلت

ماہ شعبان کا تمام مہینہ برکتوں

اور سعادتوں کا مجموعہ ہے۔ خصوصاً اس کی پندرہویں رات جس کو شبِ برات اور سیدہ مبارکہ کہتے ہیں۔ باقی شعبان کی راتوں بکہ تمام سال کی اکثر راتوں سے افضل ہے۔ خود خالق دو جہان اس رات کی تعریف اپنے قرآن مجید میں اس طرح فرماتا ہے۔

حَمْدَهُ وَ الْكِتَابِ الْمُبِينِ ۝

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ

مُبَارَكَةٍ إِنَّا كُنَّا مُنذِرِينَ ۝

فِيهَا يُفْرَتُ كُلُّ أَمْرٍ

حَكِيمٍ ۝ أَمْراً مَرئوفاً

قسم ہے اس روشن کتاب کی ہم نے

اسے برکت والی رات میں اتارا ہے

شک ہم ڈر سنانے والے ہیں۔ اس میں

بانٹ دیا جاتا ہے ہر حکمت والا کام

ہمارے پاس کے حکم سے۔ بے شک

عِنْدَنَا إِنَّا كُنَّا مُرْسِلِينَ ۝
رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ ط إِنَّهُ
هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝

پ ۲۵ . سورت دخان -

ہم بھیجنے والے ہیں تمہارے رب کی
طرف سے رحمت بے شک وہ سنتا
ہے جانتا ہے۔

خلاصہ مطلب یہ ہے کہ سیدہ مبارکہ سے مراد شب بارات ہے اور یہی تفسیر
مفسرین کا مذہب ہے۔ اور اس مبارک رات میں ہر شخص کا رزق لکھ دیا جاتا ہے
کہ اس سال اس قدر اس کو ملے گا۔ اور اتنا استعمال کر لے گا۔

اسی طرح اجل بھی لکھ دی جاتی ہے کہ فلاں شخص اتنی مدت تک زندہ رہے
گا اور فلاں وقت میں مرے گا۔ اسی طرح جو کام آئندہ سال ہونے والا ہوتا
ہے سب کچھ لکھ دیا جاتا ہے۔ فرضیکہ اس رات میں نئی فہرستیں تیار ہوتی ہیں۔ اور
بارگاہ الہی میں پیش کی جاتی ہیں

حدیث شریف میں ہے کہ شعبان کی پندرہویں رات میں خدائے ذوالجلال
اس سما پر دنیا پر نزول اجلال فرماتا ہے۔ یعنی اس کی رحمت نازل ہوتی ہے اور
کارکنان غیبی اللہ تعالیٰ کے سامنے سال بھر کے اعمال نامے پیش کرتے
ہیں۔ اس کے بعد حکم الحاکمین اپنی شفقت سے بندوں کو پیارے خطاب
سے فرماتا ہے۔

خبردار ہے کوئی مغفرت مانگنے والا
کہ میں اس کے گناہوں کو بخش
دوں۔ خبردار ہے کوئی رزق مانگنے
والا کہ میں اس کو رزق دوں۔ خبردار

أَلَا مِمَّنْ مُسْتَفْرِفٍ فَأَغْفِرُ
لَهُ أَلَا مِمَّنْ مُسْتَرْزِقٍ
فَأَرْزُقُ لَهُ أَلَا مِمَّنْ مُبْتَلَى
فَأُعَافِيهِ أَلَا كَذَا وَكَذَا

حَتَّىٰ تَطْلُعَ الْفَجْرُ -

رواہ ابن ماجہ والبیہقی

(مشکوٰۃ ص ۱۱۵)

بے کوئی کسی مصیبت میں گرفتار کہ میں
اس کو معافی عطا کروں خبردار ہے
کوئی ایسا ایسا یہاں تک کہ فجر طلوع
ہو جاتی ہے۔

وہ لوگ کہتے سعادت مند ہیں جو اس رات کو عبادت کرتے ہیں اور توبہ
کرنے کے اپنے رب کو راضی کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کا بوجھ ہلکا کرتے ہیں اور
رزق حلال مانگ کر خزانہ غیب سے مالا مال ہو جاتے ہیں۔ بیماریوں اور حسرتوں
سے پناہ مانگ کر ان سے خلاصی حاصل کرتے ہیں۔ اس رات اللہ تبارک و تعالیٰ
سے مسلمانوں کے لئے عام معافی کا اعلان ہوتا ہے۔ اور سب کی مغفرت ہو
جاتی ہے سوائے چند لوگوں کے۔

سیدنا حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور محمد

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

بے شک اللہ تبارک و تعالیٰ شعبان

کی پندرہویں رات میں رحمت کی

تجلی فرماتا ہے جس تمام مخلوق کی

سوائے مشرک اور کسینہ و ستمیہ جنت

فرماتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ تَعَالٰی لِيَطْلُعَ مِنِّي

لَيْلَةَ الْبِضْفِ مِنْ شَعْبَانَ

فَيَغْفِرُ لِجَمِيعِ خَلْقِهِ اِلَّا

لِلْمُشْرِكِ اَوْ مُشَاهِدِ

رواہ ابن ماجہ (مشکوٰۃ ص ۱۱۵)

بعض روایتوں میں ہے کہ مشرک۔ جادوگر۔ کابین۔ زنا پر اصرار کرنے

والا۔ ہمیشہ شراب پینے والا۔ ان کی بخشش نہیں ہوتی۔ اس سے معلوم ہوا کہ

جو مسلمان کسی دوسرے مسلمان کے غیر شرعی طور پر گناہ اور عداوت رکھتا ہے

کی مغفرت نہیں ہوتی۔ اس لئے پہلے زمانہ کے لوگ شبِ برات سے پہلے ہی ایک دوسرے سے معافی مانگتے اور ان کو راضی کرتے تھے تاکہ اس رات کی رحمت و مغفرت سے بہرہ ور ہو سکیں۔

ام المؤمنین سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات محبوب کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم میرے پاس سے اچانک چلے گئے۔ جب مجھے معلوم ہوا تو میں آپ کی تلاش میں نکلی۔ اچانک میں نے آپ کو جنت البقیع میں موجود پایا۔ اس وقت آپ کا سر مبارک آسمان کی طرف تھا۔ جب آپ نے مجھے دیکھا تو فرمایا۔

عائشہ: (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کیا تجھے یہ خوف ہو گیا تھا کہ خدا اور اس کا رسول تجھ پر ظلم کرے گا؟

تو میں نے عرض کی کہ میں نے یہ خیال کیا تھا کہ سب سے زیادہ آپ کسی اپنی دوہری بیوی کے پاس تشریف لے گئے ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا کہ شبِ برات میں لوگوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔ اور اس رات میں اس قدر لوگوں کے گناہ معاف فرماتا ہے کہ ان کی تعداد بنی کلب کے قبیلہ کی بکریوں سے زیادہ ہوتی ہے۔

(غنیۃ الطالبین ج ۱ ص ۱۹۱۔ مشکوٰۃ ص ۱۱۴)

شبِ برات عبادت کی رات ہے

یہ مبارک رات صرف

عبادت کی رات ہے۔ اس میں ہمہ تن قرآن خوانی اور نوافل میں مشغول رہنا چاہئے۔ جتنی ہمت ہو سکے بڑھ چڑھ کر عبادت کرنی چاہیے۔ سیدنا حضرت

علی مرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے فرمایا۔

جب شعبان کی پندرہویں رات ہو
تو اس رات میں قیام کرو اور اس
کے دن میں روزہ رکھو۔

إِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ التَّصْنِيفِ
مِنْ شَعْبَانَ قَوْمُوا
لَيْلَهَا وَصُومُوا يَوْمَهَا الْحَدِيثُ

مشکوٰۃ ص ۱۱۵

شبِ برات کے نفل

اس رات میں نوافل پڑھنے کے متعلق مختلف

روایتیں ہیں۔ ایک روایت یہ ہے کہ اس رات میں سو رکعت نفل پڑھے۔ اور ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد دس دس بار قل هو اللہ احد پڑھے اس نماز کو صلوٰۃ الخیر کہتے ہیں۔ جو شخص یہ نماز پڑھے گا تو اللہ کریم اس کی طرف ستر (۷۰) دفعہ نگاہ کرے گا۔ اور ہر نگاہ میں اس کی ستر حاجتیں پوری فرمائے گا۔ ادنیٰ حاجت اس کی بخشش ہے۔

(غنیۃ الطالبین ج ۱ ص ۱۹۲)

ایک روایت میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے فرمایا کہ جو میرا نبی از مندا متی شبِ برات میں دس رکعت نفل اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد قل هو اللہ احد گیارہ گیارہ بار پڑھے تو اس کے گناہ معاف ہوں گے اور اس کی عمر میں برکت ہوگی۔

(نزہۃ المجالس ج ۱ ص ۱۹۲)

حکایت

روض الافکار میں ہے کہ سیدنا حضرت

عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام

ایک پہاڑ پر تشریف لے گئے۔ وہاں ایک سفید رنگ کا پتھر ملاحظہ فرمایا۔ آپ کو وہ پتھر بڑا پسند لگا۔ اتنے میں اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی کہ۔

اے عیسیٰ (علیہ السلام) کیا میں تجھ کو اس سے زیادہ عجیب چیز نہ دکھاؤں آپ نے عرض کی بے شک۔ اتنے میں وہ پتھر بھٹ گیا اور اس کے اندر ایک بزرگ نظر آئے۔ جن کے ہاتھ میں ایک سبز رنگ کا عصا تھا۔ اور وہاں انگور کا ایک درخت بھی تھا جس کا میوہ وہ بزرگ کھاتے تھے۔

آپ نے اس بزرگ سے دریافت فرمایا کہ تمہیں یہاں عبادت کرتے ہوئے کتنی مدت گزری ہے؟ اس نے کہا کہ میں یہاں عرصہ چار سو سال سے عبادت کر رہا ہوں۔

تو سیدنا حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارگاہِ الہی میں عرض کی الہی! میرے خیال میں تو تو نے اس شخص سے افضل مخلوق پیدا نہیں کی ہے۔

تو بارگاہِ خداوندی سے جواب آیا۔ اے عیسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) میرے محبوب محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کی امت کا جو فرد شعبان معظم کی پندرہویں رات کو صرف دو رکعت نفل پڑھے گا تو اس نماز کا ثواب اس شخص کے چار سو سالہ عبادت سے زیادہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد سن کر حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا کہ کاش میں بھی حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم

کی امت میں ہوتا۔ (نزمتہ الجاسس ج ۱ ص ۱۳۲)

حکایت

کسی شخص نے سیدنا حضرت مالک بن

دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے توبہ کا سبب دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ شراب پینے کا عادی تھا۔ اور میری پھوٹی سی بچی تھی۔ جو میرے سامنے ہی شراب کی بوتلوں کو انڈیل دیتی تھی۔ جب وہ دو سال کی ہوئی تو وفات پا گئی۔ جس کی وجہ سے میرے دل پر بڑا صدمہ ہوا۔

جب شعبان کی پندرہویں رات آئی تو میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہو گئی ہے۔ اور ایک بڑا اثر دھا اپنا منہ کھولے ہوئے میرے پیچھے لگ گیا۔ میں نے بھاگنا شروع کر دیا۔ مجھے ایک نیک بزرگ نظر آیا۔ میں نے اسے کہا کہ مجھے اس سانپ سے بچاؤ خدا تمہیں بچائے۔

تو اس نے رو کر کہا کہ میں ضعیف و کمزور ہوں تمہیں نہیں بچا سکتا۔ لیکن تم آگے جاؤ شاید اللہ تعالیٰ تیری نجات کا کوئی ذریعہ بنا دے۔

میں بھاگا اور ایک آگ کے پاس گیا تو آواز آئی۔ واپس جاؤ۔ میں پیچھے واپس ہوا۔ مگر سانپ میرے پیچھے لگا ہوا تھا۔ میں پھر اس بزرگ کے پاس سے گزرا اور اس سے پناہ مانگی۔ اس نے کہا کہ میں کمزور ہوں تیری مدد نہیں کر سکتا البتہ تو اس پہاڑ کی طرف چلا جا اس میں مسلمانوں کی امانتیں ہیں۔ اگر تیری بھی کوئی امانت ہوئی تو وہ تیری مدد کرے گی۔

جب میں پہاڑ کے قریب پہنچا تو ایک فرشتہ نے آواز دی کہ دروازہ کھول دو شاید اس کی تمہارے پاس کوئی امانت ہو تو وہ اس کو دشمن سے پناہ دے

گی۔ جب دروازہ کھل گیا۔ تو اچانک مجھے بچی نظر آئی۔ جس نے اپنے دائیں ہاتھ سے مجھے پکڑا اور بائیں ہاتھ سے اڑدھا کہ دفع کیا۔ تو وہ سانپ بھاگ گیا۔ پھر بچی نے کہا ابا جان !

أَلَمْ يَأْتِنَا لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ
لِذِكْرِ اللَّهِ -

یعنی کیا ابھی تک وہ وقت نہیں آیا کہ تو توبہ کرے۔

میں نے اس سے پوچھا کہ کیا تو قرآن شریف جانتی ہے ؟ اس نے کہا ہاں ! میں نے اس سے سانپ کے متعلق پوچھا۔ تو بچی نے کہا کہ وہ تیرا عمل بد تھا اور وہ بزرگ تیرا نیک عمل تھا۔ مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں گھبراتے ہوئے بیدار ہوا تو میں نے مکمل طور پر توبہ کی۔

(نزمینۃ المجالس جلد اول ص ۱۳۲)

نوال مہینہ

رَمَضَانُ الْمُبَارَكُ

۴

اسلامی نوال مہینہ رمضان مبارک ہے اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ رمضان
 رمض سے ماخوذ ہے اور رمض کا معنی جھلانا ہے۔ چونکہ یہ مہینہ بھی مسلمانوں کے
 گناہوں کو جلا دیتا ہے اس لئے اس کا نام رمضان رکھا گیا ہے۔ یا اس لئے
 یہ نام رکھا گیا ہے کہ یہ رمض سے مشتق ہے جس کا معنی گرم زمین سے پاؤں جلنا
 چونکہ ماہِ صیّام بھی نفس کے جلنے اور تکلیف کا موجب ہوتا ہے لہذا اس کا نام
 رمضان رکھا گیا ہے۔ یا رمضان گرم پتھر کو کہتے ہیں۔ جس سے چلنے والوں کے
 پاؤں جلتے ہیں۔ جب کہ اس مہینہ کا نام رکھا گیا تھا اس وقت بھی موسمِ سخت گرم تھا

، غنیۃ الطالبین ج ۲۔ ص ۱۵

رمضان پاک کے مشہور واقعات

رمضان مبارک میں مندرجہ ذیل

واقعات رونما ہوئے۔ ۱۱ پہلی رمضان پاک کو جنت کے دروازے کھل
 جاتے ہیں اور روزِ رخ کے دروازے بند کئے جاتے ہیں۔ اور شیطانوں کو زنجیروں

سے جکڑ دیا جاتا ہے۔

- ۲ : تیسری تاریخ رمضان مبارک میں سیدنا حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پر صحائف نازل ہوئے۔
- ۳ : چھٹی رمضان پاک کو سیدنا حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پر توریت نازل ہوئی۔
- ۴ : اور اٹھارہویں رمضان مبارک میں سیدنا حضرت داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پر زبور شریف نازل ہوئی۔
- ۵ : تیرہویں رمضان پاک کو سیدنا حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پر انجیل نازل ہوئی۔
- ۶ : ستائیسویں رمضان پاک میں حضرت امام الانبیاء والمرسلین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم پر قرآن مجید نازل ہوا۔
(غنیۃ الطالبین ج ۲ ص ۵)
- ۷ : سترہویں رمضان مبارک کو مکہ مکرمہ فتح ہوا۔
- ۸ : ستائیسویں رمضان کو جنگ بدر ہوئی اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدد کے لئے فرشتے نازل ہوئے۔
- ۹ : رمضان پاک کے آخری دن میں اتنے لوگوں کو دوزخ سے آزاد کیا جاتا ہے جتنا کہ اول رمضان سے آخر رمضان تک آزاد ہوتے ہیں۔
(عجائب المخلوقات ص ۴۶)

رمضان شریف کی فضیلت

امت مسلمہ کا اجماع ہے کہ رمضان

مبارک تمام مہینوں سے افضل ہے۔ ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لبستان العظیمین

میں فرماتے ہیں کہ۔

جس طرح سیدنا حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارہ بیٹوں میں سے سیدنا حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے والد ماجد کو زیادہ محبوب سمجھتے۔ اسی طرح سال کے بارہ مہینوں میں سے رمضان شریف خدائے لایزال کو زیادہ محبوب ہے۔

اور جس طرح اللہ کریم نے سیدنا حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واسطے باقی گیارہ بھائیوں کی مغفرت فرمائی ہے اسی طرح رمضان مبارک کی برکت سے گیارہ مہینوں کی خطائیں معاف فرمائے گا۔

(نزہۃ المجالس ج ۱ ص ۱۳۶)

حضرت پیران پیر دستگیر روشن ضمیر سیدنا شیخ عبدالعزیز حسنی سیستانی رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رمضان میں پانچ حرف ہیں۔

۱۔ ر۔ جو عبارت ہے رضوانِ خدا سے۔

۲۔ میم۔ عبارت ہے محاباةِ خدا سے۔

۳۔ ضاد۔ جو عبارت ہے ضمانِ خدا سے۔

۴۔ الف۔ جو عبارت ہے الفتِ خدا سے۔

۵۔ نون۔ جو عبارت ہے نورِ خدا سے۔

پس رمضان مبارک مسلمانوں کے لئے رضا کے خدا۔ اور محاباةِ خدا۔

اور ضمانِ خدا۔ اور الفتِ خدا۔ اور نورِ خدا کا موجب ہوتا ہے۔

(رضیۃ الطالبین ج ۲ ص ۹)

غرضیکہ رمضان شریف کی فضیلت کا کیا پوچھنا۔ یہ وہ مبارک مہینہ ہے کہ جس

کی آمد پر جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ اور شیطانوں کو زنجیروں سے جکڑ دیا جاتا ہے۔ رحمتہ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم فرماتے ہیں۔

إِذَا دَخَلَ رَمَضَانَ فَتُفْتَحُ
أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَفِي
رِوَايَةٍ فَتُفْتَحُ أَبْوَابُ
الْجَنَّةِ وَغُلِقَتِ أَبْوَابُ
جَهَنَّمَ وَسُلِّتِ الشَّيَاطِينُ
وَفِي رِوَايَةٍ فَتُفْتَحُ
أَبْوَابُ الرَّحْمَةِ .
رواه البخاری ومسلم

(مشکوٰۃ ص ۱۴۳)

جب رمضان شریف تشریف لاتا ہے تو آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اور دوزخ کے دروازے بند کئے جاتے ہیں اور شیطان زنجیروں میں جکڑ دیئے جاتے ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ رحمت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔

سبحان اللہ! رمضان مبارک کی کیا عظمت شان ہے کہ اس کی آمد کے لئے جنت کو سجایا جاتا ہے۔ اور حوریں مزین و آراستہ ہو کر اپنے اپنے خاوندوں کو پیارے پیارے الفاظ سے بلاتی ہیں۔

سیدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آقائے رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

إِنَّ الْجَنَّةَ تَنْزَحُوفٌ
لِرَمَضَانَ مِنْ رَأْسِ
الْحَوْلِ إِلَى حَوْلِ قَابِلٍ قَالَ

بے شک جنت ابتدائے سال سے آئندہ سال تک رمضان شریف کے لئے آراستہ کی جاتی ہے۔ فرمایا

جب پہلا دن آتا ہے تو جنت کے
پتوں سے عرش کے نیچے ہوا سفید
اور بڑی آنکھوں والی حوروں پر چلتی
ہے تو وہ کہتی ہیں کہ لے پروردگار
اپنے بندوں سے ہمارے لئے ان
کو شوہر بنا جن سے ہماری آنکھیں
ٹھنڈی ہوں اور ان کی آنکھیں ہم سے
ٹھنڈی ہوں۔

فَإِذَا كَانَتْ أَوَّلُ يَوْمٍ
مِنْ رَمَضَانَ فَهَبَتْ
رِيحٌ تَحْتِ الْعَرِيشِ
مِنْ وَرَقِ الْجَنَّةِ عَلَى
الْحُورِ الْعَتِيبِ فَيَقُلْنَ
يَا رَبِّ اجْعَلْ لَنَا مِنْ
عِبَادِكَ أَزْوَاجًا تَقَرُّ بِهِمْ
أَعْيُنُنَا وَتَقَرُّ أَعْيُنُهُمْ
بِنَا - رواه البيهقي في شعب الایمان

(مشکوٰۃ ص ۱۷۴)

ماہ رمضان مبارک کی فضیلت کا کیا کہنا کہ اس کی برکت سے رمضان
مبارک کی ہر رات میں ساٹھ ہزار گنہگاروں کی مغفرت کی جاتی ہے۔ سید الانبیاء
والرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم فرماتے ہیں۔

رمضان المبارک کی ہر رات میں ایک
مناوی آسمان سے طلوع صبح
تک یہ ندا کرتا رہتا ہے کہ اے
خیر کے طلب گار تمام کرو اور خوش
اور لے برائی کے چاہنے والے رک
جا اور عبرت حاصل کر۔ کب کوئی
بخشنش مانگنے والا ہے کہ اس کو

نَادَى مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ
كَلِمَةً كَلِمَةً إِلَى الْفَجْرِ
الصُّبْحِ يَا بَاغِي الْخَيْرِ
تَمِّمْ وَأَبْشِرْ يَا بَاغِي
الشَّرِّ اقْصِرْ وَأَبْصِرْ هَلْ
مِنْ مُسْتَفِيرٍ يُغْفِرُ لَهُ
هَلْ مِنْ تَائِبٍ يُتَابِعُ

بخشش کی جائے۔ کیا کوئی توبہ کرنے والا ہے کہ اس کی توبہ قبول کی جائے۔ کیا کوئی دعا مانگنے والا ہے کہ اس کی دعا قبول کی جائے۔ کیا کوئی سوالی ہے کہ اس کا سوال پورا کیا جائے۔ اللہ بزرگ و برتر رمضان شریف کی ہر رات میں افطاری کے وقت ساٹھ ساٹھ ہزار گناہ گار دوزخ سے آزاد فرماتا ہے جب عید کا دن آتا ہے تو اتنے لوگوں کو آزاد فرماتا ہے کہ جتنے تمام مہینہ میں آزاد فرماتا ہے۔ تیس مرتبہ ساٹھ ساٹھ ہزار۔

عَلَيْهِ هَلْ مِنْ دَاعٍ
يُتَجَابُ لَهُ هَلْ مِنْ
سَائِلٍ يُعْطَى سَوْ لَهُ
وَ لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ عِنْدَكُ
فِطْرٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ
رَمَضَانَ كُلَّ لَيْلَةٍ
عُقَاءٍ مِنْ النَّارِ
سِتُّونَ أَلْفًا فَإِذَا كَانَ
يَوْمُ الْفِطْرِ أَعْتَقَ اللَّهُ
مِثْلَ مَا أَعْتَقَ فِي جَمِيعِ
الشَّهْرِ ثَلَاثِينَ مَرَّةً
سِتِّينَ أَلْفًا۔

ر زواجہ طہ اول

اسی طرح سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ دو عالم رحمۃ للعالمین شفیع المسذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ۔

رمضان پاک کی آخری رات میں میری امت کی بخشش کی جاتی ہے۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیہ وسلم کیا وہ شب قدر

يَغْفِرُ لِأُمَّتِهِ فِي الْآخِرِ
لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ قِيلَ
يَا رَسُولَ اللَّهِ أَهِيَ
لَيْلَةُ الْقَدْرِ قَالَ لَا وَلَكِنْ

ہے۔ فرمایا نہیں لیکن کام کرنے
والے کا اجر پورا دیا جاتا ہے۔
جب کہ وہ اپنا کام ختم کرتا ہے۔

الْعَامِلُ إِنَّمَا يُؤْتَىٰ
أَجْرَهُ إِذَا قَضَىٰ عَمَلَهُ
رواہ احمد - مشکوٰۃ ص ۱۶۲

جس نے رمضان پاک قدر نہیں پہچانا وہ ہلاک ہو گا

جس بد قسمت نے رمضان پاک کا قدر نہیں۔ اور اس میں نیک عمل کر
کے اپنی بخشش نہیں کرائی اس نے اپنے آپ کو ہلاکت کے گڑھے میں ڈال
دیا ہے۔ محبوب خدا حبیب کبریٰ شفیع روز جزا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
فرماتے ہیں کہ۔

تم لوگ ممبر کے پاس حاضر ہو۔ پس
ہم ممبر کے پاس حاضر ہوئے۔ جب
حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وہ وسلم ممبر کے پہلے درجہ پر
چڑھے تو فرمایا آمین۔ جب دوسرے
درجہ پر چڑھے تو فرمایا آمین۔ اور
جب تیسرے درجہ پڑھے تو فرمایا
آمین۔ جب ممبر شریف سے اترے
تو ہم نے عرض کی یا رسول اللہ!
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وہ وسلم

أُحْضِرُوا الْمِثْبَرَ فَحَضَرْنَا
فَلَمَّا ارْتَفَىٰ دَرَجَةً
قَالَ آمِينَ فَلَمَّا ارْتَفَىٰ
الدَّرَجَةَ الثَّانِيَةَ قَالَ
آمِينَ فَلَمَّا ارْتَفَىٰ
الدَّرَجَةَ الثَّلَاثَةَ قَالَ
آمِينَ فَلَمَّا نَزَلَ قُلْنَا
يَا رَسُولَ اللَّهِ لَقَدْ سَمِعْنَا
مِنْكَ الْيَوْمَ شَيْئًا مَا كُنَّا
نَسْمَعُهُ قَالَ إِنَّ حَبْرِيًّا

عَرَضَ لِي فَقَالَ بَعْدَ مَنْ
أَذْرَكَ رَمَضَانَ فَلَمْ
يُفْرِلْهُ قُلْتُ الْإِمِينُ
فَلَمَّا رَقِيتُ الثَّانِيَةَ
قَالَ بَعْدَ مَنْ ذُكِرَتْ
عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ
قُلْتُ الْإِمِينُ -

فَلَمَّا رَقِيتُ الثَّلَاثَةَ قَالَ
بَعْدَ مَنْ أَذْرَكَ أَبَوَيْهِ
عِنْدَهُ الْكَبِيرُ أَوْ أَحَدَهُمَا
فَلَمْ يَدْ خِلَاهُ الْجَنَّةَ
قُلْتُ الْإِمِينُ -

(زور جب رطلہ اول)

آج ہم نے آپ سے ایسی بات سنی
کہ کبھی نہ سنتے تھے۔ فرمایا بے شک
جبریل (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے
آکر عرض کی کہ بے شک وہ شخص دو
ہو (رحمت سے یا ہلاک ہو) جس
نے رمضان شریف کو پایا اور اس
کی مغفرت نہیں ہوئی۔

میں نے کہا آمین۔ جب میں دوسرے
درجہ پر چڑھا تو اس نے کہا کہ وہ
شخص دور ہو جس کے پاس تیرا ذکر
ہو اور وہ درود شریف نہ پڑھے۔
میں نے کہا آمین۔

جب میں تیسرے درجہ پر چڑھا
تو اس نے کہا کہ دور ہو وہ شخص جس
کے ماں باپ دونوں یا ایک کو اس
کے سامنے بڑھایا آئے اور وہ اس
کو جنت میں داخل نہ کرانیں۔ میں نے
کہا آمین۔

اس حدیث شریف میں ہے کہ سیدنا حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
بارگاہِ مصطفوی میں تین بد دعائیں کیں۔ اور سید العالمین رحمۃ اللعالمین صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے ان تینوں بد دعاؤں پر آمین فرمائی۔

اول تو سیدنا حضرت جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بد دعا کچھ کم نہ تھی پھر سید العالمین رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کی آمین نے اس بد دعا پر مہر ثبت فرما کر اور سخت بنا دیا۔ اللہ کریم اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کے صدقہ میں ہم گناہ گاروں کو ان تینوں بد دعاؤں سے محفوظ فرمائے آمین۔ ورنہ ہلاکت میں کیا شک و شبہ ہے۔

ایک شخص جس کے لئے بد دعا کی گئی وہ ہے کہ جس کے سامنے حضور سراپا نور شافع یوم النور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کا نام لیا جائے اور وہ آپ پر درود شریف نہ پڑھے تو ایسا شخص اپنے آپ کو ہلاکت کے گڑھے میں ڈالتا ہے اور اللہ بزرگ و بزرگ کی رحمت سے دور ہو جاتا ہے۔ اسی وجہ سے بعض علمائے کرام کے نزدیک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کے نام مبارک پر درود شریف پڑھنا واجب ہے۔ خواہ نام مبارک جتنی مرتبہ مذکور ہو۔ اس کے علاوہ حدیث شریف میں ایسے شخص کو شقی اور سخیل لوگوں کی فہرست میں داخل کیا گیا ہے۔

ایک حدیث پاک میں یہاں تک وارد ہے کہ ایسا شخص رحمۃ اللعالمین شفیح المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کے جمال پاک کی زیارت سے محروم رہے گا، جب کہ مسلمان آپ کی زیارت سے شرف ہوں گے۔

دوسرا شخص جس کے حق میں بد دعا کی گئی ہے وہ ہے کہ جس کے ماں باپ دونوں یا ایک بوڑھے موجود ہوں اور وہ ان کی خدمت نہ کرے تو اس کی ہلاکت و بد نصیبی میں کوئی شبہ نہیں۔ ایک حدیث شریف میں ہے کہ فرمانبردار

بیٹے کی محبت کی نگاہ والد کی طرف ایک معتبول حج کا ثواب رکھتی ہے یعنی جتنی مرتبہ والد کو محبت کی نگاہ سے دیکھے گا۔ اتنے ہی معتبول حجوں کے ثواب کا مستحق ہوگا۔

تیسرا شخص جس کے لئے بد دعا کی گئی ہے وہ ہے کہ جس پر رمضان مبارک گزر جائے اور وہ بخشنا نہ جائے۔ یعنی رمضان مبارک جیسا خیر برکت کا مہینہ بھی غفلت و معاصی میں گزار دے اور عبادت الہی میں اور توبہ و استغفار میں مشغول نہ ہو۔ حالانکہ رمضان شریف میں مغفرت اور رحمت کی بکثرت بارش ہوتی ہے پھر بھی اس کی بد اعمالیوں اور کوتاہیوں کی وجہ سے اس کی بخشش نہ ہو۔ تو بتاؤ کہ اس کی بخشش کے لئے اور کون سا وقت ہوگا۔ لہذا ایسے شخص کی ہلاکت میں کیا تامل ہے۔

رمضان شریف کا احترام ضروری ہے

ہر مسلمان مرد اور

عورت پر واجب اور ضروری ہے کہ وہ ماہ رمضان شریف کا پورا پورا احترام کرے۔ خود روزہ رکھے۔ اگر اس پر اس وقت روزہ فرض نہیں ہے۔ جیسا کہ حیض و نفاس والی عورت، یا مسافر ہو۔ یا روزہ تو اس پر فرض ہے مگر اپنی کوتاہی سے روزہ نہیں رکھتا۔ تو سب کو چاہیے کہ وہ کم از کم رمضان پاک کا احترام ضرور کریں۔ کسی روزہ دار کا فراق نہ اڑائیں۔ دوکاندار ہے تو ایسی چیزوں کی فروخت نہ کرے۔ جس کو بے روزہ لوگ کھاتے ہوں۔ اور خود علانیہ طور پر کھانے پینے نہیں۔ اور نہ ہی سر عام گریٹ اور حقہ نوشی کرے۔

فقہائے عظام نے فرمایا ہے کہ رمضان شریف میں علانیہ کھانے پینے

والے کو قتل کیا جائے۔ (در مختار)
 بشطیکہ اسلامی حکومت ہو۔ ورنہ اس کمینہ کی اس نازیبا حرکت پر اظہار
 نفرت تو کی جائے اور دل سے اسے برا سمجھا جائے۔

حکایت
 بخارا شہر میں ایک مجوسی کا لڑکا رمضان مبارک
 میں مسلمانوں کے بازار میں کھانا کھا رہا تھا۔ مجوسی باپ نے یہ دیکھ کر اس کے
 منہ پر ٹھانچہ مارا اور سخت ناراض ہوا۔

لڑکا بولا ابا جان! تو بھی تو رمضان مبارک میں ہر روز کھانا کھاتا ہے۔
 باپ نے کہا واقعی میں روزہ نہیں رکھتا اور کھانا کھاتا ہوں۔ مگر خفیہ طور پر گھر
 میں بٹھ کر کھاتا ہوں اور مسلمانوں کے سامنے نہیں کھاتا اور اس مہینہ کی بھرتی
 نہیں کرتا۔

جب یہ مجوسی مر گیا تو بخارا کے کسی نیک شخص نے اس کو خواب میں دیکھا کہ
 وہ بہشت میں ٹھہل رہا ہے۔ تو دیکھنے والے نے اس سے پوچھا کہ تو تو مجوسی
 تھا بہشت میں کیسے داخل ہو گیا؟

اس نے کہا کہ واقعی میں مجوسی تھا۔ مگر جب میری موت کا وقت قریب ہوا
 تو رمضان مبارک کے استہرام کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مجھے سلام قبول
 کرنے کی توفیق دی اور میں نے سرنے سے پہلے اسلام قبول کر لیا۔ اور مسلمان ہو کر
 دنیا سے رخصت ہوا۔ تو یہ بہشت کا داخلہ مجھے رمضان پاک کے استہرام کی
 برکت سے ملا ہے۔

(ترجمہ الحج جس ج ۱ ص ۱۲۶)

رمضان پاک کے روزے فرض ہیں

رمضان شریف کے

روزے ہر بالغ مرد اور عورت پر فرض ہیں۔ اور اس کی فرضیت کا منکر کافر اور تارک گناہ کا۔ مرد و ایشہادہ ہے۔ مسلمان جب روزے رکھے گا تو اپنے فرض سے سبکدوش ہوگا۔ اور دوسرے بہت بڑے ثواب کا مستحق بنتا ہے۔

حدیث شریف میں ہے۔

سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے ایمان سے اور ثواب سمجھ کر رمضان شریف کے روزے رکھے تو اس کے پہلے گناہ بخٹے جاتے ہیں

۱۱ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صَومَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَاِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ - رواه البخاری ومسلم

مشکوٰۃ ص ۱۷۳

سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے فرمایا کہ آدم کے بیٹے کا ہر عمل بڑھایا جاتا ہے ایک فیکل سے دس گنا سے سات سو تک۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

۲ : عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم كُلُّ عَمَلٍ ابْنِ اٰدَمَ يُضَاعَفُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلَى سَبْعِ مِائَةٍ

ثَانَ اللَّهِ تَعَالَى إِلَّا الصَّوْمَ
فَإِنَّهُ لِحُبِّهِ وَالْأَنَا أَخْزِيحُ
بِهِ يَدْنُ شَهْوَتِهِ طَعَابَهُ
مِنْ أَجْلِ لِحَبِّهِ لِحَبِّهِ
فَرِحَاتٍ فَرِحَةٌ عِنْدَ
فِطْرِهِ وَفَرِحَةٌ عِنْدَ
لِقَاءِ رَبِّهِ وَلِخُلُوفِ فَمِ
الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ
اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ
وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ الْحَدِيثُ
رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ

(مشکوٰۃ ۱۰۳)

مگر روزہ رکھ اس کا ثواب بیشتر
ہے، بے شک وہ میرے لئے ہے
اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ روزہ
دار اپنی خواہش اور طعام میرے
لئے چھوڑتا ہے۔ روزہ دار کے
لئے دو خوشیاں ہیں۔ ایک خوشی
روزہ چھوڑتے وقت۔ اور ایک
خوشی دیدار اللہ کے وقت۔ اور
روزے دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ
کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے
زیادہ پسند ہے۔ اور روزے ڈھان
ہیں۔

روزہ نہ رکھنا کبیرہ گناہ ہے

ارکانِ اسلام کا ایک رکن روزہ

ہے۔ سرورِ دو جہاں سید کون و ممالک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے
فرمایا کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ سب سے اول تو حیدر رسالت
کا اقرار۔ اس کے بعد اسلام کے چار رکن ہیں۔ نماز۔ ۲۰ روزہ ۳ زکوٰۃ۔
۴ حج۔ کتنے مسلمان ہیں جو مردم شماری میں مسلمان شمار ہوتے ہیں۔
لیکن ان چار رکنوں میں سے ایک کے بھیجی کرنے والے نہیں ہیں۔ البتہ وہ مگرکاری
کا غذات میں مسلمان لکھے جاتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ کے دفتر میں وہ کامل

مسلمان شمار نہیں ہو سکتے۔ اس لئے روزہ نہ رکھنا کبیرہ گناہ ہے یہ بھی اس وقت بت کر جب وہ روزے کی فرضیت کا اعتقاد رکھتا ہو۔ اور جو اس کی فرضیت کا انکار کرے تو وہ بلاشبہ کافر ہے۔

سحری کے کھانے میں برکت سے

مسلمانوں کو چاہئے کہ۔

رمضان مبارک میں سحری کے وقت اٹھیں اور حسب ضرورت کھانا تیار کر کے کھائیں۔ اگرچہ ایک دو لقمے ہی ہوں۔ یا کھجور کے چند دانے کھالے۔ کیونکہ یہ کھانا باعث برکت ہے۔ محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

سحری کیسے کرو کیوں کہ سحری کے کھانے میں برکت ہے۔

تَسْحَرُوا بِفَاتِ السُّحُورِ
بَرُكَةً۔ رواہ البخاری ومسلم

(مشکوٰۃ ص ۱۷۵)

نیز سحری کے وقت اٹھنا اور کھانا کھانا سلام کا شعار ہے۔ اہل کتاب اس سعادت سے محروم ہیں۔ سید الانس و الجبان شاہ کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ہم اہل اسلام اور اہل کتاب کے روزوں میں فرق سحری کا کھانا ہے۔

فَصَلُّ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَ
صِيَامِ أَهْلِ الْكِتَابِ أَكْلَةَ
السُّحْرِ رواہ البخاری ومسلم

(مشکوٰۃ ص ۱۷۵)

خود سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم اور آپ کے صحابہ کرام

علیم الرضوان سحری کے وقت جاگا کرتے تھے اور کھانا تناول فرمایا کرتے تھے۔ لہذا سحری کے وقت کھانا۔ کھانا سنت ہے۔ اور روزہ بند کرتے وقت یہ دعا پڑھنی چاہئے۔

وَبِصُومِ غَدِ قَوَّيْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ۔

افطاری

جب پوری طرح سورج غروب ہو جائے

تو حلال اور طیب چیز سے روزہ افطار کرے اور یہ دعا پڑھے۔

اللَّهُمَّ إِنِّي لَكَ صُومْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَى رِزْقِكَ أَفْطَرْتُ۔

افطاری میں جلدی کرنی چاہیے۔ اتنی تاخیر نہ ہو کہ ستارے نکل آئیں کیوں کہ ایسا کرنا کراہت سے خالی نہیں ہے۔ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کا ارشاد ہے۔

لوگ ہمیشہ (امت مسلمہ) خیریت پر رہیں گے جب تک جلدی روزہ افطار کریں گے۔ اور افطار میں تاروں کا انتظار نہ کریں گے۔

لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ وَتَمَّ يَنْتَظِرُوا بِفِطْرِهِمُ النَّجْمَ

دکشف الغم جلد اول

اسی طرح سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مالک دوسرا سرکارِ ابدت و شافع یوم شمار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے فرمایا۔

لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ وَتَمَّ يَنْتَظِرُوا بِفِطْرِهِمُ النَّجْمَ

دین اسلام ہمیشہ غالب رہے گا جب

تک کہ لوگ افطاری میں جلدی کرتے
رہیں گے۔ کیوں کہ یہودی اور نصرانی
افطاری میں دیر کرتے ہیں۔

مَا عَجَلَ النَّاسُ الْفِطْرَ
لِأَثِّ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى
بِقَوْلِ خَيْرٍ

رواہ ابو داؤد وابن ماجہ

(مشکوٰۃ ص ۱۷۵)

مگر اس جلدی کا مطلب یہ نہیں کہ ابھی سورج اندر باہر

فائدہ

ہو اور پوری طرح غروب نہ ہوا ہو تو روزہ چھوڑ دیا

جائے۔ ایسا کرنے سے سارے دن کی محنت ضائع ہو جائے گی اور نہ ہی ثواب
ملے گا اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اس پر نزدیک ہے۔

حکایت

ابن خنبلہ اور ابن حبان نے اپنی

صحیحین میں یہ روایت بیان کی ہے کہ سرکارِ مدینہ سرور سیدنا صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وبارک وسلم نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ دو آدمی میرے پاس

حاضر ہوئے اور میرے دونوں بازو پکڑ کر ایک بلند پہاڑ کی طرف لے گئے اور

مجھے کہا کہ اس پہاڑ پر چڑھنے۔ میں نے کہا کہ میں اس پر نہیں چڑھ سکتا۔ انہوں

نے کہا کہ ہم اس کو آپ کے لئے آسان کر دیتے ہیں۔ پس میں نے پہاڑ پر

چڑھنا شروع کیا۔ جب پہاڑ کے درمیان میں پہنچا تو مجھے کچھ سخت آوازیں

سنائی دین۔

میں نے دریافت کیا کہ یہ کس آوازیں ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ جہنمیوں کی

آوازیں ہیں۔ پھر وہ مجھے اگے لے گئے وہاں میں نے ایک قوم دیکھی کہ وہ گردن

کے بل لٹکی ہوئی تھی اور ان کی باچھیں چیری جارہی تھیں جن سے خون جاری ہو رہا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں ؟ انہوں نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ وقت سے پہلے روزہ چھوڑ دیتے تھے۔ (زواجہ جلد اول)

روزہ کس سے چھوٹنا چاہیے | یوں تو روزہ چھوٹنا بہر حال

چیز سے جائز ہے۔ مگر طاق کھجوروں سے روزہ افطار کرنا بہت ثواب ہے اگر کھجوریں وقت پر نہ مل سکیں تو پانی سے روزہ کھولنا چاہیے۔ سرور کائنات فخر موجودات حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کا ارشاد ہے۔

جب ایک تمہارا روزہ افطار کرے تو چاہئے کہ کھجوروں سے افطار کرے کیوں کہ اس میں کبریت ہے۔ اگر کھجوریں نہ پائے تو پانی سے افطار کرے کیوں کہ وہ پاک کرنے والا ہے۔

إِذَا أَفْطَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيُفِطِرْ عَلَى تَمْرٍ فَإِنَّهُ بَرَكَةٌ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيُفِطِرْ عَلَى مَاءٍ فَإِنَّهُ لَهُمْ رُحْمٌ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجٍ

(مشکوٰۃ ص ۱۵۷)

نماز تراویح | رمضان مبارک کے مہینہ میں نماز عشاء کے

بعد بیس رکعت نماز تراویح پڑھنی صحیح مذہب میں سنت ہے کہ وہ ہے

اور تمام آئمہ دین اس کے سنت ہونے پر متفق ہیں۔ رافضیوں کے علاوہ کوئی جماعت تراویح کی منکر نہیں ہے۔

محقق علی الاطلاق حضرت عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب ماثبت من السنۃ میں بعض کتب فقہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ اگر کسی شہر کے لوگ نماز تراویح پڑھنا چھوڑ دیں تو وقت کے امام (حاکم) کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان لوگوں سے جنگ کرے۔

ذُكِرَ فِي بَعْضِ كُتُبِ
الْفِقْهِیَّةِ لَوْ تَرَكَ أَهْلُ
الْبَلَدَةِ التَّرَاوِیْحَ قَاتَلَهُمُ
الْإِمَامُ عَلَى ذَلِكَ -

(ماثبت من السنۃ ص ۱۵۸)

بعض فقہ کی کتابوں میں مذکور ہے کہ
اگر اہل شہر تراویح پڑھنا چھوڑ
دیں تو امام (حاکم) اس پر ان سے
جنگ کرے۔

مسلمان مرد کے لئے مسجد میں جماعت سے نماز تراویح پڑھنی چاہیے۔
اور مسلمان عورت کو اپنے گھر کی چار دیواری میں تراویح پڑھنی چاہئے۔ بہتر
ہے کہ دو دو رکعت پڑھی جائے۔ اکیلا پڑھ رہا ہو تو پہلی رکعت میں -
اَلَمْ تَرَ كَيْفَ پڑھے۔ اور دوسری میں قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ
پڑھے۔ اور تیسری میں لِیْلٍ قُرْئِیْنٍ پڑھے اور چوتھی رکعت میں
قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ پڑھے۔ اسی طرح اگلی سورتوں کو بعد قُلْ هُوَ
الله احد پڑھنا جائے۔

جب پندرہویں سولہویں رکعت پڑھے تو دونوں رکعتوں میں قُلْ
هو الله احد پڑھے۔ اور سترہویں میں قُلْ هُوَ اللهُ احد اور

اٹھا رہیں میں قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ پڑھے اور انیسویں رکعت میں قُلْ هُوَ اللهُ احد اور بیسویں رکعت میں قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھے۔ یا پہلی دس رکعتوں میں الم ترکیف سے لے کر قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ تک پڑھے۔ اور پھر دوسری دس رکعتوں میں دوبارہ اَللّٰهُ تَرَكِيْف سے شروع کرے۔

تراویح پڑھتے وقت ہر چار رکعت کے بعد نمازی کو سخت پیار ہے کہ تسبیح پڑھے یا قرآن مجید پڑھے یا نقلیں پڑھے۔ خواہ خاموش رہے اگر تسبیح پڑھے تو یہ پڑھے۔

سُبْحَانَ ذِي الْمَلِكِ وَالْمَلَكُوتِ
 سُبْحَانَ ذِي الْعِزَّةِ وَالْعَظَمَةِ وَالْمَيْبَةِ
 وَالْقُدْرَةِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْجَبْرُوتِ سُبْحَانَ
 الْمَلِكِ الْحَيِّ الَّذِي لَا يَنَامُ وَلَا يَمُوتُ
 سُبُّوْهُ قُدُّوْهُ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلَائِكَةِ
 وَالرُّوْحِ اَللّٰهُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ يَا مُجِيْرُ
 يَا مُجِيْرُ يَا مُجِيْرُ وروود بر سيد دو عالم الصَّلوةُ
 بِرَّ مُحَمَّدٍ -

رمضان میں اعتکاف بیٹھنا سنت ہے

جس مسجد میں اذان اور جماعت ہوتی ہو۔ وہاں اللہ تبارک و تعالیٰ کی رضا کے لئے نیت کے ساتھ ٹھہرنا اعتکاف کہلاتا ہے۔ اعتکاف تین قسم پر ہے۔

۱ : واجب ، کہ سنت مانی ہو کہ میرا مریض اچھا ہو گیا یا فلاں کام ہو گیا تو اتنے دن اعتکاف بیٹھوں گا۔ جب کام بن جائے تو اتنے دن بوجہ راتوں کے اعتکاف بیٹھنا واجب ہے۔

۲ : سنت مؤکدہ ، کہ رمضان مبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھنا۔ یعنی بیویں رمضان شریف کو سورج ڈوبتے وقت بہ نیت اعتکاف مسجد میں موجود ہو۔ اور عید الفطر کے چاند دیکھنے پر اعتکاف ختم کر دے۔

۳ : نفل ، اس کے لئے نہ روزہ شرط ہے اور نہ کوئی وقت خاص بلکہ جب مسجد میں داخل ہو اور اعتکاف کی نیت کر لے۔ جب تک مسجد میں رہے تو نماز اور تلاوت اور ذکر و فکر میں مشغول رہے گا۔ اعتکاف کا مفت ثواب ملتا رہے گا جب مسجد سے باہر نکل گیا تو اعتکاف خود بخود ختم ہو جائے گا۔

مسئلہ اعتکاف جو آخری عشرہ میں سنت مؤکدہ ہے۔ یہ سنت علی الکفایہ ہے۔ اگر شہر یا گاؤں میں ایک شخص بھی معتکف ہو گیا تو سب بری الذمہ ہوں گے۔ اگر کوئی ایک بھی اعتکاف نہ بیٹھے تو سب سے مطالبہ ہو گا۔ (در مختار)

لہذا مسلمانوں کو چاہئے کہ شہر یا گاؤں میں کم از کم ایک شخص نیک اعتکاف ضرور بیٹھے ورنہ سب پر وبال ہو گا۔

مرد کو چاہئے کہ وہ مسجد میں اعتکاف بیٹھے۔ جس میں اذان اور جماعت ہوتی ہے۔ اور عورت اپنے گھر میں ایک مخصوص جگہ پر اعتکاف بیٹھے۔ عورت کا مسجد میں اعتکاف بیٹھنا جائز نہیں ہے۔

معتکف اپنے عمل سے ثابت کرتا ہے

اعتکاف کی فضیلت

کہ اس نے حالت حیات ہی میں اپنا

بال بچھ اور گھر بار سب کچھ چھوڑ دیا ہے۔ اور کہتا ہے کہ اے مولا! تیرے گھر میں آگیا ہوں۔ اور قاعدہ ہے کہ اگر گھر والا کریم اور عزت والا ہو تو وہ ضرور ہر اس شخص کی عزت و اکرام کرتا ہے جو اس کے گھر میں آئے۔ خواہ وہ دشمن ہی کیوں نہ ہو۔

مجھلا کریم و رحمن ذات جو سب داتوں کا داتا ہے اس کے گھر میں جو ، مسلمان پناہ لے تو وہ کریم ذات اس کا کس قدر اکرام فرمائے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اعتکاف کی بہت بڑی فضیلت ہے۔ کیونکہ رب کریم اس کی عزت افزائی فرماتا ہے۔

محبوب رب کریم سید الانبیاء نے والمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک

وسلم معتکف کے متعلق فرماتے ہیں۔

وہ گناہوں سے باز رہتا ہے
اور نیکیوں سے اسے اس قدر
ثواب ملتا ہے کہ جیسے اس نے تمام
نیکیاں کیں ہیں۔

هُوَ يَعْتَكِفُ الذُّنُوبَ
وَيَجْرِي لَهُ مِنَ
الْحَسَنَاتِ كَعَمَلِ الْحَسَنَاتِ
كُلِّهَا۔ رواہ ابن ماجہ

(مشکوٰۃ ص ۱۸۳)

اس حدیث شریف میں اعتکاف کے دو بڑے فائدے ارشاد فرمائے گئے ہیں۔ ایک یہ کہ انسان اعتکاف کی برکت سے گناہوں سے محفوظ رہتا ہے اور یہ فائدہ تمام فائدوں کا سردار ہے۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ بہت

سے نیک اعمال مثلاً نماز جنازہ - عیادتِ مریض - اعانتِ مظلوم وغیرہ جو اختکاف کی وجہ سے نہیں کر سکتا مگر معتکف کو ان سب اعمالِ صالحہ کا ثواب مسجد میں بیٹھے ہوئے ملتا رہتا ہے - الحمد للہ رب العالمین -

شبِ قدر کی فضیلت

شبِ قدر جو ستائیسویں

رمضان شریف کی لائے ہے - اس کو باقی راتوں پر چند وجہوں سے بزرگی حاصل ہے - ۱ : اس رات میں شام سے صبح تک تجلی الہی بندگانِ خرد کی طرف متوجہ ہوتی رہتی ہے -

۲ : اس رات میں ملائکہ اور ارواحِ آسمان سے عبادت کرنے والوں کی ملاقات کے لئے زمین پر اترتے ہیں اور ان کے آنے اور حاضر ہونے کی وجہ سے عبادت میں لذت اور کیفیت پیدا ہوتی ہے - جو دوسری راتوں کی عبادت میں پیدا نہیں ہوتی -

۳ : قرآن مجید اسی رات میں نازل ہوا ہے اور یہ ایک ایسی شرافت ہے کہ جس کی نہایت نہیں -

۴ : فرشتوں کی پیدائش ہی اسی رات میں ہوتی -

۵ : اسی رات بہشت میں باغات لگائے گئے -

۶ : اسی رات میں سیدنا حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا مادہ جمیع کیا گیا تھا

(تفسیر عزیز می)

شب و قدر کے متعلق بڑا
اختلاف ہے کہ وہ کون

شب قدر کون سی رات ہے

سی رات ہے۔ مگر مشہور یہ ہے کہ رمضان شریف کی ستائیسویں رات ہے۔
امام شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شب و قدر کی کچھ علامتیں بیان فرمائی ہیں
کہ یہ رات چمک دار اور شفاف ہوگی۔ نہ زیادہ گرم اور نہ زیادہ ٹھنڈی معتدل
ہوگی۔ اس رات میں نہ بادل ہوں گے نہ ہی بارش ہوگی۔ اور نہ ستارے
ٹوٹیں گے جو شیطانوں کو مارے جاتے ہیں۔ اور اس رات کی صبح کو سورج بغیر
شعاع کے نکلے گا۔ اور اس رات میں کتے نہیں بھونکتے۔

(کشف الغمہ ج ۱ ص ۲۱۳۔ غنیۃ الطالبین ج ۲ ص ۱۱۴)

بعض حضرات فرماتے ہیں کہ شب قدر میں سمندروں اور دریاؤں کا پانی
میٹھا ہو جاتا ہے۔ اور انسانوں اور جنوں کے سوا تمام چیزیں سجدہ میں گر
جاتی ہیں۔ مگر ان باتوں کا علم صاحب کشف کو ہوتا ہے ہر ایک شخص کو پتہ نہیں چلتا۔
(کشف الغمہ ج ۱ ص ۲۱۴)

شب قدر میں دعا قبول ہوتی ہے

شب و قدر میں ایک ایسی
ساعت ہے کہ جس میں جو دعا مانگی جائے وہ قبول ہوتی ہے۔ لہذا مسلمانوں کو
چاہئے کہ شب قدر میں ایسی جامع دعا مانگیں جو دونوں جہانوں میں فائدہ بخش
ہو۔ مثلاً اپنے گناہوں کی بخشش۔ اور رضائے الہی کے حصول کی دعا مانگی
جائے۔ ام المؤمنین سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی
ہیں کہ۔

قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ
 إِنْ عَلِمْتُ أَحَدًا لَيْلَةً
 لَيْلَةَ الْقَدْرِ مَا أَقُولُ فِيهَا
 قَالَ قُولِي اللَّهُمَّ ائْتِكِ
 عَفْوٌ تُجِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ
 عَنِّي . رواه احمد و
 ابن ماجه و الترمذی

(مشکوٰۃ ص ۱۸۲)

میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وبارک وسلم۔ آپ بتائیں
 کہ اگر مجھے لیلۃ القدر رشپ قدر
 کا پتہ چل جائے تو میں کون سی دعا
 مانگوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تو یہ
 دعا مانگ۔ اے اللہ! بے شک تو
 معاف کرنے والا ہے اور معافی کو
 دوست رکھتا ہے۔ مجھے بھی معاف
 کر دے۔

مطلب یہ ہے کہ اس رات اپنے پروردگار سے معافی کی درخواست
 کرتا رہے اور یہ کہتا رہے کہ اللَّهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُجِبُّ الْعَفْوَ
 فَاعْفُ عَنِّي ۔

شب کی عبادت اور نوافل

شب قدر میں سیدنا حضرت

جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام بعد دیگر فرشتوں کے زمین پر اترتے ہیں۔ اور وہ
 چار جھنڈے گاڑتے ہیں۔ ایک روضۃ اطہر پر۔ ایک کعبۃ منظر کی چھت پر۔
 اور ایک بیت المقدس پر۔ اور ایک آسمان اور زمین کے درمیان۔ پھر وہ
 فرشتے تمام طرفوں میں پھیل جاتے ہیں۔ اور کوئی ایسا گھر باقی نہیں رہتا۔ جہاں
 وہ داخل نہ ہوں۔ جو شخص عبادت میں مشغول ہوتا ہے فرشتے اس کو سلام دیتے
 ہیں۔ اور یہ نقشہ طلوع فجر تک باقی رہتا ہے۔ (نزہۃ المجالس ج ۱ ص ۱۲۰)

اس رات کی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت سے افضل ہے۔ اللہ کریم

کا ارشاد ہے۔ كَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ ط

اس رات میں نوافل پڑھنا۔ قرآن مجید کی تلاوت کرنا۔ اور تسبیح و تہلیل

اور استغفار پڑھنا چاہئے۔ شب قدر میں جتنے نفل پڑھے جاسکیں۔ بڑی سعادت

ہے۔ مگر جو کتابوں میں لکھے گئے ہیں وہ یہ ہیں۔

۱ : چار رکعت نفل پڑھے۔ ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد سور تکاثر

یعنی اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي اَنْزَلَ الْقُرْآنَ عَلٰى رَسُوْلِهِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ قَلْبُهُ

پڑھے تو موت کی سختیوں سے آسانی ہوگی۔ اور عذاب قبر سے محفوظ

رہے گا۔ (زمزمہ المجالس ج ۱ ص ۱۲۹)

۲ : دو رکعت نفل پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد

قل هو الله احد سات بار پڑھے۔ سلام کے بعد سات دفعہ

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ پڑھے۔ تو اپنی جگہ سے نہیں اٹھے گا کہ اس پر اور اس

کے والدین پر رحمتِ خدا برسنی شروع ہو جائے گی۔

(تفسیر یعقوب چرخ)

۳ : چار رکعت نفل اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد شریف

کے بعد اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ اَيُّكُمْ اَبَدًا اَوْ اَبَدًا قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ

ستائیس بار پڑھے۔ تو یہ شخص گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے کہ

گویا آج ہی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ اور اس کو اللہ کریم

جنت میں ہزار محل عنایت فرمائے گا۔

۴ : دو رکعت نفل پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ ۖ اِیْکَ بَارًا وَّرَقُلُّ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ تین بار پڑھے۔
 تو اللہ تعالیٰ اس کو شب و قدر کا ثواب عطا کرے گا۔ اور اس کے
 نفل قبول فرمائے گا اور اس کو سیدنا حضرت ادریس اور سیدنا حضرت
 شعیب اور سیدنا حضرت ایوب اور سیدنا حضرت داؤد اور سیدنا حضرت
 نوح علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کا ثواب عطا فرمائے گا۔ اور اس
 کو جنت میں مشرق سے مغرب تک ایک شہر عنایت فرمائے گا۔

۵ : چار رکعت نفل اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد شریف
 کے بعد اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ تین مرتبہ اور قل هو اللہ احد
 پچاس مرتبہ پڑھے۔ پھر اس نماز بعد سجدہ میں جا کر ایک دفعہ
 سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔
 پڑھے۔ پھر اس کے بعد جو دعائیں مانگے قبول ہوگی۔ اور اسے اللہ تعالیٰ
 بے شمار نعمتیں عطا فرمائے گا اور اس کے سب گناہ بخش دے گا۔

(فضائل الشہور)



دسواں مہینہ

سَوَالُ الْمَكْرَمِ

اسلامی دسواں مہینہ کا نام شوال مکرم ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ شوال بالفتح سے ماخوذ ہے جس کا معنی اوسطی کا دم اٹھانا ہے۔ اس مہینہ میں بھی عرب لوگ سیر و سیاحت اور شکار کھیلنے کے لئے اپنے گھروں سے باہر چلے جاتے تھے۔ اس لئے اس کا نام شوال رکھا گیا۔

اس مہینہ کی پہلی تاریخ کو عید الفطر ہوتی ہے۔ جس کو یوم الرحمة بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ اس دن اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر رحمت فرماتا ہے۔ اور اسی دن روز اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھی کو شہد بنانے کا الہام کیا تھا۔ اور اسی دن اللہ تعالیٰ نے جنت پیدا فرمائی۔ اور اسی روز اللہ تبارک و تعالیٰ نے درخت طوبی پیدا کیا۔ اور اسی دن کو اللہ عز و جل نے سیدنا حضرت جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وحی کے لئے منتخب فرمایا۔ اور اسی دن میں فرعون کے جادوں گروں نے توبہ کی تھی۔

رغیۃ الطالبین ج ۲ ص ۱۸

اور اسی مہینہ کی چوتھی تاریخ کو سید العالمین حمزہ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نجران کے نصرانیوں کے ساتھ مباہلہ کے لئے نکلے تھے۔ اور اسی ماہ کی سترہویں تاریخ کو اُحد کی لڑائی شروع ہوئی۔ جس میں سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے تھے۔ اور اسی ماہ کی پچیس تاریخ سے آخر ماہ تک جتنے دن ہیں وہ قوم عاد کے لئے منحوس دن تھے جن میں اللہ جل شانہ نے قوم عاد کو ہلاک فرمایا تھا۔

عجائب المخلوقات ص ۴۶

شوال کی فضیلت

یہ مبارک مہینہ وہ ہے کہ جو

حج کے مہینوں کا پہلا مہینہ ہے اسے شہرہ الفطر بھی کہتے ہیں۔ اس کی پہلی تاریخ کو عید الفطر ہوتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو بخشش کا مژدہ سناتا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

جب عید کا دن آتا ہے یعنی عید الفطر کا دن۔ تو اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے بندوں سے فرشتوں پر فخر فرماتا ہے۔ پس فرماتا ہے کہ اس مزدور کی کیا مزدوری ہے جس نے اپنا کام پورا کیا ہو۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار اس کی جزا یہ ہے کہ اے

إِذَا كَانَتْ يَوْمَ عِيدِهِمْ
يَعْنُونَ يَوْمَ فِطْرِهِمْ
بَاهِي بِمِهِمْ مَلَائِكَتُهُ
فَقَالَ مَا حَبِزَ آءُ أَحْبَبِي
وَتِي عَمَلُهُ قَالُوا رَبَّنَا
حَبِزَ آءُ أَنْتَ تُوَفِّي
أَجْرَهُ قَالَ مَلَائِكَتِي
عَبِيدِي وَإِمَائِي

پورا اجر دیا جائے۔ اللہ تبارک
 و تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے میرے
 فرشتو! میرے بندوں اور باندیوں
 نے میرے اس فرضیہ کو جو ان کے
 ذمہ لازم آتا تھا ادا کر دیا ہے۔
 پھر وہ (عید گاہ کی طرف) نکلے
 دعا کے لئے پکارتے ہوئے۔ اور مجھے
 اپنی عزت و جلال اور کرم اور بلندی
 اور بلند مرتبہ کی قسم میں ان کی دعا
 قبول کروں گا۔ پس فرماتا ہے اے
 میرے بندو! لوٹ جاؤ میں نے
 تمہیں بخش دیا۔ اور تمہاری بدیاں
 نیکیوں سے بدل دیں۔ حضور
 اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ
 وسلم نے فرمایا کہ لوگ اس حال میں
 واپس لوٹتے ہیں کہ ان کی بخشش
 ہو چکی ہوتی ہے۔

قَضَوْا فَرِيضَتِي عَلَيْهِمْ
 ثُمَّ خَرَجُوا يُعْجُونَ
 إِلَى الدُّعَاءِ وَعِدَّتِي
 وَجَلَالِي وَكَرَمِي وَ
 عُلُوِّي وَ ارْتَفَاعِ مَكَانِي
 لَا حِيَابَهُمْ فَيَقُولُ ارْجِعُوا
 فَاغْفِرْتُ لَكُمْ وَ
 بَدَأْتُ سَيِّئَاتِكُمْ حَسَنَاتٍ
 قَالَ فَيَرْجِعُونَ مَغْفُورًا
 نَمُو . رواه البيهقي
 في شعب الایمان

(مشکوٰۃ ص ۱۸۳)

عید الفطر کے کام

عید کے روز یہ کام مستحب ہیں۔ ۱۱ حجامت

ہونا۔ ۲ : ناخن ترشوانا۔ ۳ : غسل کرنا۔ ۴ : سواک کرنا۔ ۵ : اچھے

کپڑے پہننا۔ نیا ہوتو نیا ورنہ دھلا ہوا ہو۔ ۷ : انگوٹھی پہننا۔ ۸ :
 خوشبو لگانا۔ ۸ : صبح کی نماز محلہ کی مسجد میں ادا کرنا۔ ۹ : عید گاہ میں
 جلدی جانا۔ ۱۰ : نماز سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنا جو سوا دو سیر گندم ہے۔
 ۱۱ : عید گاہ کو پیدل جانا۔ ۱۲ : دوسرے راستہ سے واپس آنا۔ ۱۳ :
 نماز عید کو جانے سے پہلے چند کھجوریں کھالینا۔ تین یا پانچ یا سات یا کم و
 بیش مگر طاق ہوں۔ کھجوریں نہ ہوں تو کوئی میٹھی چینز کھالے۔ نماز سے پہلے
 کچھ نہ کھایا تو گنہگار نہ ہوگا۔ مگر عشا تک نہ کھایا تو عتاب کیا جائے گا۔

(عامر کتب)

سیدنا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

حضور نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وبارک وسلم عید گاہ کی
 طرف نہیں جاتے تھے عید الفطر
 کے روز۔ یہاں تک کہ کچھ کھجوریں تناول
 فرماتے۔ اور طاق کھجوریں کھایا
 کرتے تھے۔

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا
 يَفُؤُا وَيَوْمَ الْفِطْرِ حَتَّى
 يَأْكُلَ تَمَرَاتٍ وَ
 يَأْكُلُ هَوْتًا وَشَرًّا -
 رواه البخاری (مشکوٰۃ ص ۱۲)

۱۴ : خوشی ظاہر کرنا۔ ۱۵ : کثرت سے صدقہ دینا۔ ۱۶ : عید گاہ
 کو اطمینان و وقار اور نیچی نگاہ کئے جانا۔ ۱۶ : آپس میں مبارک دینا مستحب
 (در مختار۔ رد المحتار)

نماز عید سے پہلے نفل نماز مطلقاً مکروہ ہے۔ عید گاہ
 میں ہو یا گھر میں۔ خواہ اس پر عید کی نماز واجب ہو یا نہ ہو۔

مسئلہ

یہاں تک کہ عورت اگر چاشت کی نماز گھر میں پڑھنا چاہے تو نماز عید ہو جانے کے بعد پڑھے۔ اور نماز عید کے بعد عید گاہ میں نفل پڑھنا مکروہ ہے گھر میں پڑھ سکتا ہے۔ (درمختار)

شوال کے چھ روزے

شوال میں چھ دن روزے رکھنا بڑا ثواب

ہے جس مسلمان نے رمضان مبارک اور چھ دن شوال کے روزے رکھے تو اس نے گویا سارے سال کے روزے رکھے۔ یعنی پورے سال کے روزوں کا ثواب ملتا ہے۔

سیدنا حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضور رحمتہ للعالمین شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا کہ۔

جس آدمی نے رمضان شریف کے روزے رکھے۔ اور پھر ان کے ساتھ چھ روزے شوال کے رکھے تو اس نے گویا تمام عمر روزے رکھے۔

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ
اتَّبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ
كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ
رواه البخاری و مسلم
(مشکوٰۃ ص ۱۷۹)

یہ تمام عمر والا مسئلہ اس وقت ہے جب کہ وہ شوال کے چھ روزے تمام عمر رکھے۔ اور اگر اس نے صرف ایک سال یہ روزے رکھے تو سال کے روزوں کا ثواب ملے گا۔ پھر یہ چھ روزے اکٹھے رکھے یا الگ الگ ہر طرح جائز ہیں مگر بہتر یہ ہے کہ ان کو متفرق طور پر رکھا جائے۔ یہی حنفی مذہب ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۱۷۹)

شوال کے نفل

حدیث شریف میں ہے کہ جو مسلمان شوال کی پہلی رات یا دن میں نمازِ حید کے بعد چار

رکعت نفل اپنے گھر میں پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ - اکیس مرتبہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے، بہشت کے آٹھوں دروازے کھول دے گا۔ اور دوزخ کے ساتوں دروازے اس پر بند کر دے گا۔ اور اتنے تک نہ مرے گا کہ جب تک اپنا مکان جنت میں نہ دیکھ لے گا۔

دوسری روایت میں ہے کہ ماہِ شوال میں رات کو یا دن کو آٹھ رکعت نفل پڑھے اور ہر ایک رکعت میں الحمد شریف کے بعد قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ پچیس مرتبہ پڑھے۔ پھر سلام پھیر کر ستر دفعہ سُبْحَانَ اللَّهِ اور ستر دفعہ یہ درود شریف پڑھے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ اٰلِهِ وَاصْحَابِهِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ تَرَىٰ اللّٰهُ تَعَالٰی اس کے واسطے رحمت اور حکمت کے دروازے کھول دے گا۔ اور اس کے لئے جنت میں ایک بڑا مکان بنائے گا کہ اس سے بڑا مکان کسی اور کا نہ ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ اس کی شتر حاجتیں دنیا میں پوری فرمائے گا۔

(رسالہ فضائلِ شہور)

❖ ❖ ❖

گیارہواں مہینہ

ذُو الْقَعْدَةِ



سال کا گیارہواں اسلامی مہینہ ذوالقعدہ ہے۔ یہ پہلا مہینہ ہے جس میں جنگ و قتال حرام ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ قعود سے مانحہ ہے۔ جس کے معنی بیٹھنے کے ہیں۔ اور اس مہینہ میں بھی عرب لوگ جنگ و قتال سے بیٹھ جاتے تھے۔ یعنی جنگ سے باز رہتے تھے۔ اس لئے اس کا نام ذوالقعدہ رکھا گیا۔

ماہ ذُو الْقَعْدَةِ کے مشہور واقعات

ذوالقعدہ کا مہینہ وہ بزرگ مہینہ

ہے جس کو حرمت کا مہینہ فرمایا گیا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا
 مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرْمٌ ط یعنی بارہ مہینوں میں چار مہینے حرمت
 والے ہیں۔ ان میں سے پہلا حرمت والا مہینہ ذوالقعدہ ہے۔ اس میں
 مندرجہ ذیل واقعات رونما ہوئے۔

سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تیس راتوں کا وعدہ

ذوالقعدہ کی پہلی تاریخ کو اللہ جل شانہ نے سیدنا حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو کتاب دینے کے لئے تیس راتوں کا وعدہ فرمایا تھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَإِعْدْنَا مُوسَىٰ
ثَلَاثِينَ لَيْلَةً وَأَتَمَمْنَاهَا
بِعَشْرِ فِتْنٍ مُّبِينَاتٍ
رَبِّهِ أَرَبَعِينَ لَيْلَةً
وَقَالَ مُوسَىٰ لِأَخِيهِ
هَارُونَ أَخْلُقْنِي
فِي قَوْمٍ مُّجِبٍ وَأَخْلُفْهُ
وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيلَ
الْمُفْسِدِينَ ه
لَمَّا جَاءَ مُوسَىٰ
لِمِيقَاتِنَا وَكَلَّمَهُ رَبُّهُ.

(پ ۹ سورت اعراف)

اور ہم نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تیس راتوں کا وعدہ فرمایا۔ اور ان میں دس اور بڑھا کر پوری کیں۔ تو اس کے رب کا وعدہ پوری چالیس رات کا ہوا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے بھائی حضرت ہارون علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا کہ میری قوم پر میرے نائب رہنا اور اصلاح کرنا اور فسادوں کی راہ کو دخل نہ دینا۔ اور جب حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے وعدے پر حاضر ہوا۔ اور اس سے اس کے رب نے کلام فرمایا۔

سیدنا حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا بنی اسرائیل

سے وعدہ تھا کہ جب اللہ تعالیٰ ان کے دشمن فرعون کو ہلاک فرمادے تو وہ ان کے پاس اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک کتاب لائیں گے جس میں حلال و حرام کا بیان ہوگا۔

جب اللہ تعالیٰ نے فرعون کو ہلاک کیا تو سیدنا حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رب سے اس کتاب کے نازل فرمانے کی درخواست کی۔ تو حکم ہوا کہ تیس روزے رکھیں۔ جب آپ وہ روزے پورے کر چکے تو آپ کو اپنے دہن مبارک میں ایک طرح کی بو معلوم ہوتی آپ نے سواک کی۔

ملائکہ نے عرض کیا کہ ہمہیں آپ کے دہن مبارک سے بڑی محبوب خوشبو آیا کرتی تھی آپ نے سواک کر کے اس کو ختم کر دیا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ماہ ذی الحجہ میں دس روزے اور رکھیں۔ اور فرمایا کہ اے موسیٰ! (علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) کیا تمہیں معلوم نہیں کہ روزے دار کی سنہ کی خوشبو میرے نزدیک خوشبو مشک سے زیادہ اہیب ہے۔

خلاصہ یہ کہ جب سیدنا حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کلام سننے کے لئے حاضر ہوئے تو آپ نے طہارت کی اور پاکیزہ لباس پہنا اور روزہ رکھ کر طور سینا میں حاضر ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک بادل نازل فرمایا جس نے پہاڑ کو ہر طرف سے بعتدر چار فرنگ ڈھاک لیا۔ شیاطین اور زمین کے جانور حتیٰ کہ رہنے والے فرشتے تک وہاں سے علیحدہ کر دینے کئے۔ اور آپ کے لئے آسمان کھول دیا گیا۔ تو آپ نے ملائکہ کو ملاحظہ فرمایا کہ ہوا میں پھرتے ہیں اور آپ نے عرش الہی کو صاف دیکھا۔ یہاں تک کہ الواح پر قلمروا کی آواز

سنی۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ سے کلام فرمایا۔ آپ نے اس کی بارگاہ میں معروضات پیش کئے۔

اس نے اپنا کلام کریم سنا کر نوازا۔ حضرت جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کے ساتھ تھے۔ لیکن جو اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا وہ انہوں نے کچھ نہ سنا۔

تفسیر خازن غمیرہ،

پھر اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو توریت دیکر فرمایا۔

فرمایا اے موسیٰ! (علیہ السلام) میں تجھے لوگوں سے چن لیا اپنی رسالتوں اور اپنے کلام سے تو نے جو میں نے تجھے عطا فرمایا۔ اور شکر والوں میں ہو۔ اور ہم نے اس کے لئے تختیوں میں لکھ دی ہر چیز کی نصیحت اور ہر چیز کی تفصیل۔ اور فرمایا اے موسیٰ! (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اسے مضبوطی سے لے اور اپنی قوم کو حکم دے کہ اس کی اچھی باتیں اختیار کریں عنقریب میں تمہیں دکھاؤں گا بے حکموں کا گھر۔

قَالَ يَا مُوسَىٰ إِنِّي اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسَالَتِي وَ بِكَلَامِي فَخُذْ مَا آتَيْنَاكَ وَ كُنْ مِنَ الشَّاكِرِينَ هَـ وَ كَتَبْنَا لَهُ فِي الْأَلْوَابِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَوْعِظَةً وَ تَفْصِيلًا لِكُلِّ شَيْءٍ هَـ فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَ أْمُرْ قَوْمَكَ بِأَخْذِهَا وَ بِأَحْسِنِهَا هَـ سَأُورِيكُمْ دَارَ الْفَاسِقِينَ هَـ

آپ ۹۔ سورت اعراف

بیت اللہ شریف کی نبیاد

اور اس مہینہ ذوالقعدہ کی
پانچویں تاریخ کو سیدنا حضرت

ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اور سیدنا حضرت اسماعیل ذبیح
اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیت اللہ شریف کی بنیاد رکھی تھی۔ اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے کہ۔

اور جب اٹھاتا تھا ابراہیم علی
نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام، اس گھر
کی نیویں۔ اور اسماعیل علیہ الصلوٰۃ
والسلام، یہ کہتے ہوئے۔ اے رب
ہمارے ہم سے قبول فرما بے شک
تو ہی ہے سنا، جانتا۔ اے رب
ہمارے اور کہ ہمیں تیرے حضور
گردن رکھنے والا۔ اور ہماری
اولاد میں سے ایک امت تیسری
فرمانبردار اور ہمیں ہماری عبادت
کے قاعدے بنا اور ہم پر اپنی
رحمت کے ساتھ رجوع فرما۔ بیشک
تو ہی ہے بہت توبہ قبول کرنے
والا مہربان۔

وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ
الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ
وَإِسْمَاعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ
مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ
الْعَلِيمُ ۝ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا
مُسْلِمِينَ لَكَ وَمِنَ
ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةٌ مُّسْلِمَةٌ لَّكَ
وَارِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ
عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ
الرَّحِيمُ ۝

(پ ۱۔ سورت بقرہ)

پہلی مرتبہ کعبہ معظمہ کی بنیاد سیدنا حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام

نے رکھی تھی۔ اور بعد طوفانِ نوح پھر سیدنا حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی بنیاد پر تعمیر فرمائی۔ یہ تعمیر آپ کے دستِ اقدس سے ہوئی۔ اور اس کے لئے پتھر اٹھا کر لانے کی خدمت اور سعادت سیدنا حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو میسر ہوئی۔ دونوں حضرات نے اس وقت یہ دعا کی کہ
یا رب ہماری یہ طاعت و خدمت قبول فرما۔

سیدنا حضرت یونس

علیہ السلام کا مچھلی کے پیٹ سے نکلنا

ماہِ ذی القعدة کی چودھویں تاریخ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے سیدنا حضرت یونس علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو مچھلی کے پیٹ سے نکالا تھا۔ ارشادِ ربانی ہے۔

اور بے شک یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام، پیغمبروں سے ہیں۔ جب کہ بھری کشتی کی طرف نکل گیا۔ تو قرعہ ڈالا تو ڈھکیلے ہوؤں میں ہوا پھر اسے مچھلی نے نگل لیا۔ اور وہ اپنے آپ کو ملامت کرتا تھا۔ تو اگر وہ توبہ کرنے والا نہ ہوتا تو ضرور

وَإِنَّ يُونُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ۝ إِذْ أَبَقَ إِلَى الْفُلِّ الْمَشْحُونِ ۝ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِينَ ۝ فَالْتَقَمَهُ الْحُوتُ وَهُوَ مُكِيمٌ ۝ فَلَوْ لَا أَنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِينَ ۝

اس کے پیٹ میں رہتا جس دن
تک لوگ اٹھائے جائیں گے پھر
ہم نے اسے میدان پر ڈال دیا اور
وہ بیمار تھا۔

لَلَّيْتِ فِي بَطْنِهِ الْخَلْبُ
يَوْمَ يُبْعَثُونَ ه فَنَبِّذُهُ
بِالْعَرَاوِ وَهُوَ سَقِيءٌ
(پ ۲۳۳ - سورت صافات)

سیدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور وہب کا قول ہے
کہ سیدنا حضرت یونس علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم سے عذاب
کا وعدہ کیا تھا۔ اس میں تاخیر ہوئی تو آپ ان سے چھپ کر نکل گئے اور
آپ نے دریائی سفر کا قصد فرمایا۔ کشتی پر سوار ہوئے۔ دریا کے درمیان
میں کشتی ٹھہر گئی۔ اور اس کے ٹھہرنے کا کوئی سبب ظاہر موجود نہ تھا۔ ملاحوں
نے کہا کہ اس کشتی میں اپنے مولا سے بھاگا ہوا کوئی غلام ہے۔ قرعہ ڈالنے
سے ظاہر ہو جائے گا۔

قرعہ ڈالا گیا تو آپ ہی کا نام نکلا تو آپ نے فرمایا کہ میں ہی وہ غلام ہوں
تو آپ کو پانی میں ڈال دیا گیا۔ کیوں کہ اس وقت کا دستور یہی تھا کہ جب تک
بھاگا ہوا غلام دریا میں غرق نہ کر دیا جائے اس وقت تک کشتی چلتی نہ تھی حکم
الہی مچھلی نے آپ کو نکل لیا۔ آپ مچھلی کے پیٹ میں ایک دن یا تین دن یا
سات دن یا چالیس دن رہے۔

آپ نے ذکر الہی کی کثرت کی اور مچھلی کے پیٹ میں لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ
سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ پڑھنا شروع کر
دیا تو اللہ جل شانہ نے مچھلی کو حکم دیا تو اس نے سیدنا حضرت یونس علیہ
السلام کو دریا کے کنارے ڈال دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَإِذْ وَ النَّوْبِ إِذْ ذَهَبَ
مُغَاضِبًا فَظَنَّ أَنْ لَنْ يَنْقُذَهُ عَلَيْهِ فَنَادَى فِي الظُّلُمَاتِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ ه
فَأَسْتَجِبْنَا لَهُ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الغَمِّ وَكَذَلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِينَ ه

(پ ۱۴ - سورت انبیاء)

اور ذوالنون کو دیا کروم جب چلا
غصہ میں بھرا تو گمان کیا کہ ہم اس پر
تنگی نہ کریں گے تو اندھیریوں میں
پکارا۔ کوئی معبود نہیں سوا تیرے
پاکی ہے تجھ کو بے شک مجھ سے
بچا ہوا۔ تو ہم نے اس کی پکار
سن لی۔ اور اسے نجات بخشی اور ایسی
ہی نجات دیں گے مسلمانوں کو۔

پھلی کے پیٹ میں رہنے کے باعث آپ ایسے ضعیف اور نازک ہو
گئے تھے جیسا کہ بچہ پیدائش کے وقت ہوتا ہے۔ جسم کی کھال نرم ہو گئی
تھی۔ بدن پر کوئی بال باقی نہ رہ گیا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے کدو کا درخت اگا
دیا۔ جو آپ پر سایہ کرتا تھا اور مکھیوں سے محفوظ رکھتا تھا۔ اور حکیم الہی روزانہ
ایک بکری آتی اور اپنا تھن حضرت کے منہ مبارک میں دے کر آپ کو صبح و شام
دودھ پلا جاتی۔ یہاں تک کہ جسم مبارک کی جلد شریف یعنی کھال مضبوط ہو
گئی اور اپنے موقع سے بال جھے اور جسم مبارک میں تو انائی آئی۔ اللہ تعالیٰ
ارشاد فرماتا ہے۔

یعنی ہم نے اس پر کدو کا درخت
اگا دیا۔

وَ أَنْبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً
مِنْ قِطَاطٍ ه

اور یہ کدو کا درخت آپ پر ذوالقعدہ کی سترہویں تاریخ کو اگایا گیا

مختار۔ عجائب المخلوقات ص ۲۶۶

حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص ،
ذوالقعدہ کے مہینہ میں ایک دن

ذوالقعدہ کے روزے

روزہ رکھتا ہے تو اللہ کریم اس کے واسطے ہر ساعت میں ایک حج مقبول اور ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب لکھنے کا حکم دیتا ہے۔

ایک حدیث شریف میں ہے کہ ذوالقعدہ کے مہینہ کو بزرگ جانو کیونکہ

حرمت والے مہینوں میں یہ پہلا مہینہ ہے۔

اور ایک حدیث مبارک میں ہے کہ اس مہینہ کے اندر ایک ساعت

کی عبادت ہزار سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ اور فرمایا کہ اس مہینہ میں یہ

کے دن روزہ رکھنا ہزار برس کی عبادت سے بہتر ہے۔

(رسالہ فضائل ایشہور)

ذوالقعدہ کے نفل

حدیث شریف میں ہے کہ جو کوئی ذوالقعدہ

کی پہلی رات میں چار رکعت نفل پڑھے۔ اور اس کی ہر رکعت میں الحمد

شریف کے بعد ۳۳ دفعہ قل هو اللہ احد پڑھے۔ تو اس کے

لئے جنت میں اللہ تعالیٰ ہزار مکان یا قوت سرخ کے بنائے گا۔ اور ہر مکان

میں جو اہر کے تخت ہوں گے۔ اور ہر تخت پکے اور ایک ٹھور بیٹھی ہوگی۔ جس

کی پیشانی سورج سے زیادہ روشن ہوگی۔

اور ایک روایت میں ہے کہ جو آدمی اس مہینہ کی ہر رات نفل پڑھے۔

نفل پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد قل ہو
اللہ احد تین بار پڑھے۔ تو اس کو ہر رات میں ایک شہید اور ایک حج کا
ثواب ملتا ہے۔

اور جو کوئی اس مہینہ میں ہر جمعہ کو چار رکعت نفل پڑھے۔ اور ہر رکعت
میں الحمد شریف کے بعد اکیس بار قل ہو اللہ احد پڑھے۔
تو اللہ تعالیٰ اس کے واسطے حج اور عمرہ کا ثواب لکھتا ہے۔

اور فرمایا کہ جو کوئی پنج شنبہ (جمعرات) کے دن اس مہینہ میں سو رکعت
پڑھے۔ اور ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد دس دفعہ قل ہو اللہ
احد پڑھے۔ تو اس نے بے انتہا ثواب پایا۔

رسالہ فضائل اشہور،

❖ ❖ ❖

•

بارہواں مہینہ

ذُو الْحِجَّةِ

اسلامی سال کا بارہواں مہینہ ذوالحجہ ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ ظاہر ہے کہ اس ماہ میں لوگ حج کرتے ہیں۔ اور اس کے پہلے عشرہ کا نام قرآن مجید میں ”ایام معلومات“ رکھا ہے یہ دن اللہ کریم کو بہت پیارے ہیں۔ اس کی پہلی تاریخ کو سیدہ عالم حضرت خاتونِ جنت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح سیدنا حضرت شیر خدا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے ساتھ ہوا۔ جس کی تفصیل فضائل الایام میں بیان ہو چکی ہے۔

اس کی آٹھویں تاریخ کو یومِ ترویہ کہتے ہیں۔ کیوں کہ حجاج اس دن اپنے اونٹوں کو پانی سے خوب سیراب کرتے تھے۔ تاکہ عرفہ کے روز تک ان کو پیاس نہ لگے۔ یا اس لئے اس کو یومِ ترویہ (سوچ بچار) کہتے ہیں کہ سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے آٹھویں ذی الحجہ کو رات کے وقت خواب میں دیکھا تھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے حکم دیتا ہے کہ اپنے بیٹے کو ذبح کر۔ تو آپ نے صبح کے وقت سوچا اور غور کیا کہ آیا یہ اللہ

تعالے کی طرف سے ہے یا شیطان کی طرف سے۔ اس لئے اس کو یوم
ترویہ کہتے ہیں۔

اور اس کی نویں تاریخ کو عرفہ کہتے ہیں۔ کیوں کہ سیدنا حضرت ابراہیم
علیہ الصلوٰۃ والسلام جب نویں تاریخ کی رات کو وہی خواب دیکھا تو پہچان لیا کہ
یہ خواب خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اسی دن حج کا فریضہ مکمل کر لیا گیا
ہے اور۔

دسویں تاریخ کو یوم نحر کہتے ہیں۔ کیوں کہ اسی روز سیدنا حضرت اسماعیل
علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قربانی کی صورت پیدا ہوئی۔ اور اسی دن عام مسلمان قربانی
ادا کرتے ہیں۔

اس کے بعد گیارہویں۔ بارہویں۔ تیرہویں کے دنوں کو ایام شریف کہتے
ہیں۔ اور۔ اس ماہ کی بارہویں تاریخ کو حضور سراپا نورش فہ یوم النشور صلی اللہ
تعالے علیہ وبارک وسلم نے سیدنا حضرت علی مرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے بھائی چارہ قائم کیا تھا۔

اور اس ماہ کی سچو دہویں تاریخ کو سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے نماز میں اپنی انگوٹھی صدقہ کی تھی۔

اور اس کی چھبیسویں تاریخ کو سیدنا حضرت داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ
والسلام پر استغفار نازل ہوئی تھی۔

اور تالیسویں کو حادثہ حسرتہ رونما ہوا تھا کہ یزید یوں نے مدینہ منورہ
پر حملہ کر دیا تھا۔

اور اسی مہینہ کی اٹھالیسویں تاریخ کو سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت

شہنشاہِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کے وصال کے بعد علی الترتیب سیدنا حضرت ابوبکر صدیق، سیدنا حضرت عمر فاروق، سیدنا حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہم خلیفہ ہوئے۔ سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد تین دن تک مسند خلافت خالی رہی۔ اس عرصہ میں لوگوں نے سیدنا حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے اس منصب کے قبول کرنے کے لئے سخت اصرار کیا۔ تو انہوں نے پہلے تو اس بارگراں کو اٹھانے سے انکار کر دیا۔ لیکن آخر میں مباحثہ میں انصار کے اصرار سے مجبور ہو کر یہ بوجھ اٹھانا پڑا۔ اور واقعہ شہادت کے تیسرے روز ماہ ذی الحجہ میں مسجد نبوی میں جناب مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دستِ اقدس پر بیعت ہوئی۔

مسند نشین خلافت ہونے کے بعد سب سے پہلا کام سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتلوں کا پتہ چلانا اور ان کو سزا دینا تھا۔ لیکن وقت یہ تھی کہ شہادت کے وقت صرف ان کی بیوی نائلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا موجود تھیں جو اس کے سوا کچھ نہ بتا سکیں کہ محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

دو آدمیوں کے ساتھ جن کو وہ پہلے نہ جانتی تھیں اندر آئے سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محمد بن ابی بکر کو گرفتار کر لیا۔ تو انہوں نے قسم کھا کر اپنی برائت کا اظہار کیا کہ وہ قتل کے ارادے سے ضرور داخل ہونے لگے تھے لیکن حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک جملے سے شرمندہ ہو کر پیچھے ہٹ آئے۔ البتہ ان دونوں نابکاروں نے بڑھ کر حملہ کیا جن کو وہ بھی نہیں جانتے تھے کہ کون ہیں۔ سیدہ حضرت نائلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی اس بیان کی تصدیق کی کہ محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما شریک قتل نہ تھے۔

غرضیکہ تحقیق و تفتیش کے یا وجود قاتلوں کا پتہ نہ چل سکا۔ تاریخ کی کتابوں میں قاتلوں کے مختلف نام مذکور ہیں۔ لیکن شہادت کی قانونی حیثیت سے وہ مجرم ثابت نہیں ہوتے۔ اس لئے مجرمین کا کوئی پتہ نہ چلا۔ اور سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ اس وقت کوئی کارروائی نہ کر سکے۔

آپ کی خلافت فقیرانہ کی

آپ کے در دولت پر کوئی حاجب تھا

نہ دربان۔ نہ ہی امیرانہ کورفر نہ سشایانہ تزک و احتشام۔ اس وقت جب قیصر و کبریٰ کی شہنشاہی مسلمانوں کے لئے زرد جو ابراہر اگل رہی تھی تو سلام کا خلیفہ ایک معمولی غریب کی زندگی بسر کر رہا تھا۔ اور اس پر فیاضی کا یہ عالم کہ داد و دہش کی بدولت کبھی فقر و فاقہ کی نوبت بھی آجاتی تھی۔

ایک دفعہ منبر پر خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ میری تلوار کا کون خریدار ہے۔ خدا کی قسم اگر میرے پاس ایک تہ بند کی قیمت ہوتی تو میں اس کو فروخت نہ کرتا۔ ایک شخص نے کلڑے ہو کر کہا۔ امیر المؤمنین! میں تہ بند کی

قیمت قرض دیتا ہوں ۛ
 مسند احمد بن حنبل ص ۱۳۵
 اگر امیر المؤمنین علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تفصیلی احوال
 جاننا چاہو تو فقیر کی کتاب نورانی مواعظ حصہ پنجم کا مطالعہ کرو۔

ماہ ذی الحجہ کی فضیلت

ذوالحجہ کا مہینہ ان چار

برکت اور حرمت والے مہینوں میں سے ایک ہے۔ اس مبارک مہینہ میں
 کثرتِ نوافل۔ روزے۔ تلاوتِ قرآن۔ تسبیح و تہلیل۔ تکبیر و تقدیس اور
 صدقات و مہربت وغیرہ اعمال کا بہت بڑا ثواب ہے۔ اور بالخصوص اس کے
 پہلے دس دنوں کی اتنی فضیلت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس عشرہ کی دس راتوں
 کی قسم یاد فرمائی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

وَ الْفَجْرِ ۝ وَ لَيْلِ
 عَشْرِ ۝ وَ الشَّفْعِ وَ الْوَتْرِ ۝
 وَ اللَّيْلِ إِذَا يَسْرِ ۝
 (سورۃ فجر پ ۳۰)

قسم بت مجھے فجر کی عید قربان کی
 اور دس راتوں کی جو ذوالحجہ کی پہلی
 دس راتیں ہیں۔ اور قسم بتے جنت
 اور طاق کی جو رمضان مبارک کی
 آخری راتیں ہیں اور قسم بت اپنے
 حبیب رحلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 کے معراج کے رات کی۔

اس قسم سے پتہ چلتا ہے کہ عشرہ ذی الحجہ کی بہت بڑی فضیلت ہے۔ اسی
 طرح ان کی فضیلت سے کتب احادیث لسبزیہ میں۔ چند مبارک حدیثیں

سیدہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول خدا
صیب کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وہ وسلم نے فرمایا کہ جس وقت
عشرہ ذی الحجہ داخل ہو جائے اور
تمہارا بعض آدمی قربانی کرنے کا ارادہ
رکھتا ہو تو چاہیے کہ بال اور جسم سے
کسی چیز کو مس نہ کرے۔ اور ایک
روایت میں ہے کہ فرمایا کہ بال نہ
کرائے اور نہ ناخن اتروائے۔
اور ایک روایت میں ہے کہ جو
شخص ذی الحجہ کا چپاند دیکھ لے
اور قربانی کا ارادہ ہو تو نہ بال منڈائے
اور نہ ناخن ترشوائے۔

سیدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ
تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ رسول خدا
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وہ وسلم
نے فرمایا کہ کوئی دن ایسا نہیں ہے
کہ نیک عمل اس میں ان ایام عشرہ

۱۱ عن ام سلمة قالت
قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم إذا دخل
الْفَشْرُ وَ ارَادَ بَعْضُكُمْ
أَنْ يُضَجَّحَ فَلَا يَمَسَّ
مِنْ شَعْرِهِ وَ بَشْرِهِ
شَيْئًا وَفِي رِوَايَةٍ فَلَا
يَأْخُذُ شَعْرًا وَلَا
يُقْلِمُ ظْفُرًا وَفِي
رِوَايَةٍ مَنْ رَأَى
هِيَالًا ذِي الْحَجَّةِ وَ
ارَادَ أَنْ يُضَجَّحَ
فَلَا يَأْخُذُ مِنْ شَعْرِهِ
وَلَا مِنْ أَظْفَارِهِ -

رواد مسلم مشکوٰۃ ص ۱۲۰

۱۲ عن ابن عباس
قال قال رسول الله صلى
الله عليه وسلم ما من
أَيَّامٍ الْعَمَلُ الصَّالِحُ فِيْهِنَّ
أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ مِنْ هَذِهِ

سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ
 محبوب ہو۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان
 نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وبارک وسلم جہاد فی
 سبیل اللہ بھی نہیں۔ فرمایا جہاد فی
 سبیل اللہ بھی نہیں۔ مگر وہ مرد جو
 اپنی جان اور مال لے کر نکلا اور ان
 میں سے کسی چیز کے ساتھ واپس
 نہیں آیا۔ وہ سب کچھ قربان کر دیا،

الْأَيَّامِ الْعَشْرَةَ قَالُوا يَا
 رَسُولَ اللَّهِ وَلَا الْجِهَادُ
 فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَالَ وَلَا
 الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ
 إِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِهِ
 وَمَالِهِ فَلَمْ يَرِجْ مِنْ
 ذَلِكَ شَيْئًا

رواہ البخاری (مشکوٰۃ ص ۱۲۸)

سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وبارک وسلم سے ،
 روایت کرتے ہیں کہ آپ نے
 ارشاد فرمایا کہ کوئی دن زیادہ
 محبوب نہیں اللہ تعالیٰ کی طرف
 کہ عبادت ان میں کی جائے۔
 ان دس دنوں ذی الحجہ سے۔ ان
 دنوں میں ایک دن کا روزہ سال
 کے روزوں کے برابر ہے اور ان

عن ابی ہریرۃ رضی
 اللہ تعالیٰ عنہ عن
 النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 أَنَّهُ قَالَ مَا مِنْ أَيَّامٍ
 أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى
 أَنْ يَتَعَبَّدَ لَهُ فِيهِمْ
 مِنْ أَيَّامِ عَشْرِ ذِي الْحِجَّةِ
 وَإِنَّ صِيَامَ يَوْمٍ فِيهَا
 يُجْدِلُ صِيَامَ سَنَةٍ وَقِيَامُ
 لَيْلَةٍ فِيهِمْ كَقِيَامِ سَنَةٍ

کی ایک رات کا قیام سال کے قیام کے برابر ہے۔

(غنیۃ الطالبین ج ۲ - ص ۲۵)

مشکوٰۃ ص ۱۲۸)

یہی وجہ تھی کہ سینا حضرت سعد بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ دس راتوں میں چراغ نہ بجھاؤ۔ اور خدام کو ان راتوں میں جاگنے اور عباد کرنے کا حکم دیا کرتے تھے۔

(غنیۃ الطالبین ج ۲ ص ۲۵)

ذوالحجہ کے پہلے نو دنوں کے روزے

ذوالحجہ مبارک کے پہلے

عشرہ کے پہلے نو دن روزہ رکھنا بڑا ثواب ہے۔ ام المؤمنین سیدہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔

چار چہینوں کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نہیں چھوڑتے تھے عاشورہ کا روزہ اور (ذوالحجہ) کے دس دن یعنی پہلے نو دن کا روزہ اور ہر ماہ کے تین دن کا روزہ۔ نماز فجر سے قبل دو رکعتیں۔

أَرْبَعٌ لَمْ تَكُنْ يَدُ عَرْمَتِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ صِيَامٌ عَاشُورَاءَ
وَالْعَشْرِ وَفَلَا تَمَّ أَقْيَامُ
مِوْتِ كُلِّ شَهْرٍ وَرَكَعَتَانِ
قَبْلَ الْفَجْرِ - رواه النسائي

(مشکوٰۃ ص ۱۲۸)

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں عشرہ ذی الحجہ

حکایت

کی راتوں میں ایک بصرہ کے قبرستان میں تھا۔ تو میں نے ایک قبر سے نو نیشائیں نکلتی دیکھیں۔ یہ دیکھ کر میں بڑا حیران ہوا۔ اتنے میں آواز

آئی۔ اے سفیان ثوری! اگر تو نے بھی نو دن ذی الحجہ کے روزے رکھے
تو تیری قبر سے بھی اسی طرح نور نکلے گا۔

(نزہۃ المجالس ج ۱ ص ۱۴۴)

حکایت

سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ عہد رسالت میں ایک شخص سماع یعنی غنا، گانا بجانا،
کو دوست رکھتا تھا مگر جب ذوالحجہ کا چاند نظر آجاتا تو روزے رکھنا شروع کرتا
محبوب کبریٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے اس شخص کو بلا کر پوچھا کہ تو کس وجہ
سے ان دنوں کا روزہ رکھتا ہے۔

اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم یہ دن حج
کے دنوں میں سے ہیں۔ مجھے یہ بات پسند آئی کہ اللہ تعالیٰ مجھے حاجیوں کی دعاؤں
میں شریک فرمائے۔

سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے ارشاد فرمایا
کہ تجھے ہر دن کے روزے کے بدلے میں ایک سو مسلمان غلاموں کو آزاد کرنے اور
سواونٹ کے صدقہ کرنے اور سو گھوڑے اللہ تعالیٰ کی راہ میں دینے کا،
ثواب ملے گا۔ اور یوم ترویہ کے روزے کے بدلے ایک ہزار غلام آزاد
کرنے اور ایک ہزار اونٹ صدقہ کرنے اور ایک ہزار گھوڑوں کا اللہ تعالیٰ
کی راہ میں دینے کا ثواب ملے گا۔

اور عرفہ کے روزے کے بدلے میں دو ہزار غلاموں کو آزاد کرنے اور
دو ہزار اونٹ کے صدقہ کرنے اور دو ہزار گھوڑوں کا اللہ تعالیٰ کی راہ میں

دینے کا ثواب ملے گا۔ اور ایک سال گزشتہ اور سال آئندہ کے روزوں کا
ثواب بھی ملے گا۔ (غنیۃ الطالبین جلد دوم ص ۲۵)

عرفہ کا روزہ

ان دنوں میں عرفہ کا دن بڑا معظّم دن ہے

کہ عرفہ کا روزہ ایک سال گزشتہ اور ایک سال آئندہ کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے
مگر یہ غیر محرم کے حق میں ہے اور محرم عرفہ کے دن روزہ نہ رکھے تاکہ مناسک
حج کے ادا کرنے میں سستی نہ ہو۔ (ماثبت من السنۃ ص ۱۴۹)

حکایت

ایک بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ قیامت

قائم ہو گئی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ایک دوست کے آگے دس نور
دیکھے اور اپنے آگے صرف دو نور نظر آئے۔ اس سے مجھے تعجب ہوا۔ اتنے میں
مجھے بتایا گیا کہ تیرے دوست نے دس سال عرفہ کا روزہ رکھا تھا۔ اس لئے اس کے
آگے دس نور ہیں۔ اور تو نے صرف دو سال عرفہ کا روزہ رکھا تھا اس لئے تیرے آگے
صرف دو نور ہیں۔ (نزہتہ العجاس جلد اول ص ۱۲۲)

قربانی کے دن کی فضیلت

یوں تو ذوالحجہ کا سارا عشرہ

ہی نور علی نور ہے۔ اور ہر نیک عمل کا ثواب بہت ملتا ہے۔ مگر
دسویں ذوالحجہ کا دن سب سے زیادہ معظّم ہے۔ خدائے بزرگ و برتر نے اس
دن کی فجر کی قسم کھائی ہے وَالْفَجْرِ مجھے عید قربان کی فجر کی قسم۔ اس
دن میں ہر ایک نیک عمل بڑی فضیلت رکھتا ہے۔ مگر اس روز سب سے زیادہ

محبوب عمل قربانی کرنا ہے۔ محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ۔

۱ : مَا عَمِلَ ابْنُ آدَمَ
مِنْ عَمَلٍ يَوْمَ النَّحْرِ
أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الدَّمِ
إِنَّهُ لَيَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ
بِقُرُونِهَا وَأَشْعَارِهَا
وَأَنْفِ الدَّمِ
لِيَقَعَ مِنْ اللَّهِ بِمَكَانٍ
قَبْلَ أَنْ يَقَعَ بِالْأَرْضِ
فَطَيِّبُوا بِهَا نَفْسًا .

رواہ الترمذی وابن ماجہ

(مشکوٰۃ ص ۱۲۸)

۲ : قَالَ أَصْحَابُ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا هَذِهِ الْأَضَاحُ
قَالَ سُنَّةُ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ
عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالُوا يَا
رَسُولَ اللَّهِ فَمَا لَنَا فِيهَا

نہیں کیا ابن آدم نے کوئی عمل دن
نحر کے کہ محبوب تر ہو نزدیک اللہ
تعالیٰ کے جاری کرنے خون کے
سے۔ اور تحقیق وہ جانور ذبح کیا
ہوا آوے گا دن قیامت کے
سینگوں اور بالوں اور کھڑوں
اپنے کے۔ اور تحقیق خون قربانی
کا البتہ قبول ہوتا ہے بارگاہ الہی
میں پہلے اس سے کہ گرے زمین
پر بس خوشش کرو ساتھ اس کے
نفسوں کو۔

صحابہ پاک رضوان اللہ تعالیٰ علیہم
اجمعین نے رسالت مآب صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کی خدمت
میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وبارک وسلم یہ قربانیاں
کیسی ہیں۔ فرمایا تمہارے باپ

قَالَ بِحُكْمِ شَعْرَةِ حَسَنَةٍ
قَالُوا فَالصُّوْفُ يَا رَسُولَ
اللَّهِ قَالَ بِحُكْمِ شَعْرَةِ
مِنَ الصُّوْفِ حَسَنَةٌ

رواه احمد وابن ماجه

(مشکوٰۃ ص ۱۲۹)

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت
ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے
عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وبارک وسلم ہمیں اس میں کیا
ثواب ملے گا؟ فرمایا ہر بال کے
بدلے ایک نیکی ملے گی۔ صحابہ کرام
علیہم الرضوان کے عرض کیا یا رسول
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم
صوف میں کیا ثواب ہے۔ فرمایا
صوف کے ہر بال میں ایک نیکی ملے گی۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ قربانی کے دن قربانی کرنا سب سے

زیادہ فضیلت والا عمل ہے۔ ہر مسلمان مرد اور عورت پر صاحب استطاعت پر
واجب ہے کہ وہ اس دن قربانی کر کے دربار الہی سے بہت بڑا ثواب حاصل کرے۔

قربانی کے مسائل

قربانی واجب ہونے کی شرائط یہ ہیں۔

- ۱ : اسلام میں غیر مسلم پر قربانی واجب نہیں ہے۔
- ۲ : اقامت یعنی مقیم ہونا۔ مسافر پر واجب نہیں ہے۔
- ۳ : تو نگری یعنی مالک نصاب ہونا۔ یہاں مال داری سے مراد وہی ہے
جس سے صدقہ فطر واجب ہوتا ہے۔ وہ مراد نہیں کہ جس سے زکوٰۃ
واجب ہوتی ہے۔

۴ ، حریت یعنی آزاد ہونا۔ جو آزاد نہ ہو اس پر قربانی واجب نہیں ہے کہ غلام کے پاس مال ہی نہیں۔ لہذا عبادتِ مالیہ اس پر واجب نہیں۔ مرد ہونا اس کے لئے شرط نہیں۔ عورتوں پر واجب ہے جس طرح مردوں پر واجب ہوتی ہے۔ اس کے لئے بلوغ شرط ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے اور نابالغ پر واجب ہے تو آیا خوراس کے مال سے قربانی کی جائے گی یا اس کا باپ اپنے مال سے قربانی کرے گا۔ ظاہر الروایت یہ ہے کہ نہ خود نابالغ پر واجب ہے اور نہ اس کی طرف سے اس کے باپ پر واجب ہے۔ اور اسی پر فتوے لےئے ہیں۔

(درمختار)

مسئلہ | مسافر پر اگرچہ قربانی واجب نہیں مگر نفل کے طور پر کرے تو کر سکتا ہے۔ ثواب پائے گا۔ حج کرنے والے جو مسافر ہوں ان پر قربانی واجب نہیں۔ اور عسیم ہوں تو واجب ہے۔ جیسے کہ مکہ مکرمہ کے رہنے والے حج کریں تو چونکہ یہ مسافر نہیں۔ ان پر قربانی واجب ہوگی۔

(درمختار - ردالمحتار)

مسئلہ | شرائط کا پورے وقت میں پایا جانا ضروری نہیں بلکہ قربانی کے لئے جو وقت مقرر ہے اس کے کسی حصہ میں پایا جانا وجوب کے لئے کافی ہے۔ مثلاً ایک شخص ابتدائے وقتِ قربانی میں کافر تھا پھر مسلمان ہو گیا۔ اور ابھی قربانی کا وقت باقی ہے، اس پر قربانی واجب ہے۔ جب کہ دوسرے شرائط پائے جائیں۔

اسی طرح اگر غلام تھا۔ اور آزاد ہو گیا تو اس کے لئے بھی یہی حکم ہے۔ یعنی

اول وقت میں مسافر تھا اور اثنائے وقت میں مقیم ہو گیا۔ اس پر بھی قربانی واجب ہو گئی۔ یا فقیر تھا اور وقت کے اندر مال دار ہو گیا۔ اس پر بھی قربانی واجب (عالمگیری)

مسئلہ | قربانی واجب ہونے کا سبب وقت ہے جب وہ آگیا اور شدائد و سبب پائے گئے، قربانی واجب ہو گئی۔ اور اس کا رکن ان مخصوص جانوروں میں کسی کو قربانی کی نیت سے ذبح کرنا ہے۔ قربانی کی نیت سے دوسرے جانور مثلاً مرغ کو ذبح کرنا جائز نہیں ہے۔ (درمختار)

مسئلہ | جو شخص دو سو درم یا بیس دینار یعنی پانچ تولے سونے کا مالک ہو۔ یا حاجت کے سوا کسی ایسی چیز کا مالک ہو کہ جس کی قیمت دو سو درم ہو وہ معنی ہے اس پر قربانی واجب ہے۔ حاجت سے مراد رہنے کا مکان اور خانداری کا سامان جس کی حاجت ہو۔ اور سواری کا جانور اور خادم اور سپینے کے کپڑے ان کے سوا جو چیزیں ہوں وہ حاجت سے زائد ہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ | ایک شخص پر ذین یعنی قرضہ ہے اور اس کے اموال سے ذین کی معتمدار مجرا کی جائے تو نصاب نہیں رہتا۔ اس پر قربانی واجب نہیں ہے۔ اور اگر اس کا مال یہاں موجود نہیں ہے اور ایام قربانی گزارنے کے بعد وہ مال اسے وصول ہو گیا تو قربانی واجب نہیں ہے۔

(عالمگیری)

مسئلہ | ایک شخص کے پاس دو سو درم یعنی ۵۲ تولے چاندی تھی۔ سال پورا ہوا۔ اور ان میں سے پانچ درم زکوٰۃ میں

دیئے۔ ایک سو پچانوے باقی رہ گئے۔ اب قربانی کا دن آیا تو قربانی واجب ہے۔ اور اگر اپنے ضروریات میں پانچ درم خرچ کرتا تو قربانی واجب نہ ہوتی۔
(عالمگیری)

مالک نصاب نے قربانی کے لئے بکری خریدی تھی وہ کم ہو گئی اور اس شخص کا مال نصاب سے کم ہو گیا۔ اب قربانی کا دن آیا تو اس پر یہ ضروری نہیں کہ دوسرا جانور خرید کر قربانی کرے۔ اور اگر وہ بکری قربانی ہی کے دنوں میں مل گئی۔ اور یہ شخص اب بھی مالک نصاب نہیں ہے تو اس پر بکری کی قربانی واجب نہیں ہے۔
(عالمگیری)

مسئلہ

عورت کا مہر شوہر کے ذمہ باقی ہے۔ اور شوہر مال دار ہے تو اس مہر کی وجہ سے عورت کو مالک نصاب نہیں مانا جاتے گا۔ اگرچہ مہر مہجمل ہو۔ اور اگر عورت کے پاس اس کے بقدر نصاب مال نہیں ہے تو عورت پر قربانی واجب نہیں۔
(عالمگیری)

مسئلہ

کسی کے پاس دو سو درم کی قیمت کا قرآن مجید ہے۔ اگر وہ اسے دیکھ کر اچھی طرح تلاوت کر سکتا ہے تو اس پر قربانی واجب نہیں ہے چاہے اس میں تلاوت کرتا ہو یا نہ کرتا ہو۔ اور اگر اچھی طرح اسے دیکھ کر تلاوت نہ کر سکتا ہو، تو واجب ہے۔ کتابوں کا بھی یہی حکم ہے کہ اس کے کام کی ہیں تو قربانی واجب نہیں ورنہ ہے۔
(عالمگیری)

ایک مکان جاڑے کے لئے اور ایک گرمی کے لئے یہ حاجت میں داخل ہے۔ ان کے علاوہ اس کے پاس تیسرا مکان ہو جو حاجت سے زائد ہے اگر یہ دو سو درم کا ہے تو قربانی واجب ہے۔ اسی طرح

مسئلہ

گرمی جاڑے کے بھپونے حاجت میں داخل ہیں۔ اور تیسرا بھپونا جو حاجت سے زائد ہے اس کا اعتبار ہوگا۔

غازی کے لئے دو گھوڑے حاجت میں داخل ہیں۔ تیسرا حاجت سے زائد ہے۔ اسلحہ غازی کی حاجت میں داخل ہے۔ ہاں اگر ہر قسم کے دو ہتھیار ہوں تو دوسرے کو حاجت سے زائد قرار دیا جائے گا۔

گاؤں کے زمیندار کے پاس ایک گھوڑا حاجت میں داخل ہے۔ اور اگر دو ہوں تو دوسرے کو زائد مانا جائے گا۔

گھر میں پہننے کے کپڑے اور کام کاج کے وقت پہننے کے کپڑے اور جمعہ و عید اور دوسرے موقعوں پر پہن کر جانے کے کپڑے یہ سب حاجت میں داخل ہیں اور تین کے سوا چوتھا جوڑا اگر دو سو درم کا ہے تو قربانی واجب ہے۔
(ردالمحتار)

مستملحہ
بالغ لڑکوں یا بی بی کی طرف سے قربانی کرنا چاہتا ہے تو ان سے اجازت حاصل کرنے بغیر ان کے کہے اگر وہی تو ان کی طرف سے واجب ادا نہ ہوگا۔ اور نابالغ کی طرف سے اگر چہ واجب نہیں مگر کر دینا بہتر ہے۔
(عالمگیری)

مستملحہ
قربانی کا حکم یہ ہے کہ اس کے ذمہ جو قربانی واجب ہے۔ کر لینے سے بری الذمہ ہو گیا۔ اور اچھی نیت سے کی ہے۔ ریاء وغیرہ کی مداخلت نہیں تو اللہ کے فضل سے امید ہے کہ آخرت میں اس کا ثواب ملے۔

(درمختار)

مسئلہ ایک شخص فقیر تھا مگر اس نے قربانی کر ڈالی۔ اس کے بعد بھی وقت قربانی کا باقی تھا کہ غنی ہو گیا۔ تو اس کو پھر قربانی کرنی چاہیے کہ پہلے جو کی تھی وہ واجب نہ تھی اور اب واجب ہے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ وہ پہلی قربانی کافی ہے۔ اور اگر باوجود مالکِ نصاب ہونے کے اس نے قربانی نہ کی اور وقت ختم ہونے کے بعد فقیر ہو گیا۔ تو اس پر بکری کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے۔ یعنی وقت گزرنے کے بعد قربانی ساقط نہیں ہوگی۔ اور اگر مالکِ نصاب بغیر قربانی کئے ہوئے انہی دنوں میں مر گیا تو اس کی قربانی ساقط ہوگئی۔ (درمختار)

مسئلہ قربانی کے وقت میں قربانی کرنا ہی لازم ہے کوئی دوسری چیز اس کے قائم مقام نہیں ہو سکتی۔ مثلاً بجانے قربانی کے اس نے بکری یا اس کی قیمت صدقہ کر دی یہ کافی نہیں ہے۔ اس میں نیابت ہو سکتی ہے یعنی خود کرنا ضروری نہیں دوسرے کو اجازت دے دی اس نے کر دی یہ ٹھیک ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ جب قربانی کے شرائط مذکورہ پائے جائیں تو بکری کا ذبح کرنا یا اونٹ یا گائے کا ساتواں حصہ واجب ہے۔ ساتویں حصہ سے کم نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اونٹ یا گائے کے شرکاء میں اگر کسی کا ساتویں حصہ سے کم ہے تو کسی کی قربانی نہیں ہوتی۔ یعنی جس کا ساتواں حصہ یا اس سے زیادہ ہے اس کی بھی قربانی نہیں ہوتی۔ گائے یا اونٹ میں ساتویں حصہ سے زیادہ کی قربانی ہو سکتی ہے۔ مثلاً گائے کو چھ یا پانچ یا چار شخصوں کی طرف سے قربانی کریں ہو سکتا ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ سب شرکاء

کے حصے برابر ہوں۔ بلکہ کم و بیش بھی ہو سکتے ہیں۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ جس کا حصہ کم ہے تو ساتویں حصہ سے کم نہ ہو۔ (ردالمحتار)

سات شخصوں نے پانچ گایوں کی قربانی کی یہ جائز ہے کہ ہر گائے میں ہر شخص کا ساتواں حصہ ہو۔ اور اٹھ شخصوں

مسئلہ

نے پانچ یا چھ گایوں میں حصہ مساوی کی شرکت کی۔ یہ ناجائز ہے کہ ہر گائے میں ہر ایک کا حصہ ساتویں حصہ سے کم ہے۔ سات بکریوں کی سات شخصوں نے شریک ہو کر قربانی کی۔ یعنی ہر ایک کا ہر بکری میں ساتواں حصہ ہے تو استحساناً قربانی ہو جائے گی۔ یعنی ہر ایک کی ایک بکری پوری قرار دی جائے گی۔ یوں ہی دو شخصوں نے دو بکریوں میں شرکت کر کے قربانی کی تو بطور استحسان ہر ایک کی قربانی ہو جائے گی۔ (ردالمحتار)

شرکت میں گائے کی قربانی ہوئی تو ضروری ہے کہ گوشت وزن کر کے تقسیم کیا جائے، اندازے سے تقسیم نہ ہو۔

مسئلہ

کیوں کہ ہو سکتا ہے کہ کسی کو زائد یا کم ملے اور یہ ناجائز ہے۔ یہاں یہ خیال نہ کیا جائے کہ کم و بیش ہو گا۔ تو ہر ایک کو اس کو دوسرے کے لئے جائز کر دے گا۔ کہہ دے گا کہ اگر کسی کو زائد پہنچ گیا ہے تو معاف کیا کہ یہاں عدم جواز حق شرع ہے اور ان کو اس کے معاف کرنے کا حق نہیں ہے۔

(ردالمحتار - ردالمحتار)

قربانی کا وقت

مسئلہ : قربانی کا وقت دسویں ذی الحجہ کے طلوع صبح صادق سے

بارہویں کے غروب آفتاب تک ہے۔ یعنی تین دن دو راتیں۔ اور ان دنوں کو ایام نحر کہتے ہیں۔ گیارہ سے تیرہ۔ تین دنوں کو ایام تشریق کہتے ہیں۔ لہذا بیچ کے دو دن ایام نحر اور ایام تشریق ہیں۔ اور پہلا دن یعنی دسویں ذی الحجہ صرف یوم نحر اور پچھلا دن یعنی تیرہویں ذی الحجہ صرف یوم تشریق ہے۔
(در مختار)

دسویں کے بعد کی دونوں راتیں ایام نحر میں داخل ہیں۔ ان میں بھی قربانی ہو سکتی ہے مگر رات میں ذبح کرنا مکروہ ہے۔
(عالمگیری)

مسئلہ

پہلا دن یعنی دسویں تاریخ سب سے افضل ہے پھر کیا ہیں اور پچھلا دن یعنی بارہویں سب سے کم درجہ ہے۔ اور اگر

مسئلہ

تاریخوں میں شک ہو۔ یعنی تیس کا چاند مانا گیا ہے اور اسی دن کا بھی شبہ ہے مثلاً گمان تھا کہ اسی دن کا چاند ہو گا مگر ابر وغیرہ کی وجہ سے نہ دکھایا۔ شہادتیں گزریں مگر کسی وجہ سے قبول نہ ہوئیں۔ ایسی حالت میں دسویں کے متعلق یہ شبہ ہے کہ شاید آج گیارہویں ہو تو بہتر یہ ہے کہ قربانی کو بارہویں تک مؤخر نہ کرے۔ یعنی بارہویں سے پہلے کر ڈالے۔ کیوں کہ بارہویں کے متعلق تیرہویں تاریخ ہونے کا شبہ ہو گا۔ تو یہ شبہ ہو گا کہ وقت سے بعد میں ہوتی۔ اور اس صورت میں اگر بارہویں کو قربانی کی جس کے متعلق تیرہویں ہونے کا شبہ ہے تو بہتر یہ ہے کہ سارا گوشت صدقہ کر ڈالے بلکہ ذبح کی ہوئی بکری اور زندہ بکری میں قیمت کا تفاوت ہو کہ زندہ کی قیمت کچھ زیادہ ہے تو اس زیادتی کو بھی صدقہ کر دے۔

(عالمگیری)

مسئلہ
ایک م نحر میں قربانی کرنا قیمت کے صدقہ کرنے سے افضل ہے۔ کیوں کہ قربانی واجب ہے یا سنت۔ اور صدقہ کرنا تطوع محض ہے۔ لہذا قربانی افضل ہوتی۔ اور وجوب کی صورت میں بغیر قربانی کے عہدہ برآ نہیں ہو سکتا۔ (عالمگیری)

مسئلہ
شہر میں قربانی کی جائے تو شرط یہ ہے کہ نماز عید پڑھنے کے بعد کرے۔ لہذا نماز عید سے پہلے شہر میں قربانی نہیں ہو سکتی۔ اور دیہات میں چونکہ نماز عید نہیں ہے۔ یہاں طلوع فجر کے بعد سے ہی قربانی ہو سکتی ہے۔ دیہات میں بہتر یہ ہے کہ طلوع آفتاب کے بعد قربانی کی جائے اور شہر میں بہتر یہ ہے کہ عید کا خطبہ ہو چکنے کے بعد قربانی کی جائے۔ (عالمگیری)

مسئلہ
اگر شہر میں متعدد جگہ عید کی نماز ہوتی ہو۔ تو پہلی جگہ نماز ہو چکنے کے بعد قربانی جائز ہے۔ یعنی یہ ضروری نہیں کہ عید گاہ میں نماز ہو جائے تو جب ہی قربانی کی جائے بلکہ کسی مسجد میں نماز پڑھی گئی اور ابھی عید گاہ میں نہ ہوئی جب بھی ہو سکتی ہے۔ (در مختار۔ رد المختار)

مسئلہ
دسویں کو اگر عید کی نماز نہیں ہوئی۔ تو قربانی کے لئے یہ ضروری ہے کہ وقت نماز جاتا رہے یعنی زوال کا وقت آجائے اب قربانی ہو سکتی ہے۔ اور دوسرے یا تیسرے دن نماز عید سے قبل قربانی ہو سکتی ہے۔ (در مختار)

مسئلہ منیٰ میں چونکہ عید کی نماز نہیں ہوتی۔ لہذا وہاں جو قربانی کرنا چاہے طلوع فجر کے بعد سے کر سکتا ہے۔ اس کے لئے وہی حکم ہے جو دیہات کا ہے۔ کسی شہر میں اگر سنتہ کی وجہ سے نماز عید نہ ہو تو وہاں دسویں کی طلوع فجر کے بعد قربانی ہو سکتی ہے۔

(در مختار۔ رد المحتار)

مسئلہ یہ گمان تھا کہ آج عرفہ کا دن ہے اور کسی نے زوال آفتاب کے بعد قربانی کر لی۔ پھر معلوم ہوا کہ عرفہ کا دن نہ تھا بلکہ دسویں تاریخ تھی تو قربانی جائز ہو گئی۔ یوں ہی اگر دسویں کو نماز عید سے پہلے قربانی کر لی پھر معلوم ہوا کہ دسویں نہ تھی بلکہ گیارہویں تھی تو اس کی بھی قربانی جائز ہو گئی۔

(عالمگیری)

مسئلہ نویں کے متعلق کچھ لوگوں نے گواہی دی کہ دسویں ہے۔ اس بنا پر اسی روز نماز پڑھ کر قربانی کی پھر معلوم ہوا کہ گواہی غلط تھی وہ نویں تاریخ تھی تو نماز بھی ہو گئی اور قربانی بھی ہو گئی۔

(در مختار)

مسئلہ ایام نحر گزر گئے اور جس پر قربانی واجب تھی اس نے نہیں کی ہے تو قربانی فوت ہو گئی۔ اب یہ نہیں ہو سکتی۔ پھر اگر اس نے قربانی کا جانور معسین کر رکھا ہے۔ مثلاً معین جانور کے قربانی کی سنت مانی ہے وہ شخص غنی ہو یا فقیر بہر صورت اس معین جانور کو زندہ صدقہ کرے۔ اور اگر ذبح کر ڈالا تو سارا گوشت صدقہ کرے اس میں سے کچھ نہ کھائے اور اگر کچھ کھالیا ہے تو جتنا کھایا ہے اس کی قیمت صدقہ کرے اور اگر ذبح کئے جانور کی قیمت

زندہ جانور سے کچھ کم ہے تو جتنی کمی ہے اسے بھی صدقہ کرے۔

اور فقیر نے قربانی کی نیت سے جانور خریدنا ہے اور قربانی کے دن نکل گئے۔ چونکہ اس پر بھی اس معین جانور کی قربانی واجب ہے۔ لہذا اس جانور کو زندہ صدقہ کر دے۔ اور اگر ذبح کر ڈالا تو وہی حکم ہے جو مننت میں مذکور ہوا یہ حکم اسی صورت میں ہے کہ قربانی ہی کے لئے خریدا ہو۔ اور اگر اس کے پاس پہلے سے کوئی جانور تھا اور اس نے اس کے قربانی کرنے کی نیت کر لی۔ یا خریدنے کے بعد قربانی کی نیت کی تو اس پر قربانی واجب نہ ہوئی۔

اور غنی نے قربانی کے لئے جانور خریدا لیا۔ تو وہی جانور صدقہ کر دے۔ اور ذبح کر ڈالا تو وہی حکم ہے جو مذکور ہوا۔ اور نہ خریدا ہو تو بکری کی قیمت صدقہ کرے

(در مختار - رد المختار)

مسئلہ قربانی کے دن گزر گئے اور اس نے قربانی نہیں کی اور جانور یا اس کی قیمت کو صدقہ بھی نہیں کیا۔ یہاں تک کہ دوسری بقر عید آگئی۔ اب یہ چاہتا ہے کہ سال گزشتہ کی قربانی کی قضا اس سال کرے۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اب بھی وہی حکم ہے کہ جانور یا اس کی قیمت صدقہ کرے۔

(عالمگیری)

مسئلہ جس جانور کی قربانی واجب تھی۔ ایام نحر گزرنے کے بعد اسے بیچ ڈالا تو ثمن کا صدقہ کرنا واجب ہے۔

(عالمگیری)

مسئلہ کسی شخص نے یہ وصیت کی کہ اس کی طرف سے قربانی کر دی جائے اور یہ نہیں بتایا کہ گائے یا بکری کس جانور کی قربانی

کی جائے اور نہ ہی قیمت بیان کی کہ اتنے کا جانور خرید کر قربانی کی جائے تو یہ وصیت جائز اور بکری قربان کر دینے سے وصیت پوری ہوگی۔ اور اگر کسی کو وکیل کیا کہ میری طرف سے قربانی کر دینا اور گائے یا بکری کا تعین نہ کیا اور قیمت بھی بیان نہیں کی تو یہ وکیل صحیح نہیں ہے (عالمگیری)

قربانی کی منت مانی اور یہ معین نہیں کیا کہ گائے کی قربانی کرے گا یا بکری کی۔ تو منت صحیح ہے۔ بکری کی قربانی کر دینا کافی

مسئلہ

ہے۔ اور بکری کی قربانی کی منت مانی تو اونٹ یا گائے قربانی کر دینے سے منت پوری ہو جائے گی۔ منت کی قربانی میں سے کچھ نہ کھائے بلکہ سارا گوشت وغیرہ صدقہ کر دے۔ اور کچھ کھالیا تو جتنا کھایا اس کی قیمت صدقہ کرے۔

(عالمگیری)

قربانی کے جانوروں کا بیان

قربانی کے جانور تین قسم کے ہیں۔ ۱، اونٹ۔ ۲، گائے۔ ۳، بکری ہر قسم میں اس کی جتنی نوعیں ہیں سب داخل ہیں۔ تر اور مادہ۔ نختی اور غیر نختی سب کا ایک حکم ہے یعنی سب کی قربانی ہو سکتی ہے۔ بھینس گائے میں شمار ہے اس کی بھی قربانی ہو سکتی ہے۔ بھیر اور دنبہ بکری میں داخل ہیں۔ ان کی بھی قربانی ہو سکتی ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ وحشی جانور جیسے نیل گائے اور ہرن۔ ان کی قربانی نہیں ہو سکتی۔ وحشی اور گھریلو جانور سے مل کر بچہ پیدا ہوا۔ مثلاً ہرن اور بکری سے اس میں ماں کا اعتبار ہے۔ یعنی اس بچہ کی ماں اگر بکری ہے تو جائز ہے۔ اور بکرے اور ہرنی سے پیدا ہوا ہے تو ناجائز ہے۔
(عالمگیری)

قربانی کے جانوروں کی عمریں

قربانی کے جانور کی کم از کم یہ عمر ہونی چاہیے۔ اونٹ پانچ سال کا۔ اور گائے دو سال کی۔ اور بکری ایک سال کی۔ اس سے عمر کم ہو تو قربانی جائز نہیں۔ زیادہ ہو تو جائز ہے بلکہ افضل ہے۔ بان دنبہ یا بھیڑ کا بچہ چھ ماہہ اگر اتنا بڑا ہو کہ دو برس سے دیکھنے میں سال بھر کا معلوم ہوتا ہو تو اس کی قربانی جائز۔
(درمختار)

مسئلہ بکری کی قیمت اور گوشت اگر گائے کے ساتویں حصہ کے برابر ہو تو بکری افضل ہے۔ اور گائے کے ساتویں حصہ میں بکری سے زیادہ گوشت ہو تو گائے افضل ہے۔ یعنی جب دونوں کی ایک ہی قیمت ہو اور قیمت دار گوشت بھی ایک ہی ہو۔ تو جس کا گوشت اچھا ہو وہ افضل ہے۔ اور گوشت کی مقدار میں فرق ہو تو جس میں گوشت زیادہ ہو وہ افضل ہے۔ اور عینڈھا بھیڑ سے۔ اور دنبہ۔ دنبی سے افضل ہے جب کہ گوشت دونوں

کا برابر ہو۔ بکری بکرے سے افضل ہے مگر خسی بکرا بکری سے افضل ہے۔
اور اونٹنی اونٹ سے اور گائے بیل سے افضل ہے جبکہ گوشت اور قیمت
میں برابر ہوں۔ (در مختار۔ رد المحتار)

قربانی کا جانور کیسا ہونا چاہیے

قربانی کے جانور کو عیب سے خالی ہونا چاہئے۔ اور تھوڑا عیب ہو تو،
قربانی ہو جائے گی مگر مکروہ ہوگی اور زیادہ عیب ہو تو ہوگی ہی نہیں۔ جس کے
پیدائشی سینگ نہ ہوں اس کی قربانی جائز ہے۔ اگر سینگ تھے مگر ٹوٹ گئے
اگر سینگ تو ٹوٹا ہے تو ناجائز ہے۔ اس سے کم ٹوٹا ہے تو جائز ہے۔
جس جانور میں جنوں ہے اور اس حد کا ہے کہ وہ جانور چرتا بھی نہیں ہے تو
اس کی قربانی ناجائز ہے۔ اور اگر اس حد کا نہیں ہے تو جائز ہے۔
نٹھی یعنی جس کے نچھتے نکال لئے گئے ہوں۔ یا محبوب یعنی اس کے سینے
اور نگوٹے سب کاٹ لئے گئے ہوں ان کی قربانی جائز ہے۔
اتنا بوڑھا کہ بچہ کے قابل نہ رہا۔ یا داغا ہوا جانور۔ یا جس سے درد نہ اترتا
ہو ان سب کی قربانی جائز ہے۔

خارشنی جانور کی قربانی جائز ہے جب کہ فرہ ہو۔ اور اتنا لاغر کہ بڑی میں مخر
نہ رہا ہو جائز نہیں۔ (در مختار)

بھینگے جانور کی قربانی جائز ہے۔ اندھے جانور کی قربانی جائز
نہیں ہے۔ اور کانا جس کا کانین ظاہر ہو اس کی بھی قربانی

مسئلہ

ناجائز ہے۔

اتنا لاغر کہ جس کی ہڈیوں میں مغز نہ ہو۔ اور لنگڑا جو قربان گاہ تک اپنے پاؤں سے نہ جا سکے۔ اور اتنا بیمار کہ جس کی بیماری ظاہر ہو۔ اور جس کے کان یا دم یا چکی کے ہوں یعنی عضو تہائی سے زیادہ کٹا ہو۔ ان سب کی قربانی ناجائز ہے۔ اور اگر کان یا دم یا چکی تہائی یا اس سے کم کٹی ہو تو جائز ہے۔ جس جانور کے پیدائشی کان نہ ہوں۔ یا ایک کان نہ ہو اس کی قربانی ناجائز ہے۔ اور جس کے کان چھوٹے ہوں اس کی جائز ہے۔ جس جانور کی تہائی سے زیادہ نظر جاتی رہی۔ اس کی بھی قربانی ناجائز ہے۔

(ہدایہ۔ درمختار۔ عالمگیری)

جس کے دانت نہ ہوں۔ یا جس کے تھن کٹے ہوں یا خشک ہوں۔ اس کی قربانی ناجائز ہے۔ بکری میں ایک تھن کا خشک ہونا ناجائز ہونے کے لئے کافی ہے۔ اور گائے بھینس میں دو خشک ہوں تو ناجائز ہے۔ جس کی ناک کٹی ہو یا علاج کے ذریعہ اس کا دودھ خشک کر دیا ہو اور خنثی جانور یعنی جس میں زرمادہ دونوں کی علامتیں ہوں۔ اور جلالہ جو صرف غلیظ کھاتا ہو ان سب کی قربانی ناجائز ہے۔ (درمختار)

بھیڑ یا دنبہ کی اون کاٹ لی گئی ہو اس کی قربانی جائز ہے۔ اور جس جانور کا ایک پاؤں کاٹ لیا گیا ہو اس کی قربانی ناجائز ہے۔

(عالمگیری)

قربانی کا گوشت

قربانی کا گوشت خود بھی کھا سکتا ہے۔ اور دوسرے شخص غنی یا فقیر کو بھی دے سکتا ہے۔ کھلا سکتا ہے۔ بلکہ اس میں سے کچھ کھا لینا قربانی کرنے والے کے لئے مستحب ہے۔ بہتر یہ ہے کہ گوشت کے تین حصے کرے۔ ایک حصہ فقرا کے لئے اور ایک حصہ دوست احباب کے لئے۔ اور ایک اپنے گھر والوں کے لئے۔ ایک تہائی سے کم صدقہ نہ کرے۔ اور کل کا صدقہ کر دینا بھی جائز ہے۔ اور کل کا کل گھر میں رکھ لے یہ بھی جائز ہے۔ تین دن سے زائد اپنے اور گھر والوں کے کھانے کے لئے رکھ لینا بھی جائز ہے۔

اور بعض حدیثوں میں جو اس کی ممانعت آئی ہے وہ منسوخ ہے۔ اگر اس شخص کے اہل و عیال بہت ہوں۔ اور صاحب وسعت نہیں تو بہتر یہ ہے کہ سارا گوشت اپنے بال بچوں کے لئے رکھ چھوڑے۔ (عالمگیری)

قربانی کا چمڑا

قربانی کا چمڑا اور اس کی جھول اور رسی اور اس کے گلے کا ہار ان سب چیزوں کو صدقہ کر دے۔ قربانی کے چمڑے کو خود اپنے کام میں لاسکتا ہے یعنی اس کو باقی رکھتے ہوئے اپنے کسی کام میں لاسکتا ہے۔ مثلاً اس کی حائنا زنائے چھلنی بھیلنی بسکیزہ۔ کستر خوان، ڈول وغیرہ بنا سکتا ہے یا کتابوں کی

جلدوں میں لگانے۔ یہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ (رد مختار)

مسئلہ

چمڑے کا ڈول بنایا تو اسے اپنے کام میں لائے۔ اور اجرت پر نہ دے۔ اگر اجرت پر دے دیا تو اس اجرت کو

صدقہ کرے۔

(رد مختار)

مسئلہ

قربانی کے چمڑے کو ایسی چیزوں سے بدل سکتا ہے جس کو باقی رکھتے ہوئے اس سے نفع اٹھایا جائے جیسے کتاب

ایسی چیز سے بدل نہیں سکتا۔ جس کو ہلاک کر کے نفع حاصل کیا جاتا ہو۔ جیسے گوشت۔ سرکہ۔ روپیہ۔ پیسہ۔ اور اگر اسے ان چیزوں کو چمڑے کے عوض میں حاصل کیا تو ان چیزوں کو صدقہ کرے۔ (رد مختار)

مسئلہ

اگر قربانی کی کھال کو روپے کے عوض میں بیچا مگر اس لئے نہیں کہ اس کو اپنی ذات پر۔ بال بچوں پر صرف کرے گا۔ بلکہ

اس لئے کہ اسے صدقہ کر دے گا جائز ہے۔ (عالمگیری)

جیسا کہ آج کل اکثر لوگ کھال مدارس اسلامیہ میں دیا کرتے ہیں۔ اور بعض

مرتبہ وہاں کھال بھیجنے میں دقت ہوتی ہے اسے بیچ کر روپیہ بھیج دیتے ہیں یا کئی شخصوں کو دینا ہوتا ہے اسے بیچ کر ان فقراء پر تقسیم کر دیتے ہیں۔ یہ بیع جائز ہے اس میں حرج نہیں۔ اور حدیث میں جو اس کے بیچنے کی ممانعت آئی ہے اس سے مراد اپنے لئے بیچنا ہے۔

مسئلہ

قربانی کا چمڑا یا گوشت یا اس میں کی کوئی چیز قصاب یا ذبح کرنے والے کو اجرت میں نہیں دے سکتا کہ اس کو اجرت

(ہدایہ)

میں دینا بھی بیچنے ہی کے معنی میں ہے۔

ماہ ذی الحجہ کے نفل

حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص اول رات ذوالحجہ میں چار رکعت نفل پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد قل هو اللہ احد پچیس مرتبہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے بیسٹاہ ثواب لکھتا ہے۔

اور حضور جنتہ للعالمین شعیب المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے فرمایا جو شخص دسویں ذی الحجہ تک ہر رات وتروں کے بعد دو رکعت نفل پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد سورت کوثر اور اخلاص تین تین دفعہ پڑھے تو اس کو اللہ تعالیٰ مقام اعلیٰ علیین میں داخل فرمائے گا۔ اور اس کے ہر بال کے بدلہ میں ہزار نیکیاں لکھے گا اور اس کو ہزار دینار صدقہ دینے کا ثواب ملے گا۔

اگر کوئی اس مہینہ کی کسی رات کی پھلی تہانی رات میں چار رکعت نفل پڑھے جس کی ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد آیتہ الکرسی تین بار اور قل هو اللہ احد تین بار اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس ایک ایک مرتبہ پڑھے۔ اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا پڑھے۔

سُبْحَانَ ذِي الْعِزَّةِ وَالْحَبْرُوتِ سُبْحَانَ
ذِي الْقُدْرَةِ وَالْمَلَكُوتِ سُبْحَانَ
ذِي النَّجَاتِ الَّذِي لَا يَمُوتُ لَا إِلَهَ إِلَّا
هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ قَدِيمٌ

سُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعِبَادِ وَ الْمَلَايِكَةِ وَالْحَمْدُ
 لِلَّهِ كَثِيرًا حَسْبًا مُبَارَكًا عَلَى كُلِّ حَالٍ
 اللَّهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا رَبَّنَا جَلَّ جَلَالُهُ وَ قُدْرَتُهُ
 بِكُلِّ مَكَانٍ -

پھر جو چاہے دعا مانگے تو اس کے لئے اجر ہے جیسے کسی نے بیت اللہ
 شریف کا حج کیا ہو۔ اور حضور سراپا نور شافع یوم النور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و
 بارک وسلم کے روضۃ اطہر کی زیارت کی ہو۔

اور اگر دسوں راتوں میں اس نماز کو اسی ترکیب سے پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ
 اس کو فردوس اعلیٰ میں داخل کرے گا۔ اور اس کی برائیاں مٹا دے گا۔ اور کہا
 جائے گا کہ اب نئے سرے سے عمل شروع کر۔

وغنیۃ الطالبین جلد دوم ص ۲۵-۲۶

اور جو شخص ذوالحجہ کے جمعہ کے روز چھ رکعت نفل پڑھے۔ ہر رکعت میں
 الحمد شریف کے بعد قل هو اللہ احد پندرہ دفعہ پڑھے۔
 پھر سلام پھیر کر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِينُ۔
 دس بار پڑھے۔ اور درود شریف دس بار پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس سے پہلے
 کسی کو جنت میں داخل نہیں کرے گا۔

اور سید الانبیاء والمرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو کوئی عرفہ
 کی رات یعنی نویں کی رات کو سو رکعت نفل ادا کرے اور ہر رکعت میں الحمد
 شریف کے بعد ایک بار قل هو اللہ احد یا تین بار پڑھے۔
 تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہوں کو بخش دے گا۔ اور اس کے لئے جنت

میں یا قوت کا سرخ مکان بنایا جائے گا۔

دوسری روایت میں ہے کہ عرفہ کی رات میں دو رکعت نفل پڑھے۔ پہلی رکعت میں الحمد شریف کے بعد سو مرتبہ آیتُ الْحَكْرِسِ پڑھے اور دوسری رکعت میں الحمد شریف کے بعد قل هو الله احد سو مرتبہ پڑھے تو اللہ کریم قیامت کے دن اس نماز کی برکت سے اس کو بچھڑانے کے لئے آدمی بکھٹے گا۔

اور جو کہ حجِ نحر کی رات یعنی دسویں ذوالحجہ کو حشر کی صبح عید ہوتی ہے بارہ رکعت نفل پڑھے۔ اور ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد قل هو الله احد پندرہ دفعہ پڑھے تو اس نے ستر سال کی عبادت کا ثواب حاصل کیا اور تمام گناہوں سے پاک ہو گیا۔

ایک نماز اسی رات کی یہ بھی ہے کہ چار رکعت نفل پڑھے۔ اور ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد ایک دفعہ قل هو الله احد اور ایک دفعہ قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور ایک دفعہ قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھے۔ اور سلام کے بعد ستر دفعہ سُبْحَانَ اللَّهِ اَوْ ستر دفعہ درود شریف پڑھے تو اس کے تمام گناہ بخشے جائیں گے۔

اور دسویں تاریخ کو نماز قربانی کے بعد گھر میں اگر چار رکعت نفل جو مسلمان ادا کرے کہ پہلی رکعت میں الحمد شریف کے بعد سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْعَلِيِّ ایک بار۔ اور دوسری رکعت میں الحمد شریف کے بعد وَالشَّمْسِ ایک بار۔ اور تیسری رکعت میں الحمد شریف کے بعد وَاللَّيْلِ ایک بار پڑھے۔ اور چوتھی رکعت میں الحمد شریف

کے بعد وَالصَّحْحٰی ایک دفعہ پڑھے۔ پس پایا اس نے ثواب آسمانی کتابوں کے پڑھنے کا۔

اور جو شخص قربانی کے بعد دو رکعت نفل پڑھے۔ اور ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد وَالشَّمْسِ پانچ بار پڑھے تو وہ شخص حاجیوں کے ثواب میں شامل ہوا۔ اور اس کی قربانی قبول ہوئی۔

بارگاہ رسالت میں صحابہ عظام علیہم الضوان نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم۔ اگر کوئی فقیر ہو اور قربانی کی طاقت نہ رکھتا ہو تو کیا کرے؟

تو حبیب خدا اشرف انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے فرمایا کہ وہ نماز عید کے بعد گھر میں دو رکعت نفل پڑھے۔ ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد سورت کوشر یقین مرتبہ پڑھے تو اللہ جل شانہ اس کو اونٹ کی قربانی کا ثواب عطا فرمائے گا۔
(راحتہ القلوب)



تَحِيَّةُ الْمَسْجِدِ

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے سات دنوں اور بارہ مہینوں کے فضائل اور ان کے اہم واقعات بعد نفل نمازوں اور روزوں کے ختم ہو گئے۔ اب خاص خاص نفل نمازیں اور روزوں کا بیان کیا جاتا ہے۔ یوں تو نوافل بہت کثرت سے ہیں اوقات ممنوعہ کے سوا آدمی جتنے چاہے پڑھے۔ مگر ان میں سے بعض جو حضور سرایا نور شافع یوم النور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم اور انہدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے مروی ہیں۔ بیان کئے جاتے ہیں۔

تَحِيَّةُ الْمَسْجِدِ

جو شخص مسجد میں آئے اسے دو رکعت

نماز پڑھنا سنت ہے۔ بلکہ بہتر یہ ہے کہ چار رکعت پڑھے۔ سیدنا حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

جس وقت ایک تمہارا مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت پڑھ

لے۔

إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمْ الْمَسْجِدَ
فَلْيَرْكُعْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ

أَنْ يَجْلِسَ - رواه البخاری

وملہ (مشکوٰۃ ص ۷۸)

اگر ایسے وقت مسجد میں آیا کہ جس میں نفل نماز مکروہ ہے مثلاً بعد طلوع فجر یا بعد نماز عصر وہ سجدہ کرے

مسئلہ

تسبیح و تہلیل اور ورود شریف میں مشغول ہو تو مسجد کا حق ادا ہو جائے گا۔

(رد المحتار)

مسئلہ فرض یا سنت یا کوئی نماز مسجد میں پڑھ لی تو تہیۃ المسجد ادا ہو گئی۔ اگرچہ تہیۃ المسجد کی نیت نہ کی ہو۔ اس نماز کا حکم اس

کے لئے ہے کہ جو بہ نیت نماز نہ گیا بلکہ درس یا ذکر وغیرہ کرنے کے لئے گیا ہو۔ اگر فرض یا اقتدار کی نیت سے مسجد میں گیا تو یہی قائم معتم تہیۃ المسجد ہے۔ بشرطیکہ داخل ہونے کے بعد ہی پڑھے۔ اگر عرصہ کے بعد

پڑھے گا تو تہیۃ المسجد پڑھے۔ (رد المحتار)

مسئلہ بہتر یہ ہے کہ بیٹھنے سے پہلے تہیۃ المسجد پڑھ لے۔ اگر بغیر پڑھے بیٹھ گیا تو ساقط نہ ہوتی اب پڑھ لے۔

(رد المحتار)

مسئلہ ہر روز ایک بار تہیۃ المسجد کا اپنی ہے۔ ہر بار ضرورت نہیں ہے۔ اور اگر کوئی شخص بے وضو مسجد میں گیا یا

اور کوئی وجہ ہے کہ تہیۃ المسجد نہیں پڑھ سکتا تو چار بار سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ پڑھ لے۔

(رد المحتار)

تہیۃ الوضوء

تہیۃ الوضوء کہ وضو کے بعد اعضاء خشک ہونے سے پہلے دو رکعت

نماز پڑھنا مستحب ہے۔ سیدنا حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے فرمایا
 جو مسلمان وضو کرے اور اچھا وضو
 کرے اور ظاہر و باطن کے ساتھ
 متوجہ ہو کر دو رکعت پڑھے تو اس
 کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔

مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَتَوَضَّأُ
 فَيُحْسِنُ وَضُوَّهُ فَشَرُّ
 يَقُومُ فَيُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ
 مُقْبِلًا عَلَيْهِمَا بِقَلْبِهِ وَ
 وَجْهِهِ إِلَّا وَجِبَتْ لَهُ
 الْجَنَّةُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(مشکوٰۃ ص ۳۹)

غسل کے بعد بھی دو رکعت نماز مستحب ہے۔ وضو کے

بعد فرض وغیرہ پڑھے تو قائم مقام تہیۃ الوضوء

ورد المختار

کے ہو جائیں گے۔

مسئلہ

نماز اشراق

نماز اشراق سوچ بلند ہو جائے تو دو رکعت پڑھے تو حج و عمرہ کا

ثواب ملتا ہے۔ ترمذی شریف سینا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

راوی ہے کہ سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے فرمایا کہ جو شخص فجر

کی نماز پڑھ کر ذکر خدا کرتا رہے یہاں تک کہ آفتاب بلند ہو گیا پھر دو رکعتیں

پڑھیں تو اسے پورے حج اور عمرہ کا ثواب ملے گا۔

(بہار شریعت ج ۱ ص ۲۱۷)

نمازِ چاشت

نمازِ چاشت مستحب ہے کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ چاشت کی بارہ رکعتیں ہیں اور افضل بارہ ہیں۔

نمازِ چاشت کے فضائل

نمازِ چاشت کے بہت فضائل ہیں

یہاں چند فضائل بیان کئے جاتے ہیں۔ سیدنا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ۔

مَنْ صَلَّى الصَّحْبَ ثَنِيًّا

عَشْرَةَ رَكْعَةً بَعَثَ

اللَّهُ لَهُ قَصْرًا مِنْ ذَهَبٍ

رَبِّ الْجَنَّةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

رَأْسُ مَا جَبَرِ مَشْكُوتَ ص ۱۱۶

۳۰ عَنْ ابْنِ زُرَّاقٍ قَالَ

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصْبِحُ عَلَيَّ

كُلُّ سُلَاحٍ مِنْ أَحَدِكُمْ

صَدَقَةٌ فَكُلُّ تَسْبِيحَةٍ

جس نے چاشت کی بارہ رکعتیں پڑھیں تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں سونے کا محل بنائے گا۔

سیدنا حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ

عنه سے مروی ہے کہ رسول خدا

اشرف انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ

و بارک وسلم نے فرمایا کہ صبح کرتا ہے

ایک تمہارا کہ واجب ہے ہر جوڑ

پر صدقہ (اور کل تین سو ساٹھ
جوڑ ہیں) ہر بیچ صدقہ ہے۔ ہر
حم صدقہ ہے۔ ہر تکبیر صدقہ
ہے۔ اور اچھی بات کا حکم کرنا صدقہ
ہے۔ بری بات سے منع کرنا صدقہ
ہے۔ اور ان سب کی طرف سے
دو رکعت چاشت کی کفایت کرتی ہیں۔

صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَجْبِيْدَةٍ
صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَكْبِيْرَةٍ
صَدَقَةٌ وَامْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ
صَدَقَةٌ وَنَهْيٌ عَنِ
الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ وَ
يُجْزِي عَنْ مِثْلِ ذَالِكَ
رَكْعَتَانِ يَرْكَعُهُمَا
مِنَ الصُّحُفِ رَوَاهُ

مسلم (مشکوٰۃ ص ۱۱۶)

۳ : سیدنا حضرت ابو دردار اور سیدنا حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ سرورِ سینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

لے ابن آدم سے ہر جمعہ ایک بار
سے چار سو تیس بار دعا
تکبیر میں تیرا کفایت فرماتا ہے۔

يَا ابْنَ اٰدَمَ اِنَّ كَفَّ
عَنْ اَرْبَعِ رَحْمَاتٍ مِّنْ
اَوَّلِ النَّهَارِ اَحْفَفُ اَجْرُهُ
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ (مُسْكُوٰة ص ۱۱۶)

سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے

۴ : عن ابي هريرة
قال قال رسول الله صلى
الله عليه وسلم من

نے فرمایا کہ جو شخص چاشت کی دو رکعتوں پر محافظت کرے اس کے گناہ بخش دیتے جائیں گے اگرچہ سمنہ کی جھاگ کے برابر ہوں۔

حَافِظٌ عَلَى شُفْعَةِ
الصُّحُفِ غُفِرَتْ لَهُ ذُنُوبُهُ
وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ
الْبَحْرِ - رواه احمد و
الترمذی وابن ماجه

(مشکوٰۃ ص ۱۱۶)

نماز چاشت کا وقت آفتاب بلند ہونے سے زوال یعنی نصف النہار تک ہے۔ اور بہتر یہ ہے کہ چوتھائی دن پڑھے۔ (عالمگیری۔ رد المحتار)

مسئلہ

نمازِ سفر

سفر میں جانے وقت دو رکعتیں اپنے گھبر پر پڑھ کر جائے بطرانی کی حدیث شریف میں ہے کہ کسی نے اپنے اہل کے پاس ان دو رکعتوں سے بہتر نہ چھوڑا جو بوقت ارادہ سفر ان کے پاس پڑھیں۔

ذکر الپسّی سفرنا

سفر سے واپس ہو کر دو رکعتیں مسجد میں ادا کرے۔ صحیح مسلم میں سیدنا حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا اشرف انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم سفر سے، دن میں چاشت کے وقت تشریف لاتے اور ابتداءً مسجد میں جلتے اور دو رکعتیں اس میں نماز پڑھتے پھر

دہیں مسجد میں تشریف رکھتے۔ (بہار شریعت جلد چہارم ص ۲۲)

صَلْوَةُ اللَّيْلِ

رات میں بعد نماز عشاء جو نوافل پڑھے جائیں ان کو صلوة اللیل کہتے ہیں۔ اور رات کے نوافل دن کے نوافل سے افضل ہیں۔ صحیح مسلم شریف میں مرفوعاً ہے کہ فرضوں کے بعد افضل نماز رات کی نماز ہے۔ اور طبرانی نے مرفوعاً روایت کی ہے کہ رات میں کچھ نماز ضروری ہے اگرچہ اتنی ہی دیر جتنی دیر میں کہ بکری دوہ لیتے ہیں اور فرض عشاء کے بعد جو نماز پڑھی جائے وہ صلوة اللیل ہے۔

(بہار شریعت جلد چہارم ص ۲۲)

نماز تہجد

اسی صلوة اللیل کی ایک قسم تہجد ہے۔ جو عشاء کے بعد رات میں سو کر اٹھیں اور نوافل پڑھیں۔ سونے سے قبل جو کچھ پڑھیں وہ تہجد نہیں ہے۔ (ردالمحتار)

کم سے کم تہجد کی دو رکعتیں ہیں۔ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اُممہؓ تک ثابت ہیں۔ رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے فرمایا کہ جو شخص رات میں بیدار ہو اور اپنے اہل کو جگانے پھر دونوں دو دو رکعت پڑھیں تو کثرت سے یاد کرنے والوں میں لکھے جائیں

گے۔ اس حدیث شریف کو نسائی اور ابن ماجہ نے اپنی سنن میں اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے مستدرک میں روایت کیا۔ اور مندرجی نے کہا کہ یہ حدیث بشرط شیخین صحیح ہے۔ (رد المحتار)

جو شخص دو تہائی رات سونا چاہے اور ایک تہائی عبادت کرنا چاہے تو اسے افضل ہے یہ کہ پہلی اور پچھلی تہائی میں سوتے اور بیچ کی تہائی میں عبادت کر لے۔ اور اگر نصف شب میں سونا چاہتا ہے اور نصف جاگنا تو پچھلی نصف میں عبادت افضل ہے۔

مسئلہ

صحیح بخاری و سلم میں سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایا ہے کہ حضور ایا نور شافع یوم النور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رب عزوجل ہر رات میں حبیب کچھلی تہائی باقی رہتی ہے۔ آسمان دنیا پر تجلی خاص فرماتا ہے۔ ہے کوئی دعا کرنے والا کہ اس کی دعا قبول کروں۔ ہے کوئی مانگنے والا کہ اسے دوں۔ ہے کوئی مغفرت مانگنے والا کہ اس کی بخشش کر دوں۔

مشکوٰۃ ص ۱۰۹

اور سب سے بڑھ کر نماز داؤد (علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) ہے کہ بخاری و سلم سیدنا حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے فرمایا کہ سب نمازوں سے بڑھ کر اللہ عزوجل کو زیادہ محبوب نماز داؤد ہے کہ آدھی رات سوتے اور تہائی رات عبادت کرتے۔ پھر چھٹے حصہ میں سوتے۔ (مشکوٰۃ ص ۱۰۹)

مسئلہ

جو شخص تہجد کا عادی ہو تو بلا عذر اسے چھوڑنا مکروہ ہے صحیح بخاری و سلم وغیرہما کی حدیث شریف میں ہے۔ کہ

سید العالمین حمزہ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے سیدنا حضرت
عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ارشاد فرمایا۔ اے عبد اللہ! رضی اللہ
تعالیٰ عنہ، تو فلاں کی طرح نہ ہونا کہ رات میں اٹھا کرتا تھا۔ پھر چھوڑ دیا۔

(مشکوٰۃ ص ۱۰۹)

نیز بخاری و مسلم وغیرہما میں ہے کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم
نے فرمایا کہ اعمال میں زیادہ پسند اللہ عزوجل کو وہ ہے جو ہمیشہ ہو اگرچہ تھوڑا ہو۔

(مشکوٰۃ ص ۱۰۹)

مہیج کے اٹھتے وقت کی دعا صحیح بخاری و صحیح مسلم میں سیدنا

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ محبوب رب
العالمین شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم رات کو اٹھتے وقت
یہ دعا پڑھتے تھے۔

اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ
السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ
وَمَنْ فِيهِنَّ وَاللَّهُ
أَكْبَرُ أَنْتَ نُورُ السَّمَوَاتِ
وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ
وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ مَلِكُ
السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَ
مَنْ فِيهِنَّ وَاللَّهُ

الہی تیرے ہی لئے حمد ہے آسمان
و زمین اور جو کچھ ان میں ہے سب
کا رکھنے والا ہے۔ اور تیرے ہی
لئے حمد ہے۔ آسمان و زمین اور
جو کچھ ان میں ہے سب کا تو نور
ہے۔ اور تیرے ہی لئے حمد ہے
تو بادشاہ ہے آسمانوں اور زمینوں
کا اور جو کچھ ان میں ہے۔ اور تیرے

الْحَمْدُ أَنْتَ الْحَقُّ وَ
 وَعُدُّكَ الْحَقُّ وَ
 لِقَائِكَ حَقٌّ وَ قَوْلُكَ
 حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَ
 النَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِيُّونَ
 حَقٌّ وَ مُحَمَّدٌ حَقٌّ
 وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اللَّهُمَّ
 لَكَ أَسْلَمْتُ وَ بِكَ أَمِنْتُ
 وَ عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَ
 إِلَيْكَ أَنَبْتُ وَ بِكَ
 خَاصَمْتُ وَ إِلَيْكَ
 حَاكَمْتُ فَاعْفُ عَنِّي
 مَا قَدَّمْتُ وَ مَا أَخَّرْتُ
 وَ مَا أَسْرَرْتُ وَ مَا أَعْلَنْتُ
 وَ مَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي
 أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَ أَنْتَ
 الْمُوَخِّرُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ
 وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ -

(مشکوٰۃ ص ۱)

ہی لئے حمد ہے تو حق ہے اور
 تیرا وعدہ حق ہے۔ تجھ سے ملنا حق
 ہے۔ اور جنت حق ہے اور دوزخ
 حق ہے اور انبیا و کرام حق
 ہیں۔ اور محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وبارک وسلم) حق ہیں۔ اور قیامت
 حق ہے۔ اے اللہ تعالیٰ میں
 تیرے لئے سلام لایا۔ اور تجھ
 پر ایمان لایا۔ اور تجھی پر توکل کیا۔
 اور تیری ہی طرف رجوع کیا۔ اور تیری
 ہی مدد سے خصومت کی۔ اور تیری
 ہی طرف فیصلہ لایا۔ پس تو بخش
 دے میرے لئے وہ گناہ جو میں
 نے پہلے کیا اور پیچھے کیا۔ اور
 چھپا کر کیا۔ اور علانیہ کیا۔ اور
 وہ گناہ جس کو تو مجھ سے زیادہ
 جانتا ہے۔ تو ہی آگے بڑھانے
 والا ہے۔ اور تو ہی پیچھے ہٹانے
 والا ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود
 نہیں ہے۔

نَازِئَةُ السَّمَاءِ

حدیث صحیح جس کو مسلم کے سوا جماعتِ محدثین نے سیدنا حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ محبوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم ہم کو تمام امور میں استخارہ کی تعلیم فرماتے۔ جیسے کہ قرآن کی سورتِ تعلیم فرماتے تھے۔ جب کوئی کسی امر کا قصد کرے تو دو رکعت نفل پڑھے پھر کہے۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ وَ
 أَسْتَمْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَ أَسْأَلُكَ مِنْ
 فَضْلِكَ الْعَظِيمِ فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَعْدِرُ
 وَ تَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ
 اللَّهُمَّ إِنِّي كُنْتُ تَقْلَمُ أَتَى هَذَا
 الْأَمْرَ خَيْرًا لِي فِي دِينِي وَ مَعَاشِي
 وَ عَاقِبَةِ أُمْرِي فَاقْدِرْهُ لِي وَ
 يَسِّرْهُ لِي ثُمَّ بَارِكْ لِي فِيهِ وَ
 وَإِنِّي كُنْتُ تَقْلَمُ أَتَى هَذَا
 الْأَمْرَ شَرًّا لِي فِي دِينِي وَ مَعَاشِي
 وَ عَاقِبَةِ أُمْرِي فَاصْرِفْهُ عَنِّي وَ
 وَ اصْرِفْنِي عَنْهُ وَ اقْدِرْ لِي الْخَيْرَ

حَيْثُ كَانَتْ تَرَارٌ وَصِيحٌ بِهِ -

(مشکوٰۃ ص ۱۱۶)

اور اپنی حاجت کا ذکر کرے خواہ بجائے ہذا الامر کے

حاجت کا نام لے یا اس کے بعد۔

حج اور جہاد اور دیگر نیک کاموں میں نفس فعل کے لئے

استخارہ نہیں ہو سکتا۔ البتہ تعیین وقت کے لئے کر

مسئلہ

کتے ہیں۔

(غنیۃ الطالبین)

اس میں مستحب یہ ہے کہ اس دعا کے اول۔ آخر الحمد

اور درود شریف پڑھے اور پہلی رکعت میں قُلْ يَا أَيُّهَا

مسئلہ

الْكَافِرُونَ اور دوسری میں قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ پڑھے اور

بعض مشائخ فرماتے ہیں کہ پہلی رکعت میں وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ

وَيُخْتَارُ يُعَلِّمُونَ تَمَكٌ اور دوسری میں وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ

وَلَا مُؤْمِنَةٍ أَنْ تَأْتِيَهُمْ بَشَرٌ مِنْ غَيْرِ سَمْعٍ وَلَا بَصَرٍ وَلَا

(رد المحتار)

بہتر یہ ہے کہ سات بار استخارہ کر لے کہ ایک حدیث میں

ہے۔ اے اللہ! رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جب تو کسی

مسئلہ

کام کا قصہ کر لے تو اپنے رب سے اس میں سات بار استخارہ کر پھر نظر کر

تیرے دل میں کیا گزرا کہ بے شک اسی میں خیر ہے۔ اور بعض مشائخ سے منقول

ہے کہ دعائے مذکورہ پڑھ کر باطہارت قبلہ رو سو رہے اگر خواب میں سپیدی

یا سبزی دیکھے تو وہ کام بہتر ہے۔ اور سیاہی یا سرخی دیکھے تو برا ہے اس پر

(رد المحتار)

صَلَاةُ النَّسِيحَةِ

اس نماز میں بے انتہا ثواب ہے۔ بعض محققین فرماتے ہیں کہ اس کی بزرگی سن کر ترک نہ کرے گا مگر دین میں سُستی کرنے والا۔

حضور سرایا پور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے سیدنا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا۔ اے چچا! کیا میں تم کو عطا نہ کروں۔ کیا میں تم کو بخشش نہ کروں۔ کیا میں تم کو نہ دوں۔ کیا میں تمہارے ساتھ احسان نہ کروں۔ دس نصلتیں ہیں کہ جب تم کو اللہ تعالیٰ تمہارا گناہ بخش دے گا۔ اگلا۔ کچھلا۔ پرانا۔ نیا۔ جو بھول کر کیا۔ اور جو قصداً کیا۔ چھوٹا۔ اور بڑا۔ پوشیدہ اور ظاہر۔

اس کے بعد صلوٰۃ التبیح کی ترکیب تعلیم فرمائی۔ پھر فرمایا کہ اگر تم سے ہو سکے تو ہر روز ایک بار پڑھا کرو۔ اور اگر روز نہ کرو تو ہر جمعہ میں ایک بار۔ اور یہ بھی نہ کرو تو ہر مہینہ میں ایک بار۔ اور یہ بھی نہ کرو تو سال میں ایک بار۔ اور یہ بھی نہ کرو تو عمر میں ایک بار۔

اور اس کی ترکیب ہمارے طور پر وہ ہے جو سنن ترمذی میں بروایت سیدنا حضرت عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ مذکور ہے فرماتے ہیں کہ
 اللَّهُ أَكْبَرُ كَمَا كُنْتُمْ تَقُولُونَ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ
 اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ۔
 پڑھے۔ پھر یہ پڑھے۔ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اللَّهُ أَكْبَرُ

إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ اللَّهُ أَكْبَرُ پندرہ بار۔ پھر اَسْمُوذُ بِاللَّهِ اور بِسْمِ اللّٰهِ اور اَلْحَمْدُ شَرِيف اور سُوْدَت پڑھ کر دس بار یہی تسبیح پڑھے۔ پھر رکوع کر لے۔ اور رکوع میں دس بار پڑھے پھر رکوع سے سر اٹھائے۔ اور بعد تسبیح و تحمید دس بار پڑھے۔ پھر سجدہ کو جائے اور اس میں دس بار پڑھے۔ پھر جلسہ میں دس بار۔ پھر دوسرے سجدہ میں دس بار پڑھے۔ یوں ہی چار رکعت پڑھے۔ ہر رکعت میں ۵، بار تسبیح اور چاروں رکعتوں میں تین سو ہونیں۔ اور رکوع و سجود میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَلِيِّ کہنے کے بعد تسبیحات پڑھے۔
(فنیہ وغیرہا)

مسئلہ

سیدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا گیا کہ آپ کو معلوم ہے کہ اس نماز میں کون سی سورت پڑھی جائے؟ فرمایا سُوْرَةُ التَّكْوِيْنِ وَالْعَصْرِ اور قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ اور قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ۔ اور بعض نے کہا سورۃ حسید اور سورۃ حشر۔ اور صفت اور تغابن۔

(رد المحتار)

مسئلہ

اگر سجدہ سہو واجب ہو۔ اور سجدے کر لے تو ان دونوں میں تسبیحات نہ پڑھی جائیں۔ اور اگر کسی جگہ بھول کر دس بار سے کم پڑھی ہیں تو دوسری جگہ پڑھ لے کہ وہ مقدار پوری ہو جائے اور بہتر یہ ہے کہ اس کے بعد جو دوسرا موقع تسبیح کا آنے وہیں پڑھ لے۔ مثلاً قومہ کی سجدہ میں کہے۔ اور رکوع میں بھولا تو اسے بھی سجدہ میں کہے نہ

قوم میں کہ قوم کی سمت دار تھوڑی ہوتی ہے۔ اور پہلے سجدہ میں بھولا تو اسے بھی دوسرے سجدہ میں کہے جلسہ میں نہیں۔ (ردالمحتار)

تبیح انگلیوں پر نہ گنے بلکہ ہو سکے تو دل میں شمار کرے
مسئلہ | ورنہ انگلیاں دبا کر شمار کرے۔ ہر وقت غیر مکروہ میں

یہ نماز پڑھ سکتا ہے۔ اور بہتر یہ ہے کہ ظہر سے پہلے پڑھے۔

(عالمگیری۔ ردالمحتار)

نَمَازِ حَاجِجِہ

ابوداؤد سیدنا حضرت خذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہتے ہیں کہ جب سید العالمین رحمۃ اللعالمین شفیع الذنوبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کوئی امر ہمسام پیش آتا تو نماز پڑھتے۔ اس کے لئے دو رکعت یا چار رکعت پڑھتے۔ حدیث شریف میں ہے کہ پہلی رکعت میں سورت فاتحہ اور تین بار آیتہ الکرسی پڑھے۔ اور باقی تین رکعتوں میں سورت فاتحہ اور قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ اور قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْعَالَمِیْنَ اور قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ایک ایک بار پڑھے۔ تو یہ ایسی ہیں۔ جیسے شب قدر میں چار رکعتیں پڑھیں۔ حضرات مشائخ فرماتے ہیں کہ ہم نے یہ نماز پڑھی اور ہماری حاجتیں پوری ہوئیں۔

ایک حدیث شریف میں ہے جس کو ترمذی وابن ماجہ نے سیدنا حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ کہ حضور اقدس صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم فرماتے ہیں کہ جس کی کوئی حاجت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو یا کسی نبی آدم کی طرف تو اچھی طرح وضو کرے پھر دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ جل شانہ کی ثنا کرے۔ اور نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم پر دو شریفیہ بھیجے۔ پھر یہ پڑھے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ سُبْحَانَ
 اللَّهُ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ الْحَمْدُ لِلَّهِ
 رَبِّ الْعَالَمِينَ أَسْأَلُكَ مُوجِبَاتِ رَحْمَتِكَ
 وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْعَنِيَّةَ مِنْ
 كُلِّ بَرٍّ وَ سَلَامَةً مِنْ كُلِّ آسِفٍ
 لَا تَدْعُ لِحُكِّ ذَنْبًا إِلَّا غَفَرْتَهُ وَلَا هَمًّا
 إِلَّا نَزَّجْتَهُ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ بِرِضَا
 إِلَّا قَضَيْتَهَا يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ -

(مشکوٰۃ ص ۱۱)

ترمذی اور ابن ماجہ و طبرانی وغیرہم سیدنا حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ۔ ایک صاحب نابینا حاضر خدمت اقدس ہوئے اور عرض کی کہ اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ مجھے عافیت دے۔ ارشاد فرمایا کہ اگر تو چاہے تو دعا کروں۔ اور چاہے صبر کر اور یہ تیرے لئے بہتر ہے۔ انہوں نے عرض کی حضور! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم، دعا کریں۔ تو آپ نے انہیں حکم فرمایا کہ وضو کرو اور اچھا وضو کرو۔ اور دو رکعت نماز پڑھ کر یہ دعا پڑھو۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَ أَسْأَلُكَ وَ أَسْأَلُكَ وَ أَسْأَلُكَ
 إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا
 مُحَمَّدُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ، إِنِّي تَوَجَّهْتُ
 بِكَ إِلَيْكَ رَجْتُ فِي حَاجَتِي هَذِهِ لِتُقْضَى
 لِي اللَّهُمَّ فَشَفِّعْهُ لِي -

سیدنا حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

خدا کی قسم ہم ابھی اٹھنے بھی نہ پالے تھے باتیں ہی کر رہے تھے کہ وہ ہمارے
 پاس آئے گویا کبھی اندھے تھے نہیں۔ (حسن حصین ص ۳۲۶)

(بہار شریعت ج ۲ ص ۳۰)

نیز قضا کے حاجت کے لئے یہ مجرب نماز جو علمائے کرام ہمیشہ
 پڑھتے آئے۔ یہ ہے کہ سیدنا حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار
 پر جا کر دو رکعت نماز پڑھے۔ اور امام کے کسب سے اللہ عزوجل سے سوال کئے
 سیدنا حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایسا کرتا ہوں
 تو بہت جلد میری حاجت پوری ہو جاتی ہے۔ (نخیر الحسن)

صَلَاةُ الْاِسْرَارِ

نیز قضا کے حاجت کے لئے ایک مجرب نماز صَلَاةُ الْاِسْرَارِ
 ہے جو امام ابوالحسن نور الدین علی بن حبر ریحی شطنونی بھجۃ الاسرار
 میں۔ اور ملا علی قاری و شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہما

حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ اس کی ترکیب یہ ہے کہ۔ بعد نماز مغرب سنتیں پڑھ کر دو رکعت نفل پڑھے۔ اور بہتر یہ ہے کہ الحمد شریف کے بعد ہر رکعت میں گیارہ گیارہ بار قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ پڑھے۔ سلام کے بعد اللہ عزوجل کی حمد و ثنا کرے۔ پھر محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم پر گیارہ بار درود و سلام عرض کرے۔ اور گیارہ بار کہے۔

يَا رَسُولَ اللَّهِ يَا نَبِيَّ اللَّهِ اغْنِنِي
وَأَمْدُ دُنِي فِي قَضَائِ حَاجَتِي يَا
قَاضِيَ الْحَاجَاتِ

پھر عراق کی جانب گیارہ قدم چلے۔ اور ہر قدم پر کہے۔
يَا غَوْثَ الثَّقَلَيْنِ وَ يَا كَرِيْمَ الطَّرْفَيْنِ
اغْنِنِي وَأَمْدُ دُنِي فِي قَضَائِ حَاجَتِي
يَا قَاضِيَ الْحَاجَاتِ

پھر حضور کے توسل سے اللہ عزوجل سے دعا کرے۔

(بہجۃ الاسرار - بہار شریعت جلد چہارم ص ۳۱)

نمازِ تَوْبَةِ

ترمذی اور ابن ماجہ سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم فرماتے

ہیں کہ جب کوئی بندہ گناہ کرے۔ پھر وضو کر کے نماز پڑھے۔ پھر استغفار کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دے گا۔ پھر یہ آیت پڑھے۔

اور جنہوں نے بے حیائی کا کوئی کام کیا یا اپنی جانوں پر ظلم کیا پھر اللہ تعالیٰ کو یاد کیا اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگی اور کون گناہ بخشے اللہ تعالیٰ کے سوا۔ اور اپنے کئے پر بہت رنج کی حالانکہ وہ جانتے ہیں۔

وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا
فَاجِسَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ
ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا
لِذُنُوبِهِمْ وَمَنْ يَغْفِرُ
اللَّهُ فَبِئْسَ إِلاَّ اللَّهُ ط وَ
لَوْ يَصِيرُوا عَلَى مَا فَعَلُوا
وَأَنْهُمْ يَعْلَمُونَ

(مشکوٰۃ ص ۱۱۰)

صَلَاةُ الرَّغَائِبِ

صلوۃ الرغائب کہ رجب کی پہلی جمعرات اور شعبان کی پندرہویں رات اور شب و سحر میں جماعت کے ساتھ نفل نماز بعض لوگ ادا کرتے ہیں۔ فقہار اسے ناجائز و مکروہ اور بدعت کہتے ہیں۔ اور لوگ اس بارے میں جو حدیث بیان کرتے ہیں محدثین اسے موصوع بتاتے ہیں۔ لیکن اجلہ اکابر اولیاء سے باسائید صحیح مروی ہے تو اس کے منع کرنے میں غلو نہ چاہیے۔ اور اگر جماعت میں تین سے زائد مقتدی نہ ہوں جب تو اصلاً کوئی حرج نہیں۔

بہار شریعت جلد چہارم ص ۳۰

ذَلِكُمْ كُسُوفٌ

سورج کے گہن لگنے کو کسوف کہتے ہیں۔ جب سورج کو گہن لگ جائے تو دو رکعت پڑھیں۔ ہر رکعت میں ایک رکوع اور دو سجدے کریں۔ نہ اس میں اذان ہے نہ اقامت نہ بلند آواز سے قرائت ہے۔ اور نہ نماز کے بعد دعا کریں۔ یہاں تک کہ سورج کھل جائے اور دو رکعت سے زیادہ بھی پڑھ کر سکتے ہیں۔ خواہ دو دو رکعت پر سلام پھیریں یا چار پر۔ اور سورج گہن کی نماز جماعت سے پڑھنی مستحب ہے۔ اور تنہا تنہا بھی ہو سکتی ہے۔ اور جماعت سے پڑھی جائے تو خطبہ کے سوا تمام شرائط جمعہ اس کے لئے شرط ہیں۔ وہی شخص اس کی جماعت قائم کر سکتا ہے جو جمعہ کی کر سکتا ہے۔ وہ نہ ہو تو تنہا تنہا گھر میں یا مسجد میں پڑھیں۔

در مختار۔ رد المختار

افضل یہ ہے کہ عید گاہ یا جامع مسجد میں اس کی جماعت قائم کی جائے۔ اور اگر دوسری جگہ قائم کریں جب

مسئلہ

بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ (عالمگیری)

اگر یاد ہو تو سورہ بقرہ اور آل عمران کی مثل بڑی بڑی سورتیں پڑھیں اور رکوع و سجود میں بھی طول دیں اور بعد نماز

مسئلہ

دعا میں مشغول رہیں۔ یہاں تک کہ پورا آفتاب کھل جائے۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ نماز میں تخفیف کریں۔ اور دعائیں طول خواہ۔ امام قبلہ رو دعا کرے۔ یا

مقتدیوں کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو کر اور یہ بہتر ہے۔ اور سب مقتدی
 آمین کہیں۔ اگر دعا کے وقت عصا یا کمان پر ٹیک لگا کر کھڑا ہو تو یہ بھی اچھا ہے۔
 مگر دعا کے لئے منبر پر نہ جائے۔ (در مختار وغیرہ)

نمازِ خسوف

اگر چاند گو کہن لگے تو اسے خسوف کہتے ہیں۔ نمازِ خسوف میں بھی دو رکعت
 پڑھیں۔ مگر اس میں جماعت نہیں۔ امام موجود ہو یا نہ ہو۔ بہر حال تنہا تنہا پڑھیں۔
 (در مختار)

امام کے علاوہ دو تین آدمی جماعت سے پڑھ سکتے ہیں۔

آندھی یا تاریکی کے وقت نماز

جب تیز آندھی چلے یا دن میں — اندھیرا چھا جائے یا رات
 میں خوفناک روشنی ہو یا لگاتار کثرت سے مینہ برسے یا بکثرت اولے
 پڑیں۔ یا آسمان سرخ ہو جائے یا بجلیاں گریں۔ یا بکثرت تارے ٹوٹیں۔ یا
 طاعون وغیرہ وبا پھیلے۔ یا زلزلے آئیں۔ یا دشمن کا خوف ہو۔ یا اور کوئی دہشت
 ناک امر پایا جائے۔ تو ان سب کے لئے دو رکعت نماز مستحب ہے۔
 (عالمگیری)

نَازِ اسْتِغْفَارِ

استغفار دعا اور استغفار کا نام ہے۔ استغفار کی نماز جماعت سے جائز ہے۔ مگر جماعت اس کے لئے سنت نہیں۔ چاہے جماعت سے پڑھیں یا تنہا تنہا دونوں طرح اختیار ہے۔ (در مختار وغیرہ)

مسئلہ

استغفار کے لئے پرانے یا پیوند لگے کپڑے پہن کر تذلل و خشوع و خضوع اور تواضع کے ساتھ سر برہنہ پیدل جائیں۔ اور پا برہنہ ہوں تو بہتر ہے۔ اور جانے سے پیشتر خیرات کریں۔ اور کفار کو ساتھ نہ لے جائیں۔ کیونکہ جاتے ہیں رحمت کے لئے۔ اور کفار پر لعنت اترتی ہے۔

تین دن پیشتر روزے رکھیں اور توبہ و استغفار کریں پھر میدان میں جائیں۔ وہاں توبہ کریں۔ اور زبانی توبہ کافی نہیں بلکہ دل سے کریں۔ اور جن کے حقوق اہل کے ذمہ ہیں سب ادا کرے۔ یا معاف کرائے۔

کمزوروں۔ بوڑھوں۔ بڑھیوں اور بچوں کے توسل سے دعا کرے۔ اور سب آمین کہیں کہ صحیح بخاری شریف میں ہے کہ سرور کائنات فخر موجودات سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہیں روزی اور مدد کمزوروں کے ذریعہ سے ملتی ہے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ اگر جوان خشوع کرنے والے اور چوپائے چرنے والے۔ اور بوڑھے رکوع کرنے والے اور بچے دودھ پینے والے

نہ ہوتے تو تم پر شدت سے عذاب کی بارش ہوتی۔ اس وقت بچے اپنی ماؤں سے جدا رکھے جائیں۔ اور موشی بھی ساتھ لے جائیں۔ فرضیکہ توجہ رحمت کے تمام اسباب مہیا کریں۔ اور تین دن متواتر جنگل کو جائیں اور دعا کریں۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ امام دو رکعت پھر کے ساتھ نماز پڑھائے اور بہتر یہ ہے کہ پہلی رکعت میں **سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی** اور دوسری میں **هَلْ اَنْتَ** پڑھے۔ اور نماز کے بعد زمین پر کھڑا ہو کر خطبہ پڑھے۔ اور دونوں خطبوں کے درمیان جلسہ کرے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک ہی خطبہ پڑھے۔

اور خطبہ میں دعا اور تسبیح و استغفار کرے۔ اور اثنائے خطبہ میں چپا در لوٹ دے یعنی اوپر کا کنارہ نیچے اور نیچے کا اوپر کر دے کہ حال بدلنے کی فال ہو۔ خطبہ سے فارغ ہو کر لوگوں کی طرف پیٹھ اور قبلہ کو منہ کر کے دعا کرے بہتر وہ ہیں جو احادیث میں وارد ہیں اور دعا میں ہاتھوں کو خوب بلند کرے اور پشت دست جانب آسمان رکھے۔ (عالمگیری۔ در مختار وغیرہ)

اگر جانے سے پیشتر بارش ہو جائے جب بھی جائیں اور شکر الہی سجا لائیں۔ اور مینہ کے وقت حدیث شریف میں جو دعا شاد فرمائی۔ پڑھے۔ اور بادل گرجے تو اس کی دعا پڑھے۔ اور بارش میں کچھ پیر ٹھہرے کہ بدن پر پانی پہنچے۔ (در مختار۔ رد المختار)

کثرت سے بارش ہو کہ نقصان کرنے والی معلوم ہو تو اس کے روکنے کی دعا کر سکتے ہیں۔ اور اس کی دعا

حدیث پاک میں یہ ہے۔ **اَللّٰهُمَّ حَوِّا لِيْنَا وَلَا عَلَيْنَا اَللّٰهُمَّ**

عَلَى الْأَكَامِ وَالْغُرَافِ وَبَطُونِ الْأُودِيَةِ وَ
مَنَابِتِ الشَّجَرِ۔ اس حدیث شریف بخاری و مسلم نے سیدنا حضرت
انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ (حسن حصین ص ۳۳۸)

میں برسوں کے وقت کی یہ دعا ہے۔ اَللّٰهُمَّ صَيِّبًا
نَافِعًا اَوْرِیْہِ بَہِیْہِ۔ اَللّٰهُمَّ سَيِّبًا نَافِعًا وَو

مسئلہ

یا تین مرتبہ پڑھے۔ (حسن حصین ص ۳۳۸)

بادل گرے اور بجلی کرے تو یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ
لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَ لَا تَمْدِكْنَا بِعَذَابِكَ

مسئلہ

وَ عَا فِنَا قَبْلَ ذَٰلِكَ۔ اور یہ بھی دعا ہے۔

سُبْحَانَ الَّذِي يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهِ وَ

الْمَلَائِكَةُ مِنْ خِيفَتِهِ۔ (حسن حصین ص ۳۳۹)

صَلَاةُ الْاَوَّلِيْنَ

یہ نماز مغرب کی نماز کے بعد پڑھی جاتی ہے۔ اور اس کی چھ رکعتیں
ہیں۔ اور حدیث شریف میں اس نماز کی بڑی فضیلت آئی ہے۔

ترمذی و ابن ماجہ سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی
ہیں کہ محبوب خدا اشرف انبیاء علیہ السلام نے ارشاد فرمایا
کہ جو شخص مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھے اور ان کے درمیان میں کوئی بری بات
نہ کہے تو بارہ برس کی عبادت کے برابر کی جائے گی۔ (مشکوٰۃ ص ۱۰۴)

طبرانی کی روایت سیدنا حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ فرماتے ہیں۔ جو شخص مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھے اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ اگر چہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔

ترمذی کی روایت ام المؤمنین سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے کہ جو مغرب کے بعد بیس رکعت پڑھے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک مکان بنائے گا۔ (مشکوٰۃ ص ۱۰۴)

ان چھ اور بیس رکعتوں میں دو رکعتیں راتبہ بھی داخل ہیں ان دو رکعتوں کو جو سنت مؤکدہ ہیں ایک سلام کے ساتھ

مسئلہ

پڑھے اور باقیوں میں اختیار ہے۔ (مرقات)

ایام بیض کے روزے

نفل روزوں کا بیان دنوں اور مہینوں کے ضمن میں ہو چکا ہے۔ اب ایام بیض کے روزوں کے بارے میں کچھ لکھا جاتا ہے۔ ایام بیض ہر مہینہ کی تیرہویں۔ چودھویں اور پندرہویں تاریخ کو کہتے ہیں۔ کیوں کہ ان دنوں کی راتوں میں چاند کی پوری روشنی ہوتی ہے۔ صہنور پر نور شافع یوم النور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم ایام بیض کے روزے رکھا کرتے تھے۔ اور اپنے غلاموں کو ان دنوں میں روزے رکھنے کا حکم بھی دیا کرتے تھے۔ اب ان کے متعلق احادیث شریفہ نہیں۔

۱ : نسائی نے ام المؤمنین سیدہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

سے روایت کی ہے کہ حضور سداپا نور شافع یوم النور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم چار چیزوں کو نہیں چھوڑتے تھے۔ عاشورا اور عشرہ ذی الحجہ یعنی ذی الحجہ کے پہلے نو دن اور ہر مہینے میں تین دن کے روزے اور فجر کے پہلے دو رکعتیں۔ (مشکوٰۃ ص ۱۸۰)

۱۲ : نسائی سیدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ فخر دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم ایام بیض میں بغیر روزہ کے نہ ہوتے تھے نہ سفر میں اور نہ حضر میں۔ (مشکوٰۃ ص ۱۸۰)

۱۳ : امام احمد اور ترمذی و نسائی اور ابن ماجہ سیدنا حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے فرمایا جب مہینے میں تین روزے رکھنے ہوں تو تیرہ^{۱۳} چودہ^{۱۴} پندرہ^{۱۵} کو رکھو۔ (مشکوٰۃ ص ۱۸۰)

۱۴ : سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ محبوب کبریٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے مجھے تین باتوں کی وصیت فرمائی۔ ان میں ایک یہ ہے کہ ہر مہینے میں تین روزے رکھوں۔ (بخاری مسلم)

۱۵ : سیدنا حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول خدا اشرف انبیاء شفیع یوم جزا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر مہینے میں تین دن کے روزے ایسے ہیں جیسے دہر (ہمیشہ) کا روزہ۔

(بخاری شریف و مسلم شریف)

۱۶ : سیدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے

کہ رسول کریم رؤف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم فرماتے ہیں کہ رمضان کے روزے اور ہر مہینے کے تین دن کے روزے سینہ کی خرابی کو دور کرتے ہیں۔ (مسند امام احمد - ابن حبان)

، : سیدہ حضرت میمونہ بنت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ شہنشاہ دو جہاں سیدہ کون و مکان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم فرماتے ہیں کہ جس سے ہو سکے تو ہر مہینے میں تین دن روزے رکھے کہ ہر روزہ دس گناہ مٹاتا ہے۔ اور گناہ سے ایسا پاک کر دیتا ہے جیسا پانی کپڑے کو۔

(طبرانی بحوالہ بہار شریعت جلد پنجم)

منّت کے روزہ کا بیان

شرعی منّت جس کے ماننے سے شرعاً اس کا پورا کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ اس کے لئے مطلقاً چند شرطیں ہیں۔

۱ : ایسی چیز کی منّت ہو کہ اس کی جنس سے کوئی واجب ہو۔ عیادت مرضی اور سجد میں جانے اور جنازہ کے ساتھ جانے کی منّت نہیں ہو سکتی۔

۲ : وہ عبادت خود بالذات مقصود ہو۔ کسی دوسری عبادت کے لئے

وسیلہ نہ ہو۔ لہذا وضو اور غسل و نظر صحف کی منّت صحیح نہیں۔

۳ : اس چیز کی منّت نہ ہو جو شرع نے خود اس پر واجب کی ہو۔ خود

فی اکمال یا آئینہ۔ مثلاً آج کی ظہر یا کسی فرض نماز کی منت صحیح نہیں کہ یہ چیزیں تو خود ہی واجب ہیں۔

۴ : جس چیز کی منت مانی ہو وہ خود بذاتہ کوئی گناہ کی بات نہ ہو۔ اور اگر کسی اور وجہ سے گناہ ہو تو منت صحیح ہو جائے گی۔ مثلاً عید کے دن روزہ رکھنا منع ہے۔ اگر اس کی منت مان لی تو منت ہو جائے گی۔ اگرچہ حکم یہ ہے کہ اس دن روزہ نہ رکھے۔ بلکہ کسی دوسرے دن رکھے کہ یہ ممانعت عارضی ہے۔ یعنی عید کے دن ہونے کی وجہ سے۔ خود روزہ ایک جائز چیز ہے۔

۵ : ایسی چیز کی منت نہ ہو جس کا ہونا محال ہو۔ مثلاً یہ منت مانی کہ کل گزشتہ میں روزہ رکھوں گا۔ تو یہ منت صحیح نہیں۔

مسئلہ

منت صحیح ہونے کے لئے کچھ یہ ضروری نہیں کہ دل میں اس کا ارادہ بھی ہو۔ اگر کہنا کچھ چاہتا تھا مگر زبان سے منت کے الفاظ جاری ہو گئے تو منت صحیح ہو گئی۔ کہنا یہ چاہتا تھا کہ اللہ کے لئے مجھ پر ایک دن کا روزہ رکھنا ہے۔ اور زبان سے ایک مہینہ نکلا تو مہینہ بھر کا روزہ واجب ہو گیا۔ (رد المحتار)

مسئلہ

ایام منہیۃ یعنی عید اور بقر عید اور ذمی الحجہ کی گیارہویں بارہویں تیرہویں کے روزے رکھنے کی منت مانی۔ اور ان ہی دنوں میں رکھ بھی لئے اگرچہ یہ گناہ ہوا مگر منت ادا ہو گئی۔ (در مختار)



مسئلہ

اس سال کے روزوں کی منت مانی تو ایام منہیہ چھوڑ کر
باقی دنوں میں روزے رکھے اور ان دنوں کے بدلے اور

دنوں میں روزے رکھے اور اگر ایام منہیہ میں بھی رکھ لیتے تو منت پوری ہو
جانے گی مگر گنہگار ہوگا۔ یہ حکم اس وقت ہے کہ ایام منہیہ سے پہلے مانی ہو۔
اور اگر ایام منہیہ کے بعد مثلاً ذی الحجہ کی چودھویں رات میں اس سال کے روزوں
کی منت مانی تو ختم ذی الحجہ تک روزہ رکھنے کی منت پوری ہو جائے گی کہ
سال ختم ذی الحجہ پر ہوتا ہے۔

اور رمضان شریف سے پہلے اس سال کے روزوں کی منت مانی تھی تو
رمضان شریف کے بدلے کے روزے اس کے ذمہ نہیں۔ اور اگر منت میں
پلے درپلے روزہ کی شرط یا نیت کی۔ جب بھی جن دنوں میں روزہ کی ممانعت
ہے ان میں روزہ نہ رکھے۔ مگر بعد میں پلے درپلے ان دنوں کی قضا رکھے
اور اگر ایک دن بھی بے روزہ رہا تو اس دن کے پہلے جتنے روزے رکھے
تھے ان سب کا اعادہ کرے۔

اور اگر ایک سال کے روزوں کی منت مانی تو سال بھر روزہ رکھنے کے
بعد پینتیس یا چونتیس دن کے روزے اور رکھے۔ یعنی ماہ رمضان شریف اور
پانچ ایام منہیہ کے بدلے۔ اگر چہ ان دنوں میں بھی اس نے روزے رکھے ہوں۔
البتہ اگر یوں کہا کہ ایک سال کے روزے پلے درپلے رکھوں گا تو اب ان
پینتیس دنوں کے روزوں کی ضرورت نہیں۔ مگر اس صورت میں اگر پلے درپلے
نہ ہوں گے تو سب سے پھر رکھنے ہوں گے مگر ایام ممنوعہ میں نہ رکھے۔ بلکہ
سال پورا ہونے پر پانچ دن علی الاطلاق رکھے۔ درمختار۔ روز المختار۔

منت کے الفاظ میں میمن (قسم) کا بھی احتمال ہے۔
لہذا یہاں چھ صورتیں ہوں گی۔

مسئلہ

۱ : ان لفظوں سے کچھ نیت نہ کی نہ منت کی نہ میمن کی۔
۲ : فقط منت کی نیت کی۔ یعنی میمن ہونے نہ ہونے کسی کا ارادہ نہ کیا۔

۳ : منت کی نیت کی اور یہ کہ میمن نہیں۔

۴ : میمن کی نیت کی اور یہ کہ منت نہیں۔

۵ : منت اور میمن دونوں کی نیت کی۔

۶ : فقط میمن کی نیت کی اور منت ہونے نہ ہونے کسی کی نہیں۔

پہلی تین صورتوں میں فقط منت ہے کہ پوری نہ کرے تو قضا دے۔ چوتھی صورت میں میمن ہے کہ اگر پوری نہ کی تو کفارہ دینا ہوگا۔ اور پانچویں اور چھٹی صورتوں میں منت اور میمن دونوں ہیں۔ پوری نہ کرے تو منت کی قضا دے اور میمن کا کفارہ۔ (تنویر الابصار)

اس مہینے کے روزے کی منت مانی اور اس میں ایام مہینہ

ہیں تو ان میں روزے نہ رکھے بلکہ ان کے بدلے کے بعد

مسئلہ

میں رکھے۔ اور اگر رکھے لئے تو گناہ گار ہوا مگر منت پوری ہوگئی۔ اور اس

صورت میں پورے ایک مہینے کے روزے واجب نہیں۔ بلکہ منت ماننے کے

وقت سے اس مہینے میں جتنے دن باقی ہیں ان دنوں میں روزے واجب ہیں۔

اور اگر وہ مہینہ رمضان شریف کا تھا تو منت ہی نہ ہوتی کہ رمضان شریف کے

روزے خود فرض ہیں۔ ہاں اگر ماہ رمضان شریف کے روزوں کی منت مانی اور

رمضان شریف آنے سے پہلے انتقال ہو گیا۔ تو ایک ماہ تک مسکین کو کھانا کھلانے کی وصیت واجب ہے۔

اور اگر کسی عین مہینے کی منت مانی مثلاً حجب یا شعبان کی تو پورے مہینے کا روزہ ضروری ہے۔ وہ مہینہ اکتیس کا ہو تو اکتیس روزے۔ اور تیس کا ہو تو تیس اور ناغہ نہ کرے۔ پھر اگر کوئی روزہ چھوٹ گیا تو اس کو بعد میں رکھ لے پورے مہینے کے لوٹانے کی ضرورت نہیں۔ (رد المحتار)

ایک مہینے کے روزے کی سنت مانی تو پورے تیس دن

مسئلہ

کے روزے واجب ہیں۔ اگرچہ جس مہینے میں رکھے وہ اکتیس ہی کا ہو۔ اور یہ بھی ضروری ہے کہ کوئی روزہ ایام منہیت میں نہ ہو کہ اس صورت میں اگر ایام منہیت میں روزے رکھے تو گناہ گار ہوا۔ اور وہ روزے بھی کافی نہیں۔ اور پے درپے کی شرط لگائی یا دل میں نیت کی تو یہ ضروری ہے کہ ناغہ نہ ہونے پائے۔

اگر ناغہ ہوا۔ اگرچہ ایام منہیت میں تو اب سے ایک مہینہ نے علی الاطلاق روزے رکھے۔ یعنی یہ ضروری ہے کہ ان تیس دنوں میں کوئی دن ایسا نہ ہو کہ جس میں روزہ کی ممانعت ہے۔

اور اگر پے درپے کی شرط لگائی نہ نیت میں ہے تو متفرق طور پر تیس روزے رکھ لینے سے بھی منت پوری ہو جائے گی۔

اور اگر عورت نے ایک ماہ پے درپے رکھنے کی منت مانی تو اگر ایک مہینہ یا زیادہ طہارت کا زمانہ اسے ملتا ہے تو ضروری ہے کہ ایسے وقت شروع کرے کہ حیض آئے سے پیشتر تیس دن پورے ہو جائیں اور

حیض آنے کے بعد اب سے تیس پورے کرنے ہوں گے۔ اور اگر مہینہ پورا ہونے سے پہلے اسے حیض آجایا کرتا ہے تو حیض سے پہلے جتنے روزے رکھ چکی ہے انہیں حساب کر لے جو باقی رہ گئے انہیں حیض ختم ہونے کے بعد متصلاً بلا ناغہ پورا کر لے۔ (درمختار۔ ردالمختار)

مسئلہ پے درپے روزے رکھنے کی منت مانی تو ناغہ کرنا جائز نہیں ہے اور متفرق طور پر مثلاً دس روزے کی منت مانی تو لگاتار رکھنا جائز ہے۔ (سبح الراقی)

مسئلہ منت دو قسم پر ہے۔ ایک معلق کہ میرا فلاں کام ہو جائے گا یا فلاں شخص سفر سے آجائے تو مجھ پر اللہ تعالیٰ کے لئے اتنے روزے یا نماز یا صدقہ وغیرہ ہے۔

دوسری غیر معلق جو کسی چیز کے ہونے نہ ہونے پر موقوف نہیں بلکہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے لئے اپنے اوپر اتنے روزے یا نماز یا صدقہ وغیرہ واجب کرنا ہوں۔ غیر معلق میں اگرچہ وقت یا جگہ وغیرہ معین کر لے مگر منت پوری کرنے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ اس سے پیشتر یا اس کے غیر میں نہ ہو سکے بلکہ اگر اس وقت سے پیشتر روزے رکھ لئے یا نماز پڑھ لی وغیرہ وغیرہ تو منت پوری ہو گئی (درمختار)

مسئلہ اس رجب کے روزے کی منت مانی اور جہاد ہی الاخر میں روزے رکھ لئے اور یہ مہینہ انتیس کا ہوا۔ اگر یہ رجب بھی انتیس کا ہو تو پوری ہو گئی۔ ایک اور روزہ کی ضرورت نہیں۔ اور تیس کا ہو تو ایک روزہ اور رکھ لے۔ (ردالمختار)

اس رجب کے روزے کی منت مانی - اور رجب میں
بیمار رہا تو دوسرے دنوں میں ان کی قضا رکھے - اور

مسئلہ

قضا میں اختیار ہے کہ لگاتار یا ناغے سے - (درمختار)

منت معلق میں شرط پانی جانے سے پہلے منت پوری
نہیں کر سکتا - اگر پہلے ہی روزے رکھ لیں شرط

مسئلہ

پانی گئی تو اب پھر روزے رکھنا واجب ہوگا پہلے کے روزے اس کے قائم مقام
نہیں ہو سکتے - (درمختار)

ایک دن کے روزے کی منت مانی تو اختیار ہے کہ
ایام منہیہ کے سوا جس دن چاہے روزہ رکھ لے یوں

مسئلہ

ہی دو دن - تین دن میں بھی اختیار ہے - البتہ ان میں پہلے درپے کی نیت
کی تو پہلے درپے رکھنا واجب ہوگا - ورنہ اختیار ہے کہ ایک ساتھ رکھے یا
ناغہ دے کر - اور متفرق کی نیت کی اور پہلے درپے رکھ لے جب بھی جائز ہے -

(عالمگیری)

ایک ساتھ دس روزوں کی منت مانی اور پندرہ روزے
رکھے بیچ میں ایک افطار کیا - اور یہ یاد نہیں کہ کون سے

مسئلہ

دن روزہ نہ تھا تو لگاتار پانچ دن اور رکھ لے - (عالمگیری)

مریض نے ایک ماہ روزہ رکھنے کی منت مانی اور صحت
نہ ہوئی مر گیا تو اس پر کچھ نہیں - اور اگر ایک دن کے

مسئلہ

لئے بھی اچھا ہو گیا تھا اور روزہ نہ رکھا تو پورے مہینہ بھر کے فدیہ کی وصیت
کرنا واجب ہے - اور اگر اس دن روزہ رکھ لیا جب بھی باقی دنوں کے لئے

وصیت چاہیے۔

یوں ہی اگر تندرست نے منت مانی اور مہینہ پور ہونے سے پہلے مر گیا تو اس پر بھی وصیت کرنا واجب ہے۔ اور اگر رات میں منت مانی تھی اور رات ہی میں مر گیا تو جب بھی وصیت کر دینی چاہیے۔

(در مختار۔ رد المحتار)

مسئلہ

یہ منت مانی کہ جس دن فلاں شخص آئے گا اس دن اللہ کے لئے مجھ پر روزہ رکھنا واجب ہے۔ تو اگر ضحوة کبریٰ سے پیشتر آیا اور اس نے کچھ کھایا یا پیا نہیں ہے تو روزہ رکھ لے۔ اور اگر رات میں آیا تو کچھ نہیں۔ یوں ہی اگر زوال کے بعد آیا یا کھانے کے بعد آیا۔ یا منت ماننے والی عورت تھی اور اس دن اسے حیض تھا تو ان صورتوں میں بھی کچھ نہیں۔

اور اگر یہ کہا تھا کہ جس دن فلاں آئے گا اس دن کا اللہ کے لئے مجھے ہمیشہ روزہ رکھنا ہے۔ اور کھانا کھانے کے بعد آیا تو اس دن کا روزہ تو نہیں مگر آئندہ ہر ہفتہ میں اس دن کا روزہ اس پر واجب ہو گیا۔ مثلاً پیر کے دن آیا تو ہر پیر کو روزہ رکھے۔ (عالمگیری)

مسئلہ

یہ منت مانی کہ جس دن فلاں آئے گا اس روز کا روزہ مجھ پر ہمیشہ ہے۔ اور دوسری منت یہ مانی کہ جس دن فلاں کو صحت ہو جائے تو اس دن کا روزہ مجھ پر ہمیشہ ہے۔ اتفاقاً جس دن وہ آیا اسی دن وہ اچھا بھی ہو گیا۔ تو ہر ہفتہ میں صرف اسی ایک دن کا روزہ رکھنا اس پر ہمیشہ واجب ہوا۔ (عالمگیری)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

سَلَامٌ بِحُضُورِ سَيِّدِنَا

مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يَا نَبِيَّ الْهُدَى سَلَامٌ عَلَيْكَ
سَيِّدِ الْأَصْفِيَا سَلَامٌ عَلَيْكَ
مَرْحَبًا مَرْحَبًا سَلَامٌ عَلَيْكَ
يَا حَبِيبَ الْعَالَمِ سَلَامٌ عَلَيْكَ
أَفْضَلُ الْأَذْكَيَا سَلَامٌ عَلَيْكَ
أَنْتَ بَدْرُ الدُّجَى سَلَامٌ عَلَيْكَ
أَنْتَ شَمْسُ الصُّحَى سَلَامٌ عَلَيْكَ
صَاحِبِ الْإِهْتِدَا سَلَامٌ عَلَيْكَ
إِنَّكَ مُدَّعَا سَلَامٍ عَلَيْكَ
أَنْتَ مَطْلُوبُنَا سَلَامٌ عَلَيْكَ
لَكَ رُوحِي فِدَا سَلَامٌ عَلَيْكَ
مِنْهُ يَا مُصْطَفَى سَلَامٌ عَلَيْكَ

يَا شَفِيعَ الْوَرَى سَلَامٌ عَلَيْكَ
خَاتِمِ الْأَنْبِيَا سَلَامٌ عَلَيْكَ
أَحْمَدٌ لَيْسَ مِثْلَكَ أَحَدٌ
وَاجِبٌ حُبُّكَ عَلَى الْمَخْلُوقِ
أَعْلَمُ الْخَلْقِ أَشْرَفُ الشُّرَفَاءِ
كَيْفَ ظَلَمْتُ مِنْكَ ظُلْمِ
طَالِعٍ مِنْكَ كَوْكَبِ الْعِرْفَانِ
مَهْبَطِ الْوَحْيِ مُنْزَلِ الْقُرْآنِ
إِنَّكَ مَقْصِدِي وَمَلْجَأِي
مَطْلَبِي يَا حَبِيبِي لَيْسَ سِوَاكَ
سَيِّدِي يَا حَبِيبِي مَوْلَايَ
هَذَا قَوْلُ عَلَا مِلِكِ عَشِيْقِي

اللہ عزوجل کی توفیق سے " فضائل الایام والشہور " آج بروز
ہفتہ ۱۰ رجب المرجب ۱۳۹۸ ھ بمطابق ۱۶ جون ۱۹۷۸ء
اپنے اختتام کو پہنچ گیا ہے۔ بمنہ وکرمہ۔
اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِمُؤَلِّفِهِ وَلِكَاتِبِهِ وَلِمَنْ قَرَأَ فِيهِ
وَلِمَنْ دَعَا لَهُمْ بِالْخَيْرِ وَلِسَائِرِ الْمُسْلِمِينَ وَ
الْمُسْلِمَاتِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَحْدَهُ وَصَلَّى اللَّهُ
عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ
أَجْمَعِينَ ط حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ نِعْمَ
الْمَوْلَى وَنِعْمَ النَّصِيرُ -

يَمَّتْ بِالْخَيْرِ =

فقیر نور محمد قادری ضوی

صدر اس

جامعہ اہلبیتہ - سنڈمی وارہڈن - ضلع شونہ پورہ

پاکستان

نسبت با عرشِ جنت

تصنیف لطیف، صاحبزادہ سید افتخار الحسن زیدی .

نسبت اگر چہتی ہو تو پستی کو بھی بلند کی بل جاتی ہے۔ خاک کی نسبت اگر نعلین اقدس سے ہو جائے تو وہ لعل بدشاں سے بھی عظیم تر ہو جاتی ہے۔ نعلین کی نسبت اگر سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہو جائے تو اسے صحابہ کلم رضوان اللہ علیہم بھی تاج سر نہاتے ہیں۔

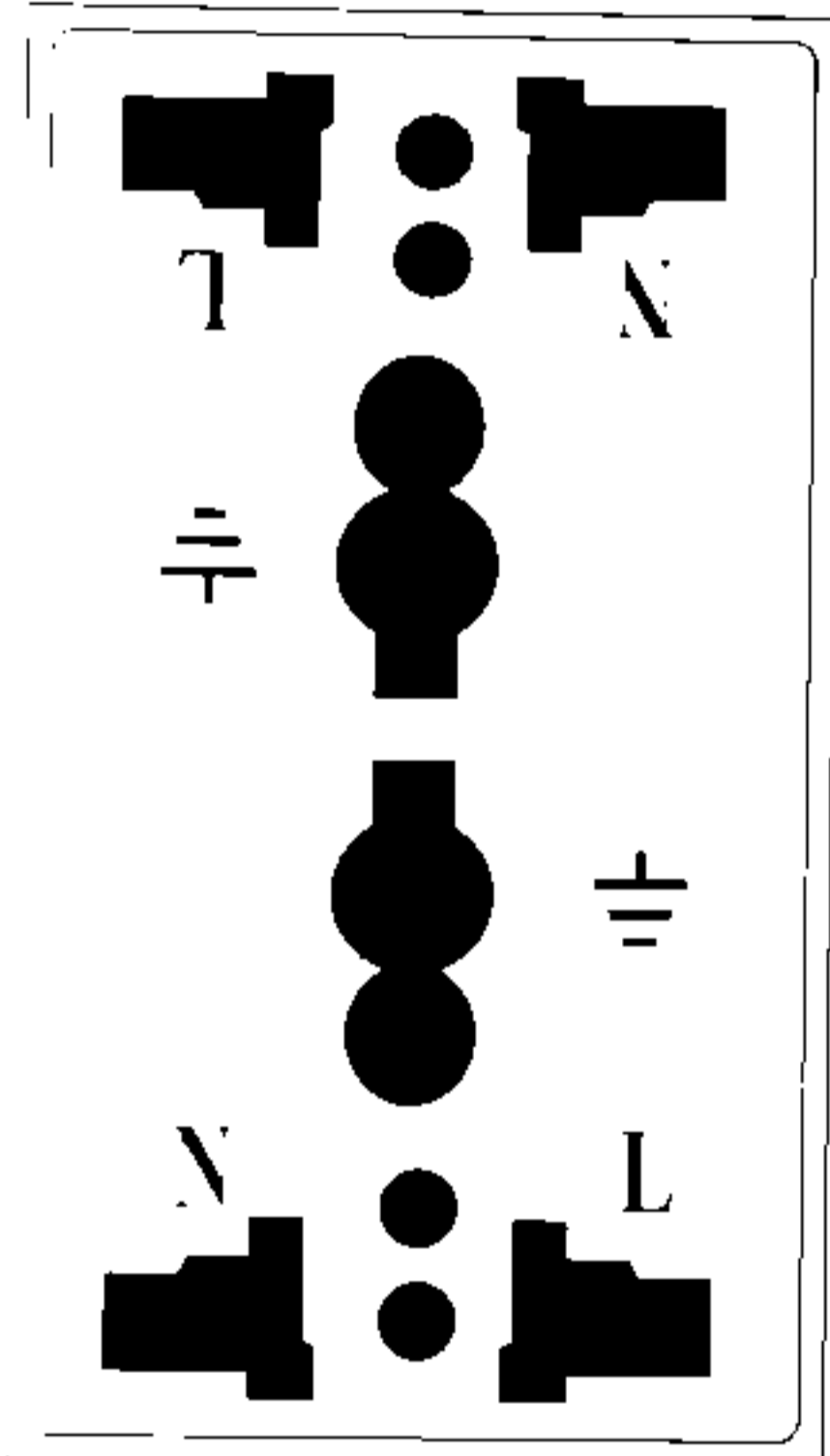
نسبت اولیاء اگر سب اصحاب کعب کو جنت میں لے جاسکتی ہے تو پھر بندہ مومن جنت میں کیوں نہیں جاسکتا۔

جب نسبت سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہو وہ تو خود جنتوں کا مالک ہوا ہے۔

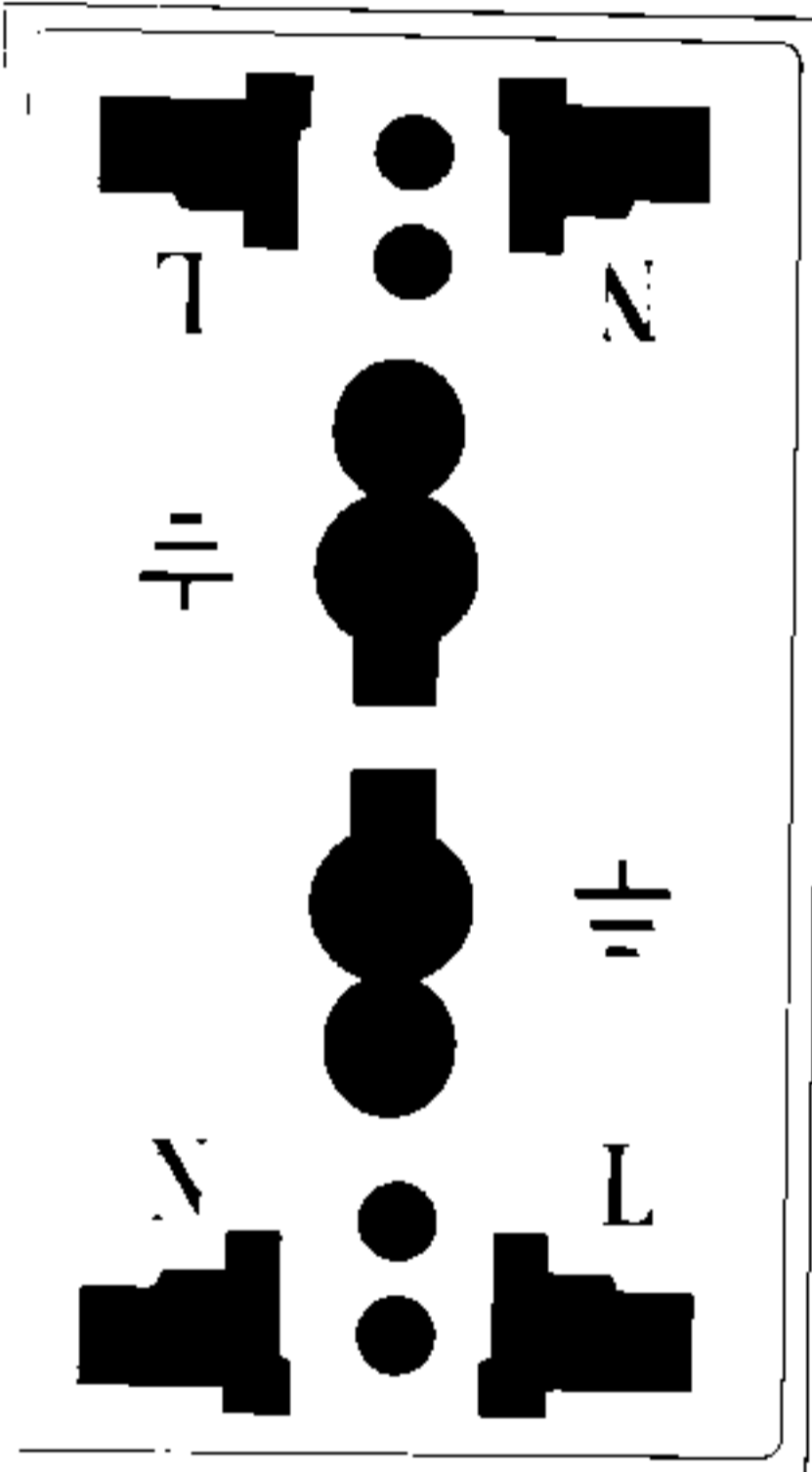
زیر نظر کتاب اس موضوع کو ترتیب دیا گیا ہے قرآن و احادیث، تواریخ و تفسیر کی کتاب سے تیز لہ جات سے مترجم مرقع بہترین کتابت، ریشن آفسٹ طبعت اعلیٰ کاغذ، مضبوط جلد، مناسب سائز۔

ناشر

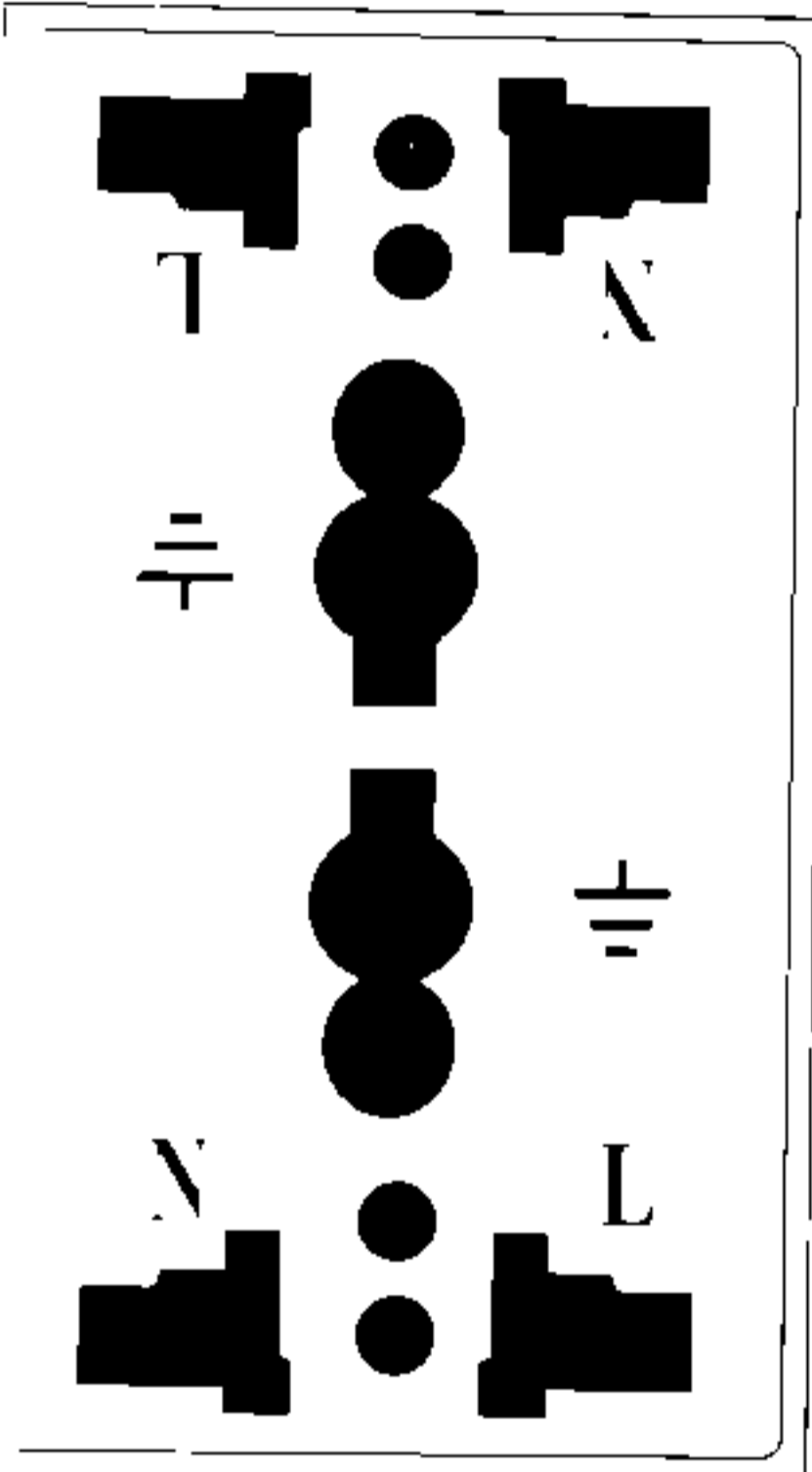
مکتبہ اوزارِ ضویہ، گلبرگ اے فیصل آباد



EXTENSION S (00)



EXTENSION (S)



EXTENSION (S)